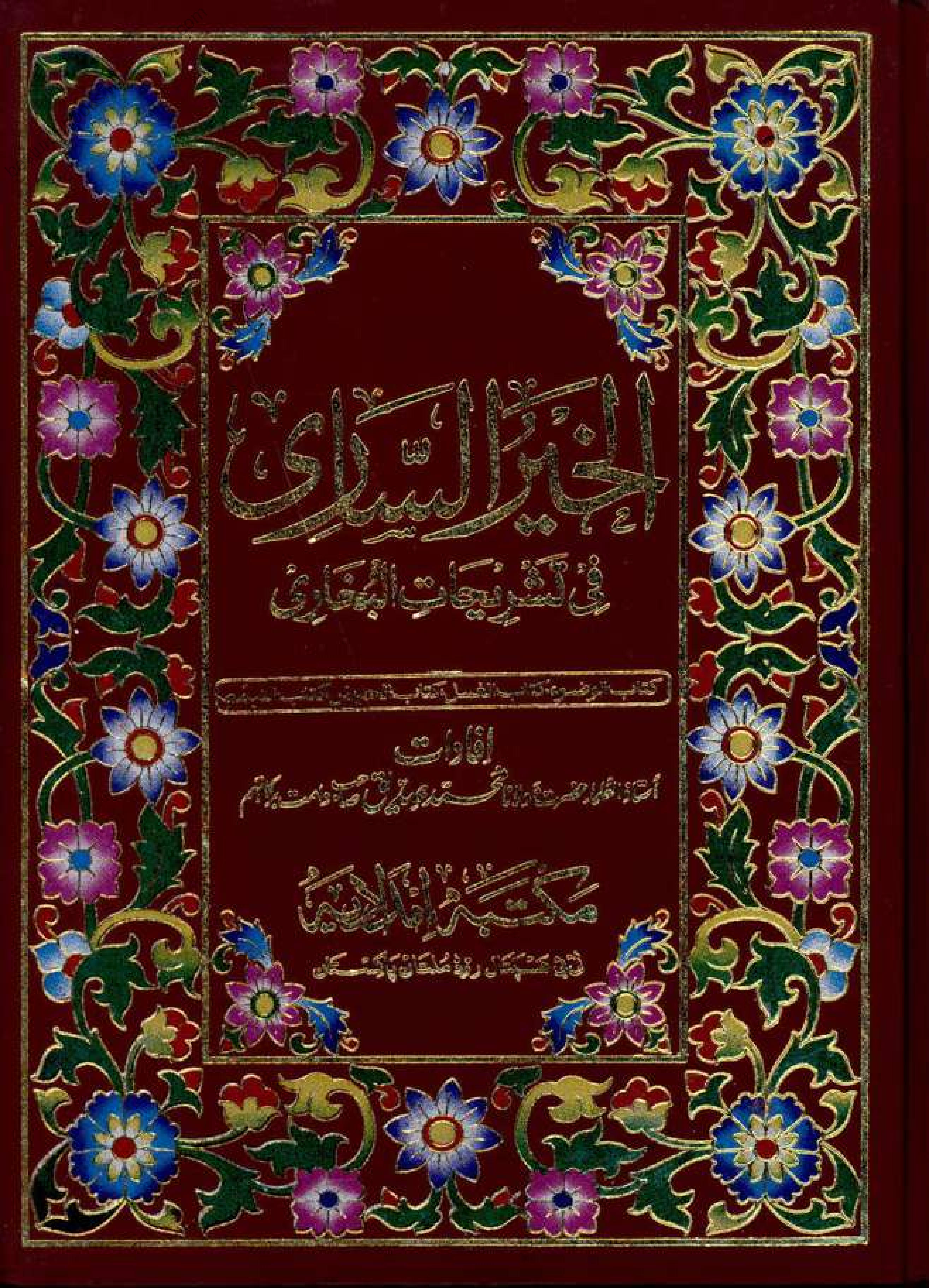
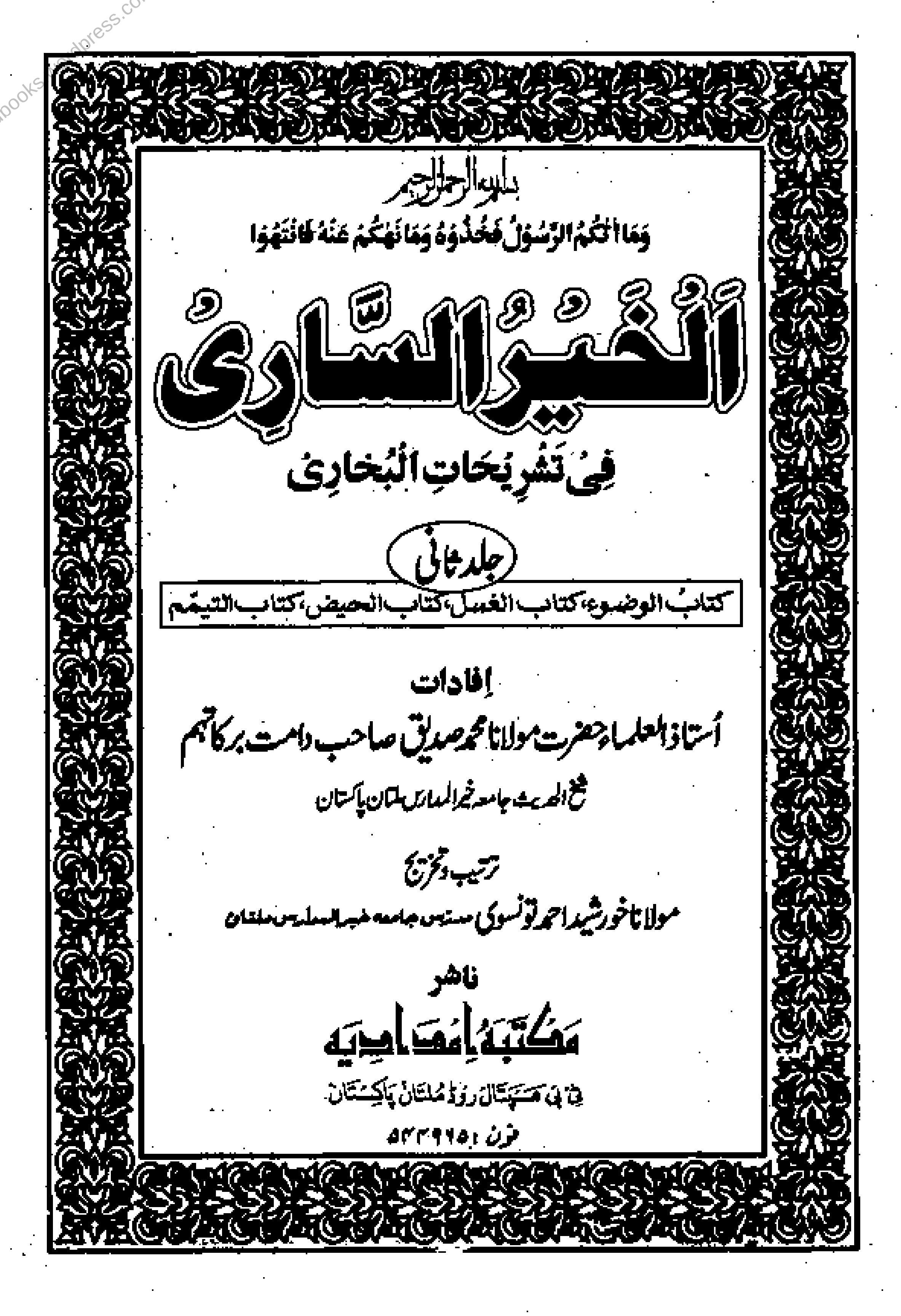

الخیر الساری
فی تشریحات البخاری
افادات
استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم
مکتبہ امدادیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اَلْخَيْرُ السَّارِي

فِي تَشْرِيْحَاتِ الْبُخَارِي

جلد ثانی

کتاب الوضوء، کتاب الغسل، کتاب الحیض، کتاب التیمم

إفادات

أستاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

ترتیب و تخریج

مولانا خورشید احمد تونسوی مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

مکتبہ إمدادیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

فون : ۵۴۳۹۹۲۵

نام کتاب:...... الخیر الساری فی تشریحات البخاری (جلد ثانی)

افادات:...... استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہٗ (صدر المدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

ترتیب وتخریج:...... حضرت مولانا خورشید احمد صاحب تونسوی (فاضل ومدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

کتابت:...... حضرت مولانا خورشید احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

تزئین وآرائش:...... مولوی محمد یحییٰ انصاری (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

معاونت:...... مولوی محمد اسماعیل، مولوی محمد ناصر جمیل، مولوی محمد شبیر (طلباء جامعہ خیر المدارس، ملتان)

ناشر:...... مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان

ملنے کے پتے

۱...... مولانا میمون احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

۲...... مولانا محفوظ احمد صاحب (خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی، صادق آباد)

۳...... مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور

۴...... قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

۵...... دار الاشاعت اردو بازار، کراچی

ضروری گذارش

اس کتاب کی تصحیح میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی معلوم ہوتو ناشر یا مصنف مدظلہٗ کوضرور مطلع فرمائیں تاکہ اسکی آئندہ اشاعت میں تصحیح کردی جائے (شکریہ)

فہرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صلی علی محمد
وعلی آل محمد



از

آیۃ الخیر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم
مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان وناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
نبیرہ
استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امام الانبیاء حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی کے سامنے اپنی بات چلائے، ارشادِ ربانی ہے ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾[1] "اور نہیں کسی مرد مومن اور نہ کسی مومنہ عورت کے لئے اپنے معاملہ میں کچھ اختیار بعد اس کے کہ خدا اور اس کا رسول اس کام کے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمادیں" تمام احادیث مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صادر فرمودہ فیصلے ہیں اس لئے کسی بھی حدیث کو قبول کرنے میں دل میں تنگی نہ ہونی چاہئے۔ مومن کو چاہئے کہ آپ ﷺ کا ہر حکم خوشی کے ساتھ دل سے قبول کرے۔ کمال ایمان ہی نہیں نفس ایمان بھی اس پر موقوف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر دل کی گہرائیوں سے ایمان لایا جائے اور اسے قبول کرنے میں ادنیٰ تأمل کو بھی راہ نہ دی جائے۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾[2] میں اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

---

[1] الاحزاب، پارہ ۲۲، رکوع ۲ [2] (النساء)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنا جب عمل کو اکارت کر دیتا ہے تو اس کے احکام کے سامنے اپنی رائے کو مقدم کر دینا اعمال صالحہ کے لئے کیونکر تباہ کن نہ ہوگا۔" (ترجمان السنہ صفحہ ۱۳۲ جلد ۱)

واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے بعد آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کا فیصلہ آپ ﷺ کا ہی فیصلہ شمار ہوگا اور یہ حکم قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خود بلاواسطہ آپ ﷺ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کی طرف رجوع جاری رہے گا۔

اس لئے ائمہ وعلماءِ امت نے اپنی زندگیاں حدیث رسول ﷺ کے گرد پہرہ دینے میں گزار دیں اور حفاظت حدیث کا فریضہ ائمہ حدیث اور فن حدیث کے ناقدین کے ہاتھوں تاریخ کے ہر دور میں پورا ہوتا رہا۔ بقول مولانا الطاف حسین حالی مرحوم ؎

گروہ اک جویا تھا علم نبیؐ کا — لگایا پتہ اس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا — کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون — نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

محدثین کرام کی اس عظیم وقابل احترام جماعت کی کہکشاں میں سورج بن کر چمکنے والا ایک نام امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۶ھ) کا ہے جن کے بارے میں امام مسلمؒ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ ان جیسا محدث روئے زمین پر نہیں ہے۔[1]

امام بخاریؒ کی شہرۂ آفاق تالیف "الجامع الصحیح" کو ہر زمانہ میں اس کی خصوصیات وامتیازات کی بناء پر ذخیرۂ احادیث میں ممتاز مقام حاصل رہا ہے اور اس کی تدریس وتعلیم ہمیشہ اہل فن اور نابغۂ روزگار علمی شخصیات نے انجام دی ہے۔ جامعہ خیر المدارس، ملتان میں بخاری شریف کی مسند تدریس کو اپنی زندگی میں میرے جدِ امجد استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ نے رونق بخشی۔ حضرت دادا جانؒ انتہائی شفیق اور مربی استاذ تھے۔ آپؒ کے عادات و اعمال اخلاق نبوۃ کا آئینہ تھے اور آپؒ کی زندگی زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، تدبر وفراست اور اعتدال واستقامت جیسے اوصاف کا مجموعہ تھی۔ انتظامی مصروفیات اور تبلیغی واصلاحی خدمات کے باوجود آپؒ کا شمار پنجاب میں انگلیوں پر گنے جانے والے ان چند مدرسین میں ہوتا تھا جو اپنے تفہیمی وتدریسی انداز کی بناء پر پورے ملک میں معروف تھے۔ حضرت

---

[1] (مقدمہ فتح الباری، صفحہ ۴۸۵)

دادا جانؒ کا سبق دریا بکوزہ کی مثال ہوتا تھا۔ اسلوب بیان سلیس اور دلنشین اور تقریر حشو و زوائد سے بالکل پاک ہوتی تھی۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ تفہیم و تدریس میں استاذ خود مشقت برداشت کرے، طلبہ پر بوجھ نہ ڈالے۔" آپؒ کی پوری تدریسی زندگی اسی اسلوب میں ڈھلی ہوئی تھی۔ لمبی لمبی تقاریر کو اختصار و جامعیت کے ساتھ ذہن نشین کرا دینا حضرت والاؒ کا امتیاز تھا۔ حدیث پاک کی تدریس کے دوران ائمہ مجتہدینؒ کے مستدلات و آراء کو اس حسن ترتیب سے بیان فرماتے کہ منشاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکھر کر سامنے آجاتا۔ بالخصوص حضرات احناف رحمہم اللہ کے موقف اور دلائل پر شرح صدر کی کیفیت حاصل ہو جاتی، اسی طرح احادیث کا ایسا معنی خیز اور جچا تلا ترجمہ فرماتے کہ تطویلات و توجیہات کی ضرورت ہی نہ رہتی اور بہت سے اشکالات و اعتراضات خود بخود حل ہو جاتے۔

جامعہ خیر المدارس کے موجودہ شیخ الحدیث استاذ مکرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم حضرت دادا جانؒ کے مایہ ناز اور قابل فخر تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے درس نظامی کی اکثر کتب حضرت دادا جانؒ کی نگرانی و سرپرستی اور رہنمائی میں پڑھائیں اور حضرت والاؒ کی زندگی میں حدیث شریف کے اسباق بھی پڑھائے اور اب تقریباً ۱۵ سال سے جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیریؒ کی رحلت کے بعد بحیثیت شیخ الحدیث بخاری شریف پڑھا رہے ہیں۔ استاذ مکرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم کے علوم و معارف اور افادات حضرت دادا جانؒ کے انداز تدریس کا عکس جمیل ہیں۔ آپ نے اپنی تعلیم کے دوران حضرت دادا جانؒ کے افادات و ارشادات کو بالالتزام قلمبند فرمایا تھا۔ آپ کی تدریس کی عمارت اسی سنگ بنیاد پر استوار ہے اور حضرت الاستاذ کی تقاریر میں آپ کو وہی دقت نظر، تبحر علم، تعمق فکر اور فقہ میں دُور رس نگاہ نظر آئے گی جو حضرت دادا جانؒ کا طرۂ امتیاز تھی۔ آپ کی املائی تقاریر تحقیق و تفہیم اور نکتہ رسی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس علمی ذخیرہ کی اشاعت و طباعت فن حدیث کی گرانقدر خدمت ہے۔ گزشتہ سال ان افادات کی پہلی جلد "الخیر الساری" کے نام سے منصۂ شہود پر آکر اہل علم و فضل سے خراج تحسین پا چکی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اب اس کی دوسری جلد زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ خیر کو تا ابد جاری و ساری فرمائیں۔ اس سلسلہ میں جامعہ کے استاذ مولانا خورشید احمد ڈیروی حفظہ اللہ کی مساعی بھی لائق تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان افادات کو اپنی بارگاہ عزت میں قبول فرما کر تمام خلائق بالخصوص طلبہ و اساتذہ کے لئے نافع بنائیں۔ آمین!

والسلام

(مولانا) محمد حنیف جالندھری

مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان

۵/ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۰۳ء

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولا:...... تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہدایت انسانی کے لیے قرآن پاک نازل فرمایا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کا شارح فرمایا اور حضور ﷺ کی اسوۂ حسنہ کی اتباع کو ضروری قرار دیا۔

ثانیا:...... صلوٰۃ وسلام اُس ذات پر جس کے قول وفعل اور تقریر کو حدیث پاک کا نام دیا گیا۔

ثالثا:...... اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں اُن محدثین پر جنہوں نے حضور ﷺ کی حدیث پاک کو محفوظ فرمایا اور صحیح اسناد کے ساتھ اُمت تک پہنچایا خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر، جنہوں نے صحت حدیث کا اہتمام کیا اور امت نے اس (بخاری شریف) کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" کا لقب دیا۔

رابعا:...... ہزاروں رحمتیں نازل ہوں اُستاذ محترم مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ پر جنہوں نے محنت کر کے بخاری شریف کا چالیس سال تک درس دیا، آپ کے سامنے یہ حقیر ہدیہ "الخیر الساری فی تشریحات البخاری" استاذ موصوف کی تقریر ہے جس کو مدار بنا کر بندہ نے درس بخاری شریف جاری رکھا، اصولاً تمام مضامین حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اس میں کچھ اضافے حالات حاضرہ کے پیش نظر کیے گئے اور کمی کوتاہی بندہ راقم الحروف کی بے مائیگی کی بناء پر ہوئی۔ طلبہ کے رجحان کو دیکھ کر ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کو طبع کرا کے طلبہ وطالبات کو فائدہ پہنچایا جائے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور طلبہ وعلماء سب کے لیے مفید بنائیں۔ (آمین)

اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس پر اطلاع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کر لی جائے۔

فقط

بندہ محمد صدیق غفرلہٗ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

﴿اظہارِ تشکر﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب مرحوم کی تقریر بخاری، جس کو بندہ نے دورانِ طالب علمی ضبط کیا اور اس کو مدار بنا کر بندہ نے اپنی تدریس جاری رکھی، اور کچھ حالات کے پیش نظر کمی بیشی بھی ہوئی۔

بندہ کی تدریسی تقریر کو مولوی محمد ارشد (مدرس مدرسہ عربیہ رائے ونڈ) نے اہتمام سے ضبط کیا، لیکن اس میں کچھ اغلاط تھیں، جو فوٹو سٹیٹ کے ذریعہ نشر ہو رہی تھیں، بندہ نے اس کی صحت کا اہتمام کیا، مختلف ہاتھوں سے گزرتی ہوئی مولوی خورشید احمد سلمہٗ مدرس جامعہ خیر المدارس، کی نگرانی میں آئی تو انہوں نے نہایت محنت سے تصحیح ہی نہیں کی بلکہ اشاعت کا بھی اہتمام کیا اور مولوی محمد یحییٰ صاحب سلمہٗ نے اس کی تحریر کی۔ اب ''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' کے نام سے دوسری جلد آپ کے سامنے آرہی ہے۔ اسے حسب سابق مکتبہ امدادیہ، ملتان نے زرِ کثیر صرف کر کے زیورِ طبع سے آراستہ کیا ہے۔ دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماویں۔

اگر کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی اطلاع فرماویں، تاکہ آئندہ طباعت میں اس کی درستگی کر دی جائے۔

فقط

بندہ محمد صدیق عفی عنہٗ

۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

﴿عرضِ مرتب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جل جلالہ کا بے حد احسان ہے جس نے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا، اور لا تعدُّ و لاتحصیٰ مہربانیوں سے بندہ کو اس لائق بنایا کہ استاذی واستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت فیوضھم کے ضبط شدہ دروسِ بخاری کو ترتیب وتخریج کا جامہ پہنا کر ''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' (جلد ثانی) کے عنوان سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرسکوں۔

علماء، طلباء وطالبات اور علوم دینیہ کے حصول کے شائقین حضرات کی خواہش کے پیش نظر ''الخیر الساری'' ساری خیر کے ساتھ حاضر ہے۔

''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' کے مندرجات جو درحقیقت بانی خیر المدارس کے وہ ارشادات ہیں جن کو استاذِ محترم مدظلہٗ نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہٗ کی تدریس بخاری کو گفتار کی رفتار کے ساتھ قلم کے ذریعے اوراق پر محفوظ کیا۔ اس کے انوارات کی تجلیات کے حصول وقبول کے لئے اپنے قلب وذہن، فکر ونظر کو حضرتؒ پر مرکوز رکھا اور بخاری شریف پڑھی۔ شفیق استاد کی باتحقیق تقریر صدیق (حضرت والا) نے محفوظ کی۔ اس (بیاضِ صدیقی) کی اہمیت وصداقت جاننے کے لئے حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا ایک ہی جملہ کافی ہے مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے اس (بیاضِ صدیقی) کو تدریس بخاری کے دوران زیرِ نظر رکھا، آپ نے حضرتؒ کے علوم کو خوب ضبط کیا ہے۔ مرتب انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ صرف ضبط ہی نہیں کیا بلکہ تشنگانِ علوم تک پہنچانے کا حق المقدور حق بھی ادا کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ اس سال بھی جامعہ خیر المدارس ملتان کا دار الحدیث حضرت والا کے دروسِ بخاری سے گونجتا رہا ہے۔ اللہ پاک آپ کو تادیر سلامت رکھے اور جامعہ کا دار الحدیث آپ کی تدریس بخاری کے ساتھ آباد رہے۔

الحاصل: اللہ پاک کے فضل وکرم سے ''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' کی دوسری جلد تیار ہوئی، اور اس میں حسب سابق ان تمام امور کو منصۂ شہود پر لانے کی کوشش کی گئی جن کا جلد اول میں لحاظ رکھا گیا تھا۔ مجھ جیسے سے اس کام کا ہو جانا اللہ پاک ہی کی مہربانی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ یہ اساتذہ کی سحر گاہی دعاؤں کا نتیجہ ہے خصوصاً استاذی

حضرت شیخ الحدیث کی شفقت، اعتماد، حوصلہ افزائی اور دعائیں میرا حوصلہ بڑھاتی رہیں جس سے جلد ثانی تیار ہو کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے، بندہ نے حوالوں کے صحیح اندراج میں احتیاط سے کام لیا اور احادیث بخاری کا تحت اللفظ ترجمہ کرنے کی کوشش کی، اور حتی الوسع اسکی صحت کا خیال رکھا۔ کتابت اور تصحیح کرتے وقت الخیر الساری کو اغلاط سے بچانے کی بہت سعی کی لیکن پھر بھی غلطیوں کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اگر کسی قاری اور ناظر کو کتابت یا مضمون میں کوئی غلطی نظر آئے تو مرتب کو آگاہ فرمائیں تو احسانِ عظیم ہوگا، جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

آخر میں، میں ان اساتذہ اور علماء، طلباء کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ ڈالا، اور حضرت مولانا یحییٰ صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے الخیر الساری جلد اوّل کی کتابت کو ترتیب اور عمدہ رسم الخط کے ذریعے حسین بنا کر جاذب نظر اور اوقع فی النفس بنانے کی بھرپور کوشش فرمائی، اور اس جلد ثانی کو بھی بڑی محنت اور محبت کے ساتھ مزین کیا ہے۔ اللہ پاک بندہ کی اس محنت کو شرف قبولیت بخشے اور قارئین کے لئے مفید بنائے، اور آخرت میں والدین، اساتذہ اور اعزہ اور میرے لیے اور جملہ معاونین حضرات کے لئے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

خورشید احمد

مدرس و فاضل جامعہ خیر المدارس، ملتان

۲۴/شعبان بروز منگل ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰/اکتوبر ۲۰۰۳ء

﴿کتاب الوضوء﴾

بسم الله الرحمن الرحیم

(۹۶)

باب فی الوضوء

ماجاء فی قول الله تعالیٰ اذا قُمتُم اِلی الصَّلوٰةِ فَاغسِلُوا وُجُوهَکُم وَاَیدِیَکُم اِلَی المَرَافِقِ وَامسَحُوا بِرُءُوسِکُم وَاَرجُلَکُم اِلَی الکَعبَینِ ۔

یہ باب وضوء کے بیان میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمان عالی میں آیا ہے کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھولو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں دھوؤ ٹخنوں تک۔

قال ابوعبدالله وبین النبی ﷺ ان فرض الوضوء مرة مرة وتوضأ ایضا
امام بخاری فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ وضو میں (اعضاء کا دھونا) ایک ایک مرتبہ فرض ہے اور رسول اللہ ﷺ
مرتین مرتین وثلثاً وثلثاً ولم یزد علی ثلاث وکره اهل العلم الاسراف فیه
نے (اعضاء کو) دو دو بار بھی دھوکر وضو فرمایا۔ اور تین تین دفعہ بھی، (ہاں) تین مرتبہ سے زیادہ نہیں دھویا اور علماء نے وضو میں اسراف (پانی حد سے زیادہ استعمال کرنے) کو مکروہ کہا ہے

ان یجاوزوا فعل النبی ﷺ .

اور اس کو کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے بھی بڑھ جائیں۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

وقع فی بعض النسخ کتاب الطھارة وبعده باب ماجاء فی الوضوء، وھذا انسب لان الطھارة اعم من الوضوء والکتاب الذی یذکر فیه نوع من الانواع ینبغی ان یترجم بلفظ عام حتی یشمل جمیع اقسام ذلک الکتاب [۱] .

غرض بخاریؒ: ...... امام بخاریؒ وحی، کتاب الایمان، کتاب العلم سے فارغ ہوئے تو عبادت کو بیان کرتے ہیں کہ وحی، ایمان وعلم سے مقصود ہی عبادت ہے، پھر عبادات میں اہم عبادت نماز ہے، اسے شروع کر رہے ہیں، پھر چونکہ نماز بغیر طہارت کے مکمل نہیں ہوتی۔ لھذا طہارت شرط ہوئی جو کہ موقوف علیہ کے درجہ میں ہوتی ہے اس لئے اس کو پہلے ذکر کیا [۲]

سوال: ...... طہارت کے علاوہ اور بھی تو شرائط ہیں نیت، ستر عورت، استقبال قبلہ وغیرہ تو ان میں سے اس کو کیوں مقدم کیا؟

جواب: ...... دوسری شرائط کسی وقت ساقط ہو جاتی ہیں یہ ایک ایسی شرط ہے جو کسی وقت بھی ساقط نہیں ہوتی اس لئے اہتمام سے اس کو پہلے بیان کیا۔

اشکال: ...... بعض نسخوں میں عنوان کتاب الطھارة ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں لیکن جن نسخوں میں کتاب الوضوء کا عنوان ہے تو تکرار کا اشکال وارد ہوگا؟

جواب: ...... کتاب الوضوء میں جزء یعنی وضوء بول کر کل یعنی طہارت مراد لی گئی ہے کیونکہ وضوء طہارت کا اہم جزء ہے اور باب الوضوء میں وضوء اصطلاحی مراد ہے، وضوء بمعنی طہارت احادیث میں مستعمل ہے فلا بعد۔

کتاب: ...... الکلام فی لفظ الکتاب قد مر عند کتاب الایمان فی الجزء الاول [۳]

وضوء: ...... اس لفظ کو تین طرح پڑھا گیا ہے (ان فی الوضوء ثلاث لغات اشھر انه بضم الواؤ اسم للفعل وبفتحھا اسم للماء الذی یتوضأ به ونقلھا ابن الانباری عن الاکثرین. الثانی انه بفتح الواؤ

---

[۱] عمدۃ القاری ص ۲۲۵ ج ۲ [۲] تقریر بخاری ص ۱۲ ج ۲

فیهما وهو قول جماعات منهم الخلیل قال والضم لا یعرف .الثالث انه بالضم فیهما وهی غریبة ضعیفة حکاها صاحب المطالع وهذه اللغات الثلاث مثلها فی الطهور ۱

۱. وَضوء ۲. وُضوء ۳. وِضوء

مخصوص فعل طہارت کو وُضوء (بالضم) سے تعبیر کیا جاتا ہے، کبھی کبھی بالفتح بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بعض حضرات نے ان تینوں میں فرق کیا ہے؟ جس کو سمجھنے کے لئے ایک مصرعہ کافی ہے، وَضوء راد روِضوء آر وُضوء کن۔

ماخذ:......(والوضوء بضم الواو من الوضاءة وهو الحسن والنظافة ۲ ،الوضوء هو الصفاء والنور لغة ۳ وضوء وضاءت سے ہے اس کا معنی حُسن، چمک، روشنی ہے۔

وجہ تسمیہ:......اس کو وضوء اس لئے کہتے ہیں کہ وضوء کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چمک نصیب فرمائیں گے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ ﷺ اپنے امتیوں کو کیسے پہچانیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کالے گھوڑوں میں اگر کسی کا پنج کلیانہ گھوڑا ہو کیا وہ دور سے اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا؟ عرض کیا پہچان لے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے ہی میں اپنے امتیوں کو پہچان لونگا کیونکہ ان کے اعضاءِ وضوء چمک رہے ہونگے۔ وجہ تسمیہ کے لئے ادنیٰ سی مناسبت کافی ہوتی ہے جامع مانع ہونا ضروری نہیں۔ بعض نسخوں میں کتاب الطہارت کے الفاظ ملتے ہیں وبعده باب ماجاء فی الوضوء ہے۔

﴿اقسام طہارت﴾

طہارت کی کل چار قسمیں ہیں، ابتداءً دو ہیں ۱۔ ظاہری ۲۔ باطنی

ظاہری کی پھر دو قسمیں ہیں۔

طہارتِ حقیقی:...... یہ ہے کہ جسم نجاست وغیرہ سے پاک ہو۔ خون، پیشاب، پاخانہ وغیرہ نہ لگا ہو۔

طہارتِ حکمی:...... حدث یعنی بے وضوئی سے پاک ہو۔

نجاستِ حکمیہ کی وجہ تسمیہ:...... حکمی اس لئے کہتے ہیں کہ ناپاک ہونا بھی ایک حکم ہے اور پاک ہونا بھی شریعت کا حکم ہے، ورنہ نجاست تو نظر نہیں آتی، شریعت نے کہا کہ پاک ہے تو آپ نے بھی کہہ دیا پاک ہے۔

طہارت باطنی کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) قلبی (۲) قالبی

قالبی:...... یہ ہے کہ جوارح رذائل سے پاک ہوں۔ گناہوں سے پاک ہوں، آنکھ کا بدنظری سے پاک ہونا وغیرہ (برتن ناپاک ہو، گدلا ہو تو جو چیز بھی اسمیں ڈالی جائیگی وہ ناپاک اور گدلی ہو جائیگی) الحاصل جتنا قالب پاک ہوگا اتنا ہی ایمان وعمل بھی پاک ہوگا۔

قلبی:...... دل اخلاقِ رذیلہ اور عقائد رذیلہ سے پاک ہو، شرک، غفلت، حسد، کینہ دل میں نہ ہو۔

آپ ﷺ نے حضرت انسؓ سے ارشاد فرمایا، اگر ہو سکے تو صبح وشام ایسی حالت میں کر کہ تیرے دل میں کسی کے بارے میں غش نہ ہو تو ایسے کرلے یہ میری سنت ہے الخ

طہارتِ دل:...... دل کی اصل طہارت یہ ہے کہ قلب ماسوا اللہ تعالیٰ کے شغل سے پاک وصاف ہو غیر اللہ کی طرف التفات بھی نہ ہو اس کو تقویٰ کا اعلیٰ درجہ کہتے ہیں۔

ظاہری طہارت کا اثر:...... کبھی ایسے ہوتا ہے کہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے کہ ظاہر کی طہارت اثر کرتے کرتے دل کو بھی پاک کر دیتی ہے۔

باطنی طہارت کا اثر:...... اور کبھی باطن کا ظاہر پر اثر پڑتا ہے کہ ایمان ایسا اندر آتا ہے کہ تمام ظاہری نجاستوں کو دھو ڈالتا ہے۔

یہاں مقصود بالبیان:...... چار اقسام میں سے پہلی دو قسموں (طہارت ظاہری) کا بیان ہے، دوسری دو قسموں (طہارت باطنی) کا بیان ضمناً آجائے گا۔ یہاں طہارت ظاہری کا بیان اصالۃً اور طہارت باطنی کا بیان ضمناً ہے۔

فائدہ:...... ان لوگوں کی غلطی بھی معلوم ہوگئی جو کہتے ہیں کہ جی اندر صاف ہونا چاہیے، دل کا شیشہ صاف ہو (دل کی کوٹھی صاف ہونا چاہیے) اور بس، اس تقریر سے ﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴾ کی تفسیر وتشریح آسانی سے سمجھ آجائیگی۔

سوال:...... امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں آیت کو کیوں ذکر کیا؟

جواب:...... اس کی تین وجوہات ہیں۔

الوجه الاول:...... تبرکاً ذکر کیا جیسا کہ امام بخاریؒ کی عادت شریفہ ہے۔[1]

الوجه الثاني:...... اس آیت کی تفسیر میں اختلاف تھا اس لیے امام بخاریؒ نے اس اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ آیت ذکر فرمادی اور وہ اختلاف یہ ہے کہ آیت قرآنی میں فاغسلوا کا امر کس لئے ہے؟ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ وجوب کے لئے ہے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب کہ حدث لاحق ہو جائے الخ

الوجه الثالث:...... چونکہ اس آیت سے وضوء کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اس لئے استدلالاً اس کو یہاں لائے۔

اشکال:...... مذکورہ بالا آیت پانچ یا چھ ہجری کو نازل ہوئی، تو اگر وضوء کی فرضیت کے لئے اس آیت کو دلیل بنایا جائے تو دو مفسدے لازم آئیں گے۔

المفسدة الاولیٰ:...... پانچ چھ ہجری تک وضوء فرض نہیں تھا تو اگر وضوء کرنا ثابت ہو جائے تو استحباباً کرتے ہونگے (اس میں اختلاف ہے کہ وضو کی فرضیت کب ہوئی اس میں تو اتفاق ہے کہ وضو مکہ میں تھا اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت مدنی ہے مگر اختلاف مبداء فرضیت میں ہے۔[2]

المفسدة الثانیه:...... اس سے یہ بھی لازم آئیگا کہ کوئی نماز بغیر وضوء کے بھی پڑھی ہو اس لئے کہ استحباب ہی تو ہے۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ اس کو استدلالاً **علی وجوب الوضوء** ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ اس کے خلاف دلائل تو یہ بھی موجود ہیں۔

جملہ معترضہ:...... سوال تو جلد سمجھ میں آجاتا ہے کیونکہ سوال کا منشا جہل ہے اور آدمی میں اصل جہالت ہے ہر شخص کو اپنی اصل سے تعلق ہوتا ہے، اس لئے کچھ لوگ علم نہیں پڑھتے بلکہ وہ علم پڑھانے کا نام لے کر اعتراضات پڑھا دیتے ہیں۔ بریلویوں، رافضیوں، غیر مقلدوں، اور منکرین حدیث کا یہی طریقہ ہے۔

مثلاً پاک پتن کے علاقے کے پیروں نے اپنے مریدوں کے ذہنوں میں ایک بات ڈال رکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۲۵ ج ۲) [2] تقریر بخاری ص ۱۳ ج ۲)

ان کے اذہان میں بٹھاتے ہیں کہ اللہ پاک کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا پھر کہتے ہیں کہ ہم جو کرتے ہیں وہ سب اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے جو شاعر نے اس شعر میں بیان کی ہے۔

چلا ہستی سے عدم کو بول اٹھی تقدیر		بلا میں پڑنے سے پہلے کچھ اختیار لیتا جا

واقعہ۔ ایک بار میں اپنے بھائی کے پاس گیا تو کئی آدمی اکٹھے ہو کر میرے پاس آ گئے اور یہی سوال کیا جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے لھذا ہمارا کیا گناہ؟ اب جواب کا انتظار کرنے لگے کہ خیر المدارس کا طالب علم آیا ہوا ہے کافی دیر انتظار کرتے رہے بالآخر بھائی کو بھی شرمندگی ہونے لگی اور کہا او مولوی بول، مجھے بلوانے کے لئے تمام حربے استعمال کر لئے میں خاموش رہا تو وہ مایوس ہوئے، تو پھر میں بولا کہ مجھ سے کسی نے سوال کیا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے کیا ہے؟ تو نے تو جواب ہی نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ اب تو سوال کی نسبت اپنی طرف کرتے ہو جب کہ تمہارا تو عقیدہ ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے بندے کا کوئی گناہ نہیں میں نے کہا اللہ ہی نے سوال کیا ہے اور اللہ ہی جواب دیگا تو سب خاموش ہو گئے (آمدم برسرِ مطلب)

اشکال کا جواب:...... یہ ہے کہ یہ آیت استدلال فرضیت وضوء کے لئے نہیں بلکہ استدلال استقرار وضوء کے لئے ہے جس پر کئی دلائل شاہد ہیں

دلیل اول:...... علامہ سیوطیؒ نے تفسیر اتقان میں مختلف باب باندھے ہیں ان میں سے ایک باب **ماتاخر نزوله عن الحكم** یعنی حکم پہلے ہی وحی خفی سے نازل ہو گیا تھا وحی جلی نے آ کر اس کو مستقل کر دیا۔ ۱

دلیل ثانی:...... علامہ ابن عبد البرؒ نے بیان کیا ہے کہ ابتداء نبوت سے ہی کوئی نماز آپ ﷺ نے بغیر وضوء کے نہیں پڑھی۔

دلیل ثالث:...... **محمد ابن اسحاقؒ** اپنی سیرت کی کتاب میں لکھتے ہیں جس کو علامہ ابن حجرؒ جو شافعی ہیں نے حسن قرار دیا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سورۃ قلم کی آیتیں پڑھائیں تو اسی وقت نماز اور وضوء کا طریقہ سکھلا دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائے وضوء ابتدائے نبوت کے وقت ہوا تھا ۲

دلیل رابع:...... مشکوۃ شریف میں دار قطنی کے حوالہ سے ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ان جبرئیل

---

۱ فیض الباری ص ۲۲۱ ج ۱ ۲ (بیاض صدیقی ص ۲۰۵) فیض الباری ج ۱ ص ۲۲۱

اتاه في اول ما اوحی الیه فعلمنی الوضوء والصلوۃ مشکوۃ شریف ص ۴۳ باب آداب الخلاء الفصل الثالث عن زید بن حارث عن النبی ﷺ ان جبرائیل اتاہ فی اول ما اوحی الیہ فعلمہ الوضوء والصلوۃ [1]

الحاصل: ...... ان تمام روایات کے پیش نظر یہ کہا جائیگا کہ یہ آیت استدلال فرضیت وضو کے لئے نہیں بلکہ استدلال استقرار وضوء کے لئے ہے۔

جواب ثانی: ...... چونکہ اس آیت کی تفسیر میں ائمہ کرام کے کئی اختلافات ہیں اس لئے اس آیت کی اہمیت کے پیش نظر اس کو لائے۔

اختلاف اول: ...... اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ [2]

سوال: ...... وجوب وضوء کی علت کیا ہے اس بارہ میں چند اقوال ہیں (اصل موجب تو اللہ تبارک وتعالی ہیں)

القول الاول: ...... اصحاب ظواہر کے نزدیک وجوب وضو کا سبب قیام الی الصلوۃ ہے۔ کہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوا کرو تو وضو کرلیا کرو [3]

قول اول کا جواب اول: ...... یہ قول شاذ ہے۔

جواب ثانی: ...... اور منقوض بھی ہے کیونکہ اہل ظواہر کے نزدیک بھی اگر باوضوء شخص نماز کیلئے کھڑا ہو تو اس پر نیا وضو نہیں ہے۔

دلائل جمہورؒ: ...... اہل ظواہر جو اس صورت میں بھی وجوب وضوء کے قائل ہیں تو ان کے خلاف ہمارے پاس کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱: ...... حضرت انسؓ سے مروی ہے کنا نصلی الصلوٰتِ کلھا بوضوء واحد مالم نحدث [4]

دلیل ثانی: ...... حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک وضوء سے کئی نمازیں

---

[1] (مشکوۃ ص ۴۳) [2] (الآیہ پارہ ۶ آیت ۶) [3] عمدۃ القاری ص ۲۳۰ ج ۲ [4] عینی ج ۲ ص ۲۳۰)

پڑھیں۔ابو داؤد ص ۲۶ عن سلیمان بن بریدہ عن ابیہ قال صلی رسول اللہ ﷺ یوم الفتح خمس صلوات بوضوء واحد الخ۔

دلیل ثالث: ...... حضرت سوید بن نعمانؓ کی روایت میں ہے کہ قام الی الصلوۃ ولم یتوضأ [۱]

القول الثانی: ...... علت وجوب حدث ہے، لیکن یہ قول بھی منقوض ہے کہ ایک شخص کا دن کے دس بجے وضوء ٹوٹتا ہے تو اس پر کوئی بھی وجوب وضوء کا قائل نہیں ہے، کتب سنن میں آپ نے پڑھا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ قضاء حاجت کرکے تشریف لائے پانی پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ((ماکنت امرت ان اتوضأ کلما بلت انما امرت اذا قمت الی الصلوۃ))۔

القول الثالث: ...... بعض نے کہا ہے کہ علت وجوب حدث ہے مگر وجوب موسع ہے تو وجوب تو ہوگیا لیکن قیام صلوۃ تک تاخیر کی گنجائش ہے۔

القول الرابع: ...... امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کا مجموعہ علت ہے، یعنی قیام الی الصلوۃ مع الحدث، اس لئے اس آیت میں عبارت محذوف مان لی گئی وانتم محدثون لیکن یہ مذہب بھی منقوض ہے نقض کی صورت یہ ہے کہ قیام الی الصلوۃ کا وقت نہیں اور کوئی شخص قرآن کو ہاتھ لگانا چاہتا ہے تو وضوء اس پر واجب ہوگا [۲]

القول الخامس: ...... امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وجوب کی علت حدث ہے۔

لیکن فاغسلوا کے اندر امر وجوب کے لئے بھی ہے اور استحباب کے لئے بھی، اگر کوئی ایسی چیز نہیں تو پھر وضوء استحبابا ہوگا اس تفصیل کے بعد یہ سمجھیں کہ امام صاحب کے نزدیک علت وجوب استباحتہ مالا یحل الا بوضوء ہوگی ۔[۳]

اختلاف ثانی: ...... اِذَا قُمْتُمْ الایہ میں قیام حقیقی ہے یا مجازی؟

قال البعض: ...... حقیقی ہے اس کا صلہ محذوف ہے ای قیام عن المضاجع یعنی جب بستروں سے اٹھو تو ظاہر ہے کہ اس وقت بے وضوء ہوگا۔

---

[۱] (ابوداؤد ص ۲۸) [۲] (فیض الباری ص ۲۳۱) [۳] (فتح الباری ص ۶۷ الامع الدراری ص ۶۷)

قال البعض: …… قیام مجازی ہے اور محدثون کی قید محذوف ہے اور معنی یہ ہیں کہ عام طور پر جب ماضی پر اذا داخل ہوتا ہے تو ارادو کا لفظ محذوف ہوتا ہے اور کلام مجاز پر محمول ہوتا ہے، جیسے وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ای اذا اردت قرأة القرآن فاستعذ باللّٰه.

ایک قول شاذ یہ بھی ہے کہ جب پڑھ چکو (پڑھ لو) تو استعاذہ کرو جمہور کے نزدیک پہلے پڑھنا واجب ہے اور بعد میں استحبابا ہوگا الشئی بالشئی یذکر بات سے بات چلی، فارسی میں کہتے ہیں افسانہ از افسانہ مے خیزد، حدیث پاک میں آتا ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء (مشکوۃ شریف ص ۱۴۶) جب نماز جنازہ پڑھنے لگو تو دعاء کے لئے نیت خالص کرلو۔

بریلویوں کی شان: …… پوتی والی ہے ایک پوتی کو قبض کی شکایت رہتی تھی اور اس کا لوٹا بھی بہتا تھا پوتی پیشاب و پاخانہ سے فارغ ہوا تو لوٹا خالی ہو چکا تھا اس نے کہا اچھا تو خالی ہو جاتا ہے تیرا علاج بھی کرلونگا تو اس نے کہا اب پہلے استنجاء کروں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا یعنی پہلے استنجاء کرلیا پھر پاخانہ کیا تو یہ بھی کہتے ہیں کہ نیت بعد میں خالص کرو جبکہ نماز جنازہ پڑھ چکو۔

اس پوری تقریر کے مطابق اس آیت میں فعل ابتداءِ فعل کے لئے ہے۔ اور کبھی فعل انتہائے فعل کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے پارہ ۲۸ آیت ۱ سورہ طلاق ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ﴾ یہ ابتدائے فعل کے لئے آنے کی مثال ہے دوسری مثال ﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ﴾ (پارہ ۲۸ سورۃ طلاق آیت ۱)، اور کبھی بقائے فعل کے لئے بھی آتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے ﴿وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا﴾ (پ ۸ س انعام آیت ۱۵۲) جب کہو تو عدل سے کہو۔

﴿ تیسرا اختلاف فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ میں ہے ﴾

وجوہ جمع ہے وجہ کی، وجہ کی تعریف ما تواجہ به الرجل کو کہتے ہیں اور وہ من منبت شعر الرأس الی الذقن وبین الاذنین ہے۔

وجہ کے تحت چند اختلافات:

اختلاف اول: …… کان، وجہ (چہرہ) میں داخل ہیں یا نہیں؟ اگر داخل ہیں تو ان کا دھونا فرض ہے اگر داخل نہیں

تو دھونا بھی فرض نہیں؟

قول اول: ...... بعض نے دخول کا قول کیا ہے اور پھر فرضیت کا یعنی دخول کے ساتھ ان کا دھونا بھی فرض ہے۔

قول ثانی: ...... بعض نے کہا کہ چونکہ کانوں کے اگلے حصے سے مواجہت ہوتی ہے لھذا وہ دھویا جائے گا آپ ﷺ نے اس جھگڑے کو آسان اور مختصر طریقہ سے نمٹایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (الاذنان من الرأس ذلک لان الاذنین تستران بالعمامة والازار والقلنسوة ونحوها) [۱] کان سر کا حصہ ہیں چہرہ کا نہیں فان قلت ان یکون الاذنان من الوجه بهذا المعنی قلت لا یحبذلک لان الاذنین

اختلاف ثانی: ...... آنکھیں دھونے میں داخل ہیں یا نہیں؟ ظاہرا تو داخل ہیں تو ان کو دھونا چاہیے تھا لیکن اندر سے دھوئی نہیں جاتی و فی المبسوط العین غیر داخل فی غسل الوجه عینی ص ۲۵ ج ۲ نہ دھونے میں آخر کیا حکمت ہے؟

جواب اول: ...... شریعت میں حرج مدفوع ہے کثرت سے دھونے میں حرج ہے اور کثرت سے دھونا اندھا کر دیتا ہے چنانچہ ایسا ہوا بھی ہے ومن تکلف من الصحابة فیه کف بصره فی آخر عمره کابن عباسؓ وابن عمرؓ [۲] اسی لئے ان کو وجہ میں داخل ہونے کے باوجود نہیں دھویا جاتا۔

جواب ثانی: ...... آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے نہیں دھویا الا ماشاء الله.

اختلاف ثالث: ...... فم (منہ) دھونے میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب: ...... یہ ہے کہ داخل نہیں فیخرج داخل العین والانف والفم (عینی ص ۲۷ ج ۲) کیونکہ عام طور پر آدمی منہ بند رکھتا ہے کبھی کبھی کھولتا ہے البتہ غسل میں منہ داخل ہے۔ کیونکہ وہاں فاطھروا کا حکم ہے اور ناک کا بھی یہی حکم ہے۔

رابع: ...... ذقن پر ڈاڑھی اُگ آئے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر لحیہ کثیف نہیں ہے تو چونکہ مواجہت ذقن سے ہوتی ہے اس لئے اسے دھویا جائے گا اور اگر لحیہ کثیف ہے تو اس کا خلال کیا جائے گا۔

---

[۱] عینی ج ۲ ص ۲۲۷ [۲] (عینی ص ۲۲۷ ج ۲)

سوال :...... تخلیل لحیة غسل میں تو تمام ائمہ کے نزدیک واجب ہے، وضوء میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :...... حسن بن صالحؒ اور ابوثورؒ کے نزدیک واجب ہے، اور جمہور ائمہ کرام کے نزدیک وضوء میں واجب نہیں [۱]

خامس :...... عذار (رخسار پر اُگنے والے بال) کا کیا حکم ہے؟

جواب :...... اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

سادس :...... مابین العذار والاذن کا کیا حکم ہے؟

جواب :...... اس میں فقہاء کا اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جب داڑھی کے نیچے والے عذار وجہ میں داخل نہیں تو جو اس کے پیچھے ہیں وہ کیسے داخل ہوں گے اور کیونکر ان کو دھویا جائے گا۔

لیکن طرفین کے نزدیک عذار وجہ میں داخل ہیں۔ وجہ کے تحت چھ اختلافات ومسائل تھے جن کو اوپر ذکر کیا گیا۔

اختلافِ رابع :...... وایدیکم الی المرافق: ایدی ید کی جمع ہے انگلیوں سے کندھے تک کو ید کہتے ہیں (الید اسم یقع علی ھذا العضو من طرف الاصابع الی المنکب [۲] لیکن یہاں کہنیوں سمیت مراد ہے۔

المرافق :...... جمع مرفق [۳] آرام کرنے کا آلہ، اس سے آدمی آرام کے لئے ٹیک لگاتا ہے۔

غسل ید میں مرافق کا حکم :...... ہاتھ دھونے میں مرافق (کہنیاں) داخل ہیں یا نہیں؟

جواب :...... اس میں ائمہ کا اختلاف ہے فقال زفر الغایة لاتدخل تحت المغیا واراد بالغایة الحد وبالمغیا المحدود [۴]

امام زفرؒ کے نزدیک کہنیاں داخل نہیں۔

جمہور ائمہ کرام کے نزدیک کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں۔

---

[۱] (عمدة القاری ۲ ص ۲۲۷) [۲] عمدة القاری ص ۲۳۳ ج ۲)

دلیلِ جمہور:...... آپ ﷺ اور صحابہ کرام سے وضوء کا طریقہ تقریباً تواتر سے ثابت ہے کسی سے مرافق کا چھوڑنا ثابت نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ اجماع سے ثابت ہے لھذا امام زفرؒ محجوج بالا جماع ہوئے۔

دلیلِ امام زفرؒ:...... امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ مرافق غایت ہے اور غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی لھذا مرافق ید میں داخل نہیں ہیں جیسے قرآن پاک میں ہے ﴿اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ رات تک روزوں کو پورا کرو رات داخل نہیں ہے۔

پہلا جواب:...... غایت علی قسمین ہے۔ ا۔ غایت امتداد ۲۔ غایت اسقاط۔

غایت امتداد:...... یہ ہے کہ حکم کا مصداق محلاً ومکاناً کم ہو اور غایت لا کر لمبا کیا جائے۔

غایت اسقاط:...... یہ ہے کہ حکم کا مصداق زیادہ ہو غایت لا کر کم کیا جائے۔ اتموا الصیام الی اللیل میں صوم مطلق اِمساک کو کہتے ہیں ایک گھڑی کے لئے رک گیا تو صائم ہے۔ اس کو غایت (الی اللیل) لا کر طویل کیا ہے، اسی کا نام غایت امتداد ہے اس میں غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی۔ فاغسلوا وجوهكم وايديكم میں ید کا اطلاق مونڈھے تک ہے غایت (الی المرافق) لا کر کندھے کا اسقاط کر دیا تو یہ غایت مغیا میں داخل ہوگی۔

دوسرا جواب:...... آسان جواب یہ ہے کہ یہ ایک عرفی مسئلہ ہے اور عرف کا شرع میں اعتبار ہے۔

للعرف فی الشرع اعتبار   وعليه الحكم قد يدار

سوال:...... عرف میں غایت مغیا میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب اول:...... عرف میں غایت کبھی مغیا میں داخل ہوتی ہے اور کبھی نہیں مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔

ا۔ قرات القران الی الناس یہاں داخل ہے حالانکہ غایت امتداد ہے

۲۔ اکلت السمکة حتی رأسها یہ غایت اسقاط ہے لیکن غایت مغیا میں داخل نہیں ہے۔

۳۔ اشتریت الارض من هذا الجدار الی هذا الجدار یہ غایت اسقاط کی مثال ہے لیکن یہاں کوئی قطعی حکم نہیں ہے۔ ان کے آپس کے معاملے پر محمول ہے۔

تو ہم کہتے ہیں کہ جب عرف کے لحاظ سے غایت ومغیا کا قاعدہ مجمل اور مبہم ہوگیا تو صحابہ کرام کے عمل کو مدار بنایا جائیگا، اور صحابہ کرامؓ نے کہنیوں کو دھویا ہے تو ہم بھی دھوئیں گے۔

جواب ثانی: ...... جب معاملہ مبہم ہوگیا تو احتیاط دھونے میں ہے۔

جواب ثالث: ...... الی بمعنی مع ہے اس کو غایت والے جھگڑے سے ہی نکال دو۔

اختلاف خامس: ...... وامسحوا برؤسکم (وامسحوا امر من مسح یمسح مسحا من باب فعل یفعل بالفتح فیهما قال الجوهری مسح برأسه وتمسح بالارض ومسح الارض مساحة ای ذرعها ومسح المرأة ای جامعها ومسحه بالسیف ای قطعه ومسحت الابل یومها ای سارت[1]

والرؤس: ...... جمع رأس وهو جمع کثرة وجمع القلة أرؤس۔

وامسحوا: ...... امر تکرار کا متقضی نہیں ہے لھذا ایک مرتبہ مسح فرض ہوگا۔

مسح رأس: ...... مقدار مسح میں اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں مطلق مسح راس فرض ہے اگر چہ تین چار بالوں کے اوپر ہی مسح کیوں نہ ہو جائے تین بالوں پر مسح کرلیا تو فرضیت ادا ہو جائیگی۔ وقال الشافعی الفرض مسح بعض رأسه ولم یحد شیئا[2]

امام مالکؒ ...... فرماتے ہیں استیعاب راس بالمسح فرض ہے یعنی پورے سر پر مسح کرنا فرض ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ: ...... فرماتے ہیں مقدار ناصیہ مسح کرنا فرض ہے[3]

مبنی الاختلاف: ...... مذکورہ بالا اختلاف آیت کی تفسیر میں اختلاف پر مبنی ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں مسح کا حکم ہے اور مسح امرار الید المبتلة ترہاتھ کا گزارنا، جتنے بالوں پر امرار پایا جائیگا مسح کا حکم پورا ہو جائیگا۔

امام مالکؒ: ...... فرماتے ہیں ٹھیک ہے کہ مسح کا حکم دیا ہے لیکن ممسوح کو بھی تو دیکھا جائیگا۔ اور وہ راس ہے

---

[1] (عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۲۸) [2] (عینی ص ۲۳۴ ج ۲) [3] (عمدۃ القاری ص ۲۳۵ ج ۲)

اور راس کی تعریف کیا ہے راس کہاں سے کہاں تک ہے مسح راس تب پایا جائیگا جب سارے سر پر مسح کیا جائے گا راس منتہائے قامت الانسان کو کہتے ہیں جو کہ منبت شعر ہے۔

امام اعظمؒ :...... فرماتے ہیں تم نے امر کو دیکھا مامور کو بھی دیکھ لیا درمیان میں ایک چھوٹی سی با ہے اس کو بھی دیکھ لو قرآن پاک میں وَامْسَحُوا بِرُءُ وسِكُمْ باء کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ بغیر باء کے بھی کہہ سکتے تھے یہاں پر بات کو سمجھنے سے پہلے چار مقدمے ذہن نشین فرمالیں تا کہ بات کی حقیقت تک پہنچنے میں رہنمائی اور آسانی ہو۔

۱۔ عام طور پر باء آلوں پر داخل ہوتی ہے۔

۲۔ مسح بھی آلہ کا محتاج ہے (چنانچہ **وامسحوا برء وسکم** اصل میں **وامسحوا رء وسکم بالایدی** ہے) یہاں الہ ید ہے دلیل اس کی یہ ہے کیونکہ ید کے بغیر کسی اور چیز سے مسح جائز ہی نہیں کسی اور چیز سے کیا ہوا مسح نہیں ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ بغیر باء کے کہہ سکتے تھے باء لانے میں کوئی حکمت ضرور ہوگی۔

۴۔ مسلمہ اصولی قاعدہ ہے کہ الہ سے مراد بقدر ضرورت ہوتا ہے مثلاً **مسحت الجدار بیدی** تو کیا سارا ہاتھ کندھوں تک دیوار پر پھیرا، یہ معنی ہرگز نہیں بلکہ بقدر ضرورت مراد ہے۔

اب پہلے تین مقدموں سے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ جب عام طور پر باء آلوں پر داخل ہوتی ہے، اور مسح بھی الہ کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر باء کے بھی **وامسحوا رء وسکم** کہہ سکتے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے باء کو **رء وسکم** پر کیوں داخل کیا؟ ضرور اس کی کوئی خاص وجہ اور خاص مقصد ہوگا، وہ مقصد کیا ہے؟ اس کی طرف مقدمہ نمبر ۴ والا قاعدہ رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ تشبیہ الراس بالالہ ہے جس طرح الہ کا بعض مراد ہوتا ہے اسی طرح یہاں ممسوح کا بعض مراد ہے لہذا **وامسحوا برء وسکم** کا معنی وامسحوا بعض رء وسکم ہوگا۔ اب بعض متعین نہیں ہے تو آیت مجمل ہوگی، لھذا یہ آیت محتاج بیان ہوگی اب بیان ڈھونڈنا پڑیگا چنانچہ بیان ڈھونڈا تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں ملا پہلے دو مذہب مرجوح ہوگئے کیونکہ اگر آیت کا منشاء استیعاب راس ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی مقدار ناصیہ پر اکتفاء نہ فرماتے اور اگر حضرت امام شافعیؒ والا قول مقصود شرع ہوتا تو آپ ﷺ کبھی تو مقدار ناصیہ سے کم مسح کر کے دکھلاتے۔ اور استیعاب راس کی جتنی بھی احادیث پائی جاتی ہیں وہ سب استحباب پر محمول ہونگی۔

اختلاف سادس:...... وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ: ارجل رجل کی جمع ہے بمعنی پاؤں، کعبین کعب کا تثنیہ ہے، کعب ابھری ہوئی چیز کو کہتے ہیں کعبہ اور کاعب اسی سے ہیں۔

سوال:...... غسل ارجل فرض ہے یا مسح ارجل؟

جواب:...... غسل اور مسح کا اختلاف اس آیت کی قراۃ کے اختلاف پر مبنی ہے۔

اختلاف:...... غسل اور مسح کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے مختلف مذاہب ہیں چار مذہب یہ ہیں[1]

۱۔ حسن بصریؒ، محمد بن جریر طبری، ابی علی الجبائی کہتے ہیں کہ غسل اور مسح میں اختیار ہے۔

۲۔ اہل ظاہر کہتے ہیں کہ جمع کرلو۔

۳۔ شیعہ کا بڑا فرقہ کہتا ہے کہ مسح فرض ہے۔

۴۔ اہل سنت والجماعۃ کہتے ہیں کہ پاؤں کا دھونا ضروری ہے۔ الّا یہ کہ موزے پہنے ہوں[2]

جریر طبری، اور حسن بصریؒ کا مذہب شاذ ہے بحث میں لانے کی ضرورت نہیں، اصل اختلاف اہل سنت والجماعۃ اور اہل تشیع کے درمیان ہے۔

دلائل اهل سنت:......

دلیل اول:...... اَرْجُلَکُمْ کا عطف مغسولات پر ہے تو یہ فَاغْسِلُوْا کے تحت ہوا، معنی یہ ہوگا کہ پاؤں کو دھوو، غسل رجل قرآن سے ثابت ہوا۔

دلیل ثانی:...... حدیث مبارکہ میں ہے کہ نے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فنادی باعلی صوته ويل للاعقاب من النار[3]

دلیل ثالث:...... مواظبت۔ آپ ﷺ سے ایک مرتبہ بھی ثابت نہیں کہ ننگے پاؤں پر مسح کیا ہو حضرت محمد ﷺ قرآن پاک کے شارح ہیں اگر ارجل کے لئے مسح وظیفہ ہوتا تو آپ ﷺ کر کے دکھاتے۔

دلیل رابع:...... خروج خطایا والی روایت بھی غسل ارجل پر دلیل ہے۔ کیونکہ اس میں پاؤں دھونے پر خطایا

[1] (عینی ص ۲۳۸ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۳۶ ج ۲، ص ۲۳۸ ج ۲) [3] (بخاری ص ۱۳ ج ۱)

کا نکلنا بتایا گیا ہے مسح پر نہیں۔

دلیل خامس: ...... غسل ارجل پر اجماع ہے امام طحاویؒ حضرت عطاءؒ سے اجماع نقل کرتے ہیں ان سے کسی نے پوچھا **هل بلغک من احد من اصحاب النبی ﷺ انه مسح علی القدمین قال لا**، لھذا اجماع ثابت ہوا۔

۲۔ عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ نے بھی اجماع نقل کیا ہے۔

۳۔ سعید بن منصورؒ سے روایت ہے **اجتمع اصحاب النبی ﷺ علی غسل القدمین**.

قائل بالمسح کی دلیل: ...... اَرجلکم کی دوسری قرأت ارجلکم بالجر ہے جس کا عطف رء وسکم پر ہے معنی اس وقت یہ ہونگے اپنے سروں اور اپنے پاؤں پر مسح کرو۔ لھذا جیسے سر کا وظیفہ مسح ہے ایسے ہی پاؤں کا وظیفہ بھی مسح ہے ہاتھ منہ دھوئے جائیں سر اور پاؤں پر مسح کیا جائے یعنی دو کا وظیفہ غسل ہوگا اور دو کا مسح۔

جوابات:

جواب اول: ...... پاؤں کی دو حالتیں ہیں اور قرائتیں بھی دو ہیں اَرجل بالفتح و اَرجلِ بالکسر پاؤں کی دو حالتیں یہ ہیں ۱۔ حالت تخفف ۲۔ عدم تخفف حالت تخفف میں مسح اور عدم تخفف میں غسل ہے۔ لھذا دو قراءتوں کا حکم دو روایتوں کا ہوگا۔

جواب ثانی: ...... مسح کے دو معنی ہیں اصطلاحی ۲۔ لغوی

یہاں پر مسح دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے وامسحوا برؤسکم میں اصطلاحی مسح مراد ہے اور ارجلکم میں لغوی مسح مراد ہے۔ عطف اس کا رء وسکم پر ہی ہے۔

اشکال: ...... اس پر سوال ہے کہ حقیقی ومجازی معنی بیک وقت مراد لینا تو صحیح نہیں آپ نے یہاں دونوں معنی کیسے مراد لئے؟

جواب: ...... اگر ایک فعل کے دو معمول ہوں تو دو معنی لینا جائز نہیں اگر دو عاملوں کے دو معمول ہوں تو دو معنی مراد لینے جائز ہیں، یہاں ارجلکم کا عامل محذوف ہے ای وامسحوا ارجلکم اس مسح کے معنی دلک (ملنے) کے ہونگے۔

جواب ثالث: ...... اس کا عطف وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ پر ہے، اور اسکی حالت نصبی ہے اور جس قرآت میں جر پڑھا گیا ہے وہ جر جواری پر محمول ہے۔

سوال: ...... علامہ ابن حاجبؒ نے جر جواری کو لحن اور کلام فصیح کے خلاف قرار دیا ہے، اور قرآن پاک کا ہر لفظ فصاحت سے آراستہ ہے قرآن میں غیر فصیح کیسے؟

جواب: ...... کلام فصیح میں جر جواری ثابت ہے افصح الفصحاء حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک موقعہ پر استعمال فرمایا ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ((**من ملک ذارحم محرم فقد عتق علیہ**)) اور دیگر فصحاء سے بھی اس کا استعمال ثابت ہے مثلا

۱۔ ماء شنٍ باردٍ ۲۔ حُجر ضب خربٍ ۳۔ ابوعبیدہ اور اخفش اور سیبویہ نحوی اس جگہ جر جواری کے قائل ہیں۔

ایک اور سوال: ...... آپ کی بیان کردہ مثالیں تو موصوف وصفت کی ہیں مقام عطف میں تو جرّ جواری ممتنع ہے اور محل نزاع ایسا ہی ہے چنانچہ مولانا عبدالرسولؒ کہتے ہیں۔

گاہ آئی ے شود مجرور از بہر جوار		ہم از ینجا نزد عامہ جر ارجل شد روا
لیک می گویم بتحقیق از قول نحاۃ		اندریں جر الجوار ار آوری سمع رضا
گو قلیل اندر صفت نادر بتاکید آمدہ		ممتنع در عطف و جائے لبس مقصد سیما

اس کے کئی ایک جوابات دیئے جاتے ہیں جن میں چند یہ ہیں۔

جواب اول: ...... متاخرین نحویوں کا قول متقدمین پر قاضی نہیں اور متقدمین نحوی جر جواری مان گئے ہیں۔

جواب ثانی: ...... نحویوں نے مقام عطف میں بھی جر جواری تسلیم کیا ہے اور قرآن سے بھی ثابت ہے رب ذوالجلال نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿وحورٍ عینٍ﴾[۱] ایک قرات عین جر کی ہے اگرچہ ہماری قرات ضمہ کے ساتھ ہے اور اس کا عطف ولدان مخلدون پر ہے جو کہ اس آیت ﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ﴾[۲] میں ہے لیکن چونکہ درمیان میں ﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ﴾[۳] ہے اس کی وجہ سے جر جواری دیا گیا فرآ نحوی اس کا قائل ہے۔

---

[۱] (پارہ سورۃ آیت ۲۲) [۲] (پارہ ۲۷ واقعۃ آیت ۱۷) [۳] (پارہ ۲۷ واقعۃ آیت ۱۷)

سبعہ معلقہ میں ملک الضلیل امرءالقیس بھی اسکا قائل ہوا ہے۔

فظل طحاة القوم من بين منضج		صفيف شواء اوقدير معجل

قدیر معجل کا عطف صفیف پر ہے لیکن شواء کے جوار کی وجہ سے مجرور پڑھا گیا ہے۔

واقعہ:...... ایک مرتبہ امرءالقیس دو ساتھیوں کے ساتھ سفر پر تھا، راستہ میں دونوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا کہ اسے قتل کر کے سامان چھین لیا جائے، جب امرءالقیس کو قتل کرنے لگے تو اس نے ایک خواہش کا اظہار کیا کہ تم نے مجھے قتل تو کرنا ہی ہے میری دو بچیاں ہیں واپس جا کر ان سے اتنا کہہ دینا "یا ابنتا امراء القيس ان اباكما" قاتلوں نے سوچا اس کے پہنچانے اور بتانے میں کیا حرج ہے جا کر کہہ دینگے۔ قتل کر کے مال لوٹ لیا واپس آئے امرءالقیس کے گھر جا کر اسکی بیٹیوں کو پیغام سنایا اس کی بیٹیوں نے کہا اندر تشریف رکھیں ہم آپ کی خاطر مدارات کر دیں۔ بیٹیوں نے ان کو بٹھایا اور قوم کو جا کر بتایا کہ ہمارا باپ قتل کر دیا گیا ہے اور قاتل ہمارے گھر آئے ہوئے ہیں، قوم آئی پوچھا تمہیں ان کے قاتل ہونیکا کیسے پتہ چلا بیٹیوں نے جواب دیا کہ امراءالقیس کی طرف سے یہ پیغام لائے ہیں کہ میری بیٹیوں کو یہ جملہ سنا دینا یا ابنتي امرء القيس ان اباكما یہ شعر صحیح بنتا ہی نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ یہ مصرعہ نہ ملایا جائے قد قتل و قاتلاه لذيكما مکمل شعر

يا ابنتي امرء القيس ان اباكما		قد قتل و قاتلاه لذيكما

جواب رابع:...... یہ کلام حذف عامل کے قبیل سے ہے قاعدہ یہ ہے کہ جب دو عاملوں کے دو معمولین متناسبین ہوں تو فہم مخاطب پر اعتماد کرتے ہوئے ایک عامل کو ذکر کر دیا جاتا ہے اور ایک کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے جآء نی متقلدا سيفا ورمحا اى آخذا رمحا اور جیسے علفتها تبنا وماء باردا اى وسقيتها ماء باردا وامسحوا برء وسكم وارجلكم کو اسی مناسبت سے سمجھا جائیگا کہ واغسلوا محذوف ہے کیونکہ پاؤں کی مناسبت سر کے ساتھ نہیں، ہاتھ کے ساتھ یا بازوؤں کے ساتھ ہے۔

جواب خامس:...... علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں واؤ بمعنی مع ہے اور جب مفعول معہ کو ذکر کیا جائے تو معیت کبھی مکانی ہوتی ہے اور کبھی زمانی اور کبھی دونوں۔ مفعول معہ اور اس سے پہلے والے معمول کے لئے عامل کا ایک ہونا

ضروری نہیں۔

معیتِ مکانی کی مثال:...... سرت والطریق.

معیتِ زمانی کی مثال:...... جاء البرد والجبات زمانہ ایک ہے مکان ایک نہیں ورنہ سردی تو پہاڑوں سے آتی ہے تو کیا لحاف بھی پہاڑوں سے آتے ہیں؟

دونوں کی مثال:......

سرت والنیل:...... میں چلا اور دریائے نیل بھی چلا۔ آیت کی اس ترتیب سے مقصود معیت زمانی کو بیان کرنا ہے کہ پاؤں کو دھونا تو ہے مگر اس ترتیب سے (فیض الباری ص ۲۳۲)

اعتراض:...... کئی ایک توجیہات بیان کیں پھر بھی مقصد واضح نہ ہو سکا التباس مقصد ہوا کہ پاؤں کا غسل ہے یا مسح؟

جواب:...... التباس مقصد نہیں کیونکہ پاؤں کا وظیفہ غسل ہونے پر قرائن موجود ہیں۔

قرینہ اولیٰ:...... اس سے قبل مرافق کا حکم بیان ہوا کہ مرافق کا حکم غسل ہے اس کو غایتاً ذکر کیا گیا غسل ارجل کی غایت الی الکعبین ذکر کی گئی ہے اور مغسولات کی غایت ذکر کی جاتی ہے ممسوحات کی نہیں لھذا التباس نہ ہوگا۔

قرینہ ثانیہ:...... اگر مسح مراد ہوتا تو مفسرین میں سے کسی ایک سے تو تفسیر میں پاؤں ننگے ہونے کی حالت میں مسح کا جواز اور حکم منقول ہوتا۔

قرینہ ثالثہ:...... ارجل کو مکشوف رہنے میں چہرے اور ہاتھ کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے۔

سوال:...... ارجل کا وظیفہ جب غسل ہے تو پھر اس کو مغسولات سے الگ کیوں ذکر فرمایا؟

جواب:...... امام شافعیؒ کے ہاں تو جواب آسان ہے کہ ترتیب بیان کرنے کے لئے ایسا کیا کیونکہ ان کے ہاں ترتیب واجب ہے ہمارے ہاں استحباب ترتیب کے لئے ایسا کیا۔

جواب ثانی:...... تیمم میں جس طرح سر کا کوئی حکم نہیں اس طرح پاؤں کا بھی کوئی حکم نہیں ان دونوں کے سقوط میں مساوی ہونے کی وجہ سے مغسولات سے متفرق کر کے ممسوح سے جوڑ دیا لھذا دونوں میں ہوئیں اب وہ ارکان وضوء جو تیمم

میں ساقط ہو جاتے ہیں ۲۔ وہ ارکان وضوء جو ساقط نہیں ہوتے [۱]

سوال :...... یہ جزء ترجمۃ الباب ہے یا بیان آیت؟

جواب:...... اس بارے میں محدثین کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

القول الاول:...... بعض حضرات نے کہا کہ یہ جملہ جزء ترجمۃ الباب ہے۔ لیکن دو وجہ سے یہ جزء ترجمۃ الباب نہیں ہو سکتا۔

الوجہ الاول:...... اگر ایسے ہوتا تو ہر جز کی دلیل لاتے روایت لاتے اسکی کوئی روایت ذکر کرتے۔

الوجہ الثانی:...... امام بخاریؒ ان پر مستقل ابواب بھی قائم کریں گے۔

القول الثانی:...... یہ جملہ جزء ترجمہ نہیں بلکہ آیت کی تفسیر ہے کہ آیت میں وضوء کا حکم ہے اور اس میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ فرض مقدار تو ایک مرتبہ ہے آپ ﷺ نے ایک مرتبہ سے زیادہ بھی دھویا ہے لھذا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ دھونا فرض ہے اور اس سے زائد بار دھونا سنت ہے [۲]

ولم یزد علی ثلاث:...... اس سے معلوم ہوا کہ تین سے زائد بار دھونا جائز نہیں تین بار مستحب ہے۔

تائید :...... یہ اس کی تائید حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے جس میں آپ ﷺ کے بارے میں ہے **((توضا ثلثا ثلثا** پھر فرمایا **فمن نقص او زاد فقد اساء وظلم))** [۳]

۲۔ حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے **ان النبی ﷺ توضا ثلاثا ثلاثا ثم قال من زاد علی هذا او نقص فقد اساء وظلم** [۴]

کرہ اهل العلم:...... **کرہ مشتق من الکراهة وهی اقتضاء الترک مع عدم المنع من النقیض وقد**

---

[۱] قال ابو عبدالله وبین النبی ﷺ ان فرض الوضوء مرة مرة وتوضأ ایضا مرتین مرتین وثلثا ولم یزد علی ثلاث و کرہ اهل العلم الاسراف فیه ان یجاوزوا فعل النبی ﷺ .(بخاری ص۲۵ ج ۱ فتح الباری ص۱۱۸)

[۲] فان قلت فی این وقع بیان النبی ﷺ بان فرض الوضوء مرة مرة قلت فی حدیث ابن عباس " ان النبی ﷺ توضأ مرة مرة " وهو بیان بالفعل لمجمل الایة وحدیث ابی بن کعبؓ ان النبی ﷺ دعا بماء فتوضاء مرة مرة وقال هذا وضوء لا تقبل الصلوة الابه " فیه بیان بالقول والفعل وهذا اخرجه ابن ماجه الخ) عینی ص ۲۳۰ ج ۲ ابن ماجه ص ۳۳ طبع علی نفقة وزارة تعلیم اسلام آباد. [۳] (هدایة ص ۱۹ ج ۱ مکتبه شرکت علمیه) [۴] (عینی ص ۲۳۲ ج ۲)

یعرف المکروہ بانہ ما یمدح تارکہ ولا یذم فاعلہ کذا قالہ الکرمانی قلت ھذا لا یمشی علی اطلاقہ وانما یمشی ھذا فی کراھۃ التنزیہ واما فی کراھۃ التحریم فلا [۱]

اسراف اور تبذیر میں فرق:......الاسراف ھو صرف الشئی فیما ینبغی زائدا علی ینبغی بخلاف التبذیر فانہ صرف الشئی فیما لا ینبغی [۲]

فیہ:......ای فی الوضوء واشار بذالک الی ما اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ من طریق ھلال بن یساف احدالتابعین قال کا ن یقال فی الضوء اسراف ولو کنت علی شاطئی [۳]

کرہ اھل العلم:......تین مرتبہ سے زائد دھونا مکروہ ہے اس سے امام بخاریؒ کی دو غرضیں ہیں۔

الغرض الاول:......تین مرتبہ سے زیادہ دھونے میں اسراف ہے تو وضوء میں تین بار دھونے سے تجاوز کا نام اسراف ہے۔

الغرض الثانی:......اسراف کا حکم بیان کرنا ہے کہ اسراف مکروہ ہے، مبطل وضو نہیں ہے۔

نیز ان لوگوں پر رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر زیادہ دھولیا تو وضو ٹوٹ جائیگا جیسے دو رکعتوں کی جگہ تین پڑھ لی جائیں تو دو ھی نہیں ہوتی۔ (فقالوا انہ اذا زاد علی الثلاث یبطل الوضوء کما لو زاد فی الصلوۃ)

فائدہ:......حضرت شاہ صاحبؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ امام بخاریؒ اس سے ایک اصولی مسئلہ کی طرف اشارہ کر گئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حدیث سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے امام بخاریؒ کا یہی مذہب ہے اس موقف سے تو احناف کی تردید ہوئی کیونکہ احناف کے نزدیک حدیث سے قرآن پاک پر زیادتی جائز نہیں لھذا اس کا جواب دینا ہوگا۔

جواب:......احناف اس زیادتی کا انکار کرتے ہیں جو من حیث الفرضیت والا شتراط ہو وہ زیادتی جو من حیث الوجوب والسنیۃ ہو حنفیہ بھی اس کو مانتے ہیں۔ [۴]

اختلاف:......تین بار سے زائد دھونا جائز ہے یا نہیں اس میں محدثین علماء وفقہاء نے اختلاف کیا ہے جس کا خلاصہ

۱؎ عینی ص ۲۴۲ ج ۲، ۲؎ عینی ص ۲۴۳ ج ۲، ۳؎ (عینی ص ۲۴۳ ج ۲) ۴؎ فیض الباری ص ۲۴۵

ہے۔

مذهب نمبر ۱: ...احمدؒ واسحاقؒ فرماتے ہیں لا تجوز الزيادة على الثلاث۔

مذهب نمبر ۲: ......ابن مبارکؒ فرماتے ہیں لا آمن ان یاثم۔

مذهب نمبر ۳: ...امام شافعیؒ سے اس بارے میں تین اقوال منقول ہیں۔ ۱۔ ان الزيادة عليها مكروهة كراهة تنزية ۲. انها حرام ۳. انها خلاف الاولى۔

مذهب نمبر ۴: ......عندالاحنافؒ تین بارسے زائد دھونا مکروہ ہے۔

فائده: ...وقال بعض الشارحين قول البخاری هذا اشارة الى نقل الاجماع على منع الزيادة على الثلاث قلت وفيه نظر فان الشافعیؒ قال في الام لا احب الزيادة عليها فان زاد لم اكره ان شاء الله تعالى (عینی ص ۲۳۳ ج ۲)

فان قلت: ...المذكور في هذا الباب كله ترجمة فاين الحديث

قلت:.... لانسلم ذلک لان قوله "وبين النبیﷺ فرض الوضوء مرة مرة" حديث لان المراد من الحديث اعم من قول الرسول ﷺ غاية مافي الباب انه ذكره على سبيل التعليق وكذا قوله وتوضأايضا مرتين مرتين حديث لما ذكرنا ولا شک ان كلا منهما بيان للسنة وهو المقصود من الباب وهذا الذى ذكرنا على ما وجد في بعض النسخ من ذكر لفظ باب ههنا واما على بعض النسخ التي ليس فيها ذكر لفظ باب فلايحتاج الى هذا التكلف (عینی ص ۲۳۳ ج ۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۹۷)

باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طھور

نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں ہوتی

(۱۳۶)حدثنااسحاق بن ابراھیم الحنظلی قال انا عبدالرزاق قال انا معمر عن ھمام بن منبه
ہم سے اسحاقؒ بن ابراہیم الحنظلی نے بیان کیا کہا انہیں عبدالرزاقؒ نے خبر دی کہا انہیں معمر نے ہمامؒ بن منبہ کے واسطے سے
انه سمع ابا ھریرۃؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ لا تقبل صلوٰۃ من احدث
بتلایا کہ انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بے وضو ہو جائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی
حتیٰ یتوضأ قال رجل من حضر موت ما الحدث یاابا ھریرۃؓ قال فسآء او ضراط
جب تک (دوبارہ) وضو نہ کرے، حضر موت کے ایک شخص نے پوچھا کہ اے ابوہریرہؓ! بے وضو ہونا کیا ہے، حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا (پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی ریح) آواز والی یا بے آواز والی ہوا۱

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض بخاری:...... امام بخاریؒ کا اس باب سے مقصود طہارت کا نماز کے لئے شرط ہونا بیان کرنا ہے۔ اسی لئے حضرت ابوہریرہؓ سے منقول حدیث لائے آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے **لا تقبل صلوۃ بغیر طھور**۲

ترجمة الباب:...... حدیث پاک کا جزء ہے مکمل حدیث اس طرح ہے۔

واخرجه ابوداؤد والنسائی وابن ماجه من طریق ابی الملیح عن ابیه عن النبی ﷺ قال ((لا یقبل اللہ تعالیٰ صدقة من غلول ولا صلوۃ بغیر طھور))۳

۱ انظر: ۶۹۵۴، (دار السلام للنشر والتوزیع الریاض) ابوھریرۃ نام: عبدالرحمن بن صخر: کل مرویات: ۵۳۷۴۔ (بخاری ص ۲۵ فتح الباری ص ۱۸۱ فیض الباری ص ۳۳۲) ۲ (عینی ص ۳۴۳ ج ۲ ابوداؤد ص ۱۰ مکتبہ امدادیہ ملتان النسائی ص ۳۲ ج ۱ قدیمی کتب خانہ کراچی ابن ماجہ ص ۲۴ طبع علی نفقه: وزارۃ التعلیم اسلام آباد)

سوال:......امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب والی حدیث پاک سے استدلال کیوں نہیں کیا؟ جبکہ وہ ترجمۃ الباب پر صراحۃ دلالت کرتی ہے۔

جواب:......امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق نہیں تھی اس لئے استدلال نہیں کیا۔[۱]

سوال ثانی:......مدعیٰ ثابت نہیں ہے آپ نے کہا کہ مقصد امام بخاریؒ نماز کے لئے طہارت کا شرط ہونا بیان کرنا ہے لیکن ترجمۃ الباب اور روایت الباب سے تو نفی قبولیت ثابت ہو رہی ہے نفی صحت نہیں، لھذا دعوی اور دلیل میں مطابقت نہ ہوئی یعنی دعوی عام ہے اور دلیل خاص ہے یہ دعوی تب صحیح ہوسکتا ہے جب صحت اور قبولیت مترادف ہوں بہت مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ نماز شرائط کی حامل ہو کر صحیح ہو جاتی ہے لیکن قبول نہیں ہوتی جیسے **صلوۃ ابق** (بھاگنے والے غلام کی نماز) **صلوۃ فی ارض مغصوبۃ** اور **لا تقبل صلوۃ جار المسجد الا فی المسجد**۔

جواب اول:......علامہ ابن حجرؒ نے جواب دیا ہے کہ قبولیت دو قسم پر ہے ۱۔قبولیتِ اجابہ ۲۔قبولیت اثابہ

قبولیتِ اِجابہ:......**کون الصلوۃ مستجمعا للشرائط والارکان۔**

قبولیتِ اِثابہ:......**کون الصلوۃ فی حیز مرضاۃ الرب۔**

قبولیتِ اِجابہ:......سے مراد صحت ہے لاتقبل صلوۃ میں قبولیت اجابہ مراد ہے اور وہ صحت کے مرادف ہے تو **لا تقبل** بمعنی **لا تصح** ہوا۔

جوابِ ثانی:......استدلال بالکنایہ ہے کہ نماز عباداتِ مقصودہ میں سے ہے اور اسکا مقصد ہی ثواب ہے جب ثواب ہی نہ ملا تو پڑھنے کا کیا فائدہ؟ التزاما نفی ثواب سے نفی صحت پر استدلال کیا۔

جواب ثالث:......حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ **لاتقبل محاورۃً تُرَدُّ** کے معنی میں ہے لھذا جب صحیح نہ ہوئی تو رد کر دی جاتی ہے۔[۲]

فائدہ:......اب تک **لا تقبل صلوۃ** کے متعلق عرض کیا گیا (بغیر طہور) میں لفظ غیر کی بحث اب بیان کی جاتی ہے۔

---

[۱] (لامع الدراری ص ۶۷ فتح الباری ص ۱۱۸) [۲] (فتح الباری ص ۱۱۸ فیض الباری ص ۲۳۶)

سوال: غیر سے مراد کونسا غیر ہے؟ حرفی یا اسمی۔ اگر غیر سے اسمی مراد لیا جائے تو یہ مغایر کے معنی میں ہوگا مطلب یہ ہوگا **لا تقبل صلوۃ بمغایر طھور** یعنی طہور کے مغایر سے نماز قبول نہیں ہوتی ٹوپی، کپڑا، عینک سب مغایر طہور ہیں۔

۲۔ اور اگر غیر سے حرفی مراد لیا جائے جو کہ اِلّا کے معنی میں ہے یعنی **لا تقبل صلوۃ اِلّا بطھور** لھذا مطلب یہ ہوا کہ طہور ہی شرط ہے اور کوئی شرط نہیں اس لئے کہ نفی اور اثبات سے حصر ہوتا ہے۔

جواب اول: ..... یہاں غیر اسمی اور حرفی دونوں مراد لئے جاسکتے ہیں لیکن مغایر سے مراد مغایر تام ہے اور وہ حدث ہے۔

یا غیر حرفی مراد لیتے ہیں مگر حصر مبالغہ کے لئے ہے جیسے الحج العرفۃ اس سے مراد دیگر ارکان کی نفی نہیں ہوتی اس کو حصر ادّعائی بھی کہتے ہیں۔

جواب ثانی: **کل شئی قلته او قیل او یقال محجوج بالاجماع** کیونکہ سب ائمہ کا اجماع ہے کہ اس حدیث پاک سے طہارت کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے یہ اجماعی مسئلہ ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بغیر وضوء کے نماز صحیح نہیں ہوگی اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

حتی یتوضأ: ..... اعتراض: حدیث الباب جس سے تم نے استدلال کیا ہے یہ تو تمہارے خلاف ہے ایک شخص کئی دن تک بغیر وضو کے نماز پڑھتا رہا کسی نے کہا ارے تم بے وضو نماز پڑھتے ہو بلا وضو نماز پڑھنے والے نے اب وضو کرلیا تو اب اس کی ساری نمازیں صحیح ہوگئیں یہ اس حدیث کا ظاہری مطلب ہے کیونکہ حتی غایت کے لئے آتا ہے اور عدم صحت کی غایت ہے۔

جواب: ..... **حتی لا تقبل** کی غایت نہیں بلکہ صلوۃ من احدث کی غایت ہے کہ بے وضو کی نماز وضو سے پہلے صحیح نہیں ہوتی۔

سوال: ..... ترجمۃ الباب ابھی تک ثابت نہیں ہوا کیونکہ ترجمۃ الباب **لا تقبل صلوۃ بغیر طھور** ہے اور روایت الباب میں **حتی یتوضأ** ہے لھذا دعویٰ عام ہوا اور دلیل خاص۔

جواب: ..... یہ ترجمۃ الباب شارحہ ہے کہ **یتوضأ** بمعنی **یتطھر** ہے وضو حقیقۃ یا حکماً تیمم حکماً وضو ہے [1]

---

[1] (فتح الباری ص ۱۱۹)

مسائل مستنبطہ :...... اس حدیث پاک سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ صلوۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت کے لئے طہارت شرط ہے یا نہیں؟ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے جمہور علماء ومحدثین حضرات فرماتے ہیں طہارت شرط ہے اور بعض حضرات (**وحکی عن الشعبی ومحمد بن جریر الطبری**) کے نزدیک طہارت شرط نہیں [۱] اور حضرت امام بخاریؒ نے اس باب میں یہ ثابت کیا ہے کہ ہر قسم کی نماز کے لئے طہارت شرط ہے، جہری ہو، سری ہو، یومی ہو، اسبوعی ہو، حکمی ہو، حقیقی ہو، مکمل ہو، یا جزء اعظم ہو، بلا طہارت نماز نہ ہوگی [۲]

تردید:...... اس سے ان لوگوں کی بھی تردید ہوگئی جو صلوۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت کے لئے طہارت کو شرط نہیں مانتے جنازہ کے لئے طہارت کی شرط نہ ہونے کی نسبت امام شعبی اور محمد بن جریر الطبری کی طرف کی گئی ہے [۳]

مسئلہ ثانیہ:...... یہ حدیث الباب بظاہر مسلک احناف کے خلاف ہے اس لئے کہ مثلاً ایک شخص نے وضو کیا پھر نماز شروع کردی نماز ادا کرتے ہوئے وضو ٹوٹ گیا تو اب احناف بتائیں اس کی نماز صلوۃ من احدث ہے یا نہیں؟ اگر صلوۃ من احدث ہے تو اس پر بناء صحیح نہیں ہونی چاہیے، عجیب بات ہے کہ جو نماز سے باہر بے وضو ہو تو اسکی تو جائز نہیں ہے اور جس کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے اس کی ٹوٹتی ہی نہیں (معترض کہتا ہے) ہم پوچھتے ہیں کہ بے وضو ہونے کے وقت وہ نماز سے خارج ہے یا داخل؟ اگر خارج ہے تو بناء نماز پر تو نہ ہوئی؟ اور اگر داخل صلوۃ ہے تو سوال یہ ہے کہ اس کی یہ نماز ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے صحیح تو نہیں ہے تو غیر صحیح پر بناء کیسے؟

جواب اول:...... دوران نماز بے وضو ہوجانے والا شخص حکماً داخل صلوۃ ہے حقیقۃً خارج ہے حکماً داخل ہونے کے لحاظ سے بناء صحیح ہے اور چونکہ حقیقۃً خارج ہے اس لئے **صلوۃ من احدث** بھی لازم نہ آیا۔

جواب ثانی:...... مسئلہ بناء احناف کی اپنی رائے نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی سے ثابت ہے۔ حدیث پاک میں ہے **دلیل اول**:...... **من قاء اورعف فی صلوۃ فلینصرف ولیتوضاء ولیبن علی صلوتہ مالم یتکلم** [۴]

دلیل ثانی :...... **من اصابہ قئی او قلس او مذی فلینصرف ولیتوضا ثم لیبن**

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۲۵ ج ۲) [۲] (فیض الباری ص ۲۳۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۲۵ ج ۲) [۴] (ھدایہ ص ۲۳ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، عینی ج ۲ ص ۲۳۵)

علی صلوته (ابن ماجه)

مسئله فاقد الطهورین :

سوال :...... یہ حدیث کیا کسی خاص مسئلہ میں حنفیہ کی دلیل ہے؟

جواب :..... ایک مسئلہ میں احناف کی دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ جب معلوم ہو گیا کہ محدث کی نماز صحیح نہیں ہوتی اور قبول بھی نہیں ہوتی تو بطور لازم کے معلوم ہوا **لا یصلی من کان محدثا** تو مسئلہ **فاقدالطهورین** میں امام صاحبؒ کی دلیل ہوئی۔

صورۃ مسئلہ ۱ :.... ایک شخص ناپاک کوٹھڑی میں قید کر دیا گیا اور پانی بھی نہیں ہے۔

صورۃ مسئلہ ۲ ...... یا درخت پر چڑھا ہوا ہے بارش کی وجہ سے درخت پر غبار بھی نہیں ہے اور نیچے درندہ ہے اس نے نماز بھی پڑھنی ہے وقت بھی ساتھ نہیں دے رہا ایسا شخص اب کیا کرے اس میں فقہاء کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذاهب الائمه :......

دو بڑے امام ایک طرف ہیں جو **لا یصلی** کے قائل ہیں اور دو چھوٹے امام ایک طرف ہیں جو **یصلی** کے قائل ہیں۔

(۱) اول مذهب یصلی کا ہے۔

یصلی کے قائلین میں سے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ **یصلی و لا یقضی**۔ امام شافعیؒ سے قضاء اور عدم قضاء کے لحاظ سے چار اقوال منقول ہیں۔

۱۔ **یصلی وجوبا ویقضی وجوبا.**

۲۔ ایک طرف وجوب لگاؤ اور ایک طرف استحباب یعنی **یصلی وجوبا ویقضی استحبابا.**

۳۔ **یصلی استحبابا ویقضی وجوبا.**

۴۔ دونوں طرف استحباب لگاؤ **یصلی استحبابا ویقضی استحبابا.**

(۲) ثانی مذہب لا یصلی کا ہے۔

دو بڑے اماموں میں سے امام مالکؒ فرماتے ہیں لا یصلی ولا یقضی کہ جب اس پر فرض ہی نہیں ہوئی تو قضاء بھی نہیں امام اعظمؒ فرماتے ہیں لا یصلی ویقضی۔

پھر لا یصلی کی دو صورتیں ہیں ا۔صاحبینؒ فرماتے ہیں لا یصلی ولکن یشبہ امام صاحبؒ فرماتے ہیں لا یصلی مطلقا۔

دلائل ائمہؒ:......امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کی دلیل آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے((اذا امرتکم بشئی فاعملوا ما استطعتم و اذانهیتکم عن شیء فا نتهوا))[۱]

یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وضو کی طاقت تو نہیں البتہ نماز کی تو استطاعت ہے وہ تو پڑھ لے اس کے بعد دونوں ائمہ کرام کچھ اختلاف کرتے ہیں وہ یہ کہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جب وقت کے تقاضا کے تحت عہدہ برآ ہو گیا تو اب کچھ نہیں۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں آخر بے وضو پڑھی ہے کچھ تو لحاظ کرے۔

امام مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کی دلیل:......بھی یہی حدیث ہے کہ جب پڑھنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تو لغو ہوئی لھذا اب نہ پڑھے۔

ایک اور اختلاف:...... پھر امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وقت میں جب واجب ہی نہ ہوئی تو قضاء بھی نہ کرے لیکن امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ ادا کی دو قسمیں ہیں ا۔نفسِ وجوب ۲۔وجوب مع صحۃِ ادا۔وقت آجانے کی وجہ سے واجب تو ہو گئی لیکن صحت ادا کے لئے طہارت شرط ہے لھذا صحت ادا نہ ہوئی تو نفس وجوب کے تقاضے کی وجہ سے قضاء کریگا۔

تشبہ بالمصلی:......**سوال:**......فاقدالطھورین نمازی کے ساتھ تشبہ کرے یا نہ کرے؟

جواب:......مختلف اقوال ہیں راجح مسلک وہی ہوگا جس کے شریعت میں نظائر موجود ہوں۔اور تشبہ کے نظائر شریعت پاک میں کثرت سے ملتے ہیں۔

---

[۱] (ابن ماجه ص ۲ باب اتباع سنت رسول الله)

۱۔ کوئی شخص نہار رمضان میں بالغ ہوجائے تو وہ اس دن روزہ داروں سے مشابہت اختیار کرے اگلے دن روزہ رکھے۔

۲۔ کوئی عورت حیض ونفاس سے نہار رمضان میں پاک وصاف ہوئی تو روزہ داروں سے مشابھت اختیار کرے۔

۳۔ کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو اسے بھی تشبہ بالصائم کا حکم ہے۔

۴۔ کسی حاجی سے احرام کے بعد ایسی غلطی ہوجائے جس سے احرام ختم ہوجاتا ہے تو یہ شخص بھی حجاج کرام کے ساتھ مشابہت اختیار کریگا، ان نظائر کے ہوتے ہوئے فاقدالطہورین بھی تشبہ بالمصلی کرے۔

اعتراض: ...... کتب فقہ میں مسلک احناف لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بے وضو سجدہ کرے تو کافر ہوجاتا ہے۔ **فاقدالطہورین تشبہ بالمصلی** اختیار کرتے ہوئے بے وضو ہی سجدہ کر رہا ہے یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

جواب: ...... بے وضوء سجدہ کرنے والے پر کفر کا فتوی لگانے میں تفصیل ہے پرواہ نہ کرتے ہوئے بے وضو سجدہ کرے تو کافر، تکاسلاً بلا وضو سجدہ کرے کہ کون وضو کرے یعنی وضو کی عظمت ہی نہیں اس صورت میں بھی کافر ہوجائیگا۔ لیکن حیاء اور کراہۃ یعنی کرامت وقت کی وجہ سے وضو نہ کرے جیسے **تشبہ بالمصلی** ہے ان کے بارے میں کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

حیاء کی مثال: ...... دوران نماز وضو ٹوٹ گیا اب شرم کی وجہ سے نماز بلا وضو نماز ادا کر رہا ہے تو اس پر بھی کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا لیکن بلا وضو شریک نماز رہنا صحیح نہیں صف سے باہر آئے وضو کرے پھر نماز میں شریک ہو یا نئے سرے سے ادا کرے۔

جواب ثانی: ...... عندالاحناف یہ مسئلہ متفق علیہ نہیں لھذا اس کو مدار بنا کر احناف پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

حضر موت: ...... یمن کے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور **وھو اسم بلد بالیمن وقبیلة ایضا وھما اسمان جعلا اسما واحدا والاسم الاول منه مبني علی الفتح علی الاصح الخ**[1]

ماالحدث: سوال: ...... حدث واضح چیز ہے اس کے متعلق سوال کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

---

[1] (عینی ص ۲۴۴ ج ۲) (فتح الباری ص ۱۱۹ بخاری ص ۲۳۷)

جواب اول: ...حدث دو معانی میں استعمال ہوتا ہے ۱۔ حدثِ حقیقی ۲۔ حدثِ مجازی۔

حدثِ مجازی: ...چغلی اور مستہجن بات اور کلام قبیح ان کو بھی حدث کہا جاتا ہے [۱]

حدثِ حقیقی: ...بے وضو ہونا، یہاں بتلایا کہ حدث سے عام مراد نہیں بلکہ حدث حقیقی مراد ہے۔

جواب ثانی: ...حدث سے تو واقفیت تھی سوال کا مقصد تفصیل جاننا تھا اس لئے بالحدث کہا۔

فساء: ...دبر سے بغیر آواز کے ہوا خارج ہو (بضم الفاء وبالمد) [۲]

ضراط: ...ریح نکلتے وقت آواز بھی پیدا ہو تو ضراط ہے (بضم الضاد وهما مشتركان في كونهما ريحا خارجا من الدبر ممتازان يكون الاول بدون الصوت والثاني مع الصوت فسا يفسو فسوا) [۳]

یا با ھریرۃ: ...ابا کے ہمزہ کو تخفیفاً حذف کر دیا گیا [۴]

سوال: ...حضر موت کے باشندے نے حضرت ابوھریرۃؓ سے حدیث کے متعلق استفسار کیا تو حضرت ابوھریرۃؓ نے جواباً فرمایا حدث فساء اور ضراط ہے۔ کیا حدث یہی دو چیزیں ہیں؟

جواب اول: ...اعم اور اغلب کا لحاظ کرتے ہوئے جواب دیا کہ حدث کی عام وجہ یہی ہوتی ہے [۵]

جواب ثانی: ...یہ تخصیص مخاطب کے لحاظ سے ہے کیونکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ سوال کیا گیا پیٹ میں اختلاج ہو تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا [۶]

جواب ثالث: ...یہ تخصیص محل کے لحاظ سے ہے کیونکہ ایسا عام طور پر مسجد میں ہوتا ہے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال بھی مسجد ہی میں ہوا اور مسجد میں عموماً حدث کی یہی صورتیں پیش آتی ہیں۔ [۷]

جواب رابع: ...نواقض وضو سے سب سے ہلکی چیز ہوا کا اخراج ہے اس کا حدث ہونا ثابت ہو گیا تو بھاری احداث تو بدرجہ اولی احداث اور نواقض وضو ہوں گے [۸]

جواب خامس: ...یا یوں کہہ لیں (سمجھ لیں) کہ معدن نجاست سے نکلنے والی ہوا ناقض ہے اگر خود نجاست

---

۱ (تقریر بخاری ص۱۴ ج۲) ۲ (فتح الباری ص۱۱۹) ۳ (عینی ص ۲۴۴ ج ۲) ۴ فتح الباری ص ۱۱۹ بخاری ص ۲۵) ۵ (فتح الباری ص۲۳۷) ۶ (فتح الباری ص۱۱۹) ۷ فیض الباری ص۲۳۷ ۸ (فتح الباری ص۲۳۷)

باہر آئے تو بدرجہ اولیٰ ناقض ہوگی۔

مسئلہ:......سوال: مسجد میں وضو توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:......امام مالکؒ مطلقاً حرمت کے قائل ہیں۔

احناف مکروہ کہتے ہیں، معتکف کے لئے مزید تخفیف کے قائل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۹۸)

باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء

وضو کی فضیلت (اوران لوگوں کی فضیلت) جو (قیامت کے دن) وضو کے نشانات سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہونگے

(۱۳۷) حدثنا یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث عن خالد عن سعید بن ابی ھلال
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے خالد کے واسطے سے نقل کیا، وہ سعید بن ابی ہلال سے روایت کرتے ہیں
عن نعیم المجمر قال رقیت مع ابی ھریرۃ علیٰ ظھر المسجد فتوضأ فقال
وہ نعیم المجمر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) ابو ہریرہؓ کیساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا تو انہوں نے وضو کیا پھر کہا
انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان امتی یدعون
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ میری امت کے لوگ بلائے جائیں گے
یوم القیامۃ غرا محجلین من آثار الوضوء
وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں

فمن	استطاع	منکم	ان	یطیل	غرته	فلیفعل
تو تم میں سے جو	کوئی	اپنی چمک	بڑھانا	چاہتا ہے	تو وہ	بڑھالے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقۃ الحدیث للترجمتین ظاهرۃ۔

اس باب میں تین بحثوں کو بیان کیا جاتا ہے۔

البحث الاول:......الغر المحجلون کے اعراب کے متعلق ہے کہ اس پر رفع، نصب، جر میں سے کونسا اعراب پڑھا جائیگا اس بارے میں دو قول شراح حدیث نے بیان فرمائے ہیں۔

۱۔مرفوع کی تین صورتیں ہیں

پہلی صورت:......آسان تو یہ ہے اعراب حکائی کے طور پر مرفوع پڑھا جائے۔

دوسری صورت:...... الغر المحجلون کو مبتدا مانا جائے اور اس کی خبر محذوف مانی جائے یعنی مفضلون علی غیرھم[1]

تیسری صورت:......الغر المحجلون مبتداء من آثار الوضوء کو اس کی خبر مانا جائے ای الغر المحجلون آثار الوضوء۔

چوتھی صورت:......بعض حضرات نے کہا ہے کہ "واؤ" استینافیہ ہے الغر المحجلون مبتدأ ہے۔ اور اسکی خبر محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی الغر المحجلون لھم فضل۔

۲۔مجرور پر عطف کی وجہ سے اسے مجرور پڑھا جائے جیسا کہ مسلم کی روایت میں وضو پر عطف کیا گیا ہے تقدیری عبارت اس طرح ہوگی۔ وفضل الغر المحجلین[2]

غر:......اغر کی جمع ہے اس کا معنی وہ جانور جس کی پیشانی میں سفیدی ہو۔

---

[1] عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۴۲) [2] (فتح الباری ص ۱۱۹)

محجل:...... حجل سے لیا گیا ہے بمعنی بیڑی جو پاؤں کو گھیرے ہوئے ہو۔ اب اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے پاؤں سفید ہوں جس کو پنج کلیان بھی کہتے ہیں۔

البحث الثاني:...... **حدثنا یحییٰ بن بکیر**

اس حدیث پاک سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وضو اس امت کی خصوصیت ہے کیونکہ آپ ﷺ **إِنَّ اُمتی** سے تخصیص فرما رہے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ترمذی شریف میں روایت ہے **هذا وضوئی ووضوء الانبیاء السابقین**۔ ہدایہ شریف میں ہے **هذا وضوئی وضوء الانبیاء من قبلی** [1]

جواب:...... یہ تخصیص امم کے لحاظ سے ہے انبیاء کے لحاظ سے نہیں۔

اعتراض:...... بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت سارۃ کی طرف جب ظالم بڑھنا چاہتا تھا تو حضرت سارہ نے وضو کیا فامت **توضات وتصلی** [2] تو وجہ خصوصیت کیا ہوئی؟

جواب اول:...... کثرت وضو کے اعتبار سے یہ تخصیص ہے کیونکہ اس امت پر نمازیں باقی امتوں کے لحاظ سے زیادہ فرض ہوئیں کثرت نماز کے لئے کثرت وضو بھی ہوگا۔

جواب ثاني:...... یا یہ تخصیص وضو علی الوضو کے لحاظ سے ہے کہ اس کی بھی فضیلت ہے جبکہ امم سابقہ کے لئے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

جواب ثالث:...... یا یہ اطالہ غرہ کے لحاظ سے ہے۔

جواب رابع:...... وضو تو امم سابقہ میں بھی تھا لیکن خصوصیت آثار وضو کے لحاظ سے ہے اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں قیامت کے دن اپنی امت کو ان کے آثار وضو سے پہچان لونگا نیز روایت الباب سے یہی راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ **ان امتی** فرما رہے ہیں یعنی میری امت۔ [3]

البحث الثالث:...... تیسری بحث اطالہ غرہ میں ہے حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں **فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل اطاله غره** سے کیا مراد ہے؟

---

[1] (ہدایہ ج ۱ ص ۱۹ شرکت علمیہ ملتان) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۵۰ ج ۲) [3] (فتح الباری ج ۲ ص ۱۱۹ فیض الباری ص ۲۲۸ لامع الدراری ص ۶۷)

القول الاول:......تین بار سے زیادہ دھونا لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت خذیمہؓ کی روایت ہے **فمن نقص او زاد فقد اساء** امام بخاریؒ نے بھی فرمایا کرہ العلماء علماء نے اس کو اسراف کہا ہے تو یہ تشریح مجروح بالاجماع ہے۔

القول الثانی:......فرض مقدار سے زیادہ دھونا حضرت ابوھریرہؓ اسی پر عمل کرتے تھے بظاہر یہی محمل ہے۔

القول الثالث:......اطالۂ غرہ سے مراد اسباغ وضو ہے کہ خوب مل کر مواقع وضو کو دھوئے کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اطالہ غرہ چمک کی زیادتی سے ہوگی، حضرت شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے جو لوگ وضو نہیں کرتے اور نمازیں نہیں پڑھتے وہ شاید حوض کوثر کے پانی سے محروم ہو جائیں۔

اشکال:...... جب اطالہ غرہ سے مراد پہلی دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہیں ہے تو پھر حضرت ابوھریرہؓ نے دوسری صورت کیوں اختیار فرمائی؟

جواب:...... اس کا جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ ادائے عشاق کے قبیل سے ہے حضور ﷺ کی ہر بات پر مر مٹنے والے تھے اس لئے وہ بعض اوقات صرف ظاہری الفاظ پر نظر کرتے تھے حضرت ابوھریرہؓ نے ظاہری الفاظ پر عمل کیا۔[1]

مسائل مستنطه من هذا الحديث:......

١. تطويل الغرة وهو غسل شئ من مقدم الرأس وما يجاوز الوجه زائدا على القدر الذى يجب غسله لا ستيقان كمال الوجه.[2]

٢. ما اعد الله من الفضل والكرامة لاهل الوضوء يوم القيامة.

٣. فيه دلالة قطعية على ان وظيفة الرجلين غسلهما ولا يجوز مسحهما.

٤. فيه قبول خبرالواحد وهو مستفيض فى الاحاديث.

٥. فيه الدليل على كون يوم القيامة والنشور.

٦. جواز الوضوء على ظهر المسجد وهو من باب الوضوء فى المسجد وقد كرهه قوم اجازه آخرون.

---

[1] (وقد ثبت عن ابى هريرة رواية رأيا عينى ج۲ ص ۲۴۹) [2] عمدة القارى ص ۲۴۹ ج ۲)

(۹۹)

باب لایتوضأ من الشک حتی یستیقن

جب تک بے وضو ہونے کا یقین نہ ہو محض شک کی بناء پر نیا وضو کرنا ضروری نہیں

(۱۳۸) حدثنا علی قال ثنا سفیان قال ثنا الزهری عن سعیدبن المسیب وعن عباد بن تمیم
ہم سے علی نے بیان کیا کہا ہمیں سفیان نے بیان کیا کہا کہ ان سے زہری نے سعید بن المسیب کے واسطے سے نقل کیا وہ عباد بن تمیم سے
عن عمه انه شکی الی رسول اللّٰه ﷺ الرجل الّذی یخیل الیه انه یجد الشیٔ فی الصلوٰة
روایت کرتے ہیں، وہ اپنے چچا (عبداللہ بن زید) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی) محسوس ہوتی ہے۔
فقال لاینفتل اولا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا
آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھرے یا نہ مڑے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے

انظر: ۱۷۷، ۲۰۵۶

عم: اس سے مراد عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب انصاری مازنی ہیں۔ کل مرویات: ۴۸

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله لا ینفتل.

غرضِ باب:...... امام بخاریؒ اس جگہ پر ایک اصول بیان فرما رہے ہیں جس کو فقہاء نے بہت سی جگہ استعمال کیا ہے اور اس سے بکثرت استدلال بھی کیا ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے **الیقین لا یزول بالشک**۔ مثلاً کسی شخص نے وضو کیا تو جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔

شک اور یقین کی تعریف :...... ظن اور وھم میں فرق یہ ہے فی اللغة خلاف الیقین وفی اصطلاح الفقھاء الشک فیه ما یستوی فیه طرف العلم والجهل وهو الوقوف بین الشیئین بحیث لا یمیل الی احدهما فاذاقوی احدهما وترک الاخر ولم یاخذ بما ترجح ولم یطرح الآخر فهو ظن واذاعقد القلب علی احدهما وترک الآخر فهو اکبر الظن [1]

مسئله اختلافیه :..... ترجمة الباب لا یتوضأ من الشک ہے شک سے کونسا شک مراد ہے؟ آیا یہ داخل نماز میں معتبر ہے یا خارج نماز میں۔

۱۔ امام مالکؒ اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں خارج نماز میں شک ہو تو وہ معتبر ہے داخل نماز والا نہیں، یعنی اگر داخل نماز میں شک پڑ جائے تو نماز پوری کرلے اور نماز سے نہ نکلے۔ اور اگر خارج نماز میں شک پڑ جائے تو نماز شروع ہی نہ کرے بلکہ جدید وضو کر کے نماز پڑھے [2]

۲۔ لیکن امام بخاریؒ نے کوئی قید ذکر نہیں کی، اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے کہ خارج صلوۃ، داخل صلوۃ سب کو عام ہے عینی ص ۲۵۲ ج ۲ کسی صورت میں نئے سرے سے وضو کرنا بدوں تیقن کے واجب نہ ہوگا۔

قوله شکی :...... معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

سوال : معروف پڑھیں تو فاعل کون ہوگا؟

جواب :...... معروف پڑھنے کی صورت میں فاعل کے بارے میں دو احتمال ہیں

۱۔ فاعل ضمیر مستتر ہے جو عبداللہ بن زید عم عباد کی طرف راجع ہے یعنی شا کی عم عباد ہے الرجل مفعول بہ اور مبہم ہے۔

۲۔ بعض حضرات نے الرجل مبہم ہی کو فاعل بنایا ہے مگر محققین نے اس کو صحیح قرار نہیں دیا۔

سوال :...... اگر مجہول پڑھیں تو نائب فاعل کون ہوگا؟

جواب :..... مجہول پڑھنے کی صورت میں الرجل نائب فاعل ہوگا اس صورت میں نہ شا کی متعین کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی الرجل [3]

---

[1] (عینی ج ۲ ص ۲۵۰) [2] (فیض الباری ص ۲۳۹) [3] (حاشیہ بخاری ص ۲۵ فتح الباری ص ۱۳۰)

خلاصۂ کلام:......انه شكي یہ علی بناء الفاعل اور علی بناء المفعول دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔اگر علی بناء الفاعل ہوتو الرجل منصوب اوراگر علی بناء المفعول ہوتو الرجل مرفوع ہوگا۔

حتى يسمع صوتااويجد ريحا:......**سوال:**......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز ٹوٹنے کے لئے ضروری ہے کہ خارج ہونے والی ہوا کی آواز یا بدبومحسوس کرے اگرکسی کوزکام ہوتو وہ بدبو محسوس نہیں کریگا یا کوئی بہرہ ہوتو وہ آواز سننے سے قاصر رہے گا یعنی آواز نہیں سنے گا تو یہ بی بی تمیزن والا وضو ہو جائیگا۔

قصہ:......بی بی تمیزن کا قصہ یہ ہے کہ اس کا خاوند قضاءالٰہی سے فوت ہوگیا تو یہ کئی دنوں تک نماز پڑھتی رہی لیکن وضوءنہیں کیا کرتی تھی آخر ایک دن بچیوں نے امی جان (بی بی تمیزن) سے پوچھ لیا کہ امی جان آپ تو بلا وضونماز پڑھ لیتی ہیں کیا آپ کا وضوءنہیں ٹوٹتا؟اس نے جواب دیا اری بچیو!تمہارے ابا کے فوت ہو جانے کے بعد میرا وضو کس نے توڑنا ہے؟وہ یہ سمجھتی تھی کہ وضوء بس ایک ہی طریقہ سے ٹوٹتا ہے۔

جواب:...... امام بخاریؒ نے یہ ترجمہ شارحہ قائم کیا ہے یعنی اس حدیث کی شرح کردی کہ حدیث پاک کے یہ الفاظ یقین سے کنایہ ہیں۔

سوال:......ان دو کو خاص طور پر کیوں ذکر کیا۔

جواب:......نماز عام طور پر مسجد میں ادا کی جاتی ہے اور مسجد میں یہ احداث عموماً پائے جاتے ہیں اس لئے حدیث پاک میں ان کی وضاحت کردی۔

ترجمۃ الباب سے مطابقت:......مطابقة الحديث للترجمة في قوله " لا ينفتل" الى آخره لانه يفهم منه ترك الوضوء من الشك حتى يستيقن وهو معنى قوله حتى يسمع صوتا او يجد ريحا.[1]

لا ينفتل:......بالفاء واللام من الانفتال وهو الانصراف۔

او لاينصرف:...... كلمة او للشك من الراوى قال الكرمانى والظاهر انه من عبدالله بن زيد قلت يجوز ان يكون عمن دونه من الرواة.[2]

حتى يسمع صوتا اى من الدبر اويجد ريحا اى من الدبر۔

---

[1] (عینی ج ۲ ص ۲۵۲) [2] (عینی ج ۲ ص ۲۵۲)

مسائلِ مستنبطہ

الاول:..... ان ھذا الحدیث اصل من اصول الاسلام .

الثاني:.....مشروعیة سؤال العلماء عما یحدث من الوقائع وجواب السائل.

الثالث: .....فیه ترک الاستحیاء في العلم وانه علیه السلام کان یعلمهم کل شي وانه یصلی بوضوء صلوات مالم یحدث.

الرابع:.....فیه قبول خبر الواحد [1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۰)

باب التخفیف في الوضوء

وضو میں تخفیف کرنا

(۱۳۹)حدثنا علي بن عبداللّٰه قال ثنا سفین عن عمر و قال اخبرني کریب عن ابن عباس

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے عمرو کے واسطے سے بیان کیا، انہیں کریب نے ابن عباسؓ سے خبر دی

ان النبي ﷺ نام حتی نفخ ثم صلیٰ وربما قال اضطجع

کہ نبی ﷺ سوئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے، پھر آپ نے نماز پڑھی اور کبھی (راوی نے یوں) کہا کہ آپ لیٹ گئے

حتیٰ نفخ ثم قا م فصلیٰ ح ثم حدثنا به سفیان مرّة بعد مرة

یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے، پھر کھڑے ہوئے، اس کے بعد نماز پڑھی، پھر سفیان نے ہم سے دوسری مرتبہ حدیث بیان کی

[1] (عینی ج ۲ ص ۲۵۳)

عن عمروعن کریب عن ابن عباسؓ قال بت عند خا لتی میمونة لیلة

کہ عمرو سے انہوں نے کریب سے انہوں ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نے اپنی خالہ (ام المومنین) حضرت میمونہؓ کے گھر رات گزاری

فقام النبی ﷺ من اللیل فلماکا ن فی بعض اللیل قام رسول اللہ ﷺ

تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے، جب تھوڑی رات رہ گئی تو آپؐ نے اٹھ کر

فتوضأمن شنّ معلق وضوءً خفیفا یخففهٗ عمرو ویقلله

ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے معمولی طور پر وضو کیا، عمرو اس کا ہلکا پن اور معمولی ہونا بیان کرتے تھے

وقام یصلي فتوضأت نحواً مما توضاء ثم جئت فقمت عن یساره

اور آپ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو میں نے بھی اس طرح وضو کیا جس طرح آپؐ نے کیا تھا، پھر آ کر آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا

وربماقال سفین عن شما له فحولني فجعلني عن یمینه ثم صلیٰ ما شا ء اللہ

اور کبھی سفیان نے عن یسارہ کی بجائے عن شمالہ کا لفظ کہا (مطلب دونوں کا ایک ہے) پھر آپؐ نے مجھے پھیر دیا اور اپنی داہنی جانب کرلیا پھر نماز پڑھی جتنی اللہ کا حکم تھا

ثم اضطجع فنا م حتي نفخ ثم اتاه المنا دی فاذن لهٗ بالصلوٰة

پھر لیٹ گئے اور سو گئے حتیٰ کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی، پھر آپکی خدمت میں مؤذن حاضر ہوا اور نماز کی اطلاع دی

فقام معهٗ الیٰ الصلوٰة فصلیٰ ولم یتوضاء قلنا لعمرو

آپؐ اس کے ساتھ نماز کیلئے تشریف لے گئے، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (سفیان کہتے ہیں کہ) ہم نے عمرو سے کہا

ان نا سا یقولون ان رسول اللہ ﷺ تنا م عینهٗ ولا ینا م قلبهٗ قال عمرو سمعت عبیدبن عمیر

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا، عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر سے سنا

یقول رؤیا الانبیاء وحي ثم قراء اِنِّیْ اَرٰی فِي الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ.

وہ کہتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں پھر (قرآن کی یہ آیت) پڑھی "میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں" (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب)

راجع: ۱۱۷ ابن عباسؓ: نام: عبداللہ بن عباسؓ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله وضوا خفيفاً.

غرض بخاری:...... امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وضو میں اصل اسباغ اور اتمام ہے، لیکن عند الضرورۃ یعنی جبکہ پانی کی قلت ہو یا وقت کی قلت ہو تو تخفیف جائز ہے [1]

صُوَرِ تخفیف:...... تخفیف کی دو صورتیں ہیں ا۔ کمی ۲۔ کیفی

کَمِّي تخفیف:...... تین بار دھونا سنت ہے اور یہ تین بار سے کم دھوئے۔

کیفي تخفیف:...... یہ ہے کہ کم ملے اتنا تو بہرحال ضروری ہے کہ ساری جگہ پانی پہنچ جائے۔

حتی نفخ:...... بالخاء المعجمة اى من خيشومه وهو المعبر عنه بالغطيط [2] سونے والے کے ناک سے جو سوتے وقت آواز آتی ہے اس کو غطیط اور خطیط کہتے ہیں۔

فصلی ح ثم حدثنا به:...... امام بخاریؒ کے ایک استاد علی بن عبداللہ ہیں وہ کبھی اس روایت کو اجمالاً نقل کرتے ہیں اور کبھی تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔ استدلال تفصیلی روایت سے ہے اس پر اشکال ہے۔

اشکال:...... تفصیلی روایت میں تو عنعن ہے اس سے استدلال کس طرح کیا؟

جواب:...... اجمالی روایت کے بعد تفصیلی کو یہ بتانے کے لئے نقل کیا ہے کہ استدلال دونوں کے مجموعے سے ہے ایک سے نہیں۔

شن:...... وهو القربة الخلق والجمع اشنان پرانا مشکیزہ.

یخففه عمر ویقلله:...... تخفیف بمقابلہ تثقیل ہے اور تقلیل بمقابلہ تکثیر ہے اول کا تعلق کیف سے ہے اور دوسرے کا کم سے لھذا ترجمۃ الباب مکمل ثابت ہو گیا۔

فجعلني عن یمینه:...... اس سے ثابت ہوا اگر ایک مقتدی ہو تو دائیں طرف کھڑا ہو۔

---

[1] فتح الباری ص ۱۲۰ [2] (عینی ج ۲ ص ۲۵۵، فیض الباری ص ۲۴۰ فتح الباری ص ۱۲۰ بخاری ص ۲۵)

رؤیا الانبیاء وحی:...... اس سے اس بات پر استدلال کیا گیا کہ نبی کا دل نہیں سوتا آنکھیں سوتی ہیں، قصیدہ بردہ کے مصنف نے لکھا ہے۔

لاتنکر الوحی من رؤی فان له قلب اذا نامت العینان لم ینم

اعتراض:...... واقعہ لیلۃ التعریس سے کچھ لوگ اس حدیث کو مجروح کرنے کے لئے اعتراض کرتے ہیں کہ وہاں صبح کی نماز کے لئے کیوں نہ پتہ چلا؟

جواب اول:...... سورج کے طلوع وغروب کا تعلق آنکھوں کے دیکھنے سے ہے اور وہ سو رہی ہیں دل کا تعلق تو امور غیبیہ کے ساتھ ہے۔

جواب ثانی:...... راجح جواب یہ ہے کہ اعم واغلب کے اعتبار سے کبھی کبھی دل پر بھی نیند طاری ہو جاتی تھی، تشریع مسائل کے لئے اللہ پاک کبھی ایسی حالت پیدا کر دیتے تھے۔

درجاتِ نوم، اور عدمِ نقضِ نوم کی وجہ:...... اللہ کے نبی کی نیند مثقل نہیں ہوتی اس میں استرخاء مفاصل نہیں ہوتا۔ نیند کے تین درجے ہیں۔

۱۔ **نعاس:**...... محض آنکھوں پر پہنچ گئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہے مگر نظر کچھ نہیں آتا۔

۲۔ **سنہ:**...... دماغ کو بھی گھیر لے۔

نوم:...... دل پر بھی پہنچ گئی تو نوم ہے۔

مسئلہ:...... جب شارع علیہم السلام نے نوم کو ناقض وضو قرار دیا ہے خشاء چاہے کوئی بھی ہو خروج ریح یا استرخاء مفاصل وغیرہ، تو اب امت کے لئے نوم ناقض وضو ہونی چاہیے۔ چاہے وہ سبب پایا جائے یا نہ، یہ مسئلہ میں نے اس لئے بتایا کہ آج کل ایسے ٹیکے ایجاد ہو گئے ہیں کہ جس کے لگانے سے تین دن تک دبر سے ریح خارج ہی نہیں ہوتی، چاہے خراٹے مار کر سوتے رہو۔ وضو ٹیکہ لگانے کے بعد آنے والی نیند سے بھی ٹوٹ جائیگا۔

ثم قرأ انی اری فی المنام انی اذبحک:...... اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے کہ رؤیا الانبیاء یعنی انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہیں، کہ آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے جو دیکھتے ہیں سب صحیح دیکھتے ہیں، اس آیت مبارکہ میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے خواب کا ذکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں، چنانچہ ان کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے تو اگر انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی نہ ہوتا تو پھر قتل نفس کیسے جائز ہوتا؟ اور پھر قطع رحمی اور سب سے بڑھ کر بیٹے کا قتل؟

وجہ استدلال: ...... یہ ہے کہ بیٹے کو قطعی دلیل سے ذبح کیا جاسکتا ہے اور دلیل قطعی جبھی ہوسکتی ہے کہ وحی ہو اور دل وحی کو محفوظ کرتا ہے۔

بے حکم شرع آب خوردن خطا است ۔۔۔ گر بفتوی خون بریزی روا است

مسائلِ مستنبطہ

اول: ...... ان نوم النبی ﷺ مضطجعا لاینقض الوضوء وکذا سائر الانبیاء علیہم السلام فیقظۃ قلبہم تمنعہم من الحدث ولہذا قال عبید بن عمیر رؤیا الانبیاء وحی.[1]

ثانی: ...... "بت عند خالتی میمونۃ" فیہ جواز مبیت من لم یحتلم عند محرمہ.

الثالث: ...... فیہ مبیتہ عند الرجل مع اہلہ وقد روی انہا کانت حائضا.[2]

الرابع: ...... فیہ تواضعہ علیہ الصلوۃ والسلام وما کان علیہ من مکارم الاخلاق.

الخامس: ...... صلۃ القرابۃ.

السادس: ...... فیہ فضل ابن عباسؓ.

السابع: ...... جواز الامامۃ فی النافلۃ وصحۃ الجماعۃ فیہا.

الثامن: ...... فیہ جواز ائتمام واحد بواحد.

التاسع: ...... فیہ جواز ائتمام صبی ببالغ.

العاشر: ...... فیہ ان موقف المأموم الواحد عن یمین الامام.

الحادی عشر: ...... فیہ المبیت عند العالم لیراقب افعالہ فیقتدی بہا.

الثانی عشر: ...... فیہ ان النافلۃ کالفریضۃ فی تحریم الکلام لانہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یتکلم.[3]

۱(عینی ص۲۵۵ ج۲) ۲(عینی ص۲۵۷ ج۲) ۳(بخاری ص۳۵ فتح الباری ص۲۲۱ لامع الدراری ص۲۸ فیض الباری ص۲۳۱ عینی ص۲۵۷ ج۲)

(۱۰۱)

باب اسباغ الوضوء

وقد قال ابن عمر اسباغ الوضوء الانقاء

اچھی طرح وضو کرنا، ابن عمرؓ کا قول ہے کہ وضو کا پورا کرنا (اعضاء کا) صاف کرنا ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾[۱]

ربط:...... پہلا باب تخفیف کا تھا اور یہ باب اسباغ کا ہے۔

اسباغ وضو کے افراد:...... اس کے تین فرد ہیں

۱۔ تمام اعضاء کو الگ الگ دھونا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

۲۔ تمام اعضاء کو تین بار دھونا اور یہ سنت ہے۔

۳۔ اطالہ غرہ بھی اسباغ کی ایک قسم ہے اور یہ مستحب ہے۔

وقال ابن عمرؓ اسباغ الوضو الانقاء:...... اسباغ کی تفسیر وتشریح انقاء سے کرنا تفسیر باللازم ہے۔ انقاء بول کر اتمام مراد لیا گیا ہے کیونکہ اتمام ہوگا تو انقاء بھی ہوگا [۲]

---

۱ (وجه المناسبتین بین البابین من حیث ان المذکور فی الباب الاول تخفیف الوضو والمذکور فی هذا الباب مایقابله صورة وان کان لابد فی التخفیف من الاسباغ ایضا کما ذکرنا. عینی ص۲۵۸ ج۲ لامع الدراری ص۲۸)

۲ (عینی، صفحه۲۵۸، جلد۲، لامع الدراری ص۶۸) (هذا تعلیق اخرجه عبدالرزاق فی مصنفه موصولاً باسناد صحیح و اشارته الی ان عبدالله بن عمرؓ فسر الاسباغ بالانقاء (عینی صفحه۲۵۸، جلد۲)

(۱۴۰) حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالک عن موسی بن عقبۃ عن کریب مولیٰ
ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے موسیٰ بن عقبہ کے واسطے سے، انہوں نے کریب مولیٰ
ابن عباس عن اسامۃ بن زید انہ سمعہ یقول دفع رسول اللہ ﷺ من عرفۃ
ابن عباس سے نقل کیا، انہوں اسامہ بن زید سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ سے چلے
حتیٰ اذا کان بالشعب نزل فبال ثم توضأ ولم یسبغ الوضوء
جب گھاٹی میں پہنچے تو اتر گئے آپؐ نے (پہلے) پیشاب کیا، پھر وضو فرمایا اور خوب اچھی طرح وضو نہیں کیا
فقلت الصلوٰۃ یا رسول اللہ قال الصلوٰۃ امامک فرکب
تب میں نے کہا یا رسول اللہ! نماز کا وقت (آگیا) آپؐ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ چل کر پڑھیں گے)
فلما جآء المزدلفۃ نزل فتوضأ فاسبغ الوضوء ثم اقیمت الصلوٰۃ فصلی المغرب
تو جب مزدلفہ میں پہنچے تو آپؐ نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھی
ثم اناخ کل انسان بعیرہ فی منزلہ ثم اقیمت العشآء فصلیٰ
پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپؐ نے نماز پڑھی
ولم یصل بینھما.
اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

انظر: ۱۸۱، ۱۶۶۷، ۱۶۶۹، ۱۶۷۲

اسامۃ بن زید: کل مرویات: ۱۲۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فتوضأ واسبغ الوضوء.

حضرت اسامہ کے حالات:...... اسا مه بن زيد بن حا رثه بن شر احيل الكلبي المد نی و کا ن مولى النبي ﷺ رو ى له ما ئة حد يث وثما نية وعشر ون حد يثا . ما ت بو ادى القر ى سنة اربع وخمسين على الا صبح وهو ابن خمس وخمسين اسا مة بن زيد ستة احد هم هذا[1]

عرفة:...... عرفة على وزن فعلة اسم للز ما ن وهو اليو م التا سع من ذى الحجة سميت به لان آدم عر ف جو ابها فان الله تعا لى اهبط آدم فى الهند وحو اء بجد ة فتعارفا الموقف اولان جبريل عليه الصلو ة والسلا م عر ف ابراهيم عليه الصلو ة والسلا م المناسک هنا ک.

مسائلِ مستنبطه

الاول:...... فيه دليل لابي حنيفة و محمد بن الحسن فيما ذهبا اليه من وجوب تاخير صلوة المغرب الى وقت العشاء حتى لو صلى المغرب فى الطريق لم يجز وعليه اعادتها مالم يطلع الفجر[2]

الثاني:...... فيه اشتراک وقت المغرب والعشاء فى المجمع خاصة وكذا وقت الظهر والعصر فى عرفة خاصة وليس ذلک فى غيرهما.[3]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] (عینی ج ۲ ص ۲۵۸، عینی صفحه ۲۵۸، جلد ۲) [2] (عینی صفحه ۲۶۰، جلد ۲) [3] (عینی ص ۲۶۰ ج ۲)

(۱۰۲)

باب غسل الوجه باليدين من غرفة واحدة

چہرے کا صرف ایک چلو (پانی) سے دھونا

(۱۴۱)حدثنا محمد بن عبد الرحيم قال انا ابو سلمة الخزاعی منصور بن سلمة قال
ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا انہیں ابو سلمہ الخزاعی منصور بن سلمہ نے خبر دی
انا ابن بلال يعنی سليمان عن زيد بن اسلم عن عطآء بن يسار عن
انہیں ابن بلال یعنی سلیمان نے زید بن اسلم کے واسطے سے خبردی، انہوں نے عطاء بن یسار سے،
ابن عباس انهٗ توضأ فغسل وجهه
انہوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ (ایک مرتبہ) انہوں نے (یعنی ابن عباسؓ نے) وضو کیا تو اپنا چہرہ دھویا (اس طرح کہ پہلے)
اخذ غرفة من مآء فتمضمض بها واستنشق ثم اخذ غرفة من مآء فجعل بها هكذا
پانی کی ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی دیا، پھر پانی کی ایک چلو لی، پھر اس کو اس طرح کیا (یعنی)
اضافها الٰی يده الاخریٰ فغسل بها وجهه ثم اخذ غرفة من مآء فغسل بها يده اليمنٰی
دوسرے ہاتھ کو ملایا، پھر اس سے اپنا چہرہ دھویا پھر پانی کی دوسری چلو لی اس سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا
ثم اخذ غرفة من مآء فغسل بها يده اليسریٰ ثم مسح براسه ثم اخذ غرفة من مآء فرش علٰی رجله اليمنٰی
پھر ایک اور چلو لے کر بایاں ہاتھ دھویا، اس کے بعد سر کا مسح کیا، پھر پانی کی چلو لے کر داہنے پاؤں پر ڈالی
حتیٰ غسلها ثم اخذ غرفة اخریٰ فغسل بها يعنی رجله اليسریٰ
اور اسے دھویا پھر دوسرے چلو سے بایاں پاؤں دھویا

ثم	قال	هكذا	رأيت	رسول	الله	صلى الله عليه وسلم	يتوضأ
اس کے بعد کہا کہ	میں نے	اسی طرح	دیکھا	رسول	اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم کو	وضو کرتے ہوئے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ثم اخذ غرفة فجعل بها هكذا اضافها الى يده الاخرىٰ فغسل بها وجهه

غرفة بالفتح بمعنى المصدر وبالضم بمعنىٰ المعروف وهي مل ء الكف

غرفة واحدة کی صورت:...... یہ ہے کہ چلو میں پانی لے لینا پھر اس کے ساتھ دوسرا ہاتھ ملا کر چہرہ دھو لینا۔

غرض الباب:...... امام بخاریؒ اس باب میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک غرفہ لے کر اس کے ساتھ دوسرا ہاتھ ملا کر چہرہ دھونا چاہئے۔ اعضاء وضو میں سے ایک چہرہ ہے جو دونوں ہاتھوں سے دھویا جاتا ہے اور دوسرا مسح دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ اشکال امام بخاریؒ نے ابواب وضو میں ترتیب نہیں رکھی، سب سے پہلے شرطیت بیان کی ہے، پھر افضلیت۔ اب اگر طریقہ ذکر کرنا تھا تو مضمضہ واستنشاق کا ذکر ہونا چاہئے تھا اور اگر موجبات وضو کا ذکر کرنا مقصود تھا تو استنجاء اور استجمار وغیرہ کا ذکر ہونا چاہئے تھا[1]

جواب اول:...... علامہ کرمانیؒ شارح بخاری نے ہتھیار ڈال دیئے۔ علامہ صاحبؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے کسی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا، لہٰذا ابوابِ وضو میں ترتیب تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

جواب ثانی:...... علامہ ابن حجرؒ کہیں کہیں ترتیب بیان فرماتے ہیں، لیکن بعض جگہ وہ بھی ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔

جواب ثالث:...... علامہ عینیؒ ترتیب بیان تو کرتے ہیں مگر مناسبت بعیدہ ہوتی ہے۔ یہ تینوں حضرات قدیم شراح میں سے ہیں[2]

جواب رابع:...... متاخرین شارحین فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترتیب کا مکمل لحاظ رکھا ہے لیکن امام بخاریؒ کی کچھ عادات ایسی ہیں جن کی وجہ سے بے ترتیبی کا وہم ہو جاتا ہے۔

---

[1] (فتح الباری ص ۱۲۱) [2] (لامع الدراری ص ۶۸)

عادت ا:...... امام بخاریؒ کبھی ایک باب قائم کرتے ہیں پھر اس کا تتمہ لاتے ہیں۔ ناظر، تتمہ کو مستقل باب سمجھ کر بے ربطی محسوس کرنے لگتا ہے۔

عادت ۲:...... کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ ایک باب قائم کرتے ہیں پھر اس باب کو ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث لاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ باب ثابت ہو رہا ہے لیکن اس حدیث سے ایک اور اہم مسئلہ بھی ثابت ہو رہا ہوتا ہے، اس کے لئے امام بخاریؒ دوسرے باب کا عنوان قائم کر دیتے ہیں۔ اس باب کو باب فی الباب سے تعبیر کرتے ہیں۔

عادت نمبر ۳:...... امام بخاریؒ کی تیسری عادت یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ کو باب فی الباب یا تتمہ کے طور پر ذکر کر جاتے ہیں تو پھر اس کو اپنے موقع پر ذکر نہیں کرتے، اس لئے غلط وہم ہو جاتا ہے۔

یہ باب پہلے باب کا تتمہ ہے:...... اس سے پہلا باب اسباغ الوضوء ہے۔ اس باب سے امام بخاریؒ فرمانا چاہتے تھے کہ (طلبہ کرام) غرفہ چاہے آپ ایک ہی ہاتھ سے لیں لیکن چہرہ دھوتے ہوئے آپ کو دونوں ہاتھ استعمال کرنے پڑیں گے۔

غرفہ بالضم چلو میں لیا ہوا پانی:...... غرفہ بالفتح مصدری معنی میں ایک مرتبہ پانی لینا۔

الفَعلة للمرة و الفِعلة للحالة ...... المَفعل للظرف و المِفعل للآله

فَرَشَّ علٰی رجله ...... فرش کے تین معانی بیان کئے جاتے ہیں۔[۱]

(۱):...... ہلکا دھونا۔

(۲):...... دھونے سے پہلے جو پانی ڈالا جاتا ہے چونکہ وہ رش کی طرح ہوتا ہے اس لئے تشبیہا رش کہہ دیتے ہیں۔

(۳):...... رش بمعنی دھونا بھی استعمال ہوتا ہے[۲] مثلاً ترمذی شریف میں روایت ہے **خَتَّبَه ثم اقرصیه بالماء ثم رشیه و صلی فیه**۔

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۴۳) [۲] (فیض الباری ص ۳۴۳)

(۱۰۳)

باب التسمية على كل حال وعند الوقاع

ہر حال میں بسم اللہ پڑھنا، یہاں تک کہ جماع کے وقت بھی

(۱۴۲) حدثنا علی بن عبد الله قال ثنا جرير عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عن كريب
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے بیان، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے نقل کیا وہ کریب سے
عن ابن عباس يبلغ به النبی ﷺ قال لو ان احدكم اذا اتى اهله قال
وہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں وہ اس حدیث کو نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو کہے
بسم الله اللهم جنبنا الشيطن وجنب الشيطن ما
(جس کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں، اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو
رزقتنا فقضى بينهما ولد لم يضره
تو (اس صحبت کے نتیجے میں) ہمیں عطا فرمائے (یہ پڑھنے کے بعد صحبت کرنے سے) میاں بیوی کو جو اولاد ملے گی اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے

انظر: ۳۲۷۱، ۳۲۸۳، ۵۱۶۵، ۶۳۸۸، ۷۳۹۶

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث لاحد شقي الترجمة الذي هو الخاص، وهو قوله عند الوقاع وليس فيه ما يطابق الشق الاخر الذي هو العام وهو قوله على كل حال الخ

اشکال:..... پھر وہی بات کہ امام بخاریؒ نے ترتیب کا لحاظ نہیں کیا۔ کہاں وضوء اور کہاں جماع۔ اس میں کیا مناسبت ہے؟

جواب اول:..... قال الكرمانیؒ من ان البخاری لایراعی حسن الترتیب [1]

[1] عینی صفحہ ۲۲۲، جلد ۲ فتح الباری ص ۱۲۲)

جواب ثانی:......امام بخاریؒ اس باب میں وضوء سے پہلے تسمیہ کا مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کو اپنی شرائط کے مطابق کوئی ایسی روایت نہیں ملی جو تسمیہ عندالوضو کو ثابت کرے اس لئے **تسمیہ عند کل حال و عندالوقاع** کو ذکر کر دیا کیونکہ ان کے لئے دلائل تھے۔ تو جب یہ ثابت ہوا تو قیاساً تسمیہ عندالوضو بھی ثابت ہو گیا کیونکہ وقاع کا موقع تو ایک غیر مستحسن موقع ہے [۱]

سوال:......تسمیہ عندالوضو پر استدلال کے لئے تحت الباب میں کوئی حدیث کیوں ذکر نہیں فرمائی؟ ((حدیث **لاوضوء لمن لم یذکر اسم الله علیه ترمذی ص۱۳ مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی**)) ہی ذکر دیتے۔ [۲]

جواب:......تسمیہ عندالوضو پر استدلال کے لئے تحت الباب حدیث تو کیا ذکر کرتے امام بخاریؒ کو تو اس قابل بھی کوئی حدیث نہیں ملی جس کو ترجمۃ الباب میں لاتے اور ذکر کرتے۔ اس لئے تحت الباب میں حدیث نہیں لائے اور لا وضوء والی حدیث اس لئے نہ لائے کہ وہ امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق نہیں تھی۔ [۳]

سوال:......ترجمۃ الباب کے دو جز ہیں (۱) **التسمیة علی کل حال** (۲) **وعند الوقاع**
ترجمۃ الباب کے دو جزوں میں سے صرف دوسرا جزء ثابت ہے۔ پہلے جزء کا ثبوت کیسے ہوگا؟

جواب اول:......جب **تسمیة عند الوقاع** ثابت ہو گیا تو **علی کل حال** بھی ثابت ہو گیا۔
عند الوقاع صراحةً اور **علی کل حال استدلالاً** ثابت ہوا۔ [۴]

جواب ثانی:......پہلا جزء بعینہٖ ایک حدیث کا خلاصہ ہے اور وہ حدیث مشہور یہ ہے **کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یذکر الله علی کل احیانه**۔[۵] اس لئے اس جزء کو ثابت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم:......اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف علی ابن عباسؓ نہیں ہے بلکہ مسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے [۶]

---

[۱] فیض الباری ص۲۳۳) [۲] عینی صفحہ ۲۶۶، جلد ۲) [۳] عینی صفحہ ۲۶۶، جلد ۲) [۴] فتح الباری ص۲۴۰) [۵] مسلم شریف ص۱۶۲، ج۱)
[۶] غرضہ ان لیس موقوفا علی ابن عباسؓ بل هو مسند الی الرسول علیه الصلوٰة والسلام الخ، عینی صفحہ ۲۶۷ جلد ۲)

سوال:......اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟۔ یوں کہہ دیتے **عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔**

جواب:...... چونکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں احتمال تھا کہ ابن عباسؓ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ سنا ہے یا بالواسطہ۔ یہ الفاظ بول کر اس وہم کو منقطع کر دیا۔ اسی لئے یہ سارا تکلف کیا۔

الی اھلہ ...... یہ تسمیہ کس وقت پڑھنی چاہیے بعض روایتوں میں اذا انزل کے الفاظ ہیں، تو اس روایت اور روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ تسمیہ عندالجماع ہو اس میں اختلاف ہے ۔ امام مالکؒ امام غزالیؒ عندالجماع کے قائل ہیں (عینی ص ۲۶۹ ج ۲)۔ جمہور ائمہ چونکہ ننگے ہونے کی حالت میں مکروہ کہتے ہیں اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ ارادہ جماع کے وقت پڑھ لے۔ اگر ان دونوں روایتوں میں لفظ ارادکو محذوف مان لیا جائے تو الی اہلہ وغیرہ کے مجازی معنیٰ مراد ہونگے اور اگر اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو تسمیہ قلبی مراد ہوگا نہ کہ لسانی۔

لم یضرہ ...... **یجوز بضم الراء وفتحھا ویقال الضم افصح**[۱] گر جماع سے پہلے دعا پڑھ لی جائے تو اللہ پاک کے نام کی برکت سے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے[۲]

سوال ...... ضرر سے کیا مراد ہے؟

جواب ۱ : ...... قال البعض ضرر جسمانی مراد ہے جسم پر یا عقل پر اثر انداز ہوتا ہے۔

جواب ۲:......یا ضرر دینی مراد ہے کہ اس کو گمراہ نہیں کر سکے گا عاق نہیں بنائے گا و **یقال یحتمل ان یوخذ قولہ لم یضرہ عاما فیدخل تحتہ الضرر الدینی ویحتمل ان یوخذ خاصا با النسبۃ الی الضرر البدنی الخ**[۳]

سوال ...... بڑے بڑے صلحاء کی اولاد گمراہ ہو جاتی ہے ہم تو یہ گمان کریں گے کہ علماء وصلحاء نے وقاع کے وقت دعا پڑھی تو پھر لم یضرہ کا کیسے صدق ہوا کیونکہ ہم حسن ظن رکھتے ہیں۔

جواب ۱ : ...... بیان تاثیر ہے لیکن مانع کی وجہ سے زائل ہو سکتی ہے، اس کی ضمانت نہیں ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے **ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشآء والمنکر**[۴] جبکہ آپ اس کے خلاف دیکھتے ہیں تو جواب یہی ہے کہ آیت میں بیان تاثیر ہے کہ نماز میں تاثیر یہ ہے کہ وہ فحشآء ومنکر سے روکتی ہے کبھی موانع کی وجہ سے تاثیر نہیں ہوتی۔

---

[۱] (عینی ص ۲۶۸ ج ۲) [۲] (اللھم جنبا الشیطان الخ عینی ص ۲۶۶ ج ۲) [۳] (عینی ص ۲۶۹ ج ۲) [۴] (پارہ ۲۱ آیت ۴۵ سورۃ عنکبوت)

جواب ۲ ...... مولانا عبید اللہ انورؒ سے سنا کہ علماء وصلحا سے اللہ تعالی ہدایت کا کام لیتا ہے ان پر تو شیاطین کا بس نہیں چلتا ان کی اولادوں کا شیطان بہت پیچھا کرتا ہے شیاطین کی جماعتوں کی جماعتیں لگا دیتا ہے تاکہ وہ آگے ہدایت نہ پھیلا سکیں بلکہ خود گمراہ ہو جائیں۔

جواب ۳: ...... علماء صلحاء کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ کسی غلطی فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ ہم ھدایت پھیلا رہے ہیں اگر وہ خود ہدایت پر قادر ہوتے تو اپنی اولاد کو پہلے ہدایت دے دیتے۔

جواب ۴: ...... کہ ہدایت حاصل ہونے کے لئے جتنے ادب کی ضرورت ہے علماء صلحاء کی اولاد اپنے آپ کو علماء صلحاء کی اولاد سمجھتی ہے اس لئے اتنا ادب نہیں کرتی جتنا عام لوگوں کی اولاد کرتی ہے۔

سوال ...... وہ موانع کیا ہیں۔

جواب ...... خویش واقارب ہیں اور مسموم ماحول ہے۔

لفظی بحث ...... حضرت شاہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ لم یضر ایسا کلمہ ہے جس کے آخر میں تینوں اعراب جائز ہوتے ہیں لیکن جب یہ ضمیر منصوب کے ساتھ مل جائے تو ضمہ متعین ہو جاتا ہے۔[1]

مسئلہ تسمیہ عندالوضوء ...... تسمیہ عندالوضوء میں ائمہ کرامؒ کا اختلاف ہے۔ امام احمدؒ واسحاقؒ فرض مانتے ہیں۔ **الثانی انها واجبة وهي رواية عن احمد وقول اهل الظاهر**[2] امام اسحاق پھر نرمی کر جاتے ہیں کہ اگر بھول جائے یا تاویل سے چھوڑ دی تو اعادہ وضوء ضروری نہیں **(وان ترکها سهوا او معتقدا انها غير واجبة لم تبطل طهارته وهو قول اسحاق بن راهويه کماحکاه الترمذی عنه)**[3]

جمہور ...... فرماتے ہیں کہ تسمیہ عندالوضوسنت ہے۔ امام بخاریؒ جمہور کی موافقت کرتے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ تسمیہ عند کل حال اور عندالوقاع جیسے واجب نہیں ایسے ہی یہ بھی واجب نہیں ہے۔

دلیل امام احمدؒ واسحاقؒ ...... ترمذی شریف میں ایک روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا

((لاوضوء لمن لم يذکر اسم الله))[4]

---

[1](فیض الباری ص۲۳۳) [2](عینی ص ۲۶۹ ج ۲) [3](عینی ص ۲۶۹ ج ۲) [4](ترمذی ص ۱۳ مکتبہ ایچ ایم سعید)

دلائلِ جمہورؒ

دلیل (۱)...... قرآن پاک میں وضو کا طریقہ بیان ہوا اس میں تسمیہ کا کہیں ذکر نہیں کیونکہ قرآن پاک سے وضو کے چار فرض ثابت ہیں اگر اس روایت سے یعنی روایت الباب سے وضو کے وقت تسمیہ کی فرضیت ثابت کریں تو خبرواحد کے ذریعہ قرآن پاک پر زیادتی لازم آئے گی جو جائز نہیں۔

دلیل (۲)...... اگر تسمیہ عندالوضوفرض ہوتی تو آنحضرت ﷺ مُسیئ صلوٰۃ کوفرماتے کہ دیکھ بسم اللہ کے بغیر تیرا وضونہیں ہوگا چار چیزوں کے ساتھ بسم اللہ بھی پڑھنا۔

دلیل (۳)...... مہاجر بن قنفذ کی روایت ہے کہ بغیر تسمیہ وضو ناپسند کیا تو اس روایت سے وضو بلاتسمیہ مکروہ ثابت ہوتا ہے تم اس کو فرض قرار دے رہے ہو یہ ساری باتیں لا وضو لمن لم یذکر اسم اللہ کی کمزوری سے قطع نظر کرتے ہوئے ہیں ورنہ امام ترمذی نے تو اس حدیث کا ضعف ثابت کیا ہے۔(حوالہ) **قال ابو عیسی قال احمد لا اعلم فی ھذاالباب حدیثا لہ اسناد جیداً**[1]

امام احمدؒ اور اسحاقؒ کی دلیل کا جواب ...... ترمذی والی روایت نفی کمال پر محمول کی جائے قرآن پاک کو اپنے حال پر رہنے دیا جائے حدیث سے سنت مان لی جائے چنانچہ دارقطنی کی ایک روایت ہے جس سے جمہور کے دعوے کی تائید ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **من توضأ و ذکر اسم اللہ فانہ یطھر جسدہ کلہ ومن توضأ ولم یذکر اسم اللہ لم یطھر الا موضع الوضوء.**

بیان استنباط الاحکام:......

(۱) جماع کے آغاز میں یعنی جماع سے پہلے تسمیہ اور دعاء مذکورہ پڑھنا مستحب ہے[2]

(۲) مطابقت حدیث ترجمہ سے ظاہر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] ترمذی ص ۱۳ [2] عینی ص ۲۶۹ ج ۲

(۱۰۴)

باب ما یقول عند الخلاء

بیت الخلاء جاتے وقت کیا دعا پڑھے

(۱۴۳)حدثنا ادم قال ثنا شعبة عن عبد العزیز بن صهیب قال سمعت انسا یقول
ہم سے آدم نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے عبدالعزیز بن صہیب کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا، وہ کہتے
کان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء قال اللهم انی اعوذبک من الخبث والخبآئث
تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب (قضاء حاجت کیلئے) بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو (یہ دعا) پڑھتے (جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں ناپاکی سے اور ناپاک چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں
تابعه ابن عرعرة عن شعبة وقال غندر عن شعبة اذا اتی الخلاء وقال موسیٰ عن حماد اذا دخل وقال سعید بن زید حدثنا عبدالعزیز اذا اراد ان یدخل

انظر: ۶۳۲۲

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

خلاء: ...... وهو بفتح الخاء وبالمد موضع قضاء الحاجة سمی بذالک لخلائه فی غیر اوقات قضاء الحاجة وهو الکنیف والحشن والمرفق والمرحاض ایضا واصله المکان الخالی ثم کثر استعماله حتیٰ تجوز به عن ذلک واما الخلا بالقصر فهو الحیش الرطب وقد یکون خلا مستعملا فی باب الاستنجاء [1]

---

[1] (عینی ص ۷۰۲ ج ۲)

غرض بخاری:...... امام بخاریؒ نے تسمیہ عندالخلاء بھی تسمیہ عندکل حال کے ضمن میں ثابت کر دیا تھا اب بتلا رہے ہیں کہ کونسی دعا پڑھنی چاہیئے دراصل امام بخاریؒ اس باب میں دو مسئلے بیان کرنا چاہتے ہیں (۱) دعاء استعاذہ (۲) ایک اختلافی مسئلہ میں فیصلہ دینا چاہتے ہیں کہ استعاذہ کا محل کونسا ہے۔ اس لحاظ سے تین بحثیں ہوئیں (۱) شرح الفاظ استعاذہ (۲) حکمت استعاذہ (۳) محل استعاذہ۔

البحث الاول ......

شرح الفاظ ......

(۱):...... **من الخبث والخبائث** خبث دو طرح پڑھا گیا ہے اگر بضم الباء ہو تو جمع الخبیث مراد مذکر جن ہونگے خبائث **جمع الخبیثة (قال الخطابي بضم الخاء والباء جماعة الخبيث والخبائث جمع الخبيثة**[۱] مراد مؤنث جن معنی یہ ہوا کہ پناہ پکڑتے ہیں ہم تیری جنوں اور جنیوں سے۔

(۲):...... خبث بسکون الباء ہو تو اس صورت میں یہ مصدر ہوگا اور ہر نوع خبث کو شامل ہوگا[۲] بمعنی گندگی پھر گندگی دو قسم پر ہے (۱) ظاہری (۲) باطنی، ظاہری چونکہ عندالقضاء محل خبث کے ملوث بالنجاسۃ ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے اسلئے اس سے استعاذہ کرنا ہے۔ اور خبث باطنی پر بھی محمول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خبث باطنی ارکان زبان، جنان تینوں میں ہو سکتا ہے،

خبث في اللسان:...... جھوٹ، چغلی

خبث في الاركان:...... زنا، چوری۔

خبث في الجنان:...... حسد، بغض، کفر، شرک

سوال:...... خبائث کس کی صفت ہے۔

جواب:...... یہ موصوف محذوف کی صفت ہوگی موصوف محذوف خصائل مانا جائیگا یا اشیاء، ترجمہ اس طرح ہوگا کہ

---

[۱] عینی ص ۲۷۰ ج ۲ فتح الباری ۲۲۲۱) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۲۱ ج ۲)

میں پناہ مانگتا ہوں خصائل خبیثہ سے یا اشیاء خبیثہ سے، اس میں جن اور جنیاں بھی آ جائینگی۔

البحث الثانی:...... حکمت استعاذہ: پہلی حکمت: چونکہ بیت الخلاء گندگی کی جگہ ہے عام طور پر گندی جگہوں پر جن اور جنیاں ہوتی ہیں دیوار، چادر وغیرہ کے کے ذریعے انسانوں سے تو اوٹ کر لی، جنوں سے کیسے پردہ ہوگا تو وہ اس دعاء سے ہوگا۔

دوسری حکمت:...... جن چونکہ گندی جگہ رہتے ہیں گندی جگہ میں ان کو انسان کو ضرر پہنچانے کا زیادہ موقع مل جاتا ہے اس لئے استعاذہ ضروری ہے۔

البحث الثالث:...... محل استعاذہ کیا ہے؟ اس میں امام مالکؒ اور جمہورؒ کا اختلاف ہے۔

مسلک جمہورؒ:...... جمہور بیت الخلاء میں داخل ہونے کے بعد اور ننگا ہونے کے بعد دعاء پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

امام مالکؒ:...... جواز کے قائل ہیں امام بخاریؒ نے اس جگہ تین روایتیں نقل کی ہیں ۱۔اذا دخل الخلاء ۲۔اذا اتی الخلاء[۱] ۳۔اذا اراد ان یدخل۔

دلیل امام مالکؒ:...... اذا دخل الخلاء امام مالکؒ کی دلیل ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ دخول کے بعد پڑھے[۲]

دوسری روایت دونوں کے موافق ہوسکتی ہے اگر یہ ترجمہ کریں کہ ’’داخل ہوجائے‘‘ تو امام مالکؒ کے موافق ہوگی اور اگر یہ ترجمہ کریں ’’قریب ہوجائے یعنی بیت الخلاء میں داخل ہونے کے قریب ہوجائے‘‘ تو جمہور کے موافق ہوگی۔ اور تیسری روایت اذا اراد ان یدخل دلیل جمہور ہے۔

دلیل امام مالکؒ کا جواب:...... جمہورؒ کے نزدیک اذا دخل کے معنی اذا اراد الخلاء کے ہیں جیسا کہ آگے بخاری میں آرہا ہے۔

روایات کا اختلاف اور اسمیں تطبیق:...... تینوں روایتیں مختلف ہیں تطبیق کی صورتیں یہ ہیں۔

---

[۱] فتح الباری ص۱۲۳ بخاری ص۳۲۶) [۲] عینی ج ص۲۷۱)

الصورة الاولی: ...... ذکر علی نوعین یعنی دو طریقوں سے دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ ا۔ قلبی ۲۔ لسانی ذکر لسانی تو دخول سے پہلے ہو اور اگر بھول جائے تو بعد میں ذکر قلبی کر لے۔ **وقال عکرمة لا یذکر اللہ فیه بلسانه بل بقلبه**[1]

الصورت الثانیه : ...... اذا جب ماضی پر داخل ہو جائے تو لفظ ارادہ محذوف ہوتا ہے[2]

مسائل مستنبطه: ...... الاول فیه الاستعاذة باللہ عند ارادة الدخول فی الخلاء وقد اجمع علی استحبابها وسواء فیها البنیان والصحراء [3]

الثانی : ...... ان الاستعاذة من النبی ﷺ اظهار للعبودیة وتعلیم للامة والا فهو علیه الصلوة والسلام محفوظ من الجن والانس وقد ربط عفریتا [3] وقد ربط عفریتا علی ساریة من سواری المسجد.

تابعه ابن عرعرة عن شعبة : ...... ای تابع آدم بن ابی ایاس محمد بن عرعرة فی روایته هذا الحدیث عن شعبة کما رواه آدم.

الحاصل: ...... ان محمد بن عرعرة روی هذا الحدیث عن شعبة کما رواه آدم عن شعبة وهذه هی المتابعة التامة وفائدتها التقویة وحدیث محمد بن عرعرة عن شعبة اخرجه البخاری فی الدعوات وقال حدثنا محمد بن عرعرة حدثنا شعبة عن عبدالعزیز بن صهیب عن انسؓ قال کان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء قال اللهم انی اعوذبک من الخبث والخبائث (عینی)

قال غندر عن شعبة: ...... هذا التعلیق وصله البزاز فی مسنده عن محمد بن بشار بندار عن غندر عن شعبة عنه بلفظه ورواه احمد عن غندر بلفظ "اذا دخل" [5]

غندر : ...... بضم الغین المعجمة وسکون النون وفتح الدال المهملة علی المشهور وبالراء ومعناه المشغب وهو لقب محمد بن جعفر البصری ربیب شعبة وقدمر فی باب ظلم دون ظلم. [6]

وقال موسیٰ عن حماد: ...... هذا التعلیق وصله البیهقیؒ باللفظ المذکور.

---

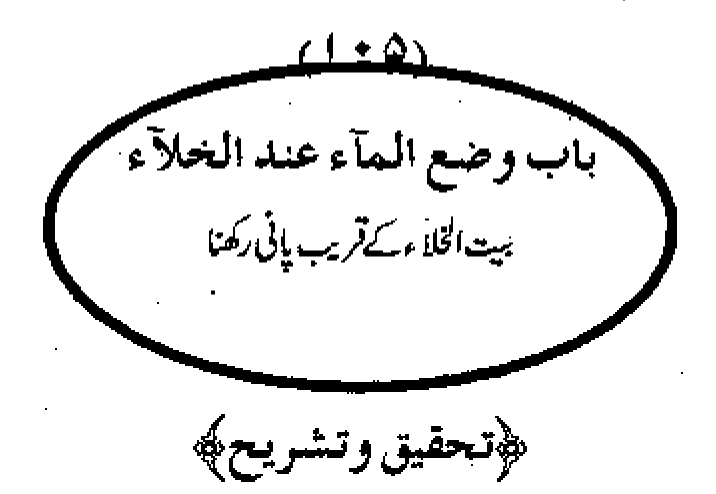
[1] فتح الباری ص ۲۴۳ [2] بخاری ص ۲۶ [3] عینی ج ۲ ص ۲۷۲ [4] عینی ج ۲ ص ۲۷۲

موسیٰ :...... ھو ابن اسماعیل التبوذکی وقدمر غیر مرۃ.

وحماد :...... ھو ابن سلمۃ بن دینار ابو سلمۃ الربعی وکان یعد من الابدال .

وقال سعید بن زید الی اخرہ:...... ھذا التعلیق وصلہ البخاریؒ فی الادب المفرد قال حدثنا ابو النعمان قال حدثنا سعید بن زید قال حدثنا عبدالعزیز ابن صھیب قال حدثنی انس قال " کان النبیﷺ اذآ اراد ان یدخل الخلاء.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:......

ا۔ آداب میں سے ہے کہ جب کوئی شیخ واستاد استنجاء اور قضاء حاجت کے لئے جائے اور معلوم ہو کہ ان کو پانی کی ضرورت ہوگی تو پانی مہیا کرنا چاہیے۔

۲۔ دوسری غرض یہ ہے کہ پانی بیت الخلاء میں نہیں رکھنا چاہیے اور نہ اتنا دور کہ پتہ ہی نہ چلے بلکہ قریب رکھنا چاہیے۔

الحاصل :...... دو آداب بتلائے ایک پانی رکھنا چاہیے دوسرا یہ کہ قریب رکھنا چاہیے۔

(۱۴۴)حدثنا عبداللہ بن محمد قال ثنا هاشم بن القاسم قال ثنا ورقآء عن عبیداللہ بن ابی یزید
ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا ان سے ہاشم بن القاسم نے ان سے ورقاء نے عبیداللہ بن یزید کے واسطے سے بیان کیا
عن ابن عباس ان النبی ﷺ دخل الخلآء
وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے گئے
فوضعت لهٗ وضوءًا قال من وضع هذا
میں نے (بیت الخلاء کے قریب) آپ کیلئے وضو کا پانی رکھ دیا (باہر نکل کر) آپ نے پوچھا یہ کس نے رکھا ہے!
فاخبر فقال اللهم فقهه فی الدین.
جب آپ کو بتلایا گیا (کہ کس نے رکھا ہے) تو آپ نے (میرے لئے دعا کی اور) فرمایا اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما

راجع: ۷۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

وضوء:......بفتح الواو هو الماء الذی یتوضا به وبالضم المصدر وقد مر تحقیقه فی اول کتاب الوضوء.

سوال:...... فہم کی دعا کیوں فرمائی؟ کوئی اور دعا بھی تو کر سکتے تھے۔

جواب:...... آپ ﷺ کے لئے پانی رکھنا بہت فہم کی بات تھی اس لئے آپ ﷺ نے ان کے لئے فہم کی دعا فرمائی[1] اور تقریر بخاری کے حاشیے (ص ۲۱۶) میں لکھا ہے، حضور ﷺ نے ان کو دعا دی اللھم فقه فی الدین اس لئے کہ انھوں نے فقاہت کا کام کیا کہ ان تین مواقع میں سے موقع انسب کو اختیار فرمایا۔

فاخبر:......ای النبی ﷺ ومیمونة بنت الحارث خالة ابن عباس هی المخبرة بذلک لان

[1] (عیاش صدیقی)

وضع ابن عباس الوضوء للنبی ﷺ کان فی بیتها.

بیان استنباط الاحکام

الاول: ...... فیه جواز خدمت العالم بغیر امرہ .

الثانی: ...... فیه استحباب المکافاۃ بالدعاء .

الثالث: ...... قال الخطابی فیه ان حمل الخادم الماء الی المغتسل غیر مکروہ وان الادب فیه ان یلیه الاصاغر من الخدم دون الاکابر .وقال الخطابی فی الحدیث استحباب الاستنجاء بالماء وان کانت الحجارة مجزئة [1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۲)

باب لاتُستقبل القبلة بغائط او بول الاّ عند البنآء جدار او نحوہ

پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہیں کرنا چاہیئے
لیکن جب کسی عمارت یا دیوار وغیرہ کی آڑ ہو تو کچھ حرج نہیں

(۱۴۵)حدثنا ادم قال ثنا ابن ابی ذئب قال ثنا الزهری عن عطآء بن یزید اللیثی
ہم سے ادم نے بیان کیا ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے زہری نے عطا بن یزید اللیثی کے واسطے سے نقل کیا
عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اتیٰ احدکم الغائط
وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے

[1] (عینی ص ۲۷۳ ج ۲)

فلایستقبل	القبلة	ولایولها	ظهرهٗ	شرقوا	اوغربوا
تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے		اور نہ اس کی طرف پشت کرے		(بلکہ) مشرق کی طرف منہ کرو	یا مغرب کی طرف

انظر: ۳۹۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

روایت ابوایوب انصاریؓ جو کہ مطلق ہے۔ ثانی روایت ابن عمرؓ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کے وقت آپؐ کا منہ بیت المقدس کی طرف تھا اور پشت بیت اللہ کی طرف تھی۔ امام بخاریؒ نے دونوں روایتیں نقل کرکے بتلا دیا کہ ابو ایوب انصاریؓ کی روایت مقید ہے لیکن امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب استدلال کے لئے کوئی حدیث نقل کرتے ہیں اور اس سے کوئی مسئلہ ثابت ہو رہا ہوتا ہے تو اس کو بھی باب باندھ کر ترجمہ بنادیتے ہیں جیسے باب من تبرز علی لبنتین۔ لیکن شراح کو اس کا دھیان بھی نہ ہوا تو کہہ دیا کہ ترجمۃ الباب کی کوئی دلیل ہی نقل نہیں کی۔

الحاصل: ...... دونوں روایتیں اسی باب کو ثابت کرنے کے لئے ہیں۔

مسئلہ استقبال واستدبار:

عندالبول والغائط استقبال واستدبار کے متعلق مشہور مذہب دو ہیں۔

۱۔ قائل بالفصل ۲۔ عدم قائل بالفصل۔

مذہب ثانی میں پھر دو مذہب ہیں

(۱) داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ مطلقاً جائز ہے۔

دلیل داؤد ظاہری: ......ابن ماجہ کی ایک روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا استقبلوا بمقعدتی القبلة [۱] (۲) دوسرا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً استقبال واستدبار عند البول والغائط ناجائز ہے یعنی استقبال واستدبار فی الصحرآء والبنیان ناجائز ہے۔ یہ مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے آپ فرماتے ہیں کہ استقبال واستدبار فی الصحرآء والبنیان ناجائز ہے [۲]

---

[۱] ابن ماجه ص ۲۸ وزارۃ تعلیم اسلام آباد) [۲] (عینی ص ۲۷۷ ج ۲) احتج ابو حنیفةؒ بالحدیث المذکور علی عدم جواز استقبال القبلة واستدبارها بالبول والغائط سواء کان فی الصحرآء اوفی البنیان اخذا فی ذلک بعموم الحدیث التی وهو موجود فی الصحرآء والبنیان)

مذہبِ اول: ......

مذہب اول میں تین مذہب ہیں۔

(۱) ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ صحراء میں مطلقاً ناجائز ہے اور آبادی میں مطلقاً جائز ہے۔

(۲) امام احمدؒ اور ایک روایت امام اعظمؒ میں استقبال مطلقاً ناجائز ہے اور استدبار مطلقاً جائز ہے (یہ امام احمد کا مذہب ہے اور ایک روایت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے بھی ہے)

(۳) استقبال مطلقاً ناجائز ہے اور استدبار آبادی میں جائز ہے، امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت یہی ہے۔

اختلافِ آئمہ: ......

امامِ اعظمؒ: ...... کے نزدیک استقبال و استدبار مطلقاً مکروہ تحریمی ہیں۔

داؤد ظاھری: ...... کے نزدیک مطلقاً جائز ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام مالکؒ: ...... سے روایت ہے کہ دونوں فضاء میں مکروہ ہیں اور آبادی میں غیر مکروہ ہیں۔

امامِ احمد بن حنبلؒ: ...... کے نزدیک استقبال مطلقاً ممنوع اور استدبار جائز ہے [۱]

اصلِ اختلاف: ...... امام صاحبؒ اور ائمہ ثلاثہؒ کے درمیان ہے جس کی بنیاد اجتہاد ہے۔

دلیل امام اعظمؒ: ...... حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت کو اصل قرار دیا اور اسی کو اپنی دلیل بنایا۔

آئمہ ثلاثہؒ کی دلیل: ...... آئمہ ثلاثہؒ نے ابن عمرؓ کی روایت کو اصل قرار دیا اور اسی کو اپنی دلیل قرار دیا۔ ہر ایک نے حدیثِ مخالف کی توجیہات پیش کیں یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں امام بخاریؒ نے انہیں دو کو نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی روایات ہیں ان سے اس وقت بحث نہیں۔ روایت ابوایوب انصاریؓ یا روایت ابن عمرؓ میں سے کون سی

---

[۱] (بیاض صدیقی ص ۲۱۷) (ثم اعلم ان حاصل ماللعلماء فی ذلک اربعة مذاهب احدها المنع المطلق وقد ذكرناه . الثانی الجواز مطلقا وهو قول عروة بن الزبير وربيعة الرای وداؤد الظاہری عمدة القاری ص ۲۷۸ ج ۲)

روایت راجح اور قاعدہ کلیہ بننے کے لائق ہے؟ تو جواب...... یہ ہے کئی وجوہ سے روایت ابوایوب انصاریؓ قاعدہ کلیہ بننے کے قابل ہے (۱) قاعدہ کلیہ بننے کے قابل وہ روایت ہوتی ہے جو کہ قول (قولی) ہو۔ (۲) اور وہ ہو سکتی ہے جس میں احترام قبلہ ہو۔ (۳) اور وہ ہو سکتی ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا ہو۔ روایت ابن عمرؓ جو کہ دلیل ائمہ ثلاثہ ہے اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک قیاس کا سہارا نہ لیا جائے یعنی قیاس کو داخل نہ کیا جائے اور قیاس معارض نص ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ روایت ابن عمرؓ سے تو بنیان (آبادی) میں استدبار ثابت ہوا استقبال کو استدبار پر قیاس کیا اور یہ قیاس معارض نص ہے۔ آدھی دلیل حدیث سے ہے اور آدھی دلیل قیاس سے اور وہ معارض نص ہے پھر آپ نے تخصیص بھی کی اور تخصیص بھی ایسی جس کا خود راوی قائل نہیں ہے رواۃ کے فہم کے خلاف تخصیص کر رہے ہیں۔ پھر اس طرف اکیلے ابوایوب انصاریؓ ہی نہیں بلکہ کتنے صحابہؓ کا عمل ابوایوب انصاریؓ جیسا ہے۔

استقبال اور استدبار میں آئمہ کے اختلاف کا انوکھا اور مختصر انداز:...... اللہ جانے کونسا انداز آپ کو پسند آ جائے اور یاد کرنے میں آسانی رہے۔ اور وہ انداز یہ ہے دونوں روایتوں میں تعارض ہے عند الشوافع، عند التعارض اولاً تطبیق ہے۔ پھر نسخ ہے پھر ترجیح ہے یہ تو شوافع کا اصول ہے۔ عند الاحناف، اولاً نسخ بعدہ ترجیح ورنہ تطبیق اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو رجوع الی القیاس ہے۔

استاذ محترم نے فرمایا:...... میں نے اصولیوں اور منطقیوں والی تعبیر بیان نہیں کی کہ **اذا تعارضا تساقطا** کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ سوء ادبی ہے۔

ترجیح امام بخاریؒ:...... امام بخاریؒ نے مسلک امام شافعیؒ کو ترجیح دی ہے اور ان کے قاعدہ کے مطابق تطبیق دی ہے۔ اور روایت ابوایوب انصاریؓ میں روایت ابن عمرؓ کی وجہ سے تخصیص کی، جمہورؒ اسی کے قائل ہو گئے۔ لیکن احنافؒ کہتے ہیں کہ روایت ابن عمرؓ کے ذریعہ کئی وجوہ سے تخصیص نہیں ہو سکتی (۱) ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کا رخ مستقبل شام نہ ہو صرف چہرہ ادھر پھرا ہوا ہو، ابن عمرؓ کی نظر فجائی (اچانک) پڑی ہو اور اس نظر میں یقیناً نہیں کہا جا سکتا کہ قضاء حاجت کے وقت آپ مستقبل شام ہوں (۲) روایت ابن عمرؓ تب **مُخَصِّص** بن سکتی ہے جب یقین ہو جائے کہ بیت اللہ اور بیت المقدس محاذات میں (آمنے سامنے) ہیں (۳) اور روایت ابن عمرؓ تب **مُخَصِّص** بن سکتی ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ آپ ﷺ کا رخ بیت المقدس کی طرف ہو۔ (۴) روایت ابن عمرؓ اس وقت **مُخَصِّص** ہو سکتی ہے جبکہ حضور ﷺ بیان تشریع کے لئے

بیٹھے ہوں۔اور بیان تشریع میں اعلان ہوتا ہے اور یہ مقام تو مقام تستر (پردے کا) ہے (۵) یہ احتمال بھی ہے کہ استقبال واستدبار سے بچنے کا حکم امت کے لئے ہو آپ کو خصوصیت کی بناء پر رخصت ہو۔اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے حدیث ابن عمرؓ کیسے مُخصّص ہو سکتی ہے...... جب تطبیق نہ ہو سکی تو حنفیہ ترجیح کے قائل ہو گئے۔ کیونکہ داؤد ظاہری کے علاوہ تو کوئی بھی نسخ کا قائل نہیں جس کو جمہورؒ نے رد کر دیا ہے۔

روایت ابوایوب انصاریؓ کی وجوہِ ترجیح :...... شافعیہ نے جو تطبیق پیش کی اس کو تو ہم نے مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر رد کر دیا ہے۔اب ترجیح کی طرف آیئے ،تو روایت ابوایوب انصاریؓ متعدد وجوہ کی بناء پر راجح ہے۔

(۱) روایت ابوایوب انصاریؓ سنداً اصح ہے امام ترمذیؒ اس کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں **احسن شيء في هذا الباب واصح وابو ايوب اسمه خالد بن زيد**.

(۲) یہ روایت مذکورہ مسئلہ کے لئے اصرح ہے یعنی زیادہ صریح روایت ہے۔

(۳) انسب بالمقام ہے یعنی زیادہ انسب ہے۔

(۴) روایت ابوایوب انصاریؓ قاعدہ کلیہ ہے جو راجح ہے اور واقعہ ابن عمرؓ جزئی ہے۔

(۵) روایت ابوایوب انصاریؓ قولی ہے اور وہ فعلی ہے لھذا ارجح ہے۔

(۶) روایت ابن عمرؓ مبیح ہے اور روایت ابوایوب انصاریؓ محرم ہے **والترجیح للمحرم**۔

(۷) روایت ابوایوب انصاریؓ اوفق بتعظیم القبلہ ہے کیونکہ استقبال واستدبار یا تو کشف عورت کی وجہ سے منع ہے یا عدم ساتر کی وجہ سے، صحیح یہ ہے کہ کشف عورت کی وجہ سے منع ہے کیونکہ بنیان (آبادی) میں اگر دیوار ساتر ہے تو صحراء میں فضاء خود ساتر ہے، تو معلوم ہوا کہ علت تعظیم ہی ہے یہی وجہ ہے کہ القاء بزاق الی القبلہ منع ہے حدیث میں ہے کہ جو شخص الی القبلہ تھوک ڈالے تو قیامت کے دن وہ اس کے چہرہ پر ڈالی جائے گی (فروع آداب الاستنجاء بہشتی ص ۱۰۲ ج ۲ پر درج ہیں)

(۸) یہ مسئلہ تب زیادہ بوجھل بنتا ہے جبکہ تعارض مانا جائے۔لیکن ہم تعارض ہی تسلیم نہیں کرتے۔کیونکہ تعارض تب ہو سکتا ہے جب ابن عمرؓ کی روایت سے جمہور کا استدلال ہو سکے اور استدلال ہو نہیں سکتا کیونکہ جمہور کا دعویٰ عام ہے اور دلیل خاص ہے۔تقریب ہی تام نہیں۔کیونکہ شافعیہ کا دعویٰ ہے کہ استقبال واستدبار دونوں بنیان میں جائز ہیں

---

[۱] (تفصیل تقریر بخاری ص ۳۵ ج ۲)

اور روایت میں استقبال ثابت نہیں اور امام احمدؒ کے نزدیک صحراء وبنیان دونوں میں استدبار جائز ہے اور روایت ابن عمرؓ میں فی الصحراء کا ثبوت نہیں۔ استدلال کو مکمل کرنے کے لئے جمہور ائمہ کو روایت ابن عمرؓ میں قیاس کو شامل کرنا پڑے گا۔ امام شافعیؒ نے استدبار پر استقبال کو قیاس کر کے جائز قرار دیا۔ امام احمدؒ نے جنگلوں کے استدبار کو بنیان کے استدبار پر قیاس کر کے مذہب مکمل کیا اور یہ قیاس معارض نص ہے (یعنی ابوایوب انصاریؓ والی روایت سے معارض ہے فلااعتبار لها)

مجتهد:...... ایک کو اصل بنا کر دوسری کی توجیہات کرتا ہے۔ تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے روایت ابوایوب انصاریؓ کو اصل بنا کر دیگر روایات کی توجیہات کیں اور جمہور نے اس کے برعکس کیا۔ امام اعظمؒ کا مقام اجتہاد میں بلند ہے امام اعظمؒ نے کسی حدیث میں خاص کو عام اور عام کو خاص نہیں کیا جبکہ جمہور نے عام میں تخصیص اور خاص میں تعمیم کی نیز جمہور کی تخصیص فہم راوی کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ راوی حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ ملک شام میں بیت الخلاؤں کی روایت ہے ہم ملک شام میں آئے تو دیکھا کہ بیت الخلاؤں کے رخ الی القبلہ تھے تو ہم مڑ کر بیٹھ گئے[۱]

الغائط:...... الغوط المتسع من الارض مع طمانينة وجمعه اغواط وغياط وغيطان وكل ما انحدر من الارض فقدغاط . والغائط اسم للعذرة نفسها لانهم كانوا يلقونها بالغيطان . وقال الخطابي اصله المطمئن من الارض كانوا ياتونه للحاجة [۲]

شرقوا اوغربوا:...... خطاب لاهل المدينة ولمن كانت قبلته على ذلك السمت واما من قبلته الى جهة المشرق او المغرب فانه لايشرق ولايغرب [۳]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[۱] (وفي حديث مالك قال ابوايوب فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض بنيت قبل الكعبة فننحرف ونستغفر الله تعالى عيني ص ۲۷۶ ج ۲، ترمذی ج ۱ ص ۸ ایچ ایم کمپنی کراچی) [۲] عینی ص ۲۷۵ ج ۲) [۳] عینی ص ۲۷۷ ج ۲)

(۱۰۷)

﴿باب من تبرز علیٰ لَبِنَتین﴾

کوئی شخص دو اینٹوں پر بیٹھ کر قضاء حاجت کرے (تو کیا حکم ہے؟)

(۱۴۶) حدثنا عبد اللّٰہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن یحیی بن سعید عن محمد بن یحیی بن حبان

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انہیں مالک نے یحییٰ بن سعید سے خبر دی، وہ محمد بن یحییٰ بن حبان سے،

عن عمه واسع بن حبان عن عبد الله بن عمر انه كان يقول ان ناسايقولون

وہ اپنے چچا واسع بن حبان سے روایت کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ لوگ کہتے تھے

اذاقعدت علیٰ حاجتک فلا تستقبل القبلة ولا بيت المقدس فقال عبداللّٰہ بن عمر

کہ جب قضاء حاجت کیلئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ بیت المقدس کی طرف (تو یہ سن کر) عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا

لقد ارتقيت يوما علیٰ ظهربيت لنا فرايت رسول اللّٰہ ﷺ علیٰ لبنتين مستقبلاً بيت المقدس

کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ بیت المقدس کی طرف منہ

لحاجته وقال لعلك من الذين يصلون علیٰ اوراكهم

کرکے دو اینٹوں پر قضاء حاجت کیلئے بیٹھے ہیں، پھر ابن عمرؓ نے (واسع سے) کہا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی سرینوں پر نماز پڑھتے ہیں

فقلت لاادري واللّٰہ قال مالک يعني الذي يصلي ولا يرتفع عن الارض يسجدوهو لاصق بالارض

تب میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا (کہ آپ کا کیا مطلب ہے؟) امام مالکؒ نے کہا کہ سرینوں پر نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ زمین سے اونچے نہیں اٹھتے سجدہ (اس طرح) کرتے ہیں کہ زمین سے ملے رہتے ہیں

انظر: ۱۴۸، ۱۴۹، ۳۱۰۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله فرأیت رسول الله ﷺ علی لبنتین مستقبلا بیت المقدس۔

غرضِ امام بخاریؒ ......اس باب سے امام بخاریؒ کی دو غرضیں ہیں۔

اول: ......اصل یہ ہے کہ قضاء حاجت گھر سے باہر ہونی چاہیئے لیکن ضرورت کے تحت گھروں میں بیت الخلاء بنائے جاسکتے ہیں اور ان میں قضاء حاجت کر سکتے ہیں۔

ثانی: ...... گھروں میں قضاء حاجت کے لئے بیٹھنے کی جگہ ذرا اونچی ہونی چاہیئے تاکہ قضاء حاجت کے وقت تلویث نہ ہو[۱]

سوال: ...... **علیٰ ظھر بیت لنا:** دوسری روایت میں آتا ہے **علیٰ ظھر بیت حفصةؓ**[۲] تو بظاہر تعارض ہوا۔

جواب: ...... **مالاً یامجازاً** روایت الباب میں اپنی طرف نسبت کردی درحقیقت وہ حضرت حفصہؓ ہی کا مکان تھا **ظھر بیتنا** اور بیت حفصہؓ اور بیت رسول ﷺ کہنا ہر ایک صحیح ہے جیسا کہ روایات مختلفہ میں ہے **ظھر بیتنا** تو اس لئے صحیح ہے کہ بہن کا گھر اپنا ہی گھر ہے اور بیت حفصہؓ کہنا اس لئے درست ہے کہ دراصل وہ مکان انہی کا تھا اور بیت رسول ﷺ اس لئے کہنا درست ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے مکانات سارے حضور ﷺ کے تھے[۳]

استدلال ائمہ ثلاثہؒ: ......اس روایت سے ائمہ ثلاثہؒ نے استدلال فرمایا کہ جب حضور ﷺ بیت المقدس کا استقبال کئے ہوئے تھے تو کعبہ کا استدبار ہورہا تھا۔ کیونکہ مدینہ کا محل وقوع، مکہ و بیت المقدس کے بیچ میں ہے[۴]

احتج به مالک والشافعی واسحٰق وآخرون فیما ذهبوا الیه من جواز استقبال القبلة واستدبارها عند قضاء الحاجة فی البنیان[۵]

جوابات: ...... جمہورؒ نے اس روایت کے آٹھ جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱: ......یہ کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب محرِم و مبیح میں تعارض ہوجائے تو محرِم کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ابو

---

[۱] (لامع الدراری ص ۷۱ ینبغی ان یکون جلوسه للتبرز علی شئ مرتفع لئلا تصیب النجاسة بدنه) [۲] عینی ص ۲۸۱ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۲۷ ج ۲) [۴] تقریر بخاری ص ۵۲ ج ۲) [۵] (عینی ص ۲۸۱ ج ۲)۔

ایوب انصاریؓ کی روایت محرم ہے۔ لھذا ابن عمرؓ کی روایت کے بالمقابل راجح ہوگی۔

جواب ۲:...... اصول محدثین میں سے ہے کہ جب قول وفعل کے درمیان تعارض ہو جائے تو قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ایوبؓ کی روایت قولی ہے تو راجح ہوگی۔

جواب ۳:...... حضرت علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضور اقدس ﷺ کا فعل خصوصی ہے اور وہ قول عام ہے۔ نیز فعل کے اندر احتمال بھی ہے لھذا وہ قول عام کے مقابل حجت نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی شراح کرام نے جوابات دیے ہیں جو پہلے ذکر کر دیے گئے مزید تفصیل تقریر بخاری ص ۲۵ ج ۲ پر درج ہے مثلاً نظر سرسری ہے، کہ ایسے وقت میں خورد دیکھنے والا صحیح طور پر نہیں دیکھ سکتا اس میں غلطی کا احتمال بھی ہے نیز ائمہ ثلاثہؒ کا استدلال اس روایت سے تب ہو سکتا ہے جب قبلہ کی سیدھ میں بیت المقدس ہو پھر جبکہ آپ کا کعبہ بھی عین قبلہ ہے پھر فعل میں کئی احتمالات ہیں [۲]

لعلک من الذین یصلون علیٰ اوراکھم:...... حضرات شراح فرماتے ہیں کہ بظاہر اس جملہ کا کوئی جوڑ نہیں معلوم ہوتا [۳]

اس عبارت کی کئی توجیہات کی گئی ہیں۔

توجیہ اول:...... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تو ان میں سے ہے جو زمین سے چمٹ کر سجدہ کرتے ہیں۔ زمین سے سرین نہیں اٹھاتے۔ یعنی جو سجدہ کا سنت طریقہ بھی نہیں جانتے تو ان میں سے ہے۔

توجیہ ثانی:...... عورتیں سرین پر نماز یں پڑھتی ہیں۔ اور عورتوں میں جہالت زیادہ ہوتی ہے تو یہ کلام جاہل ہونے سے کنایہ ہوگا۔

توجیہ ثالث:...... کچھ لوگ متشدد تھے شرمگاہ کا استقبال مطلقاً منع سمجھتے تھے۔ جب سجدہ میں جاتے تو خطرہ ہوتا کہ سرین زیادہ اونچی ہونے کی صورت میں شرمگاہ کا استقبال الی القبلہ نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ چمٹ کر سجدہ کرتے تھے۔ تو فرمایا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے [۴]

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۳۸) [۲] (تقریر بخاری ص ۲۵ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۲۶ ج ۲) [۴] فیض الباری ص ۲۵۳ لعل الذی یسجد و هو لاصق بطنه او رکبه کان یظن امتناع استقبال القبلة بفرجه علی کل حال۔ (فتح الباری ص ۱۲۵)۔

فقلت لاادری : ...... ای قال واسع لاادری انامنهم ام لا. ولا ادری السنة فی استقبال بیت المقدس[1] یعنی شراح نے اس جملہ کی دو توجیہات کی ہیں۔

توجیه اول: ...... میں نہیں جانتا کہ میں ان لوگوں سے ہوں۔

توجیه ثانی: ...... یا یہ کہ میں نہیں جانتا کہ استقبال بیت المقدس میں سنت کیا ہے؟[2] لا ادری واللہ انا منهم ام لا او لا ادری السنة فی استقبال الکعبة او بیت المقدس

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۸)

﴿باب خروج النساء الی البراز﴾

عورتوں کا قضاء حاجت کیلئے باہر نکلنا

(۱۴۷) حدثنا یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شهاب عن عروة

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے عقیل نے ابن شہاب کے واسطے سے نقل کیا، وہ عروہ سے،

عن عائشةؓ ان ازواج النبی ﷺ کن یخرجن باللیل اذاتبرزن الی المناصع

عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں رات میں مناصع کی طرف قضاء حاجت کے

وهی صعید افیح وکان عمرؓ یقول للنبی ﷺ احجب نسآءک

لیے جاتیں اور مناصع ایک کھلا میدان ہے اور حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں کو پردہ کرایئے

فلم یکن رسول اللہ ﷺ یفعل فخرجت سودة بنت زمعة زوج النبی ﷺ لیلة من

مگر رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل نہیں کیا تو ایک روز رات کو عشاء کے وقت حضرت سودہؓ بنت زمعہ رسول اللہ ﷺ کی

[1] (عینی ص ۲۸۱ ج ۲) [2] (فیض الباری ص ۲۵۳)

اللیالی عشآء وکانت امرأة طویلة فناداھا عمر الا قد عرفناک یاسودة
اہلیہ جو درازقد عورت تھیں (باہر) گئیں حضرت عمرؓ نے انھیں آواز دی (اور کہا) ہم نے تمہیں پہچان لیا
حرصا علیٰ ان ینزل الحجاب فانزل اللہ الحجاب
اوران کی خواہش یہ تھی کہ پردہ (کا حکم) نازل ہوجائے۔ چنانچہ (اس کے بعد) اللہ نے پردہ (کا حکم) نازل فرمادیا

انظر: ۱۴۷، ۴۷۹۵، ۵۲۳۷، ۶۲۴۰ بخاری شریف ص ۲۶ نورمحمد اصح المطالع کراچی

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله اذا تبرزن الی المناصع۔

البراز: ......وهو بفتح الباء الموحدة اسم للفضاء الواسع من الارض ویکنیٰ به عن الحاجة [1]

غرض الباب: ......امام بخاریؒ اس باب میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ضرورت کے تحت عورتیں قضاء حاجت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہیں۔ اگرچہ گھر قضاء حاجت کے لئے موضوع نہیں ہیں لیکن پردہ کے تقاضے کے پیش نظر قضاء حاجت گھر میں کرنی چاہئے تو اس باب سے دوغرضیں ہوگئیں۔

غرض اول :...... گھر قضاء حاجت کے لئے مناسب ہے۔

غرض ثانی :......ضرورت کے تحت باہر نکل سکتی ہیں۔

روایت الباب سے ترجمۃ الباب ثابت ہوچکا ہے۔

سوال :......آیت حجاب کب نازل ہوئی؟

جواب :......اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ السنة الخامسة فی قول قتادہ وقال ابو عبید فی الثالثة وعند ابن سعید فی الرابعة فی ذی القعدة [2]

یہ ازواج مطہراتؓ کی خصوصیت ہے کہ ان کو رات میں بھی نکلنے سے منع کردیا۔

---

[1] (عینی ص ۲۸۲ ج ۲) [2] (عمدة القاری ص ۲۸۳ ج ۲)

اشکال: ...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت بعد میں نازل ہوئی اور واقعہ پہلے کا ہے۔ لیکن بخاری کتاب التفسیر ص ۷۰۷ ج ۲ میں مذکور ہے ان سودة خرجت بعد ما ضرب الحجاب لحاجتها الخ [۱] تو اس سے معلوم ہوا کہ واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے۔

جواب: ...... حجاب دو قسم پر ہے علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ حجاب کی دو قسمیں ہیں۔

۱: ...... حجاب وجوه ۲: ...... حجاب اشخاص [۲]

حجاب وجوه: ...... یہ ہے کہ منہ کسی کو نظر نہ آئے۔

حجاب اشخاص: ...... یہ ہے کہ سارے بدن کو روکا جائے۔ تو حجاب وجوہ پہلے نازل ہو چکا تھا حضرت عمرؓ ازواج مطہرات کا لیے حجاب اشخاص کا تقاضا کرتے تھے تو کتاب التفسیر میں حجاب وجوہ مراد ہے اور اس جگہ حجاب اشخاص مراد ہے فلا تعارض [۳]

اس حدیث سے پردہ کے حکم کا نزول ثابت ہوا یعنی عورتیں باہر نہیں جاسکتی اور ضرورت کے تحت جا بھی سکتی ہیں اس پر دو تین خارجی اشکال ہیں۔

اشکال اول: ...... اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ حضرت سودہؓ کے واقعہ میں نازل ہوا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زینبؓ کے واقعہ میں نازل ہوا۔

جواب اول: ...... اسباب نزول میں تعارض نہیں ہوتا۔

جواب ثانی: ...... قریب زمانے میں دو واقعے پیش آئے تو دونوں کو سبب نزول قرار دے دیا۔

جواب ثالث: ...... ایک واقعہ دوسرے کے مشابہ تھا اس لئے کہہ دیا (انزل) مطلب یہ ہے کہ انزل فی کذا

---

[۱] عینی ص ۲۸۵ ج ۲) [۲] (علامہ عینی عمدۃ القاری ص ۲۸۳ ج ۲ پر لکھتے ہیں کہ حجاب کی تین قسمیں ہیں الحجب ثلاثة الاول الامر بستر وجوههن یدل علیه قوله تعالی یاایها النبی قل لازواجک وبناتک ونسآء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن الایه ۔ قال عیاض والحجاب الذی خص به خلاف لامهات المومنین وهو فرض. الثانی هو الامر بارخاء الحجاب بینهن وبین الناس یدل علیه قوله تعالی واذا سألتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء الحجاب. الثالث هو الامر بمنعهن من الخروج من البیوت الا لضرورة شرعیة فاذا خرجن لا یظهرن شخصهن کما فعلت حفصة یوم مات ابوها عمر سترت شخصها حین خرجت وزینب عملت لها قبة لما توفیت.) [۳] (بیاض صدیقی ص ۲۱۹)

اشکال ثانی: ...... اوپر ابھی گذرا ہے [۱]

اشکال ثالث: ...... اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے خروج منع ہے اور ترجمۃ الباب خروج النساء الی البراز ہے، ترجمۃ الباب سے عورتوں کا خروج ثابت ہو رہا ہے تو بظاہر حدیث ترجمۃ الباب کے موافق معلوم نہیں ہوتی۔

جواب: ...... امام بخاریؒ کبھی تفصیلی روایات کی بناء پر باب قائم کر دیتے ہیں اور تفصیلی روایت میں خروج کی اجازت ہے، تفصیلی روایت حضرت عائشہؓ سے یہ ہے **عن النبی ﷺ قال قد اذن ان تخرجن فی حاجتکن قال ھشام یعنی البراز** [۲] تفصیلی روایت کے پیش نظر باب قائم کیا لھذا کوئی تعارض نہ ہوا۔

سوال ...... آیت حجاب کب نازل ہوئی۔

جواب ...... حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ آپ کی عورتوں کے پاس اچھے برے سب لوگ آتے ہیں آپ ان کو پردہ کا حکم کرتے تو کیا اچھا ہوتا اس پر آیت حجاب نازل ہوئی [۳] اور شان نزول بھی لکھا ہے، عمدۃ القاری ص ۲۸۴ پر ہے **وسبب نزولھا قصۃ زینب بنت جحش لما اولم علیھا وتاخر النفر الثلاثۃ فی البیت واستحیی النبی علیہ الصلوۃ والسلام ان یامرھم بالخروج فنزلت ایۃ الحجاب**

موافقاتِ عمرؓ: ...... بہت ہیں ان میں ایک آیت حجاب بھی ہے [۴]

(۱۴۸) حدثنا زکریا قال ثنا ابو اسامۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن
ہم سے زکریا نے بیان کیا ان سے ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ اپنے باپ سے،
عائشۃ عن النبی ﷺ قال قد اذن لکن ان تخرجن فی حاجتکن
وہ حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے (اپنی بیویوں سے) فرمایا کہ تمہیں قضاء حاجت کے لیے باہر نکلنے کی اجازت ہے
قال ھشام یعنی البراز
ہشام کہتے ہیں کہ حاجت سے مراد پاخانے کے لیے (باہر) جانا ہے۔ راجع: ۱۴۶

[۱] (فیض الباری ص ۲۵۶ ج ۱ لامع الدراری ص ۷۱ فتح الباری ص ۲۳۵) [۲] (عینی ص ۔۔ ج ۲ بخاری ص) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۸۳ ج ۲) [۴] (عینی ص ۲۸۳ ج ۲)

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الباب معقود فى خروجهن الى البراز .

اذن :……وهو على صيغة المجهول . والآذن هوالله تعالىٰ وبنى الفعل على صيغة المجهول للعلم بالفاعل [1]

(۱۰۹)

باب التبرز فى البيوت

گھروں میں قضاء حاجت کرنا

(۱۴۹) حدثنا ابراهيم بن المنذر قال ثنا انس بن عياض عن عبيد الله بن عمر
ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، ان سے انس بن عیاض نے عبیداللہ بن عمر کے واسطے سے بیان کیا
عن محمد بن يحيى بن حبان عن واسع بن حبان عن عبدالله بن عمر قال
وہ محمد بن یحییٰ بن حبان سے نقل کرتے ہیں، وہ واسع بن حبان سے، وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں
ارتقيت على ظهر بيت حفصة لبعض حاجتي فرأيت رسول الله ﷺ
کہ (ایک دن میں اپنی بہن اور رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ) حفصہؓ کے مکان کی چھت پر اپنی کسی ضرورت سے چڑھا تو
يقضي حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام
مجھے رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ اور شام کی طرف پشت کیے ہوئے نظر آئے

[1] (عینی ص ۲۸۵ ج ۲، فتح الباری ص ۲۶ ا ، بخاری ص ۲۶)

راجع: ۱۴۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة۔

غرض بخاری:...... چونکہ تبرّز فی البیوت کی صورت میں گھر میں بدبو کا پایا جانا ظاہر ہے لھذا قضاء حاجت گھر سے باہر ہو تو بہتر ہے لیکن ضرورت کے پیش نظر تبرّز فی البیوت بھی جائز ہے اسی لئے امام بخاریؒ نے باب قائم کیا اور استدلال میں ابن عمرؓ والی روایت ذکر کی کہ حضور ﷺ گھر میں قضاء حاجت کر رہے تھے۔ [1]

حضرت شاہ صاحبؒ کا استدلال:...... حضرت انور شاہ صاحبؒ نے امام بخاریؒ کے اس باب سے یہ استدلال کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے مسئلہ استقبال واستدبار میں روایت ابن عمرؓ کو مدار نہیں بنایا۔ اگر مدار بنایا ہوتا تو اس روایت پر دوسرا باب نہ باندھتے۔ جبکہ امام بخاریؒ نے اس پر دوسرا باب باندھا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ دراصل ابن عمرؓ کا مقصود ان لوگوں کا رد ہے جو استقبال الی بیت المقدس کو منع کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے تو حضور ﷺ کو استقبال الی بیت المقدس کرتے دیکھا ہے۔ لھذا اس روایت (ابن عمرؓ) کا استقبال واستدبار الی بیت اللہ سے تعلق نہیں [2]

ارتقیت:...... ای صعدت۔

عن ظهر بیت حفصةؓ:......

اعتراض:...... دوسری روایت جو اس کے بعد آرہی ہے اس میں ہے۔ علی ظهر بیتنا تو بظاہر دونوں میں تعارض ہوا۔

جواب:...... بیت حفصة بیته او کان لها بیت فی بیت عمر رضی الله تعالی عنه یعرف بها او صار الیها بعد. تفصیلی جواب صفحہ۱۷۲ پر گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔

سوال:...... روایت ماضیہ میں مستقبل بیت المقدس ہے اور آنے والی روایت میں بھی یہی ہے جب کہ اس روایت میں مستقبل الشام کے الفاظ ہیں ان میں کیا فرق ہے۔

جواب:...... عبارتیں مختلف ہیں معنی ایک ہے۔ لانها فی جهة واحدة فافهم [3]

---

[1] (فتح الباری ص ۱۲۹) [2] (فیض الباری ص ۲۵۸) [3] (عینی ص ۲۸۶ ج ۲)۔

(۱۵۰)حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال ثنا یزید بن ھارون قال انا یحییٰ عن

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا ان سے یزید بن ہارون نے انھیں یحییٰ نے

محمد بن یحییٰ بن حبان ان عمه واسع بن حبان اخبرهٗ ان عبد الله بن عمر اخبرهٗ قال

محمد بن یحییٰ بن حبان سے خبر دی، انھیں ان کے چچا واسع بن حبان نے بتلایا انھیں عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی وہ کہتے ہیں

لقد ظهرت ذات یوم علیٰ ظهر بیتنا فرأیت رسول الله ﷺ قاعدا علیٰ لبنتین مستقبل بیت المقدس

کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ دو اینٹوں پر (قضاء حاجت کے وقت) بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے نظر آئے

راجع: ۱۴۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

لقد ظهرت ..... ای علوت وارتقیت.

ذات یوم: ......معناه یوما۔

مستقبل بیت المقدس :......نصب علی الحال۔

(۱۱۰)
باب الاستنجاء بالماء
پانی سے طہارت حاصل کرنا

(۱۵۱)حدثنا ابو الولید هشام بن عبد الملک قال ثنا شعبة عن ابی معاذ واسمهٗ عطاء بن ابی میمونة

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے ابومعاذ سے جن کا نام عطاء بن ابی میمونہ تھا، نقل کیا

قال سمعت انس بن مالک يقول كان النبی ﷺ اذا خرج لحاجته
انہوں نے انس بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کیلئے نکلتے
اجیء انا و غلام معنا اِداوۃٌ من مآء یعنی یستنجی به
تو میں اور ایک لڑکا اپنے ساتھ پانی کا ایک برتن لے آتے تھے مطلب یہ ہے کہ اس پانی سے رسول اللہ ﷺ طہارت کیا کرتے تھے۔

انظر: ۱۵۱، ۱۵۲، ۲۱۷، ۵۰۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله يعني يستنجي به.

غرض الباب:...... امام بخاریؒ یہ باب لا کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ استنجاء بالماء آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور اس باب سے ابن حبیب مالکی کی رد بھی مقصود ہے اور بعض صحابہؓ کے قول کا بھی جواب ہے (لان البخاری قصد بهذه الترجمة الرد على من كره الاستنجاء بالماء وعلى من نفى وقوعه من النبي ﷺ)[1]

ابن حبیب مالکی کہتے ہیں کہ استنجاء بالماء جائز نہیں ہے (وعن ابن حبيب من المالكية انه منع الاستنجاء بالماء لانه مطعوم)[2] اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے منقول ہے کہ کسی نے ان سے کہا آپ پانی سے استنجاء کرنے سے منع کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اگر میں ہاتھ سے استنجاء کروں گا تو میرے ہاتھ میں بدبو ہوگی[3]

جمہورؒ کا مذہب:...... جمہورؒ جواز کے قائل ہیں آپ ﷺ سے اور صحابہ کرامؓ سے بھی ثابت ہے[4]

ائمہ مجتہدینؒ میں امام محمدؒ فرماتے ہیں الجمع احسن (استنجاء بالحجارہ اور استنجاء بالماء کو جمع کرنا بہت اچھا ہے) لیکن اس پوستی کی طرح الٹ نہ ہو جائے جس کا لوٹا بہتا تھا (یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے)

استنجاء بالماء کے اثبات پر دلائل:......

دلیل نمبر ۱:...... ترمذی شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے حکم پر فرماتی

---

[1] (عینی ص ۲۸۷ ج ۲) فتح الباری ص ۲۲۶ اراد بهذه الترجمة الرد على من كرهه وعلى من نفى وقوعه من النبي ﷺ)
[2] (عینی ص ۲۸۷ ج ۲) [3] (عینی ص ۲۸۷ ج ۲) [4] (ومذهب جمهور السلف والخلف والذی اجمع علیه اهل الفتوى من اهل الامصار ان يجمع بين الماء والحجر فيقدم الحجر او لا ثم يستعمل الماء عینی ص ۲۹۰ ج ۲)

تھیں مرن ازواجکن ان یغسلو اثر الغائط والبول فان النبی ﷺ کان یفعله[۱]

دلیل نمبر ۲:......ابوداؤد شریف میں ہے فقضی حاجته فخرج علینا وقد استنجی بالماء۔

دلیل نمبر ۳:...... اہل قباء کی فضیلت میں گیارہویں پارہ کی آیت نازل ہوئی ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا﴾[۲] اور اہل قباء نے اجتہاد سے کام لیا تھا کہ ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجاء کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۴:...... حضرت ابوھریرہؓ کی روایت میں ہے کہ میں پانی پیچھے لیکر جاتا جب آپ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تھے[۳] ایتته بماء فی تور فاستنجی۔

دلیل نمبر ۵:...... ابن ماجہ میں تو صراحۃ موجود ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ما رأیت رسول اللہ ﷺ خرج من الغائط الا مس ماء[۴]

دلیل نمبر ۶:...... روایت جریرؓ میں ہے۔ ان النبی ﷺ دخل الغیضة فقضی حاجته فاتاه جریر باداوة من ماء فاستنجی منها ومسح یده بالتراب[۵]

دلیل نمبر ۷:...... روایت الباب میں ہے اجیء انا وغلام معنا اداوة من ماء یعنی یستنجی به یہی روایت اگلے دو بابوں میں بھی لفظوں کی کمی و بیشی کے ساتھ منقول ہے۔

دلیل نمبر ۸:...... گزشتہ صفحہ پر باب وضع الماء عند الخلاء کے تحت روایت درج ہے حضرت ابن عباسؓ نے کہا لو ضعت له وضوا[۶]

دلیل نمبر ۹:...... مسلم شریف میں حضرت انسؓ سے مروی ہے فخرج علینا وقد استنجی بالماء[۷]

دلیل نمبر ۱۰:...... ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں لکھا ہے فیخرج علیها وقد استنجی بالماء[۸]

دلیل ابن حبیبؒ:...... آپ ﷺ نے کھانے کی چیزوں سے استنجاء کرنے سے منع کر دیا تھا یہاں تک کہ جنوں کی خوراک ہڈی کے استعمال سے بھی روکا۔ تو انسانوں کی خوراک مشروب (پانی) سے استنجا کرنا کیسے جائز ہے[۹]

---

[۱] (عینی ص ۲۸۹ ج ۲) [۲] (۱۱ پ سورۃ توبہ رکوع ۱۳ آیت ۱۰۸) [۳] (ابو داؤد ص ۸) [۴] (ابن ماجہ ص ۳۰) [۵] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۶] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۷] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۸] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۹] (تقریر بخاری ص ۲۰ ج ۲ عینی ص ۲۸۸ ج ۲)

جواب اول: ...... ابن حبیب نے قیاس کا سہارا لیا ہے اور قیاس بہت اچھا ہے مگر چونکہ معارض نص ہے اس لیے اس پر عمل ممکن نہیں۔

جواب ثانی: ...... مانا کہ پانی مطعومات سے ہے۔ لیکن اس کی اور بھی شانیں ہیں۔ مثلا ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا﴾ ل پانی کو شان طہوریت حاصل ہے آپ کا قیاس تب صحیح ہوتا کہ جب پانی میں صرف یہی ایک شان (مطعوم ہونے کی) ہوتی۔

جواب ثالث: ...... اگر آپ کا قیاس تسلیم کرلیا جائے تو کپڑے کو منی (مادہ تولید) لگ جانے اور برتن خراب ہوجانے کی صورت میں پانی کا استعمال مطعوم ہونے کے پیش نظر مشکل ہوجائے گا۔

جواب رابع: ...... ابن حبیبؒ کا قول شاذ ہے اور شاذ کو مذھب کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ **والحق مع الجمہور**

غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا جواب: ...... اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ غیر مقلدین حنفیوں کو چڑانے کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ اول من قاس ابلیس سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ ابلیس کا دعوی تھا کہ میں بہتر ہوں قیاس کیا کہ آگ مٹی سے افضل ہے، دوسرا مقدمہ آگ سے پیدا کیا ہوا افضل ہوتا ہے۔ نتیجہ نکالا انا خیر میں افضل وبہتر ہوں۔ ایک اور مقدمہ ملایا والخیر لا یسجد للمفضول۔

جواب: ...... ہم کہتے ہیں۔ آپ بھی تو قیاس کررہے ہیں اور آپ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ اور ابلیس کا قیاس معارض نص ہے۔ اور مجتھدین کا قیاس مظہر نص ہوتا ہے۔

﴿مسئلہ استنجاء بالماء﴾

فرض، واجب، سنت، مستحب؟

احناف کے نزدیک تفصیل ہے۔

فرض: ...... اگر نجاست موضع نجاست سے تجاوز کرجائے اور درھم سے زائد ہو تو استنجاء بالماء فرض ہوگا۔

واجب: ...... اگر موضع نجاست سے متجاوز ہو اور بقدر درھم ہو تو استنجاء بالماء واجب ہے لیکن درھم سے کم ہو

ل (آیت نمبر رکوع پارہ نمبر ۱۹)

تواستنجاء بالماء واجب نہیں ہوگا۔

سنت: ...... اگر نجاست موضع نجاست سے متجاوز نہ ہو تو استنجاء بالماء سنت ہے۔

مستحب: ...... اور اگر تلویث نہ ہو تو مستحب ہے، یہ تفصیل کبیری میں مذکور ہے۔

فائدہ: ...... علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں استنجاء بالماء سنت، مستحب نہیں بلکہ واجب ہے وجہ یہ بتائی کہ پہلے زمانہ میں قضاحاجت کرنے والے یبعرون بعرا وفی زماننا یا کلون ویشربون ویثلطون ثلطا۔

اجیء انا وغلام: ...... یہ غلام کون ہے؟ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا آدمی ہے جو آنحضرت ﷺ کا خادم ہے۔

سوال: ...... مشہور ومعروف خدام کتنے ہیں؟

جواب: ...... مشہور ومعروف خدام چار ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں ۱حضرت انسؓ۔ ۲حضرت ابوھریرہؓ۔ ۳۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ ۴حضرت جابرؓ۔

سوال: ...... اس حدیث پاک میں کونسے خادم مراد ہیں؟

جواب اول: ...... قال البعض عبداللہ بن مسعودؓ مگر یہ جواب دو وجہ سے درست نہیں۔

۱۔ بعض روایات میں خادم من الانصار آیا ہے اور یہ انصاری نہیں مہاجر ہیں۔

۲۔ غلام کا لفظ چھوٹے عمر والے پر بولا جاتا ہے اور یہ تو بڑی عمر والے تھے۔

جواب ثانی: ...... بعض حضرات نے کہا کہ حضرت جابرؓ ہونگے لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ان کی عمر بھی غلاموں والی نہیں ہے۔

جواب ثالث: ...... بعض حضرات نے حضرت ابوھریرہؓ کا نام لیا ہے مگر یہ بھی نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ انصاری نہیں ہیں

جواب رابع: ...... بعض حضرات نے کہا کہ عبارت میں قلب ہوگیا ہے اصل عبارت اس طرح ہے اجی وانا غلام لیکن کہاں تک چلوگے۔ اگلی روایت میں تبعه انا وغلام منا معلوم ہوا کوئی اور ہے۔

جواب خامس: ...... اگر مان لیا جائے کہ پتہ نہیں تو بات آسان ہے علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجر

---

[۱] وصرح الاسماعیلی فی روایته وغلام منا ای من الانصار یعنی ص ۲۸۹ ج ۲)

عسقلانی نے عبداللہ بن مسعودؓ کو متعین کیا ہے ولکن لا ادری من این عینہ.

غلام کی تعریف:......

۱:......هو الذی طرشا ربه.

۲:...... وقیل هو من حین یولد الی ان یشب.

۳:...... وزعم الزمخشری ان الغلام هو الصغیر الی حد الالتحاء.

۴:...... وفی المخصص هو غلام من لدن فطامه الی سبع سنین[1]

یعنی یستنجی:...... من کلام انسؓ وفاعل یستنجی رسول اللہ ﷺ[2]

(۱۱۱)

باب من حمل معهٔ الماء لطهوره وقال ابو الدرداء الیس فیکم صاحب النعلین والطهور والوسادة.

کسی شخص کے ہمراہ اس کی طہارت کیلئے پانی لے جانا

حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ کیا تم میں جوتے اٹھانے والے، پاک پانی لے جانے والے، اور تکیہ رکھنے والے نہیں ہیں؟

(۱۵۲) حدثنا سلیمان بن حرب قال ثنا شعبة عن عطآء بن ابی میمونة قال سمعت انسا
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، وہ عطاء بن ابی میمونہ سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے انسؓ سے سنا
یقول کان النبی ﷺ اذا خرج لحاجته تبعته انا وغلام منا معنا اداوة من ماء

[1] (عینی ص ۲۸۹ ج ۲، فیض الباری ص ۲۵۸) [2] (عینی ص ۲۹۰ ج ۲، فتح الباری ص ۱۲۶، بخاری ص ۲۷)

وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ قضاء حاجت کے لئے نکلتے میں اور ایک لڑکا دونوں آپؐ کے پیچھے جاتے تھے اور ہمارے ساتھ پانی کا ایک برتن ہوتا تھا

راجع: ۱۵۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

غرض امام بخاریؒ:...... گزشتہ باب میں یہ بتلایا کہ استنجاء بالماء جائز ہے اور یہ کہ لوٹا وغیرہ بیت الخلاء میں بالکل قریب نہیں لے جانا چاہئے اس باب سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ضرورت کے وقت لے جایا بھی جا سکتا ہے۔ اور بیاض صدیقی میں لکھا ہے کہ حدیث وہی ہے جو مذکور ہے مگر دوسرا مسئلہ استنباط کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ پانی ساتھ لے جانا بھی جائز ہے ص ۲۲۰ (تقریر بخاری میں ہے کہ اس سے قبل یہ بیان فرمایا تھا کہ جب استنجاء کرنے جائے تو شاگرد وغیرہ کو چاہئے کہ پانی رکھ دے تا کہ استنجاء سے جلدی فارغ ہو جائے تو اب یہاں یہ بیان فرماتے ہیں کہ اولیٰ یہ ہے کہ ساتھ ہی پانی لے جائے تا کہ جلدی سے پاکی حاصل ہو جائے۔

وقال ابو الدرداءؓ الیس فیکم صاحب النعلین والطهور والوسادة:......ابو الدرداءؓ انصاری صحابی ہیں۔ عراق تشریف لے گئے تو عراقی آپ سے مسائل پوچھنے لگے۔ تو آپؓ نے فرمایا الیس فیکم صاحب النعلین۔ صاحب نعلین سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ اس سے ایک ادب بھی معلوم ہوا۔ کہ جب بڑا آدمی معلوم وموجود ہو تو مسائل کے حل کے لئے اس کی طرف بھیجنا چاہئے۔

ابو الدرداءؓ:...... ابو درداءؓ کا نام عویمر بن مالک بن عبداللہ بن قیس ہے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں دمشق میں انتقال ہوا۔ دمشق میں باب الصغیر کے پاس آپ کی قبر مبارک ہے [1]

انا وغلام:...... غلام سے کون مراد ہیں مختلف اقوال ہیں جن کی تفصیل گزشتہ باب میں گزر چکی ہے وہاں دیکھ لی جائے (مرتب)

---

[1] (عینی ص ۲۹۱ ج ۲) صاحب النعلین ای صاحب نعلی رسول اللہ ﷺ لان عبداللہ کان یلبسھما ایاہ واذا قام فاذا جلس ادخلھما فی ذراعیہ واسناد النعلین الیہ مجاز لاجل الملابسۃ وفی الحقیقۃ صاحب النعلین ہو رسول اللہ ﷺ عینی ص ۲۹۱ ج ۲)

(۱۱۲)

باب حمل العنزة مع الماء فی الاستنجاء

استنجاء کیلئے پانی کے ساتھ نیزہ (بھی) اٹھانا

(۱۵۳) حدثنا محمد بن بشار قال ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن عطآء بن ابی میمونة
ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ان سے محمد بن جعفر نے، ان سے شعبہ نے عطآء بن ابی میمونہ کے واسطے سے بیان کیا
سمع انس بن مالک یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الخلاء
انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے تھے
فاحمل انا وغلام اداوة من ماء وعنزة یستنجی بالماء
تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر چلتے تھے، پانی سے آپؐ طہارت کرتے تھے
تابعه النضر وشاذان عن شعبة العنزة عصا علیه زج
(دوسری سند سے) نضر اور شاذان نے اس حدیث کی شعبہ سے متابعت کی ہے، عنزہ لاٹھی کو کہتے ہیں جس پر پھل لگا ہوا ہو

راجع: ۱۵۰

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله وعنزة یستنجی بالماء

عنزہ: ...... وہ نیزہ ہے جس کے نیچے پھل لگا ہوا ہو۔ اور اس کی لمبائی لاٹھی سے کچھ زائد اور رمح سے کچھ کم [1]

غرض الباب: ...... اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیزہ پاس رکھا کرتے تھے کیونکہ وہ ڈھیلا اکھاڑنے میں فائدہ دیتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپؐ استنجاء بالحجارۃ کا سامان ساتھ رکھا کرتے تھے [2]

---

[1] وفی مفاتیح العلوم لابی عبد اللہ محمد بن احمد الخوارزمی عنزہ الحبۃ وتسمی العنزۃ کان النجاشی اھداھا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانت تقام بین یدیہ اذا خرج الی المصلی وتوارثھا من بعدہ الخلفاءؓ وفی الطبقات اھدی النجاشی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث عنزات فامسک واحدۃ لنفسہ واعطی علیا واحدۃ واعطی عمر واحدۃ (عینی ص ۲۹۲ ج ۲) [2] (ایضاح البخاری ص ۳۲)

الخلاء:...... بالمد هو التبرز والمراد به ههنا الفضاء

عنزہ:......

نیزہ پاس رکھنے کی حکمتیں:......

(۱) سترہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۲) دشمن سے حفاظت کے لئے۔

(۳) کتے سے حفاظت کے لئے

(۴) اس کے ساتھ ڈھیلا بھی اکھیڑا جاسکتا ہے۔

(۵) زمین کو نرم کرنے کا کام بھی دیتا ہے تاکہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچا جاسکے

(۶) اس پر ٹیک بھی لگائی جاسکتی ہے

(۷) سامان بھی لٹکایا جاسکتا ہے ۲

(۱۱۳)

باب النهی عن الاستنجآء بالیمین

دائیں ہاتھ سے طہارت کرنے کی ممانعت

(۱۵۴) حدثنا معاذبن فَضَالة قال ثنا هشام هو الدستوآئی عن یحییٰ بن ابی کثیر
ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، ان سے ہشام دستوائی نے یحییٰ بن ابو کثیر کے واسطے سے بیان کیا

۱ (عینی ص ۲۹۳ ج ۲) ۲ (وکانت الحکمة فی حملها کثیرة منها لیصلی الیها فی الفضاء ومنها لیتقی بها کید المنافقین والیهود ومنها لاتقاء السبع والموذیات من الحیوانات ومنها لتعلیق الامتعة .ومنها للتوکاء علیها . عینی ص ۲۹۳ ج ۲) (تابعه النضر وشاذان عن شعبة). بخاری عینی ص ۲۹۳ ج ۲ (فتح الباری ص ۲۲۷ بخاری ص ۲۷) ای تابع محمد بن جعفر النضر بن شمیل وحدیثه موصول عند النسائی (عمدةالقاری ج ۲ ص ۲۹۳) (وشاذان) (فتح الباری ص ۲۲۷ بخاری ۲۷) بالرفع عطف علی النضر . ای تابع محمد بن جعفر بن شاذان وحدیثه موصول عند البخاری فی الصلاة علی ما یاتی ان شاء الله تعالی وهولقب الاسود بن عامر الشامی البغدادی . (عینی ص ۲۹۳ ج ۲) (العنزة عصا علیه زج). (فتح الباری ص ۲۲۷ بخاری ۲۷) هذاالتفسیر وقع فی روایة کریمة لاغیر الزج بضم الزای المعجمة وبالجیم المشددة هو السنان وفی العباب الزج نصل السهم والحدیدة فی اسفل الرمح والجمع زججة وزجاج (عینی ص ۲۹۳ ج ۲)

عن عبداللہ بن ابی قتادة عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذاشرب احدکم

وہ عبداللہ بن ابوقتادہ سے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی پانی پئے

فلایتنفس فی الاناء واذااتی الخلآء فلایمس ذکرہٗ بیمینہ ولایتمسح بیمینہ

تو برتن میں سانس نہ لے، اور جب بیت الخلاء میں داخل ہوتو اپنے عضو کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے، اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے

انظر: ۵۴ | ۵۶۳۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ولا یتمسح بیمینه.

ابیه: ...... اس سے مراد ابی قتادہ ہیں جن کا نام حارث یا نعمان یا عمرو ابن ربعی مدنی ہے۔ کل مرویات: ۱۷۰

غرض امام بخاریؒ: ...... یہ ہے کہ استنجاء بالیمین مکروہ ہے۔ عندالجمہور مکروہ ہے اور عندالظواہر حرام ہے بیاض صدیقی میں ہے کہ اس باب سے آداب استنجاء کا بیان مقصود ہے۔ کہ دائیں ہاتھ کا استعمال نہ کرے مگر معذور مستثنیٰ ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے کیونکہ دوسری جگہ حضور ﷺ نے قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے کہ اچھے کاموں میں دایاں ہاتھ افضل ہے اور مکروہ کاموں میں بایاں ہاتھ استعمال کیا جاتا ہے[1]

فلا یتنفس فی الاناء: ...... التنفس له معنیا ن احد هما ان یشرب ویتنفس فی الاناء من غیران یبین عن فیه وهو مکروه والاخران یشرب الماء وغیره من الاناء بثلاثة انفاس فیبین فاه عن الاناء فی کل نفس[2] **برتن میں سانس نہ لے:** ...... آنحضرت ﷺ نے پانی پینے کا ادب سکھلایا۔ اس جملہ کا مطلب یہ نہیں کہ سانس نہ لے بلکہ مطلب یہ ہے کہ برتن میں سانس نہ لے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک سانس میں نہ پئے بلکہ تین سانس لے[3] اس کا مطلب یہ ہوا کہ پانی سے منہ ہٹا کر سانس لے۔

وجوہ ادب: ......

(۱) کیونکہ پانی میں سانس لینے سے تھوک مل جانے کا اندیشہ ہے جس سے دوسرے پینے والے کو نفرت ہوگی

---

[1] (عینی ص ۲۹) [2] (عینی ص ۲۹۵ ج ۲) [3] (ترمذی ج ۲ ص ۱۱) [4] (عینی ص ۲۹۵ ج ۲)

ہے

(۲) بعض اوقات بدبودار سانس سے ذائقہ خراب ہوجاتا ہے۔

(۳) بسا اوقات اچھو یا چھینک آجایا کرتی ہے۔

(۴) اور کچھ بھی نہ ہو تشبہ بالدواب تو ہو ہی جائے گا۔ یہ بھی ٹھیک نہیں[۱]

فلا یمس ذکرہ ولا یتمسح بیمینہ:...... مس ذکر اور تمسّح بالیمین دونوں مکروہ ہیں اور اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

اول بحث ولایتمسح بیمینہ:...... میں ہے کہ یہ "نہی" کونسی ہے؟ اس میں جمہورؒ اور اصحاب ظواہر کا اختلاف ہے۔ جمہورؒ کے نزدیک نہی تنزیہی ہے۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر عمل نہیں ہوسکتا کیونکہ ایک طرف استنجاء بالحجارۃ سنت ہے دوسری طرف مس ذکر دائیں ہاتھ سے ٹھیک نہیں[۲] کیونکہ جب ڈھیلا دائیں ہاتھ سے پکڑے گا تو بایاں ہاتھ ذکر کو لگائے گا تو دائیں ہاتھ سے استنجاء لازم آئے گا اور اگر ڈھیلا بائیں ہاتھ سے پکڑے گا تو دایاں ہاتھ ذکر کو لگائے گا تو مس بالیمین لازم آئے گا۔ علامہ خطابیؒ نے حیران کردیا، خراسان کے علماء حیران ہوگئے[۳]

دوسری بحث فلا یمس ذکرہ بیمینہ ولا یتمسح بیمینہ:...... میں ہے، علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کے دونوں جملوں میں بظاہر تعارض ہے، اس لیے کہ جملہ اولیٰ کا تقاضا یہ ہے کہ مس ذکر بالیمین نہ ہو اور جب مس بالیمین نہ ہوگا تو بائیں سے کیونکر استنجاء کرے گا، اس لئے کہ بائیں سے تو ذکر کو پکڑے گا اور دوسرے جملہ کا تقاضا یہ ہے کہ دائیں سے استنجاء نہ کرے، تو اگر بائیں سے استنجاء کرے گا تو ذکر دائیں سے پکڑنا ہوگا۔

حلہ الاول للخطابیؒ:...... علامہ خطابیؒ نے ہی ایک حل پیش کیا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی دیوار ہو تو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دیوار سے مل کر پیشاب خشک کرے ورنہ ڈھیلا دونوں ایڑیوں میں لے کر سرین کے بل بیٹھ کر

[۱] فإن قلت قد صح عن انس ان النبي ﷺ كان يتنفس في الاناء ثلاثا قلت المعنى يتنفس في مدة شربه عند ابانة القدح عن فمه لا التنفس في الاناء (عینی ص ۲۹۵ ج ۲) [۲] وقد اورد الخطابي ههنا اشكالا وهو انه متى استجمر بيساره استلزم مس ذكره بيمينه ومتى مسه بيساره استلزم استجماره بيمينه وكلاهما قد شمله النهي عيني ص ۲۹۶ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۱۸) [۴] ثم اجاب عن ذلك بقوله انه يقصد الاشياء الضخمة التي لا تزول بالحركة كالجدار ونحوه من الاشياء البارزة فيستجمر بها بيساره فان لم يجد فليلصق مقعدته بالارض ويمسك ما يستجمر به بين عقبيه او ابهامي رجليه ويستجمر بيساره فلا يكون متصرفا في شيء من ذلك بيمينه (عینی ج ۲ ص ۲۹۲، تقریر بخاری ج ۲ ص ۲۸)

بائیں ہاتھ سے ذکر پکڑ کر اس ڈھیلے سے رگڑے ۲ے

حله الثاني للعلامة البغوی:...... علامہ ابن حجر عسقلانیؒ علامہ خطابیؒ والے حل کا انکار کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اتنا مشہور مسئلہ اور پھر اس کا کوئی حل ہی نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، علامہ خطابیؒ نے جس کو بیان کیا ہے وہ ھیئت مستنکرہ ہے۔لھذا اس کا بہترین حل وہ ہے جو علامہ بغویؒ اور امام غزالیؒ نے پیش کیا کہ دائیں ہاتھ میں ڈھیلا لے اور بائیں سے ذکر پکڑے، کیونکہ جو ہاتھ ذکر کے ساتھ لگتا ہے وہی استنجاء والا شمار ہوتا ہے اب ڈھیلے والا دایاں ہاتھ نہ ہلنے دے، اس صورت میں مس ذکر بالیمین نہیں ہوگا، اور استنجاء بالیمین بایں معنی ہوگا کہ دایاں ہاتھ حامل الطھور ہے، جیسے لوٹا دائیں ہاتھ میں پکڑا ہوتا ہے، تو اسی کو اعانت استنجاء بالیمین کہیں گے ا۔

حله الثالث للعلامة طیبی:...... علامہ طیبیؒ نے ایک حل پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ حدیث براز کے ساتھ مخصوص ہے ۲ے ورنہ بول والا تو مس ذکر بالیمین اور استنجاء بالیمین کر سکتا ہے، حضرت خلیل احمدؒ سھارنپوری اس بحث میں فرماتے ہیں کہ جب صورت عمل سامنے نہ ہو تو بڑے بڑے فحول پریشان ہو جاتے ہیں، حضرت سھارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ حضرات ہمارے علاقہ کے ایک بچہ کو بھی دیکھ لیتے تو مشکل پیش نہ آتی۔

تینوں حلوں کے جواب:...... اب رہی یہ بات کہ ان کے حل کیسے ہیں؟

(۱) علامہ خطابیؒ کے حل کو تو حافظ ابن حجرؒ نے ھیئت مستنکرہ قرار دیا ہے لھذا یہ معتبر نہیں۔

(۲) علامہ طیبیؒ نے تخصیص کی ہے اس کی بھی کوئی دلیل ہونی چاہیے جبکہ کوئی دلیل موجود نہیں لھذا تخصیص چہ معنی دارد؟

(۳) علامہ بغویؒ کے حل میں ڈھیلے کو پانی کے لوٹے اٹھانے اور پکڑنے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور یہ قیاس کرنا دو وجہ سے صحیح نہیں (۱) ایک تو اس وجہ سے کہ لوٹا منفصل ہوتا ہے ڈھیلا نہیں (۲) دوسرا اس وجہ سے کہ ڈھیلا ناپاک ہو جاتا ہے، تو حامل نجاست ہوا جبکہ لوٹے میں ایسا نہیں۔

مسائل مستنبطہ......

(۱) برتن میں سانس لینا مکرہ ہے۔

(۲) ایک ہی سانس میں پانی پینا جائز ہے۔

(۳) مس ذکر بالیمین مکروہ ہے۔

(۴) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ استنجاء بالیمین بھی مکروہ ہے ۳ے

ا (عینی ج ۲ ص ۲۹۶) ۲ (عینی ج ۲ ص ۲۹۶) ۳ (عینی ج ۲ ص ۲۹۶)

(۱۱۴)

باب لا یُمسِک ذکرہٗ بیمینہ اذابال

پیشاب کے وقت اپنے عضو کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے

(۱۵۵)حدثنا محمدبن یوسف قال ثنا الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عبداللہ ابی قتادۃ
ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے یحییٰ بن ابو کثیر کے واسطے سے بیان کیا، وہ عبداللہ بن ابی قتادہ کے
عن ابیہ عن النبی ﷺ قال اذا بال احدکم فلا یاخذن ذکرہٗ
واسطے سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنا عضو
بیمینہ ولا یستنجی بیمینہ ولا یتنفس فی الاناء
اپنے داہنے ہاتھ میں نہ پکڑے نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے، نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے

انظر: ۱۵۳

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ اذا بال احدکم فلا یاخذن ذکرہ بیمینہ.

غرض الباب :...... اس باب کی دو غرضیں ہیں۔

۱:...... قال البعض امام بخاریؒ کا مقصود تخصیص کرنا ہے۔ کہ نہی عن مس ذکر استنجاء کے ساتھ خاص ہے۔ دیگر اوقات میں مس کر سکتا ہے۔

۲:...... دوسری غرض یہ ہے کہ مس ذکر بالیمین بالکل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب حالت ضرورت میں منع ہے تو اور حالتوں میں کیسے جائز ہوگا؟ ۲ مس ذکر بالیمین اس لیے منع ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کئی اعتبار سے

لـ فتح الباری ص ۱۲۸ اشار بھذہ الترجمۃ الی ان النھی المطلق عن مس الذکر بالیمین کما فی الباب قبلہ محمول علی المقید بحالۃ البول فیکون ما عداہ مباحا) ۲ (فیض الباری ص ۲۵۹ انھی عن الامساک عام عندالبول وغیرہ)

فضیلت اور شرافت حاصل ہے۔

(۱) اس لئے کہ جنتیوں کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں پکڑائیں جائیں گے، تو ان کو اصحاب الیمین کہا جائے گا۔

(۲) حدیث پاک میں ہے ((عن عائشةؓ قال النبی ﷺ ان الله یحب التیامن فی کل شئی حتی فی طهوره وتنعله وترجله وشأنه كله)) [۱]

(۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ طہور اور طعام کیلئے ہوتا تھا، پوری حدیث اس طرح ہے ((وكانت يده اليسرى لخلائه وما كان من اذى)) [۲]

(۴) حدیث پاک میں ہے کلتاهما يمين کہ اللہ پاک کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔

فلایأخذن: ......جواب الشرط وهو بنون التاكيد فی رواية ابی ذر وفی روايةغيره بدون النون. [۳]

ولا يستنجي بيمينه: ......اعم من ان يكون بالقبل او بالدبر وبه يرد على من يقول فی الحديث السابق لفظ لا يتمسح بيمينه مختص بالدبر [۴]

ولا يتنفس: ...... اس میں دو وجہیں جائز ہیں، (۱) لا نافیہ ہو تو سین مضموم پڑھا جائے گا۔ (۲) لا ناھیہ ہو تو اس وقت سین مجزوم پڑھا جائے گا [۵]

(۱۱۵)
باب الاستنجاء بالحجارة
ڈھیلوں سے استنجاء کرنا

(۱۵۶) حدثنا احمدبن محمد المكی قال ثنا عمروبن يحيى بن سعيد بن عمروالمكی عن جده

ہم سے احمد بن محمد المکی نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو المکی نے اپنے دادا کے واسطے سے بیان کیا وہ

عن ابی هريرة قال اتبعت النبی ﷺ و خرج لحاجته

ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گیا، آنحضرت ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے

[۱] (هدایه ج ۱ ص ۳۲ مکتبه شرکت علمیه ملتان) [۲] (عینی ج ۲ ص ۲۹۶) [۳] (عینی ج ۲ ص ۲۹۷) [۴] (عینی ج ۲ ص ۲۹۷) [۵] (عینی ج ۲ ص ۲۹۷)

وكان لا يلتفت فدنوت منه فقال ابغني احجارا استنفض بها اونحوهٗ
آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپؐ (چلتے وقت) ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے تو میں بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے آپؐ کے قریب پہنچ گیا (مجھے دیکھ کر) آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ مجھے ڈھیلے ڈھونڈ دو تاکہ میں اس سے پاکی حاصل کروں یا اسی جیسا کوئی لفظ فرمایا
ولاتاتني بعظم ولاروث فاتيتهٗ باحجار بطرف ثيابي فوضعتها الىٰ جنبه
اور کہا کہ ہڈی اور گوبر نہ لانا، چنانچہ میں اپنے دامن میں ڈھیلے (بھر کر) آپؐ کے پاس لے گیا اور آپؐ کے پہلو میں رکھ دیئے
و اعرضت عنه فلما قضىٰ اتبعهٗ بهن
اور آپؐ کے پاس سے ہٹ گیا جب آپؐ (قضاء حاجت سے) فارغ ہوئے تو آپؐ نے ان ڈھیلوں سے استنجاء کیا

انظر: ۳۸۶۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ابغني احجارا استنفض بها۔

لا يلتفت:......فكان النبي ﷺ اذامشى لايلتفت وراءه وكان هذاعادةمشيه عليه الصلوة والسلام[1]

فدنوت منه:......اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نزدیک قرب وبعد مختلف تھا تو یہ اختلاف عالم الغیب کے نزدیک نہیں ہوا کرتا[2] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپؐ دور تھے ہر جگہ حاضر ناظر کے تو قریب نہیں ہوا جاتا۔

استنفض بها:......صفائی حاصل کروں میں، اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوتا ہے۔

لاتاتني بعظم ولاروث:......اس سے بتایا کہ استنجاء ڈھیلوں سے کرنا چاہیے ہڈی وگوبر سے نہیں کرنا چاہیے۔

عظم:......ہڈی سے استنجاء کئی وجوہ سے درست نہیں (۱) زخمی ہونیکا اندیشہ ہے، (۲) چکنا پن کی وجہ سے قالع نجاست نہیں ہے۔ (۳) جنوں کی خوراک ہے[3]

---

[1] (عینی ج۲ ص۲۹۹ فتح الباری ص۲۸۰ بخاری ص۲۷) [2] (ریاض صدیقی ص۳۹) [3] (ان ابا هريرة قال للنبي ﷺ لما فرغ ما بال العظم والروث قال هما من طعام الجن. عيني ج۲ ص۲۹۹) وروى ابو عبدالله الحاكم في الدلائل ان رسول الله ﷺ قال لابن مسعود ليلة الجن اولئك جن نصيبين جاؤني فسألوني الزاد فمتعتهم بالعظم والروث فقال له وما يغني منهم ذلك يا رسول الله قال انهم لا يجدون عظما الا وجدوا عليه لحمه الذي كان عليه يوم اخذ ولا وجدوا روثا الا وجدوا فيه حبه الذي كان يوم اكل فلا يستنجي احد لا بعظم ولا بروث. عيني ج۲ ص۳۰۰)

ولا روث: ...... یعنی گوبر۔ اس سے استنجاء بھی کئی وجوہ سے درست نہیں۔

۱. اس لئے کہ وہ خود ناپاک ہے تو پاک کیسے کریگا۔

۲. جنوں کے جانوروں کی خوراک ہے۔

۳. چکنا پن ہے ازالہ نجاست نہیں کریگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استنجاء اس چیز سے ہوگا (۱) جو قالع نجاست ہو (۲) محترم بھی نہ ہو (۳) قیمتی بھی نہ ہو۔[۱]

حدیث سے قاعدہ کلیہ کا استخراج: ...... احناف نے اس مثبت و منفی حدیث سے ایک قاعدہ کلیہ نکالا جو یہ ہے کہ **یجوز الاستنجاء بکل شئی قالع غیر محترم تافہ** (معمولی چیز)۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اکتفاء بالحجارہ جائز ہے۔[۲]

مسئلۂ اختلافیہ: ...... استنجاء بالحجارہ میں ایک بحث یہ کی جاتی ہے کہ عدد مقصود ہے یا انقاء (صفائی) اس میں آئمہ حضراتؒ کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ استنجاء بالحجارہ سے انقاء مقصود ہے امام شافعیؒ کا مذہب اور امام احمدؒ سے ایک روایت ہے کہ عدد مقصود ہے۔ تفصیل سے پہلے دو فقہی جزیے یاد کرلیں۔ جو فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں پائے جاتے ہیں۔

جزئیہ اولی: ...... فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ اگر دو ڈھیلوں سے انقاء (صفائی) ہو جائے تو تین استعمال کر لینے چاہئیں۔

جزئیہ ثانیہ: ...... فقہ شافعی میں لکھا ہے کہ اگر تین سے انقاء نہ ہو تو چوتھے کو استعمال کر لینا چاہیے۔ عجیب بات ہے کہ دو سے انقاء نہ ہو تو حنفیہ تین کے طالب ہیں اور شافعیہ تین سے انقاء نہ ہونے کی صورت میں تین سے ھارب ہیں اور چوتھے کے طالب ہیں تو آخر اختلاف کیا ہے؟

جواب: ...... یعنی تعجب کا جواب یہ ہے کہ ثمرۂ اختلاف سے حقیقت آشکارا ہو جائے گی، اور ثمرۂ اختلاف یہ ہے کہ دو ڈھیلوں سے انقاء ہو جائے تو شافعیہ کے نزدیک تثلیث واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور اگر تین سے

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۵۹ بکل شئی طاهر قالع للنجاسة) [۲] (فیض الباری ص ۲۵۹)

انقاء نہ ہو تو شافعیہ کے نزدیک ایتار واجب ہے جبکہ ہمارے نزدیک انقاء واجب ہے۔

دلائل احناف:......

دلیل اول:...... اگلی حدیث اخذ الحجرین والقی الروثہ الخ

روثہ:...... چونکہ انقاء کرنے والا نہیں تھا اس لیے اسکو پھینک دیا اور دو کو استعمال کر لیا دو کے استعمال سے معلوم ہوا کہ عدد مطلوب نہیں ہے، بلکہ انقاء مقصود ہے۔

اعتراض:...... شافعیہ تیسرے ڈھیلے کو ثابت کرنے کے لیے ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔ جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیسرا ڈھیلا لاؤ۔[۱]

جواب اول:...... اولاً تو وہ حدیث ضعیف ہے جس میں تیسرا ڈھیلا لانے کا حکم ہے۔

جواب ثانی:...... اگر حکم دیا بھی ہو تو لانا ثابت نہیں ہے، اگر وہاں سے مل سکتا تو ابو ہریرہؓ پہلے ہی لے آتے۔

جواب ثالث:...... شافعیہ نے اس سلسلہ میں جتنی بحثیں کی ہیں اپنے مقتدا و پیشوا کے خلاف کی ہیں، امام ترمذیؒ نے شافعی ہونیکے باوجود استنجاء بالحجرین کو اس جگہ تسلیم کیا ہے۔

احناف کی دلیل ثانی:...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جب کوئی استنجاء کے لیے جائے تو تین ڈھیلے لے جائے۔ **فانها تجزی عنه**[۲]

دلیل ثالث:...... ابوداود شریف میں روایت ہے **من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج**

نظیر:...... آپ اسکو ایک مثال سے سمجھ لیں۔ تین ڈھیلوں کا ذکر تو ایسے ہی ہے جیسے کسی مُحرِم کے کپڑے کو خوشبو لگی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا اس پر علامہ نوویؒ شافعی فرماتے ہیں کہ یہ اکثری ہے اور غالب کے لحاظ سے ہے کہ اتنی بار دھونے سے خوشبو عموماً زائل ہو جاتی ہے حکم احترازی نہیں۔

دلیل رابع:...... جملہ تطہیر نجاسات میں انقاء کا اعتبار ہوتا ہے لھذا یہاں بھی انقاء کا ہی اعتبار ہوگا۔

---

[۱] (وقد قال ابو الحسن بن القصار المالكي روى انه اتاه بثالث لكن لا يصح عينى ج ۲ ص ۳۰۵) [۲] (ابو داؤد ص ۷ فليذهب معه بثلاثة احجار يستطيب بهن فانها تجزی عنه ابو داود ص ۶)

احناف کی دلیل خامس: ...... انقاء بالاتفاق ہیں متروک نہیں ہوتا، اور تثلیث بالاتفاق متروک ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تثلیث بالاتفاق مطلوب نہیں ہے اور انقاء بالاتفاق مطلوب ہے۔

(۱۱۶)

باب لایستنجی بروث

گوبر سے استنجاء نہ کرے

(۱۵۷) حدثنا ابونعیم قال ثنا زهیر عن ابی اسحاق قال لیس ابو عبیدة ذکره
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا ان سے زہیر نے ابو اسحٰق کے واسطے سے نقل کیا، ابو اسحاق کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو عبیدہ نے ذکر نہیں کیا
ولکن عبد الرحمن بن الاسود عن ابیه انهٗ سمع عبد الله یقول
لیکن عبدالرحمٰن بن الاسود نے اپنے باپ سے ذکر کیا ہے، انہوں نے عبداللہ (ابن مسعودؓ) سے سنا، وہ کہتے تھے کہ
اتی النبی ﷺ الغائط فامرنی ان اٰتیه بثلاثة احجار فوجدت حجرین
نبی کریم ﷺ، رفع حاجت کے لئے گئے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ میں تین ڈھیلے تلاش کر کے لاؤں، مجھے دو ڈھیلے ملے
والتمست الثالث فلم اجد فاخذت روثة فاتیتهٗ بها فاخذ الحجرین والقی الروثة
تیسرا ڈھونڈا مگر مل نہیں سکا تو میں نے خشک گوبر اٹھا لیا اس کو لے کر آپ کے پاس گیا آپ نے ڈھیلے (تو) لے لئے مگر گوبر پھینک دیا
وقال هذا رکس وقال ابراهیم بن یوسف عن ابیه عن ابی اسحاق حدثنی عبد الرحمن.
اور فرمایا یہ ناپاک شئے ہے (اور یہ حدیث) ابراہیم بن یوسف نے اپنے باپ سے بیان کی انہوں نے ابو اسحاق سے سنا ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کی

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله والقی الروثة وقال هذا رکس

﴿تحقیق و تشریح﴾

بثلاثة احجار: ...... تین کا عدد ضروری ہے یا نہیں اس میں آئمہؒ کے مابین اختلاف ہے۔[1]

امام شافعیؒ کے نزدیک ایتار بضمن ثلاث (تین) ضروری ہے یعنی تین ڈھیلے واجب ہیں، ورنہ وجوب ذمہ رہے گا۔[2]

امام اعظمؒ کے نزدیک: ...... ایتار استحباب کی بناء پر ہے، وجوب کے درجہ میں نہیں ہے کیونکہ اصل مقصود استنجاء سے انقاء ہے تو تین چونکہ اکثر انقاء کر دیتے ہیں اس لیے حضور علیہ السلام نے ترغیب دی ورنہ یہ نہیں کہ تین کا ہونا ضروری ہے بلکہ استحباب پر محمول ہے چنانچہ فقہاء نے تینوں میں ترتیب بھی بیان کی ہے کہ گرمیوں اور سردیوں میں ایسی ایسی ترتیب ہونی چاہیے مگر واجب تنقیح نجاست ہے۔ اگر ایک کافی ہو جائے تو ایک اور ایک کافی نہ ہو تو تین، پانچ یا سات مگر اکثر طور پر تین سے تنقیح ہو جاتی ہے اس لیے تین کا ذکر ہے۔

دلیل امام اعظمؒ: ...... ابوداؤد میں ایک روایت ہے **فلیذهب معه بثلثة احجار یستطیب بهن فانها تجزی عنه**[3] تو اس سے معلوم ہوا کہ تین درجہ کفایت میں ہے ورنہ وجوب تین کا نہیں البتہ ایتار مستحب ہے **لان الله وتر یحب الوتر**۔ اور امام شافعی کا تثلیث کو ضروری کہنا صرف استنجاء میں ہے دیگر مقامات پر امام شافعیؒ بھی تثلیث کو ضروری قرار نہیں دیتے جیسے محرم کے بارے میں طیب (خوشبو) زائل کرنے کیلئے۔[4]

قال لیس ابو عبیدةؓ: ......

سوال: ...... اس عبارت کو لانے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: ...... یہ عبارت لا کر ابو اسحٰقؒ اپنی روایت کو متصل بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث کی سند میں دو واسطے ہیں۔ ۱۔ کبھی طریق ابی عبیدہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ۲۔ کبھی طریق عبدالرحمٰنؒ سے۔ ابو عبیدہؓ والا طریق متصل نہیں ہے۔ طریق عبدالرحمن متصل ہے۔ تو ابو اسحاق کہتے ہیں کہ یہ روایت دو طرح سے مروی ہے ایک ابو عبیدہ عن ابن مسعود اور ایک عبدالرحمن بن الاسود عن ابیہ عن ابن مسعود ہے کیونکہ یہ اگر چہ نازل بدرجہ ہے عن ابی عبیدہ عن

---

[1] فتح الباری ص ۲۶۹ ا بخاری ص ۲۷ ۔ بیاض صدیقی ص ۲۲۱ [2] ہدایہ ج ۱ ص ۷۹ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان [3] ابو داؤد ص ۷ [4] بیاض صدیقی ص ۲۲۲،۲۲۱

ابن مسعودؓ ہے مگر اس کا اتصال یقینی ہے اور ابو عبیدہ کی روایت اگر چہ بیک درجہ عالی ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ ابو عبیدہ کا لقاء اپنے باپ سے ہے یا نہیں؟ تو چونکہ اس کا احتمال ہو گیا اس لیے اس کو میں نے ذکر نہیں کیا، حاصل یہ ہے کہ ابو اسحٰق دو اساتذہ سے روایت کرتے ہیں اول۔ عن ابی عبیدہ عن ابن مسعود۔ دوسرے عبدالرحمن بن الاسود عن ابیہ عن ابن مسعودؓ تو ابو اسحٰق کہتے ہیں کی یہ روایت مجھ سے عبدالرحمن بن الاسود نے بیان کی نہ کہ ابو عبیدہ نے یعنی میں اس وقت ابو عبیدہ کی روایت نہیں بیان کر رہا ہوں بلکہ عبدالرحمن بن الاسود سے نقل کر رہا ہوں [1]

سوال: ...... ابو اسحٰق کے بارے میں مُدلِّس ہونیکا طعن ہے۔ اور مدلس جو عنعنہ سے روایت کرے تو وہ سند کمزور ہوتی ہے، امام بخاریؒ کیسے اس روایت کو بخاری شریف میں لائے؟

جواب ۱: ...... اس کا یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے دوسری سند ذکر کر کے اس روایت کے عنعنہ کو ختم کر دیا دوسری سند وہ ہے جس میں ابو اسحٰق تحدیث (حدثنا) سے بھی روایت کرتے ہیں۔

جواب ۲: ...... دوسرا جواب یہ ہے کہ محدثین روایتوں کی تضعیف و توثیق میں مجتہد ہوتے ہیں، لھذا امام بخاریؒ ابو اسحٰق کی وہ روایت جو عبدالرحمن بن اسود سے ہے اس کو ترجیح دے رہے ہیں اور امام ترمذی ابو عبیدہ والی روایت کو۔

سوال: ...... طریق ابو عبیدہؒ منقطع کیوں ہے؟

جواب: ...... اس لئے کہ ابو عبیدہؒ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں۔ (فائدہ) یہ وہ مقام ہے جہاں شاگرد نے استاد کی مخالفت کی ہے وہ اس طرح کہ جس روایت کو امام بخاریؒ مرجوح قرار دے رہے ہیں اس کو امام ترمذیؒ ترجیح دے رہے ہیں۔ یہاں دو اصول مستنبط ہوئے۔

اصولِ اول: ...... ایک محدّث کے نزدیک اگر ایک حدیث مرجوح ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوسرے پر بھی حجت ہو، ہر محدّث حدیث کی صحت و ضعف میں خود مجتہد ہوتا ہے۔

اصولِ ثانی: ...... یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد والوں کا کوئی قول امام اعظمؒ کے خلاف حجت نہیں۔ (افسوس) اس ملک میں بڑا ظلم ہونے لگا کہ بعد والوں کی باتوں کو لیکر پہلوں کو ضعیف قرار دیا جانے لگا۔

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۰)

سوال: ...... امام ترمذیؒ ابوعبیدہ کی روایت کو منقطع مان کر متصل پر ترجیح دے رہے ہیں ایسے کیوں؟

جواب: ...... اسکی چند وجوہ ہیں۔

الوجہ الاول: ...... ابوعبیدہ والی روایت کو ابواسحاق سے نقل کرنے والے اسرائیل ہیں اور وہ دوسروں کی بنسبت راجح ہیں۔

الوجہ الثانی: ...... محتف بالقرائن ہونے کی وجہ سے بعض اوقات محدث کے نزدیک کچھ ایسے قرائن ہوتے ہیں کہ جن کی بناء پر وہ منقطع کو متصل پر ترجیح دے دیتا ہے۔

الوجہ الثالث: ...... ابوعبیدہ کے متعلق کہا جاتا ہے اعلم بروایات ابیہ، اگرچہ باپ سے سماع ثابت نہیں ہے[۱]

(۱۱۷)

باب الوضوء مرةً مرةً

وضو میں ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا

(۱۵۸) حدثنا محمدبن یوسف قال ثنا سفیان عن زید بن اسلم عن عطآء بن یسار
ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان نے زید بن اسلم کے واسطے سے بیان کیا، وہ عطاء بن یسار سے
عن ابن عباسؓ قال توضا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرة مرة
وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس کے بعد مرتین مرتین کا باب ہے اور اسکے بعد ثلث مرات کا باب ہے۔

غرض امام بخاریؒ: ...... امام بخاری نے یہ باب باندھ کر ثابت کیا کہ فرض درجہ ایک بار ہے۔ دو مرتبہ جائز ہے۔ اور سنت تین تین مرتبہ ہے[۲] امام بخاریؒ نے جب تین باب باندھے تو تینوں کے مجموعہ سے مجموعہ بھی ثابت ہوگیا

[۱] (لامع الدراری ص ۷۱) [۲] (فیض الباری ص ۲۶۱ الا ان لـــه لکمالـه ثلاثا ثلاثا ولا اصل فی الوجوب غسل الاعضاء مرة مرة وزیادة علیها مستفیض ج ۱ ص ۸)

تو کل چار طریقوں سے وضو ثابت ہو گیا چوتھا طریقہ جمع کا ہے۔

مرۃ:...... ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے۔

سوال:...... اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے اور لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ نے تمام عمر میں ایک بار وضو کیا جب کہ ایسا نہیں اور یہ بات تو ظاهر البطلان ہے۔

جواب اول:...... لا يلزم بل تكرار لفظ مرة يقتضي التفصيل والتكرير[1]

جواب ثاني:...... ان المراد انه غسل في كل وضؤ كل عضو مرة مرة لان تكرار الوضوء من رسول الله ﷺ معلوم بالضرورة من الدين هكذا قاله الكرماني[2]

(۱۱۸)

﴿باب الوضوء مرتين مرتين﴾

وضو میں ہر عضو کو دو دو مرتبہ دھونا

(۱۵۹) حدثنا الحسين بن عيسىٰ قال ثنا يونس بن محمد قال انا فُلَيْحُ بن سليمان
ہم سے حسین بن عیسیٰ نے بیان کیا، ان سے یونس بن محمد نے انہیں فلیح بن سلیمان
عن عبدالله بن ابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عباد بن تميم
نے عبداللہ بن بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے واسطے سے خبر دی، وہ عباد بن تمیم سے نقل کرتے ہیں
عن عبد الله بن زيدٌ ان النبي ﷺ توضأ مرتين مرتين
وہ عبد اللہ بن زیدؓ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو میں اعضاء کو دو دو بار دھویا

[1] (عینی ج ۳ ص ۳) [2] عینی ج ۳ ص ۳ فتح الباری ص ۲۳۰ ای اکل عضو)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ای هذاباب فی بیا ن الوضؤمرتین مرتین لکل عضو .

عبداللہ بن زید:...... یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں، اور صاحب رؤیا اذان عبدالله بن زید بن عبد ربه ہیں۔

مرتین مرتین:...... ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے۔

(۱۱۹)

﴿باب الوضوء ثلثا ثلثا﴾

وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا

(۱۶۰)حدثنا عبد العزیز بن عبد الله الا ویسی قال حدثنی ابراهیم بن سعدعن ابن شهاب
ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی نے بیان کیا،ان سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا،وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں انھیں
ان عطآء بن یزید اخبرهٗ ان حمران مولیٰ عثمان اخبرهٗ انهٗ رأیٰ عثمان بن عفانؓ
عطا بن یزید نے خبر دی، انھیں حمران حضرت عثمانؓ کے مولی نے خبر دی کہ انھوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو دیکھا ہے
دعا بانآء فافرغ علٰی کفیه ثلث مرار فغسلهما
کہ انھوں نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا (اور لے کر) پہلے اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انھیں دھویا
ثم ادخل یمینهٗ فی الا نآء فمضمض وا ستنثر ثم غسل وجهه ثلثا
اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی ، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا

ویدیه الی المرفقین ثلث مرار ثم مسح برأسه ثم غسل رجلیه ثلث مرار الیٰ الکعبین

اور کہنیوں تک تین بار اپنے ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے

ثم قال قال رسول اللہ ﷺ من توضا نحو وضوئی ھذا ثم صلی رکعتین

پھر کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعت ایسی پڑھے

لا یحدث فیهما نفسه غفرله ما تقدم من ذنبه

جن میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کرے (یعنی خشوع وخضوع سے نماز پڑھے) تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں

وعن ابراهیم قال صالح بن کیسان قال ابن شهاب و لکن عروة یحدث عن حمران

اور روایت کی عبدالعزیز نے ابراہیم سے، انہوں نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابن شہاب سے، لیکن عروہ حمران سے روایت کرتے ہیں

فلما توضأ عثمانؓ قال لاحدثنکم حدیثا لولا اٰیة ماحدثتکموه

کہ جب حضرت عثمانؓ نے وضو کیا تو فرمایا، میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا اگر (اس سلسلہ میں) آیت (نازل) نہ ہوتی تو میں حدیث تم کو نہ سناتا

سمعت النبی ﷺ یقول لایتوضارجل فیحسن وضوءه و یصلی الصلوٰة

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ (ﷺ) فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور (خلوص کے ساتھ) نماز پڑھتا ہے

الاغفرلهٗ ما بینهٗ وبین الصلوٰة حتی یصلیها

تو اس کے ایک نماز سے دوسری نماز کے پڑھنے تک کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں

قال عروة الاٰیة اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا

عروہ کہتے ہیں وہ آیت یہ ہے (جس کا مطلب یہ کہ) جو لوگ اللہ کی اس نازل کی ہوئی ھدایت کو چھپاتے ہیں جو اس نے لوگوں کے لئے اپنی کتاب میں بیان کی ہے، ان پر اللہ کی لعنت ہے اور (دوسرے) لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے

انظر: ۱۶۰، ۱۹۳۴، ۱۹۳۴، ۲۴۳۳

عثمان بن عفان: کل مرویات: ۱۴۶

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

تحدیث نفس کے بارے میں قاضی عیاضؒ اور علامہ نوویؒ کا اختلاف:......قاضی عیاضؒ عموم پر محمول کرتے ہیں کہ تحدیث بالکل نہ ہو۔ نہ دنیوی، نہ اخروی، نہ اختیاری، نہ غیر اختیاری۔ پھر جا کر یہ درجہ ملے گا[۱]

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ تحدیث دنیاوی خیالات کے ساتھ مقید ہے، آخرت کے خیالات مضر نہیں ہیں اسی طرح دینی خیالات بھی مضر نہیں ہیں مثلاً قرآن کے معنی سوچ رہا ہے اور اسی طرح غیر اختیاری بھی معاف ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ((ان الله تجاوز عن امتي ماوسوست به صدرها مالم تعمل به او تتكلم))[۲]

علامہ ابن حجرؒ نے علامہ نوویؒ کی تائید کی ہے، کہ ہجوم کر کے جو آجاتے ہیں کہ جن کو دفع نہیں کر سکتا وہ معاف ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ علامہ نوویؒ تحدیث کی تقیید کرتے ہیں کہ دنیوی خیالات ہوں اور اختیاری ہوں، دینی اور اخروی خیالات چاہے اختیاری ہوں چاہے غیر اختیاری لاباس بہ۔

بہتر:......اس اختلاف کے باوجود اتفاقی طور پر بہتر یہی ہے کہ بالکل نہ آئیں تو اعلیٰ درجہ ہے [۳]

دو درجے:......

۱:......معافی کا درجہ ۲:......انعامی درجہ

انعامی:......درجہ یہ ہے کہ بالکل تحدیث نہ ہو، اور یہ درجہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت الاستاذ مدظلہ کی قاری فتح محمد صاحبؒ سے دو رکعت پر بات:......حضرت الاستاذ مدظلہ نے فرمایا کہ میں نے مدینہ منورہ میں حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ ساری زندگی گزر گئی مگر دو رکعتیں پڑھنی نہیں آئیں، دعا فرمائیں کہ کم از کم دو رکعتیں ہی پڑھنی آجائیں۔ تو یہ سن کر قاری فتح محمد صاحب رو پڑے اور میں بھی رو پڑا۔ حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کا رونا تو، تواضعاً تھا اور میں حقیقۃً رویا۔

---

[۱] قال القاضي عياض يريد بحديث النفس الحديث المجتلب والمكتسب واما ما يقع في الخطر غالبا فليس هو المراد عيني ج ۳ص۷) [۲] (مشکوۃ شریف ص۱۸)
[۳] (التحقيق فيه ان حديث النفس قسمان مايهجم عليها ويتعذر دفعها وما يسترسل معها ويمكن قطعه فيحمل الحديث عليه دون الاول لعسر اعتباره (عيني ج ۳ص۷)

دو رکعتوں کا ایک اور واقعہ:...... حضرت مولانا عبدالحئیؒ صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس بیعت کے لئے گئے، انھوں نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے پاس بھیج دیا، سید احمد شہیدؒ عمر میں ان سے چھوٹے تھے، سید احمد شہیدؒ نے ہدایۃ النحو تک کتابیں پڑھی تھیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس آئے، عرض کیا کہ مجھے الفاظ پیلے پیلے نظر آتے ہیں، فرمایا پڑھائی چھوڑ دو خدا تمھیں (اپنی رحمت سے) خود علم دے دیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا دنیا والوں نے دیکھا کہ اللہ پاک نے آپ کو کس قدر علم اور اس کے انوارات سے نوازا۔

بہر حال جب یہ دونوں حضرات سید احمد شہید کے پاس آئے ان کو دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ اس لونڈے سے ہمیں کیا ملے گا تو ان کو کشف ہو گیا، سید احمد شہیدؒ نے ان سے فرمایا سنت کے مطابق دو رکعت پڑھ کر آؤ۔ بیعت کرلوں گا ساری رات وہ دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے، پوچھا تو بتلایا کہ جب بھی دو رکعت پڑھ کر لوٹنے لگتے تو خیال آتا کہ صحیح نہیں پڑھی گئیں، دوبارہ پڑھتے ہیں، اسی طرح رات گزر گئی۔

جہاد کے لیے جب بالاکوٹ تشریف لائے تو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ وغیرہ کا خیال تھا کہ علماء سرحد کے سوالات کے جوابات ہمیں دینا پڑیں گے لیکن ہمیں جوابات دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی، آپ یعنی سید احمد شہیدؒ نے ہر قسم کے جوابات دیئے، جس قسم کا بھی سوال پوچھا گیا، فلسفہ کا ہو یا فقہ کا۔ آپ نے فوراً جواب دیا۔ پھر ہم نے آپ سے پوچھا کہ ایسے عجیب وغریب فلسفی وفقہی سوالات کے جوابات آپ نے کیسے دے دیئے، تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے امام ابوحنیفہؒ اور حضرت بوعلی سینا کی روح کو حاضر کر دیا، جب وہ فقہی سوال کرتے تو امام ابوحنیفہؒ کی روح کیطرف توجہ کرتا اور جب فلسفی سوال ہوتا تو بوعلی سینا کی روح کی طرف رجوع کرتا[۱]

غفر له ماتقدم من ذنبه:...... يعني من الصغائر دون الكبائر كذاهو مبين في مسلم وظاهر الحديث يعم جميع الذنوب ولكنه خص بالصغائر والكبائر انماتكفره با لتوبة وكذلك مظالم العباد[۲]

اشکال:...... اس جملہ کا سنن کی روایات سے تعارض ہے جن میں ہے کہ وضوء سے ہی سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں[۳] اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وضوء مع صلوۃ رکعتین سے معافی ہوتی ہے[۴]

جواب اول:...... سنن کی روایات اس کیلئے ناسخ ہیں کیونکہ انعامات امت پر بتدریج ہوئے ہیں۔

---

[۱] (فتح الباری ص ۲۳۱، بخاری ص ۲۸، فیض الباری ص ۲۴۳) [۲] عینی ج ۳ ص ۷) [۳] ابن توضی هكذا غفر له ما تقدم من ذنبه وفي الصحيح من حديث ابي هريرة اذا توضا العبد المسلم خرجت خطايا (عینی ص ۱۳ ج ۳) [۴] تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۲

جواب ثانی:...... قاعدہ ہے کہ جب کوئی عمل مصادف گناہ ہوجائے تو گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اگر مصادف للذنوب نہ ہو یعنی گناہ پہلے ہی معاف ہو چکے ہوں تو ترقی درجات ہوتی ہے؛ اس سے ان احادیث کا تعارض بھی رفع ہوگیا، جس میں جمعہ الی الجمعہ اور عید الی العید مغفرت کا ذکر ہے [۲]

جواب ثالث:...... گناہوں کی اقسام کے اعتبار سے یہ اختلاف ہے۔ کہ بعض گناہ صرف وضوء سے اور بعض وضوء اور نماز سے معاف ہوجاتے ہیں۔

جواب رابع:......ویحتمل ان یکون ذلک باختلاف الاشخاص فشخص یحصل له ذلک عند الوضوء آخر عند تمام الصلوٰۃ [۳]

قال ابن شہاب:......ابن شہاب اپنے دوسرے استاذ کا حوالہ دیکر اگلی بات بیان کرتے ہیں یاد رہے کہ اس سے پہلی روایت میں استاد عطاء تھے [۴]

فلماتوضاعثمانؓ:...... یہ الفاظ اس حدیث میں ہیں پہلی میں نہیں۔

لولاٰیۃ:...... اگر آیت نہ ہوتی۔

سوال:...... کونسی آیت کی طرف اشارہ کیا؟

جواب:...... وہ آیت یہ ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا﴾ [۵]

سوال:...... یہ آیت نہ ہوتی تو کیوں بیان نہ کرتے؟ اس کے علاوہ بھی تو آپ ﷺ کا حکم ہے کہ میرا حکم پہنچاؤ۔

جواب:...... آیت سے خاص یہی آیت مراد نہیں بلکہ اس مضمون کی ہر آیت وحدیث مراد ہے۔

وجہ عدم بیان:......

۱:...... غلبہ رجاء والوں سے خوف زدہ ہو کر کہ اگر بیان کرتا ہوں تو غلبہ رجاء والے دو رکعت پڑھ کر فارغ ہو کر بیٹھ جائیں۔

۲:...... دوسرا خوف یہ ہے کہ غلبہ عقل والے کہیں گے کہ اتنے سے عمل سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے

---

[۱] (عینی ج ۳ ص ۱۲) [۲] (عینی ج ۳ ص ۱۲) [۳] (عینی ص ۱۳ ج ۳) [۴] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۳) [۵] پارہ ۲ (عینی ج ۳ ص ۱۲)

کیا؟ بعض لوگوں کو فضائل کی حدیثیں سن کر کھجلی ہونے لگتی ہے کہ تھوڑے سے عمل پر اتنا زیادہ ثواب کیسے مل جاتا ہے؟ تمہیں کیا تکلیف ہے؟

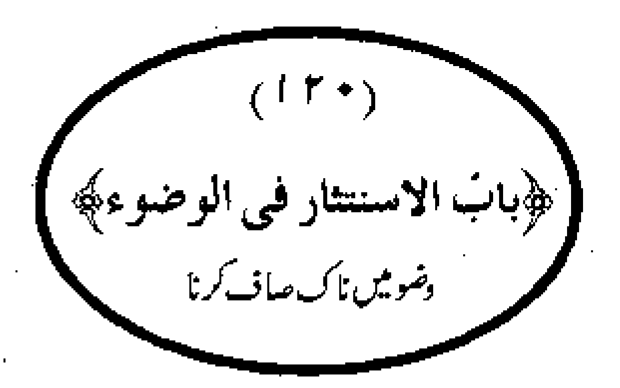
قسمت پڑیوں میں دس روپے کی پرچی پر دس لاکھ انعام کے طور پر مل جائیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں سوال یہ ہے کہ تم وہ کیوں دیتے ہو؟ فرق صرف اتنا ہے کہ تم لوگوں سے اکٹھے کر کے دس لاکھ دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ تو اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے ہیں۔

مسائل مستنبطہ:......

(۱) عالم پر فرض ہے کہ وہ دوسروں تک علم پہنچائے۔

(۲) عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے ہو۔

(۳) ان جیسے اعمال سے صغیرہ گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔[۱]



ذکرہ عثمان وعبداللہ بن زید وابن عباس عن النبی ﷺ

اس کو عثمان اور عبداللہ بن زید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۱۶۱) حدثنا عبدان قال انا عبداللہ قال انا یونس عن الزهری قال اخبرنی ابوادریس
ہم سے عبدان نے بیان کیا، انھیں عبداللہ نے خبر دی، انھیں یونس نے زہری کے واسطے سے خبر دی، انھیں ابوادریس نے بتایا

[۱] (عینی ج ۳ ص ۱۳ فتح الباری ص ۱۳۱ بخاری ص ۲۸ فیض الباری ص ۲۶۲)

انهٗ	سمع	ابا	هريرةؓ	عن	النبي ﷺ	انهٗ	قال	من	توضأ	فليستنثر
انھوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اسے چاہیئے کہ ناک صاف کرے										
و	من	استجمر	فليوتر							
اور جو کوئی ڈھیلے سے استنجاء کرے اسے چاہیئے کہ طاق عدد (یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات) ہی سے کرے										

انظر: ۱۶۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله من توضأ فليستنثر

سوال:...... یہ ہے کہ اصولاً کلی کا ذکر مقدم ہونا چاہیے تھا لیکن امام بخاریؒ نے استنثار کو مقدم بیان فرمایا اس کے بعد مضمضہ کا ذکر فرمایا، خلاصہ یہ کہ ترتیب وضو کے خلاف کیوں کیا؟ استنثار کا ذکر پہلے آ گیا کلی کا ذکر نہیں کیا تو یہ ترتیب کے خلاف ہو گیا۔

اس کے شراح نے کئی جواب دیے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

جواب اول:...... علامہ کرمانیؒ نے یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ جی کسی ربط کا لحاظ نہیں ہے۔

جواب ثانی:...... علامہ عینیؒ مناسبت بعیدہ بیان کرتے ہیں کہ وضو کا بیان ہو رہا ہے اور استنثار وضو سے متعلق ہی تو ہے اس سے باہر تو نہیں ہے۔

جواب ثالث:...... لیکن بعض حضرات فرماتے ہیں کہ استنثار کو مقدم کرنے کی کوئی وجہ ضرور ہے۔ اور یہاں بیان اہمیت کی وجہ سے مقدم کیا کیونکہ امام احمد بن حنبلؒ اس کو وضو میں واجب کہتے ہیں۔[۱]

جواب رابع:...... علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی ایک جواب دیا ہے کہ ناک میں منہ کی بنسبت زیادہ تستر ہے اور اس میں تلویث بھی زیادہ ہے اور باطن کی صفائی ظاہر کی صفائی سے مقدم ہوتی ہے پھر جبکہ تلویث بھی زیادہ ہو تو اس اولویت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مقدم کیا۔ کیونکہ ناک میں تطہیر باطن ہے۔[۲]

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۳) [۲] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۳)

جواب خامس:...... امام بخاریؒ نے یہ بے ترتیبی اختیار کر کے اشارہ کر دیا کہ وضوء میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

استنثار:...... کے معنی ناک جھاڑنا، نثرہ۔ ناک کی چونچ کو کہتے ہیں۔ تو استنثار کے معنی ہوں گے نثرہ (چونچ) کو حرکت دینا۔ تو اس میں چونکہ حرکت نثرہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو استنثار کہتے ہیں۔

استنشاق:...... پانی چڑھانے کو کہتے ہیں۔ تو وہ لزومی طور پر ثابت ہوگیا۔

من استجمر فلیو تر:...... اس جملہ کے دو معنی ہیں۔

۱:...... **استجمار وھو مسح محل البول والغائط بالجمار،** جمار چھوٹے پتھر کو کہتے ہیں تو اس کا مطلب ہوگا استعمال جمار یعنی ڈھیلے کا استعمال۔

۲:...... دھونی دینا۔ تو دونوں کام تین تین مرتبہ ہونے چاہیں لیکن تثلیث چونکہ اقل درجہ وتر ہے اس لئے تثلیث سے ترجمہ کر دیتے ہیں۔ لیکن کبھی تثلیث سے انقاء (صفائی) نہ ہو تو ایتار مستحب ہو جاتا ہے۔

(۱۲۱)

﴿باب الاستجمار وتراً﴾

طاق (یعنی بے جوڑ) عدد سے استنجاء کرنا

(۱۶۲) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے ابوالزناد کے واسطے سے خبر دی، وہ اعرج سے، وہ حضرت ابوہریرہؓ سے

یذکر عثمان وعبداللہ بن زید وابن عباس عن النبی ﷺ (عینی ج ۳ ص ۳) ای ذکر الاستنثار فی الوضوء عثمان بن عفان لخ فتح الباری ص ۱۳۱ بخاری ص ۲۸ لامع الدراری ص ۵ وقیحی ان ھؤلاء رووا الاستنثار فی الوضوء اما الذی رواہ عثمانؓ فقد اخرجہ موصولا فی الباب الذی قبلہ واما الذی رواہ عبداللہ بن زید فقد اخرجہ موصولا فی باب المسح واما حدیث ابن عباسؓ فقد اخرجہ موصولا فی باب غسل الوجہ من غرفۃ عینی ص ۳ ج ۳)

ان	رسول	اللہ ﷺ قال	اذا	توضأ	احدکم	فلیجعل	فی	انفه	مآء
نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک میں پانی دے									
ثم	لیستنثر	و	من	استجمر	فلیوتر				
پھر (اسے) صاف کرے اور جو شخص ڈھیلوں سے استنجاء کرے اسے چاہیے کہ بے جوڑ عدد (یعنی ایک یا تین یا پانچ) سے استنجاء کرے									
واذا	استیقظ	احدکم	من	نومه	فلیغسل	یدهٗ	قبل	ان یدخلها	فی وضوئه
اور جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھولے									
فان	احدکم	لا	یدری	این	باتت	یده			
کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا									

راجع: ۱۶۱

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ومن استجمر فلیوتر

ربط:...... یہ باب فی الباب کے قبیل سے ہے دراصل پہلے باب کی دلیل بیان ہو رہی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ جب کسی باب کیلئے کوئی دلیل قائم کرتے ہیں اور اس باب میں کوئی اہم بات پیش آجاتی ہے تو اس کا بھی باب باندھ دیتے ہیں یہاں بھی ایسے ہی ہوا ہے۔

واذااستیقظ احدکم من نومه:...... حدیث کے اس جملہ کے تحت دو بحثیں ہیں۔

البحث الاول:......

سوال اول:......**من نومه** اس قید کی کیا ضرورت تھی؟ کیا کوئی کسی دوسرے کی نیند سے بھی جاگتا ہے یعنی من نومه کہنے میں کیا حکمت ہے؟ جیسے متنبیؔ کہتا ہے۔ **ماالخل الامن اود بقلبه. وادیٰ بطرف لایریٰ بسوانه**

جوابِ اول:...... دراصل غشی سے احتراز ہے۔

جواب ثانی:...... لیٹ کر اٹھنے سے احتراز ہے جبکہ سویا نہ ہو۔

سوال:...... احدکم کی قید کیوں لگائی؟

جواب:...... اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ مسئلہ نوم امت کا ہے، نوم انبیاء علیھم السلام کا نہیں

البحث الثانی:...... یہ حکم نوم لیل کے ساتھ خاص ہے یا مطلق ہے؟

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نوم لیل کے ساتھ خاص ہے۔ جمہورؒ کہتے ہیں کہ یہ حکم مطلق ہے کہ نوم لیل ہو، نہار ہو، قائماً ہو، جالساً ہو۔ آپ کو حیرانگی ہوگی کہ نوم قائماً کیسے؟

نوم قائماً کا ایک واقعہ:...... حضرت الاستاذ نے اپنا اور اپنے تکراری کا ایک واقعہ سنایا کہ ہم دونوں تکرار کر رہے تھے تکراری ساتھی نے کہا کہ میں پانی پی کر آتا ہوں وہ پانی پینے گیا اور میں کافی دیر انتظار کرتا رہا وہ واپس ہی نہ آیا، اضطراب ہوا، جا کر دیکھا تو پانی کے پاس کھڑا سو رہا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ کی دلیل:...... روایت ترمذی ہے کہ جسمیں اذا استیقظ احدکم من اللیل کے الفاظ ہیں۔[1]

جواب اول:...... یہ قید احترازی نہیں غالبی ہے۔

جواب ثانی:...... آپ ﷺ نے مُعَلَّل ذکر فرمایا ہے آخر میں علت ذکر فرمائی۔ فانہ لایدری این باتت یدہ اس علت کا تقاضا ہے کہ نوم لیل و نہار وغیرہ مساوی ہو۔

جواب ثالث:...... نوم کی حقیقت مساوی ہے نوم نہار ہو یا نوم لیل، ایسا نہیں کہ ایک میں استغراق ہو اور ایک میں نہ ہو، اور ایسا بھی نہیں کہ دن کو پتہ چل جائے اور رات کو پتہ نہ چلے۔

فلیغسل یدہ قبل ان ید خلھا:...... اس جملہ کے تحت بھی دو بحثیں قابل ذکر ہیں

۱:...... ایک یہ کہ ہاتھ دھونا فرض ہے یا مستحب ۲:...... دوسری یہ کہ ہاتھ دھونا احکام وضو میں ہے یا احکام میاہ میں سے۔ اسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

---

[1] (ترمذی ص ۱۳ ج ۱)

البحث الاول :...... ظاہر یہ کا مذہب۔ اصحاب ظواہر کے نزدیک پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کا دھونا واجب ہے۔

جمہورؒ کامذہب :...... جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کا دھونا مستحب ہے۔

اصحاب ظواھر :...... نے تو یہاں تک کہدیا کہ اگر ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈال دیئے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔

تعجب خیز بات :...... ظاہر یہ کا مذہب تو کیا ہی عجیب ہے؟ کہتے ہیں کہ ہاتھ دھوئے بغیر ڈالوگے تو ناپاک ہوجائے گا اور اگر ماء راکد میں پیشاب ڈال دو تو ناپاک نہیں ہوگا۔ انکے پاس اس پر دلیل بھی ہے یہ نہ سمجھیں کہ دلیل نہیں ہے۔

دلیل اصحاب ظواہر :...... روایت ابو ہریرہؓ ہے جس میں ہے **لا یبولن احدکم فی الماء الدائم** اس سے معلوم ہوا کہ **بول فی الماء** ممنوع ہے۔ کیونکہ اس سے روکا گیا ہے اور اگر آپ نے **بول فی ناحیۃ الماء** کیا ہے اور وہ بہہ کر چلا گیا تو یہ ناپاک نہیں ہے [1]

جمہور کے نزدیک ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا مستحب ہے۔

جمہورؒ کی دلیل قرینہ ہے :...... کہ ان ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقینی نہیں ہے بلکہ توہم ہے، عرب والے چونکہ پانی استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ براز کے بعد ڈھیلے استعمال کرتے تھے، اور ایک لمبا سا کرتہ پہنتے تھے نیچے لنگوٹ وغیرہ نہ ہوتا تھا تو ہاتھ شرمگاہ تک پہنچ سکتا تھا۔ اس وہم کی وجہ سے دھونے کا حکم ہے چونکہ وہم سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اس لیے مستحب قرار دیا، ہاتھ سونے سے پہلے تو پاک ہوتے ہیں سونے کے بعد وہم ہوا، اور شک کیوجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ **الیقین لا یزول بالشک**۔

اعتراض :...... ظاہریہ نے یہ اعتراض کیا ہے، اور کہا ہے کہ ہم فقہ کو جانتے ہیں ہمیں صرف ظاہر یہ ہی نہ سمجھو وہ کہتے ہیں کہ جب نیند کی حالت میں نجاست کا وہم ہو تو تم نے (یعنی جمہورؒ نے) ہاتھ دھونے کو مستحب قرار دیا ہے، سوال یہ ہے کہ ایک آدمی باوضو سویا ہو تو اس صورت میں خروج نجاست کا وہم ہی تو ہے پھر تم یعنی جمہور وضو کو واجب کیوں کہتے ہو؟

---

[1] (ویدخل فیہ عدۃ مسائل من الحدیث من متعلقات الوضوء او المیاہ فیض الباری ص ۲۶۳)

نفس بڑا چالاک ہے بات سمجھنے ہی نہیں دیتا کہتا ہے کہ ہم سمجھ کر عمل کر رہے ہیں کوئی شخص جو یہ کہتا ہے کہ میں حدیث پر عمل کرتا ہوں فقہ پر عمل نہیں کرتا تو اس کا یہ کہنا بھی غلط ہے کیونکہ حدیث سمجھنے کو تو فقہ کہتے ہیں، فقہ قرآن وحدیث سے جدا نہیں بلکہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کا نام ہی فقہ ہے۔

جواب اول:...... ظاہریہ کے اعتراض کا پہلا جواب یہ ہے کہ نائم کے لئے وضو کا وجوب صریح حدیث میں موجود ہے۔ اور شارع علیہ السلام سے ثابت ہے جب شارع علیہ السلام سے ایک بات ثابت ہو جائے تو اب یہاں چاہے توہم ہو جائے چاہے کچھ اور، اب قیاس اس کے مقابلہ میں حجت نہیں رہا جیسے یہ آیت دلیل ہے ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ﴾[1] ایسے ہی حدیث وکاء السہ العینان بھی دلیل ہے[2]

جواب ثانی:...... توہم توہم میں بھی فرق ہے۔ ایک تو ہم محض توہم کے درجہ میں ہے وقوع کی کوئی اغلبیت نہیں اور ایک وہ توہم وہ ہے جس میں وقوع کی اغلبیت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ((فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ)) لیٹنے سے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور جب جوڑ ڈھیلے ہو جائیں تو وقوع اغلب ہے لھذا آپ ﷺ نے نوم ہی کو حدث (بے وضوگی) کے قائم مقام قرار دے دیا۔ بخلاف مسئلۃ الباب کے کہ پہلے تو یہی احتمال ہے کہ محل نجاست میں نجاست ہے بھی یا نہیں؟ پھر ہاتھ پہنچا بھی ہے یا نہیں؟ پھر اگر ہاتھ پہنچ گیا ہے تو نجاست لگی ہے یا نہیں؟ کیونکہ پسینہ ہو تو نجاست لگتی ہے ورنہ نہیں، الحاصل یہاں تین موانع موجود ہیں جبکہ وہاں نہیں۔

البحث الثانی:...... سو کر اٹھنے کے بعد پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے کا حکم احکام میاہ سے متعلق ہے یا احکام وضوء سے، اس میں اختلاف ہے۔

عند الجمھورؒ:...... احکام میاہ سے ہے۔

عند البعض:...... احکام وضوء سے ہے۔

ثمرۂ اختلاف:...... جو حضرات ہاتھ کے دھونے کو احکام وضوء سے مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہاتھ دھوتے ہوئے جب بسم اللہ الخ پڑھے گا تو اسے دوبارہ وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہاتھ دھونا

---

[1] (مائدہ ۶) [2] ابو داؤد ص ۳۰ ج ۱

احکام وضو میں سے ہے، لھذا پہلی بسم اللہ کافی ہے۔ بخلاف دوسرے حضرات کے ان کے نزدیک دوبارہ پڑھنی پڑے گی پہلی کافی نہ ہوگی، کیونکہ ان کے نزدیک ہاتھ دھونا احکام میاہ میں سے ہے۔

فائدہ:...... اب تو اکثر مساجد میں ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں، برتن میں ہاتھ ڈالنے کی نوبت ہی نہیں آتی ضرورت ہی نہیں پڑتی لھذا اب مسئلہ بھی نہ رہا، ہاں اگر کہیں برتن میں پانی ہو تو پھر اس کا خاص خیال رکھا جائے گا۔

سوال:...... برتن اگر چھوٹا نہ ہو بلکہ بڑا ہو تو اب ہاتھ کیسے دھوئے جائیں۔

جواب:...... تو اس کی صورت یہ ہے کہ کپڑا پانی میں ڈالیں جب بھیگ (تر ہو) جائے تو نچوڑ کر ہاتھ دھولے

سوال:...... اگر کپڑا نہ ہو تو پھر کیا کرے؟

جواب:...... تو صرف تین انگلیاں پانی میں ڈال کر تھوڑا تھوڑا پانی لیکر ہاتھ دھوئے پھر پورا ہاتھ ڈال لے۔

اعتراض:...... ہاتھوں کے متعلق تو کہہ دیا کہ جب سو کر اٹھیں تو پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھولو۔ کیونکہ محل نجاست تک پہنچ کر نجاست لگنے کا احتمال ہے۔ تو کپڑا جو ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے اسکو دھونے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔

جواب:...... اسکی دو وجہیں ہیں۔

اول:...... ایک تو اس وجہ سے کہ اس میں ابتلاء زیادہ ہے جبکہ ہاتھوں میں اتنا ابتلاء نہیں ہے۔

ثانی:...... دوسرا یہ کہ ہاتھوں کا ضرر متعدی ہے کپڑے کا نہیں۔

این باتت یدہ:...... (ترجمہ) ''کہاں ہوتے ہیں ہاتھ اس کے''۔ کہیں یہ ترجمہ کر کے پھنس نہ جائیں کہ ''کہاں رات گزاری اس کے ہاتھ نے''۔

مسائل مستنبطہ:......

(۱) وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے، یہ حدیث مالکیہ کے خلاف ہے۔

(۲) نوم انبیاء علیھم السلام اور نوم امت میں فرق ہے۔

(۳) وہ شارع (ﷺ) جو احتمال نجاست پر بھی ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے روک رہا ہو، ان سے یہ کیسے ممکن ہے کہ حیض کے چیتھڑے پڑے ہوں اور سیلاب کا گندا پانی پڑا ہو، اور وہ وہاں سے کھلے دل سے وضو کرنیکا حکم دیں وہ ایسا حکم ہرگز نہیں دے سکتے آخر شان نظافت بھی تو کوئی چیز ہے۔

(۱۳۲)

﴿باب غسل الرجلین ولا یمسح علی القدمین﴾

دونوں پاؤں دھونا اور قدموں پر مسح نہ کرنا

(۱۶۳) حدثنا موسی قال ثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن یوسف بن ماھک عن عبداللہ بن عمرو
ہم سے موسیٰ نے بیان کیا ان سے ابوعوانہ نے، وہ ابوبشر سے وہ یوسف بن ماہک سے، وہ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں
قال تخلف النبی ﷺ عنا فی سفرة فادرکنا وقد ارھقنا العصر
وہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے، پھر (کچھ دیر بعد) آپ نے ہمیں پالیا اور عصر کا وقت آ پہنچا
فجعلنا نتوضأ و نمسح علی ارجلنا
تو ہم وضو کرنے لگے اور (اچھی طرح پاؤں دھونے کے بجائے) ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے (یہ دیکھ کر دور سے)
فنادیٰ باعلیٰ صوته ویل للا عقاب من النار مرتین اوثلثا
آپ (ﷺ) نے بلند آواز سے فرمایا ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے، دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا

راجع: ۶۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة تفھم من انکار النبی ﷺ مسحھم علی ارجلھم لانه ما انکر علیھم بالوعید الا لکونھم لم یستوفوا غسل الرجلین[1]

ربط ۱ :...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کو ماقبل سے کوئی ربط نہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ کے ہاں ترتیب کوئی ضروری نہیں۔

---

[1] (عینی ص ۲۱ ج ۳)

ربط ۲: ...... علامہ عینی فرماتے ہیں کہ وضو کے احکام کا بیان ہو رہا ہے اور یہ باب بھی تو احکام وضو سے تعلق رکھتا ہے۔[۱]

ربط ۳: ...... شیوخ اساتذہؒ فرماتے ہیں کہ بیان استنثار کا چل رہا ہے اور یہ باب استنثار کے مبالغہ پر دلیل کے طور پر لا رہے ہیں تو یہ دراصل ناک کی صفائی میں استیعاب پر پہلے باب کا تتمہ ہوا، چونکہ کوئی دلیل نہیں ملی تو پاؤں کے استیعاب سے استدلال کیا۔ تو اس باب کی غرض پاؤں کا استیعاب ہے اور ربط یہ ہوا کہ یہ پہلے باب کا تتمہ ہے۔

حدثنا موسی قال حدثنا ابو عوانة: ...... جمہورؒ نے غسل رجلین کے وجوب پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

(۱۲۳)

باب المضمضة فی الوضوء قاله ابن عباس و عبدالله بن زید عن النبی ﷺ

وضو میں کلی کرنا، اس کو ابن عباسؓ اور عبداللہ بن زیدؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے

(۱۶۴) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عطاء بن یزید

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا انہیں شعیب نے زہری کے واسطے سے خبر دی، انہیں عطاء بن یزید نے

عن حمران مولیٰ عثمان بن عفان انه رأیٰ عثمان دعا بوضوء

حمران مولیٰ عثمان بن عفان کے واسطے سے خبر دی، انہوں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا

فافرغ علیٰ یدیه من انائه فغسلهما ثلٰث مرات ثم ادخل یمینه فی الوَضوء

اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی (لے کر) ڈالا پھر دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا، پھر اپنا داہنا ہاتھ وضو کے پانی میں ڈالا

ثم تمضمض واستنشق واستنثر ثم غسل وجههٗ ثلثا ویدیه الی المرفقین ثلثا

پھر کلی کی، پھر ناک میں پانی چڑھایا ناک صاف کی، پھر تین دفعہ منہ دھویا، پھر کہنیوں تک تین دفعہ ہاتھ دھوئے

ثم مسح برأسه ثم غسل کل رجل ثلثا ثم قال رأیت النبی ﷺ یتوضأ نحو وضوئی هذا

پھر سر کا مسح کیا، پھر ہر ایک پاؤں تین دفعہ دھویا، پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ میرے اس وضو جیسا وضو فرمایا کرتے تھے

---

[۱] والمناسبة بینهما ظاهرة لان کلا منهما مشتمل علی حکم من احکام الوضوء: عمدة القاری ص ۲۱ ج ۳

وقال من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين
اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے اور (خلوص دل سے) دو رکعت پڑھے
لا يحدث فيهما نفسه غفر الله ما تقدم من ذنبه.
(جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

راجع: ۱۵۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ثم تمضمض [1]

سوال: ...... قاله میں قال کی ضمیر کا مرجع ابن عباسؓ ہیں تو (ہ) ضمیر منصوب متصل کا مرجع کون ہے؟

جواب: ...... (ہ) ضمیر کا مرجع مضمضہ ہے۔

سوال: ...... راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت نہیں راجع ضمیر مذکر ہے اور مرجع مضمضہ مؤنث ہے، جبکہ مطابقت ضروری ہے۔

جواب اول: ...... مضمضہ مصدر ہے یستوی فیہ التذکیر والتانیث اور قول بمعنی الحکایہ ہے۔

جواب ثانی: ...... ضمیر کا مذکر لانا مذکور کے اعتبار سے ہے [2]

---

[1] والمناسبة بين البابين: من حديث ان كلا منهما مشتمل على حكم من احكام الوضوء قاله ابن عباسؓ هذا تعليق منه أي من البخاري ولكنه اخرج حديث ابن عباس موصولا في باب غسل الوجه باليدين (عيني ج ٣ ص ٢٢) وعبد الله بن زيدؓ:...... وكذا حديث عبد الله بن عاصمؓ اخرجه موصولا في باب غسل الرجلين الي الكعبين على ما يأتي عن قريب (عمدة القاري ج ٣ ص ٢٢٠) [2] (عمدة القاری ج ٣ ص ٣٢)

(۱۲۴)

﴿باب غسل الا عقاب﴾

وکان ابن سیرین یغسل موضع الخاتم اذاتوضأ

ایڑیوں کا دھونا، ابن سیرینؒ وضو کرتے وقت انگوٹھی کے نیچے کی جگہ (بھی) دھویا کرتے تھے

(۱۶۵) حدثنا ادم بن ابی ایاس قال حدثنا شعبة قال حدثنا محمد بن زیاد قال سمعت اباھریرة رض
ہم سے آدم بن ابی ایاس نے ذکر کیا، ان سے شعبہ نے ان سے محمد بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہؓ سے سنا
وکان یمربناوالناس یتوضئون من المِطْھَرة فقال اسبغوا الوضوء
وہ ہمارے پاس سے گزرے اور لوگ بڑے برتن سے وضو کر رہے تھے آپ نے کہا اچھی طرح وضو کرو
فان ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم قال ویل للاعقاب من النار
کیونکہ ابو القاسم محمد ﷺ نے فرمایا (خشک) ایڑیوں کیلئے آگ کا عذاب ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ویل للاعقاب من النار

سوال:...... اس سے پہلے مضمضہ کا بیان تھا۔ اب ایڑیوں کا بیان ہے، کہاں مضمضہ اور کہاں ایڑیاں؟ دونوں بابوں میں ربط نہیں۔

جواب:...... جیسے اس سے پہلے غسل الرجلین کا باب لا کر استنثار میں استیعاب پر استدلال کیا۔ ایسے ہی یہ

باب لاکر بتلایا کہ مضمضہ میں پانی اخیر تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ ایڑیاں پاؤں کے اخیر میں ہوتی ہیں [1]

سوال:…… اس عبارت کا ترجمۃ الباب کے ساتھ کیا ربط ہے؟

جواب:…… اس سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ اعضاء وضو کے دھونے میں استیعاب کرنا ضروری ہے تو امام بخاریؒ نے استیعاب کی ایک مثال دے دی [2]

فان اباالقاسم:…… دیکھئے استدلال حدیث مرفوع سے ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ غسل رجلین پر اس سے استدلال کر رہے ہیں۔ تو امام بخاریؒ کرلیں تو کیا حرج ہے [3]

(۱۲۵)

باب غسل الرجلین فی النعلین ولایمسح علی النعلین

جوتوں کے اندر پاؤں دھونا اور (محض) جوتوں پر مسح نہ کرنا

(۱۶۶) حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف قال انا مالک عن سعید ن المقبری عن عبید بن جریج
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انھیں مالک نے سعید المقبری کے واسطے سے خبر دی وہ عبید اللہ بن جریج سے نقل کرتے ہیں

[1] وکان ابن سیرینؒ یغسل موضع الخاتم اذا توضأ الاول. ان هذاالتعلیق اخرجه ابن ابی شیبة فی مصنفه بسند صحیح موصولا عن هشیم عن خالدؒ عن ابن سیرین وکذا اخرجه البخاری موصولا فی التاریخ عن موسی بن اسماعیل عن مهدی بن میمون عنه ,, انه کان اذا توضأ حرک خاتمه ،،الثانی .مذاهب العلماء فیه فقال اصحابنا الحنفیة تحریک الخاتم الضیق من سنن الوضوء لانه فی معنی تخلیل الاصابع وان کان واسعا لایحتاج الی تحریک وبهذا التفصیل قال الشافعیؒ واحمدؒ قال ابن المنذرؒ وبه اقول وکان ابن سیرینؒ وعمرو بن دینارؒ وعروةؒ وعمرؒ بن عبدالعزیز والحسنؒ وابن عیینة وابوثورؒ یحرکونه فی الوضوء(عینی ص ۲۲،۲۳ ج۳)
[2] المطهرة بکسر المیم وفتحها الاداوة والفتح اعلی ویجمع علی مطاهر وفی الحدیث السواک مطهرة للفم ومرضاة للرب ،،(عینی ج۳ ص۲۳)
[3] فان اباالقاسم. الفاء للتعلیل وابو القاسم کنیة رسول اللّٰہ ﷺ(عینی ج۳ ص ۲۳)

انه قال لعبدالله بن عمر یا ابا عبدالرحمن رأیتک تصنع اربعا لم ار احدامن اصحابک یصنعها

کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن میں نے تمہیں چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا جنہیں تمہارے ساتھیوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا

قال وما هي یاابن جریج قال رأیتک لا تمس من الارکان الا الیمانین

وہ کہنے لگے اے ابن جریج وہ (چار کام) کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا کہ میں نے طواف کے وقت آپ کو دیکھا کہ تم دو یمانی رکنوں کے سوا کسی اور رکن کو نہیں چھوتے

و رأیتک تلبس النعال السبتیّة و رأیتک تصبغ بالصفرة

(دوسرے) میں نے آپ کو سبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھا اور (تیسرے) میں نے دیکھا کہ تم زرد رنگ استعمال کرتے ہو

و رأیتک اذاکنت بمکة اَهَلَّ الناس اذا رأوا الهلال

اور (چوتھی بات) میں نے یہ دیکھی کہ جب تم مکہ میں تھے لوگ (ذی الحجہ کا) چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں (اور) حج کا احرام باندھ لیتے ہیں

ولم تُهِلَّ انت حتیٰ کان یوم الترویة قال عبدالله اما الارکان فانی لم ار

اور تم آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ (دوسرے) ارکان کو تو میں یوں نہیں چھوتا کہ میں نے

رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یمس الا الیمانیین واما النعال السبتیة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمانی رکنوں کے علاوہ کوئی رکن چھوتے ہوئے نہیں دیکھا اور رہے سبتی جوتے

فانی رأیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لیس فیها شعر

تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے

ویتوضأ فیها فانا احب ان البسها واما الصفرة فانی

اور آپ انہی کو پہنے پہنے وضو فرمایا کرتے تھے، تو میں بھی انہیں کو پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے

رأیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بها فانی اُحِبُّ ان اصبغ بها

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا ہے تو میں بھی اسی رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں

واما الاهلال فانی لم ار رسول اللہ ﷺ یہل حتی تنبعث به راحلته
اور احرام باندھنے کا معاملہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت احرام باندھتے دیکھا جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر نہ اٹھتی

انظر: ۱۵۱۴، ۱۵۵۲، ۱۶۰۹، ۲۸۶۵، ۵۸۵۱

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ويتوضأ فيها

ربط اور غرض البخاریؒ:...... غسل رجلین کا بیان اور باب چل رہا تھا۔ تو امام بخاریؒ نے کہا کہ یہ بھی بتلادیا جائے کہ اگر غسل رجلين في النعلين میں استیعاب ہو جائے تو بھی کافی ہے۔ اصل مقصود ان ابواب سے اسباغ وضوء ہے وہ حاصل ہونا چاہئے۔ چاہے غسل رجلین فی النعلین کی صورت میں بھی کیوں نہ ہو۔ لیکن پاؤں پر مسح نہ کرے۔ یہ مقصودی ترجمہ تو نہیں ہے لیکن چونکہ حدیث سے عدم مسح علی النعلین ثابت ہوتا تھا اس لئے اس کو بھی ترجمہ کا جزء بنا دیا۔ حدیث میں صراحۃً مذکور نہیں۔ اسی سے استنباط ہے کہ جوتوں میں پاؤں دھوتے تھے۔ تو یہ تبعاً جزء ہے [1]

روایت الباب میں ابن جریجؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ پر چار اعتراضات کئے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ اور ان کے جوابات بھی حاضر ہیں۔

اعتراض اول:...... آپؓ صرف یمانیین کا استلام کرتے ہیں۔ چاروں رکنوں کا استلام نہیں کرتے۔ آخر ایسا کیوں؟ (حضرت امیر معاویہؓ اور بعض دوسرے حضرات کا مذہب چاروں ارکان کے استلام کا تھا)

جواب:...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں تو حضور ﷺ کی سنت کا متبع ہوں میں نے آپ ﷺ کو یمانیین کا استلام کرتے ہی دیکھا ہے۔

فائدہ:...... یمانیین تغلیباً کہہ دیا ورنہ ایک رکن یمانی ہے اور دوسرا حجر اسود۔ اب رہی یہ بات کہ تغلیب کس کو دی جاتی ہے۔ تو اس میں سماع قاضی ہے۔ اور عرف قاضی ہے۔ نہ کہ قیاس۔

---

[1] مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يتوضأ فيها" فان ظاهره كان عليه الصلاة والسلام يغسل رجليه وهما في نعليه (عینی ج ۳ ص ۳۴)

اعتراض ثانی:...... آپ صاف دھوڑی کے جوتے پہنتے ہیں۔ سبتیة۔ اس چمڑے کو کہتے ہیں جس کے بال اتارے ہوئے ہوں۔ عرب میں ایسے جوتے پہننے کا رواج نہ تھا۔ اہل عرب چمڑے کے اوپر کے بال صاف نہیں کیا کرتے تھے۔

جواب:...... عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا رأیت رسول اللہ ﷺ یلبس النعال التی لیس فیھا شعر۔

اعتراض ثالث:...... آپ زرد رنگ سے رنگتے ہیں۔ کپڑے یا بال مراد ہیں؟

جواب:...... میں نے حضور ﷺ کو ایسے دیکھا ہے۔

اشکال:...... اس جواب نے مشکل میں ڈال دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا ہے۔ تو کیا جمہور بھی اس کو مانتے ہیں؟ جبکہ حضور ﷺ نے تو معصفر کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (جیسا کہ حدیث پاک میں ہے) پھر جمہور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سے رنگنا ثابت نہیں ہے۔ لہذا اب مشاہدہ ابن عمرؓ کی تاویل کرنے پڑے گی۔ کام بڑا مشکل ہے، کیونکہ مشاہدہ کو جھٹلا نہیں سکتے ویسے تو تاویلیں آسان ہوتی ہیں لیکن مشاہدہ کی تاویل بہت مشکل ہوتی ہے۔

جواب اول:...... آپ ﷺ نے کبھی بالوں کی صفائی کے لئے زرد مٹی کا استعمال کیا ہوگا۔ اس کا رنگ تو نہیں چڑھتا لیکن انہوں نے ایسی حالت میں دیکھا ہوگا۔

جواب ثانی:...... بعض مرتبہ بال سفید ہو جانے سے پہلے زردی مائل ہو جاتے ہیں جس کا مشاہدہ آپ بھی کرتے رہتے ہیں۔ تو ہوسکتا ہے کہ ایسی ہی صورت ہو۔

اعتراض رابع:...... آپؓ احرام یوم ترویہ کو باندھتے ہیں جبکہ باقی حجاج پہلی تاریخ کو باندھتے ہیں۔ تو اس میں دو باتیں ہوئیں (۱) ایک یہ کہ مکہ والے پہلے کیوں باندھتے تھے؟ (۲) اور دوسری یہ کہ آپ آٹھویں کو کیوں باندھتے ہیں؟

جواب:...... واقعہ یہ تھا کہ باہر سے طواف کے لئے آنے والے لوگ آٹھویں سے پہلے احرام باندھ کر آجاتے تھے۔ اور مکہ والے سلے ہوئے کپڑوں میں پھرتے رہتے۔ حضرت عمرؓ نے حکم فرمایا کہ اہل مکہ تم بھی حجاج کے احترام میں پہلی تاریخ (یکم ذوالحجہ) سے احرام باندھ لیا کرو۔ حضرت عمرؓ کے اس ارشاد کے بعد تمام اہل مکہ پہلی تاریخ سے ہی

احرام باندھنے لگے۔ لیکن ابن عمرؓ نہیں باندھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ حضورﷺ نے جب حج کا سفر شروع کیا۔ تو احرام باندھا۔ میں بھی جب سفرِ حج شروع کروں گا۔ تو احرام باندھوں گا۔

فائدہ :...... حضرت استاذ محترم دامت برکاتہم نے فرمایا۔ کہ اب اکثر حجاج آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھتے ہیں۔

یتوضأفیھا :...... اس کی دو تشریح کی جاتی ہیں۔

۱:...... ایک تشریح تو امام بخاریؒ نے باب باندھ کر بتلادی۔ کہ جب جوتا ایسا ہو (موجودہ دور میں عام استعمال ہونے والے جوتوں کی طرف اشارہ فرمایا) تو آسان ہے جیسے ہوائی چپل وغیرہ۔ اور جب جوتا بند ہو۔ تو پھر جوتوں سمیت وضو کرنے کا کیا مطلب؟

۲:...... دوسری تشریح یہ ہے کہ پاؤں کو دھو کر خشک کیے بغیر جوتے میں ڈال دیا جائے تو اس کو بھی کہہ دیتے ہیں کہ جوتوں سمیت ہی وضو کرلیا۔

سوال :...... آپ ﷺ احرام کب باندھتے تھے۔

جواب:...... اس بارے میں تین روایتیں ملتی ہیں۔ (۱) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب اونٹنی پر سوار ہوتے تو احرام باندھتے تھے۔ (۲) دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بعد احرام باندھتے تھے (۳) تیسری روایت میں ہے کہ وادی پر چڑھنے کے بعد احرام باندھتے تھے۔ ان تینوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھ کر احرام باندھ لیتے تھے۔ لیکن اس کا پتہ صرف قریب والوں کو ہی چلتا تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ روایت کی۔ اور جب آپ ﷺ نے اونٹنی پر چڑھ کر اللہ اکبر کہا تو کچھ دور والوں نے سنا۔ تو انہوں نے کہا کہ اب احرام باندھا ہے اس لئے انھوں نے یہ روایت کی ہے۔ اور جب پہاڑی پر چڑھ کر اللہ اکبر کہا تو بعض نے اس وقت سنا۔ تو انہوں نے اس وقت کو روایت کردیا [1]

---

[1] السبتیۃ نسبۃ الی سبت بکسر السین وسکون الباء الموحدۃ وفی آخرہ تاء مثناۃ من فوق وھو جلد البقر المدبوغ بالقرظ وقال ابو عمرو کل مدبوغ فھو سبت وقال ابو زید ھی السبت مدبوغۃ وغیر مدبوغۃ (عمدۃ القاری ج۳ص۴۵) اھل .من اھلال وھو رفع الصوت بالتلبیۃ وفی المغرب کل شیء ارتفع صوتہ فقد استھل (عینی ج۳ ص۴۵) حکم الاھلال واختلف فیہ. فعند البعض الافضل ان یھل لاستقبال ذی الحجۃ وعند الشافعی الافضل ان یحرم اذا انبعث راحلتہ وبہ قال مالک واحمد وقال ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ یحرم عقیب الصلاۃ وھو جالس قبل رکوب دابتہ وقیل قیاما (عینی ج۳ص۴۷) من الارکان ای من الارکان الکعبۃ الا ربعۃ والیمانیین الرکن الیمانی والرکن الیمانی الذی فیہ الحجر الاسود ویقال لہ الرکن العراقی لکونہ الی جھۃ العراق والذی قبلہ یمانی لانہ من جھۃ الیمن ویقال لھما الیمانیان تغلیبا لاحد الاسمین وھما باقیان علی قواعد ابراھیم علیہ السلام (عینی ج۳ص۴۶) جاری ہے

(۱۲۶)

﴿باب التیمن فی الوضوء والغُسل﴾

وضواور غسل میں داہنی جانب سے ابتداء کرنا

(۱۶۷)حدثنا مسددٌ قال ثنا اسمٰعیلُ قال ثنا خالدٌ عن حفصةَ بنت سیرین عن

ہم سے مسدد نے بیان کیا،ان سے اسمٰعیل نے،ان سے خالد نے حفصہ بنت سیرین کے واسطے سے نقل کیا،

ام عطیةؓ قالت قال النبی ﷺ لهن فی غسل ابنته

وہ ام عطیہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) کو غسل دینے کے وقت فرمایا کہ

اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا و مواضع الوضوء منها

غسل داہنی طرف سے دو اور اعضاء وضو سے غسل کی ابتداء کرو

انظر:۱۲۵۳،۱۲۵۴،۱۲۵۵،۱۲۵۶،۱۲۵۷،۱۲۵۸،۱۲۵۹،۱۲۶۰، ۱۲۶۱،۱۲۶۲، ۱۲۶۳

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله بمیامنها[۱] : ام عطیہ بنت کعب اور اسے بنت الحارث انصاریہ بھی کہا جاتا ہے اور انکا نام نسیبہ (بضم النون) ہے. کل مرویات: ۴۰

(سابقہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) فان قلت . لم لاقالو االاسودین ویاتی فیه التغلیب ایضاً .قلت . لو قیل کذلک ربما کان یشتبه علی بعض العوام ان فی کل هذین الرکنین الحجر الاسود وکان یفهم التثنیة لا یفهم التغلیب لقصور فهمه بخلاف الیمانیین(عینی ج۳ص۲۶)حتی کان یوم الترویة.وهوالیوم الثامن من ذی الحجة واختلفوا فی سبب التسمیة بذلک علی قولین حکاهما الماوردی وغیره احدهما لان الناس یروون فیه من الماء من زمزم لانه لم یکن بمنی ولابعرفة ماء والثانی انه الیوم الذی رأی فیه آدم ﷺ حواء قلت وفیه قول آخر وهو ان جبریل علیه الصلاة والسلام اتاه الوحی فی منامه ان یذبح ابنه فتروی فی نفسه من الله تعالیٰ هذا ام من الشیطان فاصبح صائماً فلما کان لیلة عرفة اتاه الوحی فعرف انه الحق من ربه فسمیت عرفة رواه البیهقی فی فضائل الاوقات من روایة الکلبیؒ عن ابی صالحؒ عنه ثم قال هکذا قال فی هذه الروایة وروی ابو الطفیلؒ عن ابن عباسؓ ان ابراهیم علیه الصلاة والسلام لما ابتلی بذبح ابنه اتاه جبریل علیه الصلاة والسلام فاراه مناسک الحج ثم ذهب به الی عرفة قال وقال ابن عباسؓ سمیت عرفة لان جبریل قال لابراهیم علیه الصلاة والسلام هل عرفت قال نعم فمن ثم سمیت عرفة (عینی ج۳ص۲۶)

[۱] حدثنا مسدد قال حدثنا اسماعیل .مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "بمیامنها".لان الامر بالتیمن فی الغسیل والوضوء کلیهما مستفاد من عموم اللفظ (عینی ج۳ص۲۸)

(۱۶۸) حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة قال اخبرنی اشعث بن سلیم
ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا ان سے شعبہ نے ،انہیں اشعث بن سلیم نے خبر دی
قال سمعت ابی عن مسروق عن عآئشة ؓ قالت کان النبی ﷺ
کہ میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے مسروق سے ،وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
یعجبه التیمن فی تنعله وترجله وطهوره فی شانه کله
جوتا پہننے ،کنگھی کرنے ،وضو کرنے ،اپنے ہر کام میں داہنی طرف سے کام کی ابتداء کو پسند فرماتے تھے

انظر: ۴۲۶، ۵۳۸۰، ۵۸۵۴، ۵۹۲۶ ۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

ربط اور غرض امام بخاری: ……علامہ کرمانیؒ اور علامہ عینیؒ کی ترتیب میں جوابوں کے علاوہ اصل جواب یہ ہے کہ مقصود تیمن فی الوضوء کو بیان کرنا ہے۔لیکن وضو کے باب میں امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق روایت نہیں تھی مگر غسل کے باب میں تھی۔تو اس سے تیمن فی الوضوء پر استدلال کرلیا۔لیکن چونکہ روایت میں تیمن فی الغسل کا ذکر تھا۔تو ترجمہ میں بھی اس کا اضافہ کردیا۔

فی غسل ابنته: ……اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دیا جارہا تھا تو اس وقت آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی ابدأن بمیامنها۔

فیه المطابقة للترجمة لان فیه اعجابه علیه الصلاة والسلام فی شأنه کله وهو بعمومه یتناول استحباب التیامن فی کل شئی فی الوضوء والغسل والتغسیل وغیرذلک واما المناسبة بین الحدیثین فظاهرة (عینی ج۳ص۴۹) التیمن .هو الاخذ بالیمین فی الاشیاء. وقال الشیخ محی الدینؒ هذه قاعدة مستمرة فی الشرع وهی ان ما کان من باب التکریم والتشریف کلبس الثوب والسراویل والخف ودخول المسجد والسواک .والاکتحال وتقلیم الاظفار وقص الشارب وترجیل الشعر ونتف الابط وحلق الرأس والسلام من الصلاة وغسل أعضاء الطهارة والخروج الی الخلاء والاکل والشرب والمصافحة واستلام الحجر الاسود وغیرذلک مما هو فی معناه یستحب التیامن فیه واما ما کان بضده کدخول الخلاء والخروج من المسجد والامتخاط والاستنجاء وخلع الثوب والسراویل والخف وما اشبه ذلک فیستحب التیاسر فیه ویقال حقیقة الشأن ما کان فعلا مقصودا وما یستحب فیه التیاسر لیس من الافعال المقصودة بل هی اما تروک واما غیر مقصود (عینی ج۳ص۳۲) تنعله ای فی لبسه النعل. ترجله. ای فی تمشیطه الشعر وهو تسریحه وهو اعم من ان یکون فی الرأس وفی اللحیة (عینی ج۳ص۳۰)

سوال: ...... اس سے تیامن فی الوضوتو ثابت نہیں ہوا۔ تو یہ تیامن فی الوضو کی دلیل کیسے بنتی ہے؟

تو اس کی چار وجوہ استدلال بیان کی گئی ہیں۔

وجه الاول: ...... لفظ مواضع الوضوٴ کا عطف ھاء ضمیر پر ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ معطوف علیہ کا متعلق، معطوف کا بھی متعلق ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اعتراض یہ ہوگا کہ بدوں اعادۂ جارعطف، ضمیر مجرور پر جائز نہیں۔ تو جواب یہ ہوگا کہ ایسا عطف کوفیوں کے نزدیک جائز ہے۔

وجه الثاني: ...... ابدأن بمیانھا کے عموم سے استدلال ہے۔ کہ وضوٴ کو غسل پر قیاس کرلیا جائے گا۔

وجه الاستدلال الثالث: ...... ومواضع الوضوٴ منہا اس کی ضمیر میامن کی طرف لوٹتی ہے۔

وجه الرابع: ...... ترجمۃ الباب کے ہر ہر جزء کا ایک حدیث سے ثابت ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ وضوٴ پر استدلال اگلی حدیث سے ثابت ہے۔

طهوره: ...... یہ وضوٴ اور غسل دونوں کو شامل ہے [1]

شانه كله: ...... **اعتراض**۔ یہ حدیث ان دوسری روایات کے ساتھ معارض ہے جن میں بعض کاموں میں تیاسر (بایاں) کو پسند کرنا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے استنثار، استنجاء، جوتا اتارنا وغیرہ۔

جواب اول: ...... یہ حدیث مخصوص البعض ہے۔

جواب ثاني: ...... تعارض ہی نہیں۔ اس لئے کہ شانہ سے مراد حالتِ حسنہ ہے۔ جس حالت کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اسی میں تیامن کو پسند کیا جاتا ہے [2]

---

[1] (حاشیہ) شان. هو الحال والخطب واصله الشأن بالهمزة الساكنة في وسطه ولكنها سهلت بقلبها الفاء لكثرة استعماله والشأن ايضاً واحد الشؤون وهي مواصل قبائل الرأس وملتقاها ومنها تجئ الدموع (عینی ج ۳ ص ۳۰)

[2] مسائل مستنبطه. الاول فيه الدلالة على شرف اليمين الثاني فيه استحباب البداءة بشق الرأس الايمن في الترجل والغسل والحلق الثالث فيه استحباب البداية في التنعل والتخفف كذلك الرابع فيه استحباب البداءة باليمين في الوضوء (عمدة القاری ج ۳ ص ۳۲)

(۱۲۷)

باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰة

وقالت عائشةؓ حضرت الصبح فالتمس المآء فلم یوجد فنزل التیمم

نماز کا وقت ہوجانے پر پانی کی تلاش، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (ایک سفر میں) صبح ہوگئی پانی تلاش کیا گیا، جب نہیں ملا، تو آیت تیمم نازل ہوئی

(۱۶۸) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحة عن انسؓ بن مالک انه

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں مالک نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے خبر دی، وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں

قال رأیت رسول اللہ ﷺ وحان صلوٰة العصر فالتمس الناس الوضوء فلم یجد وا

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا، لوگوں نے پانی تلاش کیا، جب نہیں ملا

فاتی رسول اللہ ﷺ بوضوء فوضع رسول اللہ ﷺ فی ذلک الاناء یده وامر الناس

تو آپ (ﷺ) کے پاس (ایک برتن میں) پانی لایا گیا آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالدیا اور لوگوں کو حکم دیا

ان یتوضاوا منه قال فرأیت المآء ینبع من تحت اصابعه

کہ اسی (برتن) سے وضو کریں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹ رہا تھا

حتیٰ توضوا من عند اٰخرھم

یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کیا

انظر: ۱۹۵، ۲۰۰، ۳۵۷۲، ۳۵۷۳، ۳۵۷۴، ۳۵۷۵ ؎

؎ حاشیہ) ای ھذا باب فی بیان التماس الوضوء اذا حانت الصلاة ۔ والوضوء بفتح الواو وھو الماء الذی یتوضاء به (عینی ج ۳ ص ۳۲) حانت ای قربت یقال حان حینه ای قرب وقته

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض باب:...... یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو التماسِ ماء مستحب ہے۔ اور وقت جوں جوں تنگ ہوتا جائے۔ تو التماس بھی شدید ہونا چاہیے۔ اور جب نماز کا وقت ضائع ہو جانے کا خدشہ ہو۔ تو التماسِ ماء فرض اور واجب ہو جاتا ہے۔

وقالت عائشةؓ حضرت الصبح فالتمس الماء فلم یوجد فنزل التیمم:...... یہ تعلیق صحیح ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی مسند میں کئی مقامات پر تخریج کیا ہے [1]

حضرت الصبح فالتمس الماء:...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

فنزل التیمم:...... ای فنزلت آیة التیمم واسناد النزول الی التیمم مجاز عقلی [2]

حدثنا عبد الله بن یوسف الخ:...... فلم یجدوا یعنی اتنا نہیں پایا کہ مکمل وضو کر سکیں، فاتی رسول الله ﷺ بوضوء قلیل مقدار میں پانی مل گیا۔ فلا تعارض۔ عبارت میں بظاہر تعارض تھا۔ اس مختصر تشریح سے اسے رفع کر دیا گیا۔

من عند آخرهم:...... تقدیری عبارت اس طرح ہے۔ من اولهم الی آخرهم اور یہ جمیع سے کنایہ ہوتا ہے [3]

نبع ماء من الاصابع:...... والا معجزہ متعدد اوقات میں ظاہر ہوا۔ مقامِ حدیبیہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں بھی، اور بعض سفروں میں بھی پیش آیا۔ مشہور مقامِ حدیبیہ والا قصہ ہے۔ اور یہاں بھی حدیبیہ والا قصہ مراد ہے [4]

نوعیت معجزہ:...... اس بارے میں دو قول ہیں۔

القول الاول وهو الراجح:...... انگلیاں جب پانی میں رکھیں تو وہ پانی بہنا اور بڑھنا شروع ہو گیا۔ یعنی

---

[1] وهو قطعة من حدیثها فی قصة نزول آیة التیمم ذکره فی کتاب التیمم (عینی ج۳ ص۳۲) [2] (عینی ج۳ ص۳۲) [3] ینبع من تحت اصابعه. وفی بعض الروایات یفور من بین اصابعه وفی بعضها یتفجر من اصابعه کامثال العیون وفی بعضها سکب ماء فی رکوة ووضع اصبعه وبسطها وغسلها فی الماء وهذه المعجزة اعظم من تفجر الحجر بالماء وقال المزنی نبع الماء من بین اصابعه اعظم مما اوتیه موسیٰ علیه الصلاة والسلام حین ضرب بعصاه الحجر فی الارض لان الماء معهود ان یتفجر من الحجارة ولیس بمعهود ان یتفجر من بین الاصابع وقال غیره واما من لحم ودم فلم یعهد من غیره ﷺ (عینی ج۳ ص۳۴) [4] (بیاض صدیقی ص۲۲۵)

اسی پانی میں برکت ہوگئی۔ انگلیوں سے پانی نہیں نکلا۔

ثانی: ...... روایت الباب میں من تحت اصابعه اور بعض روایتوں میں من بین اصابعه کے الفاظ ہیں کہ انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہوا اور پھر بہنا شروع ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اعجاز زیادہ اسی میں ہے۔

﴿افضل المیاہ التی قد نبع ***** من بین اصابع النبی المجتبیٰ﴾

(۱۲۸)

﴿باب المآء الذی یغسل به شعر الانسان﴾

وہ پانی جس سے آدمی کے بال دھوئے جائیں (پاک ہے)

وکان عطآء لایریٰ به باساان یتخذمنها الخیوط والحبال وسور الکلاب وممرها فی المسجد.

عطآء بن ابی رباح کے نزدیک آدمیوں کے بالوں سے رسیاں اور ڈوریاں بنانے میں کچھ حرج نہیں اور کتوں کے جوٹھے اور ان کے مسجد سے گزرنے کا بیان۔

وقال الزهری اذا ولغ فی انآء لیس له وضوء غیره یتوضأ به[۱] وقال سفیان[۲] هذا الفقه بعینه لقول الله عزوجل فلم تجدوا مآء فتیمموا وهذا مآء وفی النفس منه شیء یتوضأ به ویتیمم.

زہریؒ کہتے ہیں کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے اور اس کے علاوہ وضو کے لیے اور پانی نہ ہو تو اس پانی سے

---

[۱] قول الزهری هذا رواه الولید بن مسلم فی مصنفه عن الاوزاعی وغیره عنه : عمدة القاری ص ۳۶ ج ۳) [۲] هذا هو الثوری عمدة القاری ص ۳۶ ج ۳)

وضو کیا جاسکتا ہے ابوسفیان کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اللہ تعالی کے ارشاد سے سمجھ میں آتا ہے کہ جب پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو ،اور کتے کا جوٹھا پانی (تو) ہے ہی (مگر) طبیعت ذرا اس سے کتراتی ہے (بہر حال) اس سے وضو کرلے اور (احتیاطا) تیمم بھی کرلے۔

(۱۷۰) حدثنا مالک بن اسمعیل قال ثنا اسرائیل عن عاصم عن ابن سیرین

ہم سے مالک بن اسمعیل نے بیان کیا ان سے اسرائیل نے عاصم کے واسطے سے بیان کیا، وہ ابن سیرین سے نقل کرتے ہیں

قال قلت لعبیدة عندنا من شعر النبی ﷺ اصبناہ من قبل انس

وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال (مبارک) ہیں جو ہمیں حضرت انسؓ سے پہنچے ہیں

اومن قبل اهل انسؓ فقال لان تكون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا وما فیها

یا انسؓ کے گھر والوں کی طرف سے (یہ سن کر) عبیدہ نے کہا کہ اگر میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال بھی ہو تو وہ میرے لیے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے

انظر: ۱۷۱

عبیدہ: بفتح العین وکسر الباء الموحدة وفی آخرها هاء ابن عمر ویقال ابن قیس بن عمرو السلمانی المرادی الکوفی. اسلم فی حیاة النبی ﷺ ولم یلقه (عمدة القاری ص ۳۷ ج ۳)

(۱۷۱) حدثنا محمد بن عبدالرحیم قال نا سعید بن سلیمان قال ثنا عباد عن ابن عون

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا انھیں سعید بن سلیمان نے خبر دی ان سے عباد نے ابن عون کے واسطے سے بیان کیا

عن ابن سیرین عن انسؓ ان رسول اللہ ﷺ لما حلق رأسه

وہ ابن سیرینؒ سے وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں جب سر کے بال اتروائے

کان ابو طلحة اول من اخذ من شعره.

تو سب سے پہلے حضرت ابوطلحہؓ نے آپ کے بال لیے تھے۔

راجع: ۱۷۰

(۱۲۹)

﴿باب اذا شرب الکلب فی الانآء﴾

کتا برتن میں سے کچھ پی لے (تو کیا حکم ہے)

(۱۷۲)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا ،انہیں مالک نے ابو الزناد سے خبر دی ،وہ اعرج سے
ابی ھریرة ان رسول اللہ ﷺ قال اذا شرب الکلب فی اناء احدکم
،وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا تمہارے کسی کے برتن میں سے (کچھ) پی لے تو
فلیغسله سبعا.
اس کو سات مرتبہ دھولو (تو پاک ہو جائے گا)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۳)حدثنا اسحٰق قال اخبرنا عبدالصمد قال حدثنا عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینا ر
ہم سے اسحاق نے بیان کیا انہیں عبدالصمد نے خبر دی ،ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا انہوں نے
قال سمعت ابی عن ابی صالح عن ابی ھریرة عن النبی ﷺ
اپنے باپ سے سنا ،وہ ابوصالح سے ،وہ ابو ہریرہؓ سے ،وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں ،آپ ﷺ نے فرمایا
ان رجلا رای کلبا یأکل الثری من العطش فاخذ الرجل خفهٗ فجعل
کہ ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا تو اس شخص نے اپنا موزہ لیا اور اس سے

یغرف له به حتیٰ ارواہ فشکر اللّٰہ لہ فادخلہ الجنۃ
(ان کتے کے لیے) پانی بھرنے لگا حتی کہ (خوب پانی پلا کر) اس کو سیراب کر دیا اللہ تعالی نے اس شخص کو اس فعل کا اجر دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا
وقال احمد بن شبیب ثنا ابی عن یونس عن ابن شہاب
احمد بن شبیب نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے یونس کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں
قال حدثنی حمزۃ بن عبداللّٰہ عن ابیہ قال
ان سے حمزہ بن عبداللہ نے اپنے باپ (یعنی عبداللہ بن عمرؓ) کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے تھے
کانت الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول اللّٰہ ﷺ فلم یکونوا یرشون شیأ من ذلک۔
کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ ان جگہوں پر پانی نہیں چھڑکتے تھے

انظر: ۲۰۰۹،۲۲۶۶،۲۳۶۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۴) حدثنا حفص بن عمر قال ثنا شعبۃ عن ابن ابی السفر عن الشعبی
ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا ان سے شعبہ نے ابن ابی السفر کے واسطے سے بیان کیا، وہ شعبی سے
عن عدی بن حاتم قال سالت النبی ﷺ قال
وہ عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (کتے کے شکار کے متعلق) دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا
اذا ارسلت کلبک المعلم فقتل فکل
کہ جب تم سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑو اور وہ شکار کر لے تو تم اس (شکار) کو کھا لو
واذا اکل فلا تاکل فانما امسک علی نفسہ
اور اگر وہ کتا اس شکار میں سے خود (کچھ) کھا لے تو تم (اس کو) نہ کھاؤ کیونکہ اب اس نے شکار اپنے لئے پکڑا ہے (تمہارے لیے نہیں پکڑا)

قلت	ارسل	كلبي	فاجد	معه	كلبا	آخر	قال

میں نے کہا میں (شکار کے لیے) اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں، پھر اس کے ساتھ دوسرے کتے کو دیکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا

فلا	تاكل	فانما	سميت	على	كلبك	ولم	تسم	على	كلب آخر

پھر مت کھاؤ کیونکہ تم نے بسم اللہ اپنے کتے پر پڑھی تھی، دوسرے کتے پر نہیں پڑھی تھی

انظر: ۲۰۵۴، ۵۴۷۵، ۵۴۷۶، ۵۴۷۷، ۵۴۸۳، ۵۴۸۴، ۵۴۸۵، ۵۴۸۶، ۵۴۸۷، ۷۳۹۷

عدی بن حاتم: پورا نام اس طرح ہے عدی بن حاتم بن عبداللہ الطائی۔ کل مرویات: ۶۶ [1]

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب: ...... یہاں کل پانچ ترجمے ہیں۔ ان میں سے دو مقصودی اور تین غیر مقصودی ہیں۔ وہ پانچ یہ ہیں

(۱) الماء الذی یغسل به شعر الانسان.

(۲) سؤر الکلب۔ یہ دونوں مقصودی ہیں۔

(۳) ممر کلاب فی المسجد.

(۴) حکم الاناء الذی ولغ فیه الکلب.

(۵) حکم الصید اذا اکل الکلب۔

یہ تین تبعاً غیر مقصودی ہیں۔ اور ان تین میں سے پہلے دو تو صراحۃً مذکور ہیں۔ اور تیسرا صراحۃً مذکور بھی نہیں ہے۔ تفصیل اس بحث کی یہ ہے کہ یہاں مقصود سؤر کا حکم اور انجاس کا حکم بیان کرنا ہے (انہی دو کو مقصودی ترجمہ کہا گیا ہے) کہ اگر کسی پانی میں کوئی نجاست پڑ جائے یا جوٹھا ہو جائے تو کیا حکم ہے۔ لیکن ان دو تراجم میں سے اصل بیان سؤر کا ہے۔ پانیوں کا حکم تبعاً بیان ہو جائے گا۔ چنانچہ امام بخاریؒ ج ۱ ص ۳۷ پر باب **مایقع النجاسات فی السمن و الماء** باندھیں گے۔ وہاں حکمِ ماء اصالۃً ہے اور حکمِ آسار (جوٹھوں کا حکم) تبعاً ہے۔ تو پہلا ترجمہ یہ ہے کہ پانی میں اگر انسان کا بال گر جائے۔ تو کیا حکم ہے۔ جو حضرات شعر (بال) کو نجس کہتے ہیں ان کے نزدیک تو یہ مسئلہ

---

[1] والمناسبة بین البابین من حیث ان فی الباب الاول العاص الناس الوضوء ولایلتمس للوضوء الا الماء الطاهر وفی هذا الباب غسل شعر الانسان وشعر الانسان طاهر فالماء الذی یغسل به طاهر فعلم ان فی کل من البابین اشتمال علی حکم الماء الطاهر (عینی ج ۳ ص ۳۳)

وقوع نجاست فی الماء کا ہے۔ اسی نسبت سے سؤر کلب کو بھی بیان کر دیا۔ جب کلب کا ذکر آیا تو ممر فی المسجد کو بھی بیان کر دیا۔ پھر کہا کہ طلبہ کو کیوں تشنہ (پیاسا) چھوڑ دوں۔ تو اس برتن کا حکم بھی بیان کر دیا۔ جس میں کتے نے منہ ڈالا ہو۔ پھر اسی نسبت سے اس صید کا بھی حکم بیان کر دیا۔ جس کو کتے نے کھایا ہو۔

ربط:...... دو جواب علامہ کرمانیؒ اور علامہ عینیؒ والے تو آپ کو معلوم ہی ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ للہ ادق نظر البخاریؒ امام بخاریؒ نے جب اس سے پہلے پانی میں ہاتھ ڈالنے کا ذکر کیا۔ تو بعض مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ کوئی بال ٹوٹ کر پانی میں گر پڑتا ہے۔ تو اس کا حکم بھی بیان کر دیا۔ (یہ پانچ ترجمے جو اوپر ذکر کئے ہیں۔ اب ان میں سے ہر ایک پر دلائل امام بخاریؒ کی رو سے بحث ہوتی ہے)

الترجمة الاولی:...... الماء الذی یغسل به شعر الانسان (وقوع شعرِ الانسان فی الماء) اس باب سے امام شافعیؒ پر رد مقصود ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ شعرِ انسان پانی میں واقع ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے یہ حکم ایک اور حکم پر مبنی ہے۔ اور وہ یہ کہ آیا بال میت کے حکم میں ہے یا نہیں؟ امام شافعیؒ کے نزدیک میت کے حکم میں ہے خلافاً للجمہورؒ (اکثر ائمہ کے نزدیک بال میت کے حکم میں نہیں) تو جیسے مردہ پڑ جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی بال پڑنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور یہ اختلاف اس بات پر مبنی ہے۔ کہ آیا اس میں حیات ہے یا نہیں۔ امام شافعیؒ اس میں حیات کے قائل ہیں اور جمہورؒ انکار کرتے ہیں [1]

دلائل شوافع:......

دلیل نمبر ۱:...... اس کا بڑھنا دلیل حیات ہے۔

جواب:...... بڑھنا دلیلِ حیات نہیں۔ اگر ان میں حیات ہوتی تو کاٹنے سے تکلیف ہوتی۔ ان کی مثال درخت کی ہے۔ اس میں کونسی حیات ہے۔ یہ بڑھنا نباتاتی قوت ہے۔ قوتِ حیاتی نہیں۔

شوافع کی دوسری دلیل:...... جیسے میت سے انتفاع حرام ہے ایسے ہی ان سے بھی انتفاع حرام ہے۔

جواب:...... یہ ناپاک ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ کرامتِ انسانی کی وجہ سے ہے [2]

---

[1] وشعر الانسان وعظمه طاهر: وقال الشافعیؒ نجس: هدایه ص ۴۱ ج ۱ مکتبه شرکت علمیه ملتان) [2] (هدایہ ص ۴۱ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

دلائلِ جمہورؒ:.......

(۱) ایک دلیل تو یہی ہے کہ کٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر ان میں جان ہوتی تو تکلیف ہوتی۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ بالاتفاق کسی کی ٹانگ کاٹ کر، یا کسی دنبے کی چکی کاٹ کر استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ جزءِ صحیح تھا تم نے بغیر ذبح کئے اس کو کاٹ کر استعمال کیا ہے۔ کیا کسی نے یہ بھی بتلایا ہے کہ اگر کسی جانور کے بال کاٹ کر رسی بناؤ تو ناپاک ہے۔اور جائز نہیں ہے۔

(۳) تیسری دلیل وہی ہے جو امام بخاریؒ کی پہلی دلیل ہے۔ **کان عطاءؒ لایری به بأساً ان یتخذ منها الخیوط والحبال** اس سے امام بخاریؒ نے استدلال کیا ہے۔ جمہورؒ کہتے ہیں کہ استدلال صحیح ہے۔

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے دوسری دلیل ابن سیرینؒ کی روایت نقل کی ہے۔ **قال قلت لعبیدة عندنا من شعر النبی ﷺ أصبنا من انسؓ او من قبل اهل انسؓ فقال لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا وما فیها من متاعها** [۱]

(۵) پانچویں دلیل یہ امام بخاریؒ کے بیان کردہ دلائل میں سے تیسری دلیل ہے اور وہ یہ ہے **کان ابو طلحةؓ اول من اخذ من شعره** [۲]

جواب دلائل بخاریؒ: ....امام بخاریؒ نے جتنی روایتیں بیان کی ہیں۔ وہ حضور ﷺ کے بارے میں ہیں۔ آپ ﷺ کے تو ابوال و ابوال بھی پاک ہیں۔ اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ امام بخاریؒ کا یہ قیاس درست نہیں ہے۔ کیا آپ ﷺ کے پیشاب کے پاک ہونے پر ایک عام آدمی کے پیشاب کو قیاس کرلوگے؟

(۶) جمہورؒ کی چھٹی دلیل، **وهو الدلیل**۔ یہ ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کے استعمال شدہ پانی کو آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔ تو ظاہر ہے کہ اس میں ان کے بال بھی گرجاتے ہوں گے۔

لما حلق رأسه: ......بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے سر کے بال خود مونڈے ہیں۔ یہ تو بہت مشکل ہے۔ حقیقت وواقعہ کے بھی خلاف ہے۔

جواب: ......اسنادِ مجازی ہے۔ حقیقت اس طرح ہے۔ ای **امر بحلقه**۔ حدیبیہ میں خراشؓ بن امیہ نامی شخص نے آپ ﷺ کے سر کے بال مونڈے تھے۔ اور حجۃ الوداع میں بال مونڈنے والے معمر بن عبداللہ تھے [۴]

---

[۱] (عینی ج ۳ ص ۳۲) [۲] (بخاری ص عینی ج ۳ ص ۳۷) [۳] (عینی ج ۳ ص ۳۷) [۴] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۸)

مسئلہ تبرکات:...... آنحضرت ﷺ کے بال مبارک حضرت طلحہؓ نے لے لئے تھے۔اور اپنے پاس رکھ لئے تھے۔اس سے تبرکات رکھنے کا ثبوت بھی مل گیا۔تو اس پر قیاس کرتے ہوئے اوروں کے تبرکات بھی رکھنے ثابت ہو گئے۔

ایک اور مسئلہ:...... آج کل جو کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ آپ ﷺ کا تبرک ہے، جبہ ہے، یا بال ہیں اس کا کیا حکم ہے۔؟

جواب:...... یہ ہے کہ حکم التبرکات حکم الاحادیث۔تو جس حدیث کا وصول قطعی نہ ہو تو کیا تم اس حدیث کی توہین کروگے؟ ہرگز نہیں۔بلکہ خاموش رہوگے۔

واقعہ اولیٰ:...... یہاں خیر المدارس میں بھی ایک مرتبہ ایک جبہ آیا۔بہت سارے رومالوں میں لپٹا ہوا تھا۔بہت سے لوگوں نے دیکھا۔جب سب دیکھ کر چلے گئے تو آخر میں جبہ والا رہ گیا۔اور حضرت مولانا خیر محمدؒ صاحب رہ گئے۔تو فرمایا اس کو میرے سر پر رکھ دو۔مجمع کے سامنے ایسے کیوں نہ کہا؟ اسلئے کہ احتمال کذب ہے۔اور اکیلے میں احتمال صدق کی وجہ سے فرمایا کہ میرے سر پر رکھ دو۔

قصۂ ثانیہ:...... حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید کے زمانے میں کہیں تبرکات تھے۔بادشاہ ہفتہ میں ایک دن ان کی زیارت کرواتا تھا۔جب تبرکات گزارے جاتے تو لوگ احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔حضرت شاہؒ صاحب بیٹھے رہتے۔لوگوں نے شور مچا دیا کہ بے ادب، بے ادب۔بادشاہ تک بات پہنچی۔تو بادشاہ نے بلایا۔پوچھا تو فرمایا کہ اٹھنا جائز نہیں ہے۔پوچھا کہ دلیل کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ دلیل قرآن وحدیث سے ہے۔دوسرے علماء جو کہ اٹھنے کے جواز کے قائل تھے۔ان سے بادشاہ نے پوچھا۔تو انہوں نے کہا کہ کوئی دلیل نہیں ہے۔حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید سے دلیل مانگی گئی۔تو فرمایا کہ سب لوگوں کے سامنے بتلاؤں گا۔بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔فرمایا قرآن لاؤ۔قرآن لایا گیا۔اٹھ کر قرآن کو ہاتھ میں پکڑا۔پھر فرمایا بخاری شریف لاؤ۔لائی گئی اٹھ کر بخاری شریف کو بھی ہاتھ میں پکڑا۔اور خاموش رہے۔اور فرمایا یہی میری دلیل ہے۔کہ جن کا تبرک ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے۔ان کے لئے تو کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔اور جن کا تبرک ہونا دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے۔اس کیلئے سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔اگر کھڑا ہونا

جائز ہوتا تو قرآن وحدیث کے لیے سب کھڑے ہوتے۔قرآن وحدیث کے لئے تو کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔

ترجمۂ ثانیہ سؤر الکلاب:...... کتوں کے جھوٹے کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا جھوٹا پاک ہے یا نہیں۔اس میں چار مذاہب ہیں۔

اول:...... مطلقاً پاک ہے۔یہ مذہب امام مالکؒ کا ہے۔ان کے نزدیک ناپاک ہونے کے لئے تغیر اوصاف شرط ہے۔

ثانی:...... عندالجمہورؒ نجس ہے۔

ثالث:...... امام زہریؒ کے نزدیک عندالضرورۃ استعمال جائز ہے۔

رابع:...... سفیان ثوریؒ کا مذہب۔اس کے سؤر کے بارے میں تردد ہے۔لہذا وضو اور تیمم دونوں کرلے۔اصل تقابل پہلے دو مذہبوں کا ہے دوسرے دونوں مذہب شاذ ہیں۔

مذہب البخاریؒ:......

سوال:...... امام بخاریؒ کا کیا مذہب ہے؟

جواب:...... اس بارے میں شارحین نے مختلف اقوال بیان فرمائے ہیں۔

(۱) علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کا مالکیہ والا مذہب ہے۔

(۲) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جمہورؒ والا مذہب ہے۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ امام بخاریؒ کو پاکی ناپاکی میں تردد ہے۔تردد کا ثبوت اور وجہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ دونوں قسم کے دلائل لائے ہیں۔نجاست کے بھی۔اور طہارت کے بھی۔علامہ ابن حجرؒ نے نجاست والی روایات کی توجیہ کی ہے۔اور طہارت والی روایات کو ترجیح دی ہے۔علامہ عینیؒ نے طہارت والی روایات کی توجیہ کی ہے اور نجاست والی روایات کو ترجیح دی ہے۔

امام بخاریؒ کا مذہب بظاہر امام مالکؒ والا معلوم ہوتا ہے۔

دلائل امام بخاریؒ مع الاجوبۃ:...... امام بخاریؒ نے اس مسئلہ میں جو دلائل نقل کئے ہیں ان کو ذکر کیا

جائے گا جو جمہورؒ کے خلاف ہوں گے ان کی توجیہ کردی جائے گی۔

دلیل اول:...... قال الزہریؒ الخ یعنی عند الضرورۃ طاہر ہے۔[1]

جواب اول:...... یہ بات تو حنفیہ کے خلاف بھی نہیں ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جس کے پاس ناپاک کپڑے ہوں۔ جیسے وہ ننگا نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور کپڑے پہن کر بھی۔ اسی طرح یہ ہے۔ تو یہ مسئلہ **فاقد الطہورین** والا ہوگیا۔

جواب ثانی:...... زہریؒ کا قول ہمارے خلاف حجت نہیں ہے۔

جواب ثالث:...... مصنف عبدالرزاقؒ میں قول زہریؒ اس کے خلاف موجود ہے۔

جواب رابع:...... امام بخاریؒ کا دعویٰ تو قول زہریؒ سے ثابت ہی نہ ہوا۔ کیونکہ وہ تو مطلقاً طہارت کے قائل ہیں۔

دلیل ثانی:......**قول سفیان ثوریؒ هذا لفقه بعینه لقول الله تعالیٰ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ وهذ ماء وفي النفس منه شئ يتوضا به ويتيمم** اور یہ پانی ہے لہذا وضو کرنا چاہئے۔

جواب اول:...... سفیانؒ ثوری خود کہہ رہے ہیں **وفي النفس منه شئ يتوضأ ويتيمم** خود ان کو تردد ہے

جواب ثانی:......**فلم تجدوا مآء** سے مراد وہ ماء ہے جو اپنی اصل پر ہو۔ اصلِ ماء، ماءِ طہور ہے یعنی پاک پانی نہ ہو تو پھر تیمم کریں۔ ورنہ **ماء الطبیخ وماء الورس** وغیرہ بھی تو پانی ہیں۔

دلیل ثالث:......**عن ابی هريرةؓ ... اذا شرب الكلب** الحدیث یہ دلیل احنافؒ ہے۔ کیونکہ جب برتن ناپاک ہوگیا تو پانی کیسے پاک رہا۔ اس کو علامہ عینیؒ ترجیح دیتے ہیں۔ اور علامہ ابن حجرؒ عسقلانی اس کی توجیہ کرتے ہیں۔

دلیل رابع:......**عن ابی هريرة عن النبی ﷺ ان رجلا رأى كلبا يأكل الثرى من العطش** الخ (بخاری ص عینی ج ۳ ص ۴۲) اس شخص نے اس موزے کو ضرور استعمال کیا ہوگا جس میں کتے کو پانی پلایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سؤرکلب پاک ہے۔

---

[1] (بخاری ص ۲۹ ج ۱) [2] (عینی ج ۳ ص ۳۶)

جواب اول:...... موزے کو پلانے کے لئے ظرف نہیں بنایا بلکہ اس کو پانی نکالنے کے لئے آلہ کے طور پر استعمال کیا ہوگا۔ اور نکال کر نشیبی زمین میں ڈال دیا ہوگا۔

جواب ثانی:...... بغیر دھوئے موزے کو استعمال کرنے کی آپ کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔

جواب ثالث:...... علی سبیل التسلیم کہ بغیر دھوئے ہی استعمال کرلیا۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ **شرائع من قبلنا** کے قبیل سے ہے۔ جن کے ہم مکلف نہیں ہیں۔

جواب رابع:...... ایک محتمل سے آپ صریح معارض روایتوں کے خلاف کیسے استدلال کرسکتے ہیں۔

دلیل خامس:...... **وقال احمد بن شبیب ...... قال کانت الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول ﷺ فلم یکونوا یرشون شیًا من ذلک** [۱] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتوں کا آنا جانا مسجد کو ناپاک نہیں کرتا تو سؤر کلب بھی ناپاک نہیں ہوگا۔

جواب:...... اس سے تو سؤر کلب کی طہارت پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مرور سے تلویث لازم نہیں آتی۔

دلیل سادس:...... **حفص بن عمر ...... اذا ارسلت کلبک المعلم فقتل فکل واذا اکل فلا تاکل الخ** [۲] اگر کوئی کتا کسی شکار کو قتل کردے۔ تو کھانا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ دانت لگیں گے، لعاب لگے گا۔ تو ثابت ہوا کہ سور کلب پاک ہے۔

جواب:...... اس حدیث میں حلتِ صید کا بیان ہے۔ طہارت سؤر کا بیان نہیں۔

فائدہ:...... یہ کل چھ دلائل بیان ہوئے۔ جن میں سے پانچ جمہورؒ کے خلاف ہیں۔ جن کی توجیہات تفصیل سے عرض کردی گئیں۔ اور ایک روایت ابوہریرہؓ جمہورؒ کے موافق ہے۔ علامہ ابن حجرؒ اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ امر تعبدی ہے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے مقابلہ میں **اذا شرب الکلب** والی روایت زیادہ مضبوط اور ٹھوس ہے۔

---

[۱] عینی ج ۳ ص ۴۳ بخاری ص ۲۹ ج ۱ [۲] بخاری ص ۲۹ ج ۱، عینی ج ۳ ص ۴۵

الترجمۃ الثالثۃ:......ممرھا (الکلاب) فی المسجد. اس ترجمہ کے ذریعہ امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ پر رد کیا ہے۔

(۱) مسلکِ امام شافعیؒ:......امام شافعیؒ کے نزدیک کتا نجس العین ہے[1] لہذا اس کے محض گزرنے سے ہی جگہ ناپاک ہو جائے گی۔

(۲) مسلکِ امام بخاریؒ:......امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کتا پاک ہے۔ اور دلیل کے طور پر یہ حدیث لائے ہیں۔ جس میں ہے **کانت الکلاب تقبل وتدبر الحدیث** مذہب بخاریؒ یہ ہے کہ کتا اگر پیشاب بھی کر دے تو وہ جگہ حالاً بھی پاک ہے۔ اور مآلاً بھی پاک ہے۔

اشکال:......حدیث میں تو بول کا ذکر ہی نہیں لہذا تقریب تام نہ ہوئی۔

جواب:......یہ ہے کہ بعض روایات میں بول کا ذکر ہے۔ امام بخاریؒ کا استدلال ان ہی روایات سے ہے۔

سوال:......امام بخاریؒ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اسے ذکر کیوں نہیں کیا؟

جواب:......امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق نہ تھی۔ اس لئے اسے ذکر نہیں کیا۔

(۳):......مذہبِ احنافؒ۔ کتا اگر پیشاب کر دے۔ تو وہ زمین حالاً تو ناپاک ہے۔ مگر مآلاً پاک ہے۔ اور اگر پیشاب نہیں کیا۔ تو حالاً بھی پاک ہے اور مآلاً بھی۔ اب یہ روایت (روایت الباب) احنافؒ کے خلاف ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو سرے سے بول کا ذکر ہی نہیں۔ اور نہ ہی وہ روایت کہ جس میں بول کا لفظ ہے وہ احناف کے خلاف ہے اس لئے کہ اس میں یہ ذکر ہی نہیں کہ خشک ہونے سے پہلے نماز پڑھتے ہوں۔

الترجمۃ الرابعۃ:......**حکم الاناء اذا ولغ فیہ الکلب** ایسے برتن کے بارے میں علماء امت میں اختلاف ہے۔ چند مذاہب یہ ہیں۔

(۱) امام مالکؒ اور امام بخاریؒ کے نزدیک ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔

دلیل:......روایت ابوہریرہؓ جس میں **اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعاً**[2] یہ امر تعبدی

---

[1] (ہدایہ ج ۱ ص ۴۵ شرکت علمیہ ملتان) [2] (عینی ج ۳ ص ۳۸)

ہے۔لہذا سات مرتبہ دھونا ضروری ہوگا۔

(۲) احنافؒ کے نزدیک ولوغ کلب والے برتن کو تین بار دھوئے۔تو سبعاً والی روایت کی توجیہ کرنی ہوگی۔
حضرت امام مالکؒ اور امام بخاریؒ کی دلیل کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

جواب اول: ...... یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے۔اور حضرت ابو ہریرہؓ کا فتویٰ دار قطنی اور طحاوی شریف میں حنفیہ کے مطابق موجود ہے۔قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی صحابی کا فتویٰ اپنی ہی روایت کے خلاف ہو۔تو وہ دلیلِ نسخ ہوا کرتا ہے۔ورنہ صحابی کا غیر عادل ہونا لازم آئے گا۔والصحابة كلهم عدول۔یہ صحابہ کی شان ہے۔کوئی صحابی غیر عادل نہیں ہوسکتا۔پانچواں سوار (مودودی) کہتا ہے کہ صحابہ معیار حق نہیں ہیں۔اللہ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔

جواب ثانی: ...... شروع میں کتوں کے بارے میں شدت تھی۔یہ شدت کے زمانے کا حکم ہے۔بعد میں نرمی ہوگئی۔

جواب ثالث: ...... استحباب پر محمول ہے۔کیونکہ جراثیم زائل نہیں ہوتے۔جتنا بھی دھولیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔

جواب رابع: ...... چوتھا جواب یہ ہے کہ روایات مضطرب ہیں۔لیکن ہم اس کو نہیں لیتے۔کیونکہ تطبیق ہوسکتی ہے۔اگر اس کو مضطرب کہہ کر کمزور کروگے تو نجاست میں یہ احنافؒ کا مستدل نہیں رہے گی۔جب کہ نجاست کے مسئلہ میں یہ روایت احنافؒ کی دلیل ہے۔لہذا اس کو بھی شامل کرنا پڑے گا۔

الترجمة الخامسة: ...... کتے کے شکار کا حکم۔اس بات پر اتفاق ہے۔کہ اگر کلب مُعلَّم سے شکار کیا جائے تو وہ حلال ہے۔لیکن اس کی کچھ شرائط ہیں۔

(۱) کلب مُعَلَّم ہو۔اور تعلیم یہ ہے کہ شکار کرکے کھائے نہیں۔بلکہ مالک کے پاس لائے۔اگر کھانا شروع کردیا تو معلوم ہوگا کہ مالک کے لئے شکار نہیں کیا۔

(۲) کلب مُرسَل ہو یعنی مالک نے خود چھوڑا ہو۔کتا اپنے آپ نہ لپکا ہو۔

(۳) مرسل بالتسمية ہو۔

(۴) عندابی حنیفہ شکار کو زخمی بھی کردے۔

(۵) کلب غیر معلم کے شریک ہونے کا بھی احتمال نہ ہو۔

(۶) کسی اور سبب سے موت کا احتمال نہ ہو۔ مثلاً کتے نے جھپٹ ماری اور شکار دوڑتے ہوئے کنواں میں گر گیا اب یقین نہیں کہ اسے کلب معلم نے ہی مارا ہے۔

سوال:......زخم کا استدلال امام اعظمؒ نے کہاں سے کیا ہے؟

جواب:...... قرآن پاک میں لفظ جوارح آیا ہے۔ جیسا کہ چھٹے پارے میں آتا ہے۔ ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ﴾ لفظ جوارح کو احناف نے مستدل بنایا ہے۔

سوال علی البخاریؒ:......امام بخاریؒ نے پہلے تین ترجمے قائم کئے۔

(۱) وقوع شعرِ انسان۔ اس کے لئے اثر سے استدلال کیا ہے۔ اور مرفوع روایت سے بھی۔

(۲) دوسرا ترجمہ سؤر کلاب ہے۔ اس پر قول زہریؒ اور سفیانؒ سے استدلال کیا ہے۔ لیکن مرفوع روایت سے کوئی استدلال نہیں کیا۔

(۳) تیسرا ترجمہ ممر کلاب ہے۔ اس پر نہ مرفوع روایت استدلال کے طور پر لائے۔ اور نہ ہی کسی اثر سے استدلال کیا۔

(۴) اس کے بعد اذا شرب الکلب کا باب باندھا۔ اس پر استدلال کے طور پر چار روایتیں درج کیں۔ ان میں سے دو (۱) شرب کلب والی (۲) خف والی، یہ تو ترجمۃ الباب کے مطابق ہیں۔ اور دوسری دو یعنی ممر کلب اور حلیت صید والی کو ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت نہیں۔

جواب:......دلائل کا سلسلہ اخیر تک چلتا ہے۔ باب اذا شرب الکلب، باب فی الباب کے قبیل سے ہے۔ پانچواں ترجمہ صراحۃً ذکر نہیں کیا وہ حکماً ثابت ہوگیا۔ دراصل سارے دلائل ان تین ترجموں سے مناسبت رکھتے ہیں [۱]

---

[۱] وکان عطاء لایری الخ ھذا تعلیق وصلہ محمد بن اسحاق الفاکھی فی اخبار مکۃ بسند صحیح الی عطاء بن ابی رباح انہ کان لایری باسا بالانتفاع بشعور الناس التی تحلق بمنی (عینی ج ۳ ص ۳۵)

الخیوط۔ جمع خیط۔ والحبال جمع حبل والفرق بینھما بالرقۃ والغلظ۔ وقال ابن بطالؒ اراد البخاریؒ بھذہ الترجمۃ رد قول الشافعیؒ ان شعر الانسان اذا فارق الجسد نجس واذا وقع فی الماء نجسہ اذلو کان نجسا لما جاز اتخاذہ خیوطا وحبالا ومذھب ابی حنیفۃ انہ طاھر وکذا شعر المیتۃ (عینی ج ۳ ص ۳۵)

وسؤر الکلاب وممرھا فی المسجد وسؤر الکلاب بالجر عطف علی قولہ الماء۔ وقصد البخاریؒ بذلک اثبات طھارۃ الکلب وطھارۃ سؤر الکلب (عینی ج ۳ ص ۳۶) السؤر بالھمزۃ بقیۃ الماء التی یبقیھا الشارب وترک الھمزۃ لیس بخطأ ولکن الھمزۃ

افصح واعرف (ع ۳۶) معمر بفتح الميمين وتشديد الراء.

وقال الزهرى. اسم الزهرى محمد بن مسلم بن شهاب. اذا ولغ الكلب ولغ ماض من الولغ وهومن الكلاب والسباع. كلهاهو ان يدخل لسانه في الماء وغيره من كل مائع فيحركه فيه (عینی ج۳ ص۳۶) وضوء بفتح الواو الماء الذى يتوضأ به.

وقال سفيانؒ هذا الفقه بعينه الخ سفيانؒ هذا هوالثورى لان الوليد بن مسلم لما روى هذا الاثر الذى رواه الزهرى ذكر عقيبه بقوله فذكرت ذلك لسفيانؒ الثورى فقال هذا والله الفقه بعينه ولولا هذا التصريح لكان المتبادر الى الذهن انه سفيانؒ بن عيينة لكونه معروفا بالرواية عن الزهرى دون الزهرى. هذا الفقه بعينه اراد ان الحكم بانه يتوضأ به هو المستفاد من قوله تعالى فلم تجدوا ماء الاية

حدثنا مالك بن اسماعيلؒ عندنا من شعر النبى عليه الصلاة والسلام اى عندنا شئ من شعره ويحتمل ان تكون من للتبعيض والتقدير بعض شعر النبى عليه الصلاة والسلام فيكون بعض مبتدأ وقوله عندنا خبره ويجوز ان يكون المبتدأ محذوفا اى عندنا شئ من شعر النبى عليه الصلاة والسلام اوعندنا من شعر النبى عليه السلام شئ. اصبنا من قبل انسؓ اى حصل لنا من جهة انس بن مالكؓ.

المسئلة المستنبطة منه. وهوانه لما جاز اتخاذ شعر النبى عليه الصلاة والسلام والتبرك به لطهارته ونظافته دل على ان مطلق الشعر طاهر الا ترى ان خالدؓ بن الوليد جعل في قلنسوته من شعر رسول الله ﷺ فكان يدخل بها في الحروب ويستنصر ببركته فسقطت عنه يوم اليمامة فاشتدعليها شدة وانكر عليه الصحابة فقال انى لم افعل ذلك لقيمة القلنسوة لكن كرهت ان تقع بايدى المشركين وفيها من شعر النبى ﷺ ثم ان البخارىؒ استدل به على ان الشعر طاهر والا لما حفظوه ولاتمنى عبيدة ان تكون عنده شعرة واحدة منه واذا كان طاهرا فالماء الذى يغسل به طاهر وهو مطابق لترجمة الباب ولما وضعه البخارىؒ فى الماء الذى يغسل به شعر الانسان ذكر هذا الاثر مطابقا للترجمةودليلا لما ادعاه ثم ذكر حديثا آخر مرفوعا على ما يأتى الآن (عینی ج۳ ص ۳۷)

حدثنا محمدؒ بن عبدالرحيم الخ هذا هو الدليل الثانى لما ادعاه البخارىؒ من طهارة الشعر وطهارة الماء الذى يغسل به المطابق للترجمة الاولى وهى قوله طهارة الماء الذى يغسل به شعر الانسان (ع۳۷) حلق رأسه. فان قلت من كان الحالق لرسول الله ﷺ قلت اختلفوا فيه قيل هو خراش بن امية وهوبكسر الخاء المعجمة وفى اخره شين معجمة ايضا وقيل معمرؓ بن عبدالله وهو الصحيح وكان خراش هوالحالق بالحديبية (عینی ص۳۸ ج۳)

ابو طلحة. اسمه زيدؓ بن سهل بن الاسود النجارى شهد العقبة وبدرا واحدا والمشاهد كلها مع رسول الله ﷺ مات بالمدينة سنة اثنتين وثلاثين وصلى عليه عثمانؓ بن عفان (عینی ص۳۸ ج۳)

حدثنا عبد الله بن يوسف الخ. لما ذكر البخارىؒ فى هذا الباب حكمين ثانيهما فى سؤر الكلب اتى بدليل من حديث المرفوع وهو ايضا مطابق للترجمة. اذا شرب الكلب. كذا هو فى الموطا والمشهور عن ابى هريرة من رواية جمهور اصحابه عنه اذا ولغ وهو المعروف فى اللغة (ع ۳۹)

حدثنا اسحاقؒ الخ هذامن الاحاديث التى احتج بها البخارىؒ على طهارة سؤر الكلب على ما يأتى فى الاحكام. قال بعض المالكية اراد البخارىؒ بايراد هذا الحديث طهارة سؤر الكلب لان الرجل ملأخفه وسقاه به ولاشك ان سؤره بقى فيه واجيب بانه ليس فيه ان الكلب شرب الماء من الخف اذ قد يجوز ان يكون غرفه به ثم صب فى مكان غيره او يمكن ان يكون غسل خفه ان كان سقاه فيه وعلى تقدير ان يكون سقاه فيه لا يلزمنا هذا لان هذا كان فى شريعة غيرنا على ما رواه النسائىؒ عن ابى هريرةؓ (عینی ج۳ ص۴۳) الثرى. بفتح الثاء المثلثة والراء مقصور وهو الندى قاله الجوهرىؒ وصاحب الغريبين وفى المحكم الثرى التراب وقيل التراب الذى اذا بل يصير طينا لازبا والجمع اثرى وفى مجمع الغرائب اصل الثرى الندى (ع۴۳)

قال احمدؒ بن شبيب الخ. هذاالذى ذكره البخارىؒ معلقا احتج به فى طهارة الكلب وطهارة سؤره وجواز ممره فى المسجد (ع۴۳)

احتج به البخارىؒ على طهارة بول الكلب والجواب ان نقول لا دلالة على ذلك والذى ذكروه انما كان لان طهارة المسجد متيقنة غير مشكوك فيها واليقين لا يرفع بالظن فضلا عن الشك وعلى تقديردلالته فدلالته لا تعارض منطوق الحديث الناطق صريحا بايجاب الغسل حيث قال "فليغسله سبعا" واما على رواية من روى "كانت الكلاب تبول وتقبل وتدبر..." فلا

حجة فيه لمن استدل به على طهارة الكلاب للاتفاق على نجاسة بولها وتقريرهذا ان اقبالها وادبارها في المسجد ثم لا يرش فالذى في روايته تبول يذهب الى طهارة بولها وكان المسجد لم يكن يغلق وكانت تتردد وعساها كانت تبول الا ان علم بولها فيه لم يكن عند النبي ﷺ ولا عند اصحابه ولا عند الراوى اى موضع هو ولو كان علم لأمربما امر في بول الاعرابي فدل ذلك ان بول ما سواه في حكم النجاسة سواء وقال الخطابي يتأول على انها كانت لا تبول في المسجد بل في مواطنها وتقبل وتدبر في المسجد عابرة اذ لايجوز ان تترك الكلاب تنتاب في المسجد حتى تمتهنه وتبول فيه وانما كان اقبالها وادبارها في اوقات نادرة (عينى ج۳ ص۴۴)ويقال الاوجه في هذا ان يقال كان ذلك في ابتداء الاسلام على اصل الا باحة ثم ورد الامر بتكريم المسجد وتطهيره وجعل الابواب على المساجد (ع ج۳ ص۴۵)

حدثنى حفص بن عمرالخ اخرج البخارى هذا الحديث ليستدل به لمذهبه في طهارة سؤر الكلب وهو مطابق لقوله" وسؤرالكلب،،في اول الباب (ع ج۳ص۴۵)ان البخارى احتج به لمذهبه في طهارة سؤر الكلب وذلك لانه عليه الصلاة والسلام اذن لعدى في اكل ما صاده الكلب ولم يقيد ذلك بغسل موضع فمه ومن ثم قال مالك كيف يؤكل صيده ويكون لعابه نجسا واجاب الاسماعيلي بان الحديث سيق لتعريف ان قتله ذكاته وليس فيه اثبات نجاسته ولانفيها ولذلك لم يقل له اغسل الدم اذا خرج من جرح نابه (ع ج۳ص۳۵)

فانما سميت على كلبك اى ذكرت اسم الله تعالى على كلبك عند ارساله وعلم من ذلك انه لا بد من شروط اربعة حتى يحل الصيد. الاول الارسال. والثانى كونه معلما. والثالث الامساك على صاحبه بان لا يأكل منه. والرابع ان يذكر اسم الله عليه عند الارسال واختلف العلماء في التسمية فذهب الشافعي الى انها سنة فلو تركها عمدا اوسهوا يحل الصيد والحديث حجة عليه وقال الظاهرية التسمية واجبة فلو تركها سهوا او عمدا لم يحل وقال ابوحنيفة لو تركها عمدا لم يحل ولو تركها سهوا يحل (عينى ج۳ ص۳۶)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۳۰)

باب من لم یر الوضوء الامن المخرجین القبل والدبر لقوله تعالیٰ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

بعض لوگوں کے نزدیک صرف پیشاب اور پاخانے کی راہ سے کوئی چیز نکلے تو اس سے وضوٹوٹتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہوکر آئے (اورتم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو)

وقال عطآء فی من یخرج من دبره الدود او من ذکره نحو القملة یعیدالوضوٓء وقال جابر بن عبداللہ اذاضحک فی الصلٰوة اعادالصلٰوة ولم یعد الوضوء وقال الحسن ان اخذ من شعره اواظفاره اوخلع خفیه فلاوضوء علیه وقال ابوهریرة لاوضوٓء الامن حدث ویذکر عن جابر ان النبی ﷺ کان فی غزوة ذات الرقاع فرمی رجل بسهم فنزفه الدم فرکع وسجد ومضٰی فی صلٰوته وقال الحسن مازال المسلمون یصلون فی جراحا تهم وقال طاؤس ومحمد بن علی وعطآء واهل الحجاز لیس فی الدم وضوء وعَصَرَ ابن عمر بَثْرَةً فخرج منها دم فلم یتوضأوبزق ابن ابی اوفٰی دما فمضٰی فی صلٰوته وقال ابن عمر والحسن فی من احتجم لیس علیه الاغسل

محاجمه.

عطاءؒ کہتے ہیں کہ جس شخص کے پچھلے حصہ سے یا اگلے حصہ سے کوئی کیڑا یا جوں کی طرح کا کوئی جانور نکلے اسے چاہئے کہ وضو لوٹائے اور جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب (آدمی) نماز میں ہنس دے تو نماز لوٹائے، وضو نہ لوٹائے اور حسن (بصریؒ) کہتے ہیں کہ جس شخص نے (وضو کے بعد) اپنے بال اتروائے یا ناخن کتروائے یا موزے اتار ڈالے اس پر (دوبارہ) وضو (فرض) نہیں ہے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ وضو حدث کے سوا کسی اور چیز سے فرض نہیں ہوتا، اور حضرت جابرؓ سے نقل کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذات الرقاع کی لڑائی میں (تشریف فرما) تھے کہ ایک شخص کے تیر مارا گیا اور اس (کے جسم) سے بہت خون بہا (مگر) پھر بھی اس نے رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پوری کر لی۔ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں کے باوجود نماز پڑھا کرتے تھے، اور طاؤس، محمد بن علی، عطاء اور اہل حجاز کے نزدیک خون (نکلنے) سے وضو (واجب) نہیں ہوتا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے (اپنی) ایک پھنسی کو دبایا تو اس سے خون نکلا، مگر آپ نے (دوبارہ) وضو نہیں کیا اور ابن ابی اوفی نے خون تھوکا مگر وہ اپنی نماز پڑھتے رہے اور ابن عمرؓ اور حسنؒ پچھنے لگوانے والے کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جس جگہ پچھنے لگے ہوں اس کو دھو لے، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۱۷۵) حدثنا ادم بن ابی ایاس قال ثنا ابن ابی ذئب قال ثنا سعید المقبری عن ابی هریرة
ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید المقبری نے۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے
قال قال رسول اللہ ﷺ لایزال العبد فی صلوٰة ما کان فی المسجد ینتظر الصلوة مالم یحدث
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک نماز ہی میں گنا جاتا ہے جب تک کہ وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا رہے تاوقتیکہ اس کا وضو نہ ٹوٹے
فقال رجل اعجمی ماالحدث یا اباهریرة قال الصوت یعنی الضرطة
ایک عجمی نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہؓ! حدث کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہوا جو پیچھے سے خارج ہوا کرتی ہے۔
انظر: ۴۴۵، ۴۷۷، ۴۷۷، ۶۴۸، ۶۵۹، ۲۱۱۹، ۳۲۲۹، ۴۷۱۷
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۱۷۶) حدثنا ابو الولید قال ثنا ابن عیینة عن الزهری عن عباد بن تمیم عن عمه
ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، ان سے ابن عیینہ نے، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ عباد بن تمیم سے، وہ اپنے چچا سے

عن النبي ﷺ قال لاينصرف حتى يسمع صوتا اويجد ريحا

وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ (نمازی نماز سے) اس وقت تک نہ پھرے جب تک کہ (ریح کی) آواز نہ سن لے یا اس کی بو نہ پالے

راجع: ۱۳۷ عمه: عبدالله بن زيد المازنیؓ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۷) حدثنا قتيبة قال ثنا جرير عن الاعمش عن منذر ابي يعلى الثوری عن

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے جریر نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا، وہ منذر ابویعلیٰ ثوری سے، وہ

محمدؒ بن الحنفية قال قال علي كنت رجلا مذاء

محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں ایسا آدمی تھا جس کو سیلان مذی کی شکایت تھی، مگر (اس

فاستحييت ان اسأل رسول اللهﷺ فامرت المقداد بن الاسود فسأله

کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے شرماتا تھا تو میں نے مقداد بن الاسود سے کہا، انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا

فقال فيه الوضوء و رواه شعبة عن الاعمش

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس روایت کو شعبہؒ نے اعمشؒ سے روایت کیا ہے

راجع: ۱۳۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۸) حدثنا سعد بن حفص قال ثنا شيبان عن يحيىٰ عن ابي سلمة ان عطآء بن يسار

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا ان سے شیبان نے یحیٰ کے واسطے سے نقل کیا وہ ابوسلمہ سے، وہ عطاء بن یسار سے نقل کرتے ہیں

اخبره ان زيد بن خالد اخبره انه سأل عثمان بن عفانؓ قلت ارايت اذاجامع ولم

انہیں زید بن خالد نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص صحبت کرے اور انزال

یمن قال عثمان یتوضأ کما یتوضأ للصلوٰة و یغسل ذکره

منی نہ ہو (تو کیا حکم ہے) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور اپنے عضو خاص کو دھو لے

قال عثمان سمعته من رسول اللہ ﷺ فسالت عن ذلک علیا والزبیر وطلحة

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے (زید بن خالد کہتے ہیں کہ) پھر میں نے اسکے بارہ میں علی، زبیر، طلحہ

وابی بن کعب رضی اللہ عنهم فامروه بذلک

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا سب نے اس شخص کے بارہ میں یہی حکم دیا

انظر: ۲۹۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۹) حدثنا اسحٰق بن منصور قال اخبرنا النضر قال اخبرنا شعبة عن الحکم عن ذکوان

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہیں نضر نے خبر دی انہیں شعبہ نے حکم کے واسطے سے بتلایا، وہ ذکوان

ابی صالح عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ ارسل الی رجل من الانصار فجآء ورأسه یقطر

ابوصالح سے، وہ ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا، وہ آئے تو ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا

فقال النبی ﷺ لعلنا اعجلناک فقال نعم

(انہیں دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید ہم نے تمہیں جلدی بلوا لیا انہوں نے کہا جی ہاں

فقال رسول اللہ ﷺ اذا أُعجلتَ او قُحِطتَ فعلیک الوضوء

تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی جلدی (کا کام) آ پڑے یا تمہیں انزال نہ ہو تو تم پر وضو ہے (غسل ضروری نہیں)

تابعه وهب قال ثنا شعبة ولم یقل غندر ویحیی عن شعبة الوضوء

ابوسعید الخدری: نام: سعد بن مالک الانصاری

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض امام بخاریؒ [۱]:......امام بخاریؒ اس باب میں ایک اختلافی مسئلہ میں فیصلہ دینا چاہتے ہیں۔ جو ناقض وضوء کے باب سے ہے۔ ناقض وضوء اصولی طور پر تین قسم پر ہیں۔

(۱) خروج نجاست من احد السبیلین.

(۲) خروج نجاست من غیر السبیلین.

(۳) مس محل شهوت۔

پہلی قسم بالاتفاق ناقض وضوء ہے دوسری قسم احنافؒ کے نزدیک ناقضِ وضوء ہے۔ شوافعؒ کے نزدیک ناقض نہیں۔ تیسری قسم شوافعؒ کے نزدیک ناقضِ وضوء ہے حنفیہؒ کے نزدیک ناقض نہیں۔

امام بخاریؒ...... نے فیصلہ دیتے ہوئے ایک میں احنافؒ کی تائید کی۔ اور ایک میں شافعیہؒ کی تائید کی۔ یعنی مسِ محلِ شہوت (امرأة، ذکر) میں احناف کی اور **خروج نجاست من غیر سبیلین** میں شوافعؒ کی تائید کی۔ نقض وضوء کا مدار و مناط حنفیہؒ و حنابلہؒ کے نزدیک خروج نجس ہے کہیں سے بھی ہو۔ شوافعؒ کے نزدیک مخرجین سبیلین ہیں۔ حضرات مالکیہؒ کے نزدیک خروج معتاد مخرجین کے ساتھ شرط ہے لہذا استحاضہ اور سلس البول ان کے نزدیک ناقض وضوء نہ ہوگا کیونکہ خروج معتاد نہیں ہے، اور شوافعؒ کے ہاں ناقض ہوگا کیونکہ مخرج معتاد پایا گیا۔

مذہب امام بخاریؒ...... شافعیہ کے قریب قریب ہے لیکن امام بخاریؒ مس ذکر، مس مراۃ اور قہقہہ کو ناقض وضوء نہیں مانتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مذہب سارے مذاہب سے علیحدہ ہے۔ [۲]

سوال:...... ان دونوں اختلافی مسئلوں میں فیصلہ کیسے ہو گیا۔

جواب:...... دعوی (ترجمۃ الباب) میں جو حصر ہے اس سے دونوں مسئلوں میں فیصلہ ہو گیا اس طرح پر کہ ناقض **خروج نجاست من المخرجین** ہی ہے مس نہیں۔ اس حصر کو ثابت کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے پورا صفحہ بھر دیا۔

---

[۱] ای هذا باب فی بیان قول من لم یر الوضوء الا من المخرجین وهو تثنیة مخرج بفتح المیم (عینی ص ۲۶). وقال الکرمانیؒ فان قلت للوضوء اسباب اخر مثل النوم وغیره فکیف حصر علیهما قلت الحصر انما هو بالنظر الی اعتقاد الخصم اذ هو رد لما اعتقده (عینی ج ۳ ص ۲۶: فتح الباری ص ۲۰۱: لامع الدراری ص ۷۹ حاشیہ نمبر ۵) [۲] (تقریر بخاری ص ۳۵ ج ۲) (فیض الباری ص ۲۷۷)

دلائل امام بخاریؒ کا اجمالی جواب:......امام بخاریؒ نے آثار کثیرہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ غیر سبیلین سے خروج نجاست ناقض وضوء نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ الآثار فیھا متعارضۃ . اگر بہت سارے فقہاء عدم نقض کے قائل ہیں۔ تو بہت سارے نقض کے بھی تو قائل ہیں۔ (فیض الباری ص ۲۷۷) امام ترمذیؒ اپنی کتاب ترمذی شریف میں ص ۱۳ پر فرماتے ہیں، قال ابو عیسیٰؒ قال غیر واحد من الصحابۃؓ والتابعینؒ الوضوء من القئ والرعاف تو امام بخاریؒ کی دلیل پکی نہ ہوئی۔ اور امام بخاریؒ نے جو روایات نقل کی ہیں وہ حصر پر نص نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خروج نجاست من احد السبیلین سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کو تو ہم بھی مانتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ایسے ہی آثار سے صفحہ بھرا۔ لیکن احنافؒ کو قائل نہ کر سکے۔

تفصیلی جوابات:......

امام بخاریؒ کی دلیل اول:......اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَائِطِ [1]

امام بخاریؒ کی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے:......کہ ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ اس سے حصر ثابت نہیں ہوتا۔ اپنے اپنے اصولی مسئلہ میں حنفیہؒ اور شافعیہؒ نے اس آیت کو مدار بنایا ہے۔ شافعیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نقضِ طہارت کے لئے دو اصول بیان فرمائے ہیں۔ (۱) اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ الآیۃ. اس سے خروج نجاست من السبیلین کے ناقضِ طہارت ہونے کا اصول مستنبط ہوا۔ (۲) اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ الآیۃ. سے مسِ مراۃ کے ناقضِ وضوء ہونے کا اصول مستنبط ہوا۔

وجہ استدلال:......یہ ہے کہ جب غسل ثابت ہو گیا تو وضوء بھی یقیناً ثابت ہو جائے گا۔

احنافؒ نے بھی اس آیت سے نقضِ وضوء کے سلسلے میں دو اصول مستنبط فرمائے ہیں۔ (۱) اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ الآیۃ اس سے خروج نجاست من البدن کے ناقضِ طہارت ہونے کا اصول مستنبط ہوا [2]

---

[1] پ ٦ آیت ٦ سورۃ مائدہ) (عینی ج ۳ ص ۴۷: فتح الباری ص ۱۴۰: بخاری شریف ص ۲۹) (ھذا لا یصلح ان یکون دلیلا لما ادعاہ من الحصر علی الخارج من المخرجین لان عندہ ینقض الوضوء من لمس النساء ومس الفرج فاذ االحصر باطل. وقال الکرمانیؒ الغائط المطمئن من الارض فیتناول القبل والدبر اذھو کنایۃ عن الخارج من السبیلین مطلقا . قلت . تناولہ القبل والدبر لا یستلزم حصر الحکم علی الخارج منھما فالآیۃ لا تدل علی ذلک لان اللّٰہ تعالیٰ اخبر ان الوضوء اوالتیمم عند فقد الماء یجب بالخارج من السبیلین ولیس فیھما یدل علی الحصر (عینی ج ۳ ص ۴۷) [2] (فیض الباری ص ۲۷۷)

(۲) اَوْلٰامَسْتُمُ النِّسَاءَ الاية. اس سے جماع کا نقضِ طہارت ہونے کا اصول مستنبط ہوا۔ مجتہدین کی اپنی اپنی شانیں ہیں۔ کسی مجتہدؒ کے بارے میں ایسا ویسا خیال ذہن میں نہ لانا چاہیے۔ ہم شافعیہؒ کے جوابات دیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کم درجہ کے مجتہد ہیں۔ امام شافعیؒ کی کیا شان ہے۔ خود فرماتے ہیں۔

لو لا الشعر بالعلماء يزرى : لكنت اليوم اشعر من لبيد

لو لا خشية الرحمن عندى : جعلت الناس كلهم عبيد

تو احنافؒ کہتے ہیں کہ منشا خروجِ نجاست ہے۔ نہ کہ خروج نجاست من السبيلين، خروج نجاست من السبيلين تو حاجت ہے۔ دوسرے راستوں سے تو مجبوری کی صورت میں نکلتی ہے۔ ورنہ عام طور پر تو یہی دو راستے ہیں۔ احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چند احادیث یہ ہیں۔

(۱) الوضوء من كل دم سائل [۲]

(۲) من قاء او رعف فليتوضأ وليبن على صلاته [۳]

اصول ثانی : …… احناف کا دوسرا اصول جماع ہے۔ شافعیہؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللمس المس …… اور دوسری قرآت لَمَسْتُمْ مجرد سے ہے۔ وہ اس کی تفسیر ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اس کی تفسیر بالجماع پر قرآئن موجود ہیں۔

القرينة الاولى : …… لامستم یہ باب مفاعلہ سے ہے۔ اس کی ایک خاصیت مبالغہ ہے۔ اور مبالغہ مس جماع کے وقت ہوتا ہے۔

القرينة الثانيه : …… رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس سے جماع مراد ہے۔ [۴] اور قرآن پاک میں جہاں بھی مس آیا ہے وہ بمعنی جماع استعمال ہوا ہے۔ مثلاً مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ وغیرہ [۵]

القرينة الثالثه : …… آیت کی وہ تفسیر جس سے تعلیم مکمل ہو جائے اولیٰ ہے اس تفسیر سے جس سے تعلیم مکمل نہ ہو [۶]

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۷۸) [۲] (دارقطنی ابن عدی: هدایه ۲۳ ج ۱ مکتبه شرکت علمیه ملتان) [۳] (هدایه ص ۲۲ مکتبه شرکت علمیه ملتان) [۴] (فیض الباری ج ۱ ص ۲۷۹) [۵] (پارہ ۲ آیت ۲۳۶ سورۃ البقرہ) [۶] فیض الباری ج ۱ ص ۲۸۱ قال ابن همام وانما ناسب على معنى الجماع ليكون بيانا لحكم الحدثين عند عدم الماء كما بين حكمها عند وجوده الخ بالملامسة كناية عن الجماع وقال ابن عباسؓ المس واللمس والغشيان والاتيان والقربان والمباشرة الجماع لكنه عزوجل حي كريم يعفو ويكني فكنى باللمس عن الجماع كما كنى بالغائط عن قضاء الحاجة ومذهب عليؓ بن ابي طالب وابي موسىؓ الاشعرى وعبيدؓ السلماني بفتح العين المهمله وعبيدؓ الضبي بضم العين وعطاءؒ وطاؤسؒ والحسنؒ البصرى والشعبيؒ والثورىؒ والاوزاعيؒ ان اللمس والملامسة كناية عن الجماع وهو الذى صح عن عمرؓ بن الخطاب ايضا على ما نقله ابو بكرؒ بن العربي وابن الجوزىؒ فحينئذ بطل قول هذا القائل وقوله (اولامستم النساء) دليل الوضوء بل هو دليل الغسل (عيني ج ۳ ص ۴۷)

تفصیل:......اس کی یہ ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ (۱) واجد الماء (۲) فاقد الماء

پھر انسان دو حال سے خالی نہیں کہ اس کو ۱۔حدث اصغر لاحق ہوگا یا ۲۔حدث اکبر لاحق ہوگا۔

تعلیم مکمل تب ہوگی۔جب چاروں حالتوں کا حکم بیان ہو۔جماع سے تفسیر کریں تو تعلیم مکمل ہوتی ہے۔ورنہ نہیں ۔واجد الماء کے لئے حدث اکبر ہو تو غسل ہے۔حدث اصغر ہو تو وضوء ہے۔ فاقد الماء کے لئے دونوں صورتوں میں تیمم ہے۔ یہ تعلیم تب مکمل ہوگی جب اس کی تفسیر جماع سے ہو۔ورنہ فاقد الماء جس کو حدث اکبر لاحق ہو اس کا حکم معلوم نہیں ہوگا۔لہذا یہ آیت بھی ہمارے خلاف نہ ہوئی۔حصر ثابت کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ جسم سے خون نکلنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔محض مثبت دلائل سے کام نہیں چلے گا۔

القرینة الرابعة:......ہماری تفسیر مجمع علیہ ہے اور مجمع علیہ راجح ہوتا ہے۔

امام بخاریؒ کی دلیل ثانی:......وقال عطاءؒ فیمن یخرج من دبرہ الدود اومن ذکرہ نحو القملة یعید الوضوء [۱]

جواب:......یہ احنافؒ کے خلاف نہیں۔احناف تفصیل کے قائل ہیں۔تر ہو تو ناقض وضوء ہے۔ورنہ نہیں اس سے حصر ثابت نہیں ہوتا۔ [۲]

امام بخاریؒ کی دلیل ثالث:......وقال جابرؓ بن عبد اللہؓ اذا ضحک فی الصلوٰة اعاد

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۸۲ ;فتح الباری ص ۱۳۰ ;بخاری شریف ص ۲۹)، عطاءؒ هو ابن ابی رباح .هذا تعلیق وصله ابن ابی شیبة فی مصنفه باسناد صحیح وقال حدثنا حفصؒ بن غیاث عن ابن جریج عن عطاءؒ فذکره وقال ابن المنذرؒ اجمعوا علی انه ینقض خروج الغائط من الدبر والبول من القبل والریح من الدبر والمذی قال ودم الاستحاضة ینقض فی قول عامة العلماء الاربعة قال واختلفوا فی الدود یخرج من الدبر فکان عطاءؒ ابن ابی رباح والحسنؒ وحمادؒ بن ابی سلیمان وابو مجلزؒ والحکمؒ وسفیانؒ الثوری والاوزاعی وابن المبارک والشافعیؒ واحمدؒ واسحاقؒ وابو ثورؒ یرون منه الوضوء وقال قتادة ومالکؒ لا وضوء فیه وروی ذلک عن النخعی وقال مالکؒ لا وضوء فی الدم یخرج من الدبر ونقلت الشافعیة عن مالکؒ ان النادر لا ینقض والنادر کالمذی یدوم لا بشهوة فان کان بها فلیس بنادر وکذا نقل ابن بطال عنه فقال وعند مالکؒ ان ما خرج من المخرجین معتادا ناقض وما خرج نادرا علی وجه المرض لا ینقض الوضوء کالاستحاضة وسلس البول او المذی والحجر والدود والدم وقال ابن حزم المذی والبول والغائط من ای موضع خرجن من الدبر او الاحلیل او المثانة او البطن او غیر ذلک من الجسد او الفم ناقض للوضوء لعموم امره ﷺ بالوضوء منها ولم یخص موضعا دون موضع وبه قال ابو حنیفة واصحابه والریح الخارج من ذکر الرجل وقبل المرأة لا ینقض الوضوء عندنا هکذا ذکره الکرخی عن اصحابنا الا ان تکون المرأة مفضاة وهی التی صار مسلک بولها ووطئها واحدا او التی صار مسلک الغائط والوطی منها واحدا (عینی ج ۳ ص ۴۷) [۲] (لامع الدراری ص ۸۰)

الصلوۃ ولم یعد الوضوء [1]

جواب: ......اس دلیل کا جواب یہ ہے۔کہ یہ ہمارے خلاف نہیں ہے۔کیونکہ ہم بھی ضحک سے وضوء ٹوٹنے کے قائل نہیں۔ہم تو قہقہہ سے وضوء ٹوٹنے کے قائل ہیں [2]

﴿ضحک ، تبسم ، قہقہہ میں فرق﴾

ضحک: ...... کہتے ہیں خوشی کے وقت دانت کھولنا ایسی آواز کیساتھ جو اپنے آپ کو سنائی دے۔

تبسم: ......یہ ہے کہ خوشی کے وقت دانتوں کا ہونٹوں سے ظاہر ہو جانا۔

قہقہہ: ...... خوشی کے وقت اتنی آواز سے ہنسنا کہ دوسرے بھی سن لیں۔

تینوں کا حکم: ......تبسم سے نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضوء۔البتہ مکروہ ہے۔اور ضحک سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

قہقہہ سے نماز،وضوء دونوں ٹوٹ جاتے ہیں [3]

امام بخاریؒ کی دلیل رابع: ......وقال الحسنؒ ان اخذ من شعرہ واظفارہ اوخلع خفیہ فلا وضوء علیہ [4]

---

[1] (عینی ج ۳ ص ۳۸،فیض الباری ص ۲۸۲،فتح الباری ص ۱۳۰،بخاری شریف ص ۲۹) ہذاالتعلیق وصلہ البیہقیؒ فی المعرفۃ عن ابی عبداللہ الحافظ حدثنا ابو الحسنؒ بن علی حدثنا ابراھیم بن عبداللہ حدثنا وکیعؒ عن الاعمش عن ابی سفیانؒ موقوفا مثل جابرؓ فذکرہ ورواہ ابو شیبۃ القاضی واسط عن یزیدؒ بن ابی خالدؒ عن ابی سفیانؒ مرفوعا (عینی ج ۳ ص ۳۸) [2] (فیض الباری ص ۲۸۲،لامع الدراری ص ۸۰) وفا فی ھذا الباب احدعشر حدیثا عن رسول اللہ ﷺ منھا اربعۃ مرسلۃ وسبعۃ مسندۃ اطول المراسیل حدیث ابی العالیۃ الریاحی رواہ عنہ عبدالرزاقؒ عن قتادۃ عن ابی العالیۃؒ وھو عدل ثقۃ (عینی ج ۳ ص ۳۸) [3] وانما الخلاف ھل ینقض الوضوء فذھب مالک واللیثؒ والشافعیؒ الی انہ لا ینقض وذھب النخعیؒ والحسنؒ الی انہ ینقض الوضوء والصلوۃ .وانما مذھبہ (ای مذھب ابی حنیفۃ) مثل ما روی عن جابرؓ ان الضحک یبطل الصلوۃ ولا یبطل الوضوء والقہقہۃ تبطلھما جمیعا والتبسم لا یبطلھما والضحک مایکون مسموعا لہ دون جیرانہ والقہقہۃ ما یکون مسموعا لہ ولجیرانہ والتبسم مالا صوت فیہ (عینی ج ۳ ص ۳۸،لامع الدراری ص ۸۰) [4] (عینی ص ۳۹،فتح الباری ص ۱۳۰،فیض الباری ص ۲۸۲،بخاری شریف ص ۲۹) ای قال الحسن البصریؒ وھذہ مسئلتان ذکرھما بالتعلیق .التعلیق الاول وھو قولہ ان اخذمن شعرہ واظفارہ ،واخرجہ سعیدؒ بن منصور وابن المنذرؒ باسناد صحیح موصولا وبہ قال اھل الحجاز والعراقؒ وعن ابی العالیۃ والحکمؒ وحمادؒ ومجاھدؒ ایجاب الوضوء فی ذلک وقال عطاءؒ والشافعیؒ والنخعیؒ یمسہ الماء وقال اصحابنا الحنفیۃ ولوحلق راسہ بعد الوضوء اوجز شاربہ او قلم ظفرہ اوقشط خفہ بعد مسحہ فلا اعادۃ علیہ وقال ابن جریرؓ وعلیہ الاعادۃ وقال ابراھیمؒ علیہ امرار الماء علی ذلک الموضع .والتعلیق الثانی وصلہ...... ابن ابی شیبۃؒ باسناد صحیح عن ھشام عن یونسؒ عنہ قولہ اوخلع خفیہ قید بالخلع لانہ اذا اخذ من خفیہ یعنی قشط من موضع المسح فلا وضوء علیہ واما لو خلع خفیہ بعد المسح علیھما ففیہ اربعۃ اقوال .فقال مکحول والنخعیؒ وابن ابی لیلیؒ والزھریؒ والاوزاعیؒ واحمدؒ واسحاق یستانف الوضوء وبہ قال الشافعیؒ فی قول القدیم .والقول الثانی یغسل رجلیہ مکانہ فان لم یفعل یستانف الوضوء وبہ قال مالک واللیثؒ .والثالث یغسلھما اذا اراد الوضوء وبہ قال الثوریؒ وابو حنیفۃ واصحابہؒ والشافعیؒ فی الجدید والمزنیؒ وابو ثورؒ .والرابع لا شئ علیہ ویغسل کما ھو وبہ قال الحسنؒ وقتادۃ وروی مثلہ عن النخعیؒ (عینی ج ۳ ص ۳۹)

جواب:...... یہ ہے کہ یہ بھی ہمارے خلاف نہیں ہے، کیونکہ امام بخاریؒ کا مقصد ہمارے خلاف دلیل پیش کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ خروج نجاست من السبیلین نہیں۔ اس لئے وضوء نہیں ٹوٹا۔ ہم کہتے ہیں کہ خروج نجاست عن البدن نہیں۔ اس لئے نہیں ٹوٹا۔ [1]

اوخلع خفیه فلا وضوء علیه کا جواب:...... یہ ہے کہ ہمارے نزدیک بھی خلع خفین سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ صرف پاؤں ہی دھونے ہونگے۔ [2]

امام بخاریؒ کی دلیل خامس:......قال ابو هریرةؓ لا وضوء الامن حدث [3]

جواب:...... یہ حصر اضافی ہے۔ کیونکہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ مسجد میں ہو اور نماز میں ہو۔ اور پیٹ میں گڑبڑ ہو۔ اگر چہ یہاں حدث سے خارج من السبیلین مراد ہے لیکن یہ خاص صورت پر محمول ہے۔ اگر عام قرار دیں تو ہمارے بھی خلاف نہیں ہے۔ اگر خاص کرتے ہو تو تمہارے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہاں تو صرف حدث کا ذکر ہے [4] اور اس کی تشریح دوسری روایت میں ہے لا وضوء الامن صوت او ریح [5] یہ تو دونوں سبیل واحد سے متعلق ہیں۔ سبیل ثانی کی بھی نفی ہو جائے گی۔

امام بخاریؒ کی دلیل سادس:......ویذکر عن جابرؓ ان النبی ﷺ کان فی غزوة ذات الرقاع فرمی رجل بسهم فنزفه الدم فرکع وسجد ومضی فی صلاته [6] شوافعؒ اس کو احنافؒ کے خلاف

---

[1] (لامع الدراری ص ۸۰: فتح الباری ۱۴۰) [2] (کما فی فیض الباری ، وکذلک المسئلة عندنا لانه اذانزع خفیه یغسل رجلیه فقط ولایعید الوضوء (فیض الباری ص ۲۸۲: لامع الدراری ص ۸۰) [3] (عینی ج ۳ ص ۴۹: فتح الباری ص ۱۴۱: لامع الدراری ص ۸۱: فیض الباری ص ۲۸۲ هذا التعلیق وصله اسماعیل القاضی فی الاحکام باسناد صحیح من حدیث مجاهد عنه موقوفا ورواه ابو عبیدؓ فی کتاب الطهور بلفظ "لا وضوء الامن حدث او صوت اوریح (عینی ج ۳ ص ۴۹) [4] (لامع الدراری ص ۸۱) [5] (ابن ماجه ص ۹ مطبوعه وزارة التعلیم اسلام آباد) [6] (عینی ص ۵۰: فتح الباری ص ۱۴۱: لامع ص ۸۱: فیض الباری ص ۲۸۲: بخاری شریف ص ۲۹) ان هذا الحدیث وصله ابن اسحاقؒ فی المغازی قال حدثنی صدقة بن یسار عن عقیل بن جابر عن ابیهؓ قال "خرجنا مع رسول الله ﷺ یعنی فی غزوة ذات الرقاع فاصاب رجل امرأة رجل من المشرکین فحلف ان لا انتهی حتی اهریق دما فی اصحاب محمد فخرج یتبع اثر النبی ﷺ فنزل النبی ﷺ منزلا فقال من رجل یکلؤنا فانتدب رجل من المهاجرین ورجل من الانصار قال کونا بفم الشعب قال فلما خرج الرجلان الی فم الشعب اضطجع مهاجری وقام الانصاری یصلی واتی الرجل فلما رأی شخصه عرف انه ربیئة للقوم فرماه بسهم فوضعه فیه ونزعه حتی مضی ثلاثة اسهم ثم رکع وسجد ثم انتبه صاحبه فلما عرف انه قد نذروا به هرب ولما رأی المهاجری ما بالانصاری من الدماء قال سبحان الله الاانبهتنی اول ما رمی قال کنت فی سورة اقرأها فلم احب اقطعها (عینی ج ۳ ص ۵۰) ذات الرقاع سمیت باسم شجرة هناک وقیل باسم جبل هناک فیه بیاض وسواد وحمرة یقال له الرقاع فسمیت به وقیل سمیت بذلک لان اقدامهم نقبت فلفوا علیها الخرق وهذا هو الصحیح لان ابا موسیؓ حاضر ذلک مشاهدة وقد اخبر به وکانت غزوة ذات الرقاع فی سنة اربع من الهجرة وذکر البخاریؒ انها کانت بعد خیبر لان ابا موسیؓ جاء بعد خیبر (ع ج ۳ ص ۵۰) فنزفه الدم. قال الجوهریؒ یقال نزفه الدم اذا خرج منه دم کثیر حتی یضعف فهو نزیف ومنزوف......(عینی ج ۳ ص ۵۱)

پیش کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ اس کو پیش نہیں کر سکے۔ تو یہ احناف کی تائید ہوگئی۔[۱]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ وضوء نہیں ٹوٹا اس لئے نماز نہیں ٹوٹی۔ یہ امام شافعیؒ کی دلیل ہے۔

جواب (۱): ...... امام بخاریؒ نے خود ہی یذکر کہہ کر ضعف کی طرف اشارہ کر دیا۔ کہ یہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

جواب (۲): ...... استدلال تب تام ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ کو علم ہوا ہو۔ اور خاموشی اختیار کی ہو۔ یہ فعل صحابیؓ ہے۔ مرفوع روایات کیخلاف حجت نہیں ہے[۲]

جواب (۳): ...... یہ حالتِ استغراق پر محمول ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان (انصاری صحابیؓ) سے پوچھا گیا کہ تم نے بتلایا کیوں نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں سورۃ کہف کی تلاوت میں معروف تھا۔ سورۃ ختم کئے بغیر نماز سے فارغ ہونے کو جی نہیں چاہ رہا تھا اس لئے تمہیں نہ بتا سکا (ابوداؤد ص ۲۹ ج ۱)

جواب (۴): ...... یہ ابقاء ھیئتِ حسنہ کے قبیل سے ہے[۳]

ابقاءِ ھیئتِ حسنہ کے نظائر... (۱) تشبہ بالمصلی للفاقد الطھورین۔

(۲): ...... بچہ جب جوان ہو جائے تو تشبہ بالصائمین کرتے ہوئے بقیہ دن امساک کرے۔

(۳): ...... حائضہ عورت جب حیض سے پاک ہو جائے تو یہ بھی تشبہ بالصائمین کرتے ہوئے امساک کرے۔

(۴): ...... حضرت حرامؓ بن ملحان کے تیر لگا تو کہا **فزت ورب الکعبۃ** (بخاری ص ۵۸۷) اور جو خون نکلا اس کو چہرے پر ملنا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس کو کوئی بھی جائز نہیں کہتا۔

(۵): ...... ایک صحابیؓ کا حالتِ احرام میں انتقال ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا سر نہ ڈھانپو۔ ایسے ہی دفن کردو قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔ **عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ خر رجل من بعیرہ فوقص فمات فقال اغسلوہ بمآء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ ولاتخمروا رأسہ فان اللہ یبعثہ یوم القیامۃ ملبیا**[۴]

---

[۱] احتج الشافعیؒ ومن معہ بھذا الحدیث ان خروج الدم وسیلانہ من غیر سبیلین لا ینقض الوضوء فانہ لو کان ناقضا للطھارۃ لکانت صلوۃ الانصاری بہ تفسد اول ما اصابہ الرمی ولم یکن یجوز لہ بعد ذلک ان یرکع ویسجد وھو محدث واحتج اصحابنا الحنفیۃ باحادیث کثیرۃ اقواھا واصحھا ما رواہ البخاری فی صحیحہ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہؓ عن عائشۃؓ قالت " جاءت فاطمۃ بنت ابی حبیش الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ انی امرأۃ استحاض فلا اطھر افادع الصلاۃ قال لا انما ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلاۃ واذا ادبرت فاغسلی عنک الدم قال ھشام قال ابیؓ ثم توضئی لکل صلاۃ حتی یجیٔ ذلک الوقت (عینی ج ۳ ص ۵۱) [۲] (فیض الباری ص ۲۸۳) [۳] (فیض الباری ص ۲۸۳) [۴] مسلم شریف ص ۳۸۴ ج ۱)

جواب (۵):……الزامی جواب یہ ہے۔ کہ بدن بھی ناپاک ہوا ہوگا؟۔ تو نماز کیسے باقی رہی؟[۱]

میرے ترمذی شریف کے استاذ (حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ کامل پوری) نے فرمایا کہ علامہ خطابیؒ نے یہ کہا ہے کہ وہ خون دھار باندھ کر نکلا ہوگا[۲]

علامہ خطابیؒ کے قول کا جواب:…… یہ ہے کہ شروع میں ہوسکتا ہے کہ دہار کی شکل میں نکلا ہو۔ لیکن بعد میں وہ دھار ڈھیلی پڑجاتی ہے۔ تو یقیناً بدن پر بھی خون لگا ہوگا اور خون لگنے سے بدن ناپاک ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے۔

بعض مرتبہ محدثینؒ اپنے مذہب کی تائید میں عجیب وغریب توجیہات کرجاتے ہیں۔ **تقبل وتدبر وتبول** کی توجیہ احنافؒ کے نزدیک تو آسان ہے۔ کہ زمین خشک ہوکر پاک ہوگئی۔ لیکن جو کہتے ہیں کہ پاک نہیں ہوتی تو وہ اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ کتے باہر پیشاب کرکے گزرتے تھے۔ تو حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحبؒ اس کو نقل کرکے فرماتے ہیں کہ ایسے کیوں نہیں کہتے کہ استنجاء بھی باہر سے کرکے گزرتے تھے۔

امام بخاریؒ کی دلیل سابع:……**وقال الحسنؒ مازال المسلمون یصلون فی جراحاتهم**[۳]

اس سے امام بخاریؒ نے یہ استدلال کیا ہے کہ سیلان دم ناقض وضوء نہیں۔

جواب:……احنافؒ کہتے ہیں کہ زخموں کی تین حالتیں ہیں۔ ایک حالت پر آپ محمول کرکے استدلال کرتے ہیں دو حالتوں پر ہمیں محمول کرنے دو۔ اور وہ تین حالتیں یہ ہیں (۱) بہنے والا زخم۔ جسے تم نے مانا۔ ہم کہتے ہیں کہ زخم غیر سائلہ تھے۔ ظاہر ہے کہ جسم پر ہی ہوں گے۔ تو جب نماز پڑھنی ہے تو ان کے ساتھ ہی پڑھیں گے۔ ان کو کوئی اتار کر تو نہیں پھینک سکتے۔ بہرحال سائلہ ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ (۱) کبھی نکل آئے اور کبھی بند ہوجائے۔ (۲) پورا وقت نکلتا رہے۔ اس صورت میں معذور ہوجائے گا۔ اس کا حکم سلسلِ بول اور انفلاتِ ریح والے کا ہے۔ تو ان دو حالتوں پر ہم محمول کرتے ہیں۔ ایک پر تم محمول کرتے ہو[۴]

امام بخاریؒ کی دلیل ثامن:……**وقال طاؤسؒ ومحمد بن علیؒ وعطاءؒ واهل الحجازؒ لیس فی الدم وضوء**[۵]

---

[۱] واما احتجاج الشافعیؒ ومن معه بذلک الحدیث فمشکل جدا لان الدم اذا سال اصاب بدنه وجلده وربما اصاب ثیابه ومن نزل علیه الدم مع اصابة شئ من ذلک وان کان یسیرا لا تصح صلاته عندهم (عینی ج ۳ ص ۵۱) [۲] (فتح الباری ص ۲۸۶) [۳] عینی ص ۵۱ ج ۳ بخاری ص ۲۹ فیض الباری ص ۲۸۳ لامع ص ۸۱) [۴] (فیض الباری ص ۲۸۳ لامع ص ۸۲) [۵] عینی ص ۵۱ بخاری شریف ص ۲۹ فتح الباری ص ۱۴۱ فیض الباری ص ۲۸۳ لامع الدراری ص ۸۲)

جواب (۱):...... یہ ان حضرات کا مذہب ہے۔ ہمارے خلاف حجت نہیں ہے۔

جواب (۲):...... دم غیر سائل پر محمول ہے [۱]

امام بخاریؒ کی دلیل تاسع:...... وعصر ابن عمرؓ بثرا فخرج منه الدم ولم يتوضأ [۲]

جواب (۱):...... یہ اخراج ہے خروج نہیں [۳]

جواب (۲):...... اگر تھوڑا نکل آئے تو آپ کیا حکم لگاویں گے؟

دلیل عاشر:...... وبزق ابن ابی اوفی دما فمضى في صلاته [۴]

جواب (۱):...... تھوک غالب ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر خون غالب ہو تو پھر ٹوٹ جاتا ہے، مذکورہ واقعہ میں بھی تھوک غالب ہوگا اس لئے وضو نہیں ٹوٹتا [۵]

جواب (۲):...... اور اگر خون کو غالب مان لیں۔ تو یہ کہیں گے کہ یہ انکا اپنا مذہب ہے۔ ہمارے خلاف حجت نہیں۔ امام بخاریؒ آثار لا رہے ہیں اور آثار متعارض ہیں۔

دلیل حادی عشر:...... وقال ابن عمرؓ والحسنؒ فی من يحتجم ليس عليه الا غسل محاجمه [۶]

جواب (۱):...... ہوسکتا ہے کہ دم غیر سائل ہو۔ وفی لامع الدراری واما اذا خرج من البثور دما بعصرها فلانه مخرج لا خارج فلا ينتقض الوضوء . [۷]

جواب (۲):...... شرح وقایہ میں آپ نے پڑھا ہے کہ خون نکلا اور ایسی جگہ کی طرف نہیں بہا۔ جس کا غسل میں دھونا ضروری ہے۔ تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا [۸]

---

[۱] (لامع ص ۸۲، فیض الباری ص ۲۸۳) [۲] عینی ج ۳ ص ۵۲، فتح الباری ص ۱۲۱، لامع ص ۸۲، فیض الباری ص ۲۸۳، بخاری شریف ص ۲۹) [۳] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۲) [۴] عینی ج ۳ ص ۵۲، فتح الباری ص ۱۲۱، لامع الدراری ص ۸۲، فیض الباری ص ۲۸۳، بخاری شریف ص ۲۹) [۵] (لامع الدراری ص ۸۲، فیض الباری ص ۲۸۳) [۶] عینی ج ۳ ص ۵۲، بخاری شریف ص ۲۹، ۳۰، فتح الباری ص ۱۲۱، فیض الباری ص ۲۸۳، لامع الدراری ص ۸۳) [۷] (ج ۱ ص ۸۲) [۸] کما فی الهداية . والدم والقيح اذا خرجا من البدن فتجاوزا الى موضع يلحقه حكم التطهير ص ۲۳ مكتبه شركت علميه ملتان

جوابات روایات مرفوعه

(۱):......حدثنا آدم بن ابی ایاسؒ الخ ، قال الصوت یعنی الضرطة۔

جواب (۱):......یہ روایت ہمارے خلاف نہیں ہے۔

جواب (۲):......اگر حصر حقیقی مانتے ہو تو تمہارے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ پیشاب اور پاخانہ بھی غیر حدث ہو جائے گا۔ اور اگر حصر اضافی مانو تو ہمارے بھی خلاف نہیں [۱]

روایت (۲):...... حدثنا ابو الولیدؒ الخ ، لاینصرف حتی یسمع صوتا اویجد ریحا

جواب:......یہ روایت بھی ہمارے خلاف نہیں ہے۔ ورنہ تو مذی اور پیشاب کی صورت میں بھی ماننا پڑیگا کہ ان سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا [۲]

روایت (۳):......حدثنا قتیبة بن سعیدؒ الخ ، کنت رجلا مذاء: امام بخاریؒ خروج مذی سے وضوء ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جواب:......یہ روایت بھی ہمارے خلاف نہیں ہے۔ ہم بھی اس کے قائل ہیں۔

حدثنا سعد بن حفصؒ الخ

حدثنا اسحاق بن منصورؒ اعجلت او قحطت فعلیک الوضوء۔ یہ عدم انزال سے کنایہ ہے۔

اعجلت اور قحطت میں فرق:......کوئی جماع میں شروع ہو جائے اور دخول ہو جائے لیکن بغیر انزال کے علیحدگی ہو جائے۔ اگر یہ جدائی سبب خارجی سے ہے تو اعجلت ہے۔ اور اگر داخلی سے ہے تو **قحطت** ہے۔

لفظ او:......شک راوی کے لئے ہے یا بیان تنویع کے لئے ہے۔ راجح ثانی ہے۔

فعلیک الوضوء:......اس سے آگے سند کا اختلاف ہے۔ الوضوء یہ یا تو لفظ مراد ہے یعنی الوضوء نہیں کہا بلکہ علیک کہا۔ اور یا یہ مطلب ہے کہ یہ پورا جملہ فعلیک الوضوء نہیں کہا [۳] اس صورت میں یہ حدیث جمہورؒ کے خلاف ہی نہ رہی۔ اور اگر خلاف ہو تو جواب یہ ہے یہ منسوخ ہو چکی ہے۔

---

[۱] (لامع الدراری ص ۸۱ ج ۱) [۲] (لامع ج ۱ ص ۸۲ حاشیہ نمبر ۲) [۳] لامع ص ۸۳)

﴿مسئلۂ اِکسال﴾

کسل سستی کو کہتے ہیں۔ کوئی جماع کرنے لگے اور سستی کا شکار ہو جائے۔ تو کیا حکم ہے۔ ابتداء حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عثمانؓ وغیرہ کا مسلک یہ تھا کہ اکسال پر وضوء ہے۔ غسل نہیں ہے۔

دلیل :...... سنن میں ابوسعید خدریؓ کی روایت میں **ان الماء من الماء** [1] کے الفاظ آتے ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں اسی روایت کی وجہ سے اختلاف تھا۔ **ای استعمال ماء الغسل من خروج ماء المنی** ۔ الف لام دونوں جگہ عہدی ہے۔ بعض حضرات غسل کے وجوب کے قائل تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جیسے اور مسائل کی اصلاح ہوئی تو اس مسئلہ کی بھی اصلاح فرمائی گئی، تو انھوں نے صحابہ کرام کو بلایا اور فرمایا کہ تم اصحاب محمد ﷺ ہی اگر اختلاف کرنے لگ جاؤ گے تو بعد میں کیا ہوگا؟ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا اور مسئلہ کی حقیقت جاننا چاہی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں۔ نمائندہ واپس آیا۔ اور حضرت حفصہؓ نے یہ بتلا دیا تھا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس اس کا علم ہے۔ حضرت عائشہؓ کے پاس پیغام بھیجا تو انھوں نے فرمایا **اذا التقی الختان الختان فقد وجب الغسل** (**ترمذی ص ۳۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی**) اور فرمایا **فعلنا واغتسلنا** حضرت عمرؓ نے بعد میں فرمایا اگر اب کسی نے اختلاف کیا تو تعزیر ہوگی۔ اب یہ قطعی مسئلہ ہے۔ کیونکہ اس پر تمام صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہوگیا تھا۔

﴿انما الماء من الماء کی توجیہات﴾

(۱) :...... یہ حدیث حالتِ نوم پر محمول ہے۔ یہ توجیہ ابن عباسؓ نے کی ہے [2]

توجیہ (۲) :...... یہ منسوخ ہے [3]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[1] (ترمذی ص ۳۱ ایچ ایم سعید کمپنی) [2] (مقدمہ فیض الباری ص ۵۳) [3] مقدمہ فیض الباری ص ۵۳)

(۱۳۱)

﴿باب الرجل یوضیٔ صاحبه﴾

جو شخص اپنے ساتھی کو وضو کرائے

(۱۸۰)حدثنا محمدابن سلام قال انا یزید بن هارون عن یحییٰ عن موسیٰ بن عقبة
ہم سے محمد ابن سلام نے بیان کیا، انہیں یزید بن ہارون نے یحیٰی سے خبر دی، وہ موسیٰ بن عقبہ سے
عن کریب مولی ابن عباس عن اسامة بن زید ان رسول اللهﷺ لما افاض من عرفة
وہ کریب ابن عباس کے آزاد کردہ غلام سے وہ اسامہ بن زیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب عرفہ سے چلے تو
عدل الی الشعب فقضیٰ حاجته قال اسامة فجعلتُ اصبُّ
(پہاڑ کی) گھاٹی کی جانب مڑ گئے اور (وہاں) رفع حاجت کی اسامہؓ کہتے ہیں کہ پھر (آپؐ نے وضو کیا اور) میں آپ کے
علیه ویتوضأفقلت یا رسول الله اتصلی قال المصلی امامک
(اعضاء شریفہ) پر پانی ڈالنے لگا اور آپ وضو فرماتے رہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ (اب) نماز پڑھیں گے آپ نے فرمایا، نماز کا موقعہ تمھارے سامنے (مزدلفہ میں) ہے

راجع: ۱۳۹

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

(۱۸۱)حدثنا عمروبن علی قال ثنا عبدالوهاب قال سمعت یحیی بن سعید
ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، ان سے عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے یحیٰی بن سعید سے سنا
یقول اخبرنی سعد بن ابراهیم ان نافع بن جبیر بن مطعم اخبره انه سمع عروة بن المغیرة بن شعبة
انہیں سعد بن ابراہیم نے خبر دی، انہیں نافع بن جبیر بن مطعم نے بتلایا، انہوں نے عروہ بن المغیرہ بن شعبہ سے سنا

يحدث عن المغيرة بن شعبة انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر
وہ مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (وہاں ایک موقع پر)
وانه ذهب لحاجة له وان المغيرة جعل يصب المآء عليه وهو يتوضأ
آپؐ رفع حاجت کے لیے تشریف لیے گئے (جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے) آپؐ نے وضو شروع کیا تو میں آپ (کے اعضاء وضو) پر پانی ڈالنے لگا
فغسل وجهه ويديه ومسح برأسه ومسح على الخفين
آپؐ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا

انظر: ۲۰۳، ۲۰۶، ۳۶۳، ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۴۴۲۱، ۵۷۹۸، ۵۷۹۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

ربط: ...... ماقبل سے ربط دو طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔

(۱)...... اس سے پہلے وضوء کے ٹوٹنے کا ذکر ہے تو جب وضوء ٹوٹے گا تو کرنا بھی پڑے گا تو استعانت بھی ہوگی۔ اس لئے وضو کے ٹوٹنے کے بعد استعانت کا باب باندھ دیا۔

(۲)...... یہ باب فی الباب کے قبیل سے ہے ابھی پہلے باب کے دلائل ختم نہیں ہوئے۔

حدثنی ابن سلام الخ: ...... **فقضی حاجته** اس سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت یعنی خارج من السبیلین سے وضوء ٹوٹا۔

حدثنا عمرو بن علیؒ: ...... **ذهب لحاجة له**۔ دوسری روایت سے بھی پہلے باب کے ساتھ مطابقت ہوگئی۔ تو چونکہ استعانتِ وضوء کا ذکر حدیث میں تھا۔ اس لئے یہ باب بھی باندھ دیا۔

امام بخاریؒ نے من لم یر الوضوء الا من المخرجین کو ثابت کرنے کے لئے گیارہ آثار اور سات احادیث نقل فرمائیں کہ غیر خارج من السبیلین سے وضوء واجب نہیں ہوتا۔

سوال :...... ترجمۃ الباب تو ثابت ہی نہ ہوا۔

جواب :...... استدلال اس طریقہ سے کیا۔ کہ احادیث سے تو ثابت کیا کہ خروج نجاست من احدالسبیلین ناقض ہے۔ اور آثار سے معلوم ہوا کہ خروج نجاست من غیر احد السبیلین ناقض نہیں ہے اس سے بتکلف ترجمۃ الباب مجموعہ سے ثابت کیا۔ کسی ایک سے نہیں۔ احناف ؒ نے جواب میں کہہ دیا الآثار متعارضۃ والحصر لیس بثابت من الاحادیث۔

﴿مسئلہ استعانتِ وضوء﴾

اس میں تفصیل ہے۔ استعانت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) طلب الماء

(۲) صب الماء

(۳) دلک الاعضاء [۱]

استعانتِ وضوء کا حکم:...... استکباراً تو تینوں ناجائز ہیں۔ ضرورۃً تینوں جائز ہیں۔ یہ ہم نے لطیفۃً ذکر کردیا۔ ورنہ تو آپ کو معلوم ہے۔ کہ طلب الماء مطلقاً جائز ہے۔ صب الماء تعلیماً جائز ہے۔ اور دلک الاعضاء ضرورۃً جائز ہے [۲]

☆☆☆☆☆☆

[۱] (لامع ص ۸۳) [۲] (فیض الباری ص ۲۸۳ ج ۱، ۲۸۵، لامع ص ۸۳ ج ۱)

(۱۳۲)

﴿باب قرأة القرأن بعدالحدث وغیره﴾

بے وضو ہونے کی حالت میں تلاوۃ قرآن کرنا

وقال منصورعن ابراهيم لابأس بالقراء ة في الحمام وبكتب الرسالة على غير وضوء وقال حماد عن ابراهيم ان كان عليهم ازارفسلم والافلا تسلم

منصور نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ حمام (غسل خانے) میں تلاوت قرآن میں کچھ حرج نہیں، اسی طرح بغیر وضو خط لکھنے میں (بھی) کچھ حرج نہیں اور حماد نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ اگر اس (حمام والے آدمی کے بدن) پر تہبند ہو تو اس کو سلام کرو، ورنہ مت کرو۔

(۱۸۲)حدثنااسمٰعيل قال حدثني مالک عن مخرمة بن سليمان عن
ہم سے اسماعیل نے بیان کیا ان سے مالک نے مخرمہ بن سلیمان کے واسطے سے نقل کیا، وہ کریب ابن عباس
كريب مولى ابن عباس ان عبدالله بن عباس اخبره انه بات
کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ نے انھیں بتلایا کہ انھوں نے ایک شب
ليلة عند ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم وهي خالته
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اپنی خالہ میمونہؓ کے گھر گزاری (وہ فرماتے ہیں)
فاضطجعت في عرض الوسادة واضطجع رسول الله صلى الله عليه وسلم واهله
کہ میں تکیہ کے عرض (یعنی چوڑائی) کی طرف لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق

في طولها فنام رسول الله ﷺ حتى اذا انتصف الليل

تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ (کچھ دیر کے لئے) سوئے اور جب آدھی رات ہوگئی

او قبله بقليل او بعده بقليل استيقظ رسول الله ﷺ فجلس يمسح النوم عن وجهه بيده

یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد آپؐ بیدار ہوئے تو بیٹھ کر اپنے ہاتھوں کے ساتھ اپنے چہرے سے نیند کے آثار ختم فرمانے لگے

ثم قرأ العشر الآيات الخواتم من سورة ال عمران

(یعنی نیند دور کرنے کے لئے آنکھیں ملنے لگے) پھر آپؐ نے سورۃ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں

ثم قام الى شن معلقة فتوضأ منها فاحسن وضوء ه

پھر ایک مشکیزہ کے پاس جو (چھت) میں لٹکا ہوا تھا آپ کھڑے ہوگئے اور اس سے وضوء کیا خوب اچھی طرح

ثم قام يصلي قال ابن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع

پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہوکر اسی طرح کیا جس طرح آپ نے کیا تھا

ثم ذهبت فقمت الى جنبه فوضع يده اليمنى على راسي واخذ باذني اليمنى يفتلها

پھر جا کر آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا تب آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا بایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے

فصلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين

پھر آپ نے دو رکعتیں پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پڑھ کر

ثم اوتر ثم اضطجع حتى اتاه المؤذن فقام فصلى ركعتين خفيفتين ثم خرج فصلى الصبح

اس کے بعد آپؐ نے وتر پڑھے اور لیٹ گئے پھر جب مؤذن آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے اٹھ کر دو رکعت معمولی (طور پر) پڑھیں پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھائی

راجع: ۸۶

﴿تحقیق وتشریح﴾

قیل مطابقة الحدیث للترجمة فی قراۃ القرآن بعد الحدث وھو انه ﷺ قرأ العشر آلایات من آخر ال عمران بعد قیامه من نومه قبل وضوءہ.

ترجمة الباب کی غرض :...... غیرہ کی ضمیر کا مرجع کے مخفی ہونے کی وجہ سے باب کی غرض مخفی ہوگئی۔

غیرہ :...... کی ضمیر کے مرجع میں احتمالات۔ ضمیر کے مرجع میں تین احتمال ہیں۔

احتمال اول :...... مرجع حدث ہے تو غیر حدث میں دو احتمال ہیں۔(۱) حدث سے چونکہ عام طور پر حدث اصغر مراد ہوتا ہے۔ تو غیر حدث سے مراد حدث اکبر ہوگا۔(۲) غیر حدث سے مراد مظان حدث ہیں۔

احتمال ثانی :...... مرجع قرآن ہے۔ کہ قرآن کے پڑھنے اور غیر قرآن کے پڑھنے کے بیان میں۔ یعنی ذکر وتسبیح وغیرہ مراد ہیں۔

احتمال ثالث :...... ضمیر کا مرجع قرآت ہے۔ یعنی قرآت اور اس کے علاوہ کے بیان میں۔ جیسے قرآن کا چھونا، کتابت وغیرہ۔

اے عزیز طلباء:...... آپ بھی ذرا دریا دلی اور وسعت ظرفی سے کام لیں کہ جتنے احتمال ہیں وہ سب مراد ہیں۔

امام بخاریؒ...... یہ چھ مسئلے جو کہ محتمل ہیں ان سب کے جواز کے قائل ہیں۔ اصل مقصود قرآت قرآن ہی کو بیان کرنا ہے۔

﴿مسئلۂ قرآتِ قرآن﴾

امام اعظمؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ امام مالکؒ...... کے نزدیک بے وضوء قرآت قرآن مطلقا جائز ہے۔ جنبی کے لئے مطلقا جائز نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ ...... کے نزدیک جنبی کے لئے ما دون الآیت جائز ہے کیونکہ اسے قرآن نہیں کہتے۔ مثلاً الحمد للہ کہہ سکتا ہے۔ رحمة اللعالمین، رب العالمین وغیرہ کہہ سکتا ہے۔

امام مالکؒ ...... فرماتے ہیں کہ ایک آیت یا مادون التحدی پڑھ سکتا ہے کیونکہ یہ قرآن نہیں حضرت عمرؓ نے فتبارک اللہ احسن الخالقین کہہ دیا جو ایک آیت ہے تو معلوم ہوا کہ آیت کی تحدی نہیں اور قرآن پاک کی تحدی ہے[1]۔ ظاہریہ کے نزدیک جنبی بھی تلاوت کر سکتا ہے۔

امام بخاریؒ ...... کے ظاہر قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے۔ یعنی ظاہریہ والا مذہب ہے۔

﴿مسئلہ مس قرآن﴾

قرآن کا مس بے وضوء کے لئے جائز نہیں۔ جب حدث اصغر سے جائز نہیں تو حدث اکبر میں بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔ لیکن امام بخاریؒ کے ہاں وسعت ہے کہ قرآت قرآن بھی اور مس قرآن بھی دونوں، دونوں حالتوں حدث، جنابت میں جائز ہیں۔

امام مالکؒ: ...... کے نزدیک بھی حدث اصغر میں مس قرآن جائز ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: ...... قیاس ہے کہ جب حدث اصغر میں قرآت قرآن کر سکتا ہے تو مس بھی جائز ہونا چاہئے

جواب: ...... احنافؒ کہتے ہیں کہ یہ نص کے خلاف ہے۔ کیونکہ نسائی شریف میں روایت ہے لا یمس القرآن الا طاهر[2] آیت سے بھی استنباط ہوتا ہے۔ لوح محفوظ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (پارہ ۲۷ سورۃ الواقعہ) جب لوح محفوظ جہاں سے قرآن آیا ہے۔ اس کو پاک ہی چھوتے ہیں۔ تو قرآن کو بھی پاک ہی چھو سکتے ہیں یہ آیت انشاء نہیں ہے بلکہ خبر ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ استدلال کیا جائے گا یہ حکم نہیں ہے[3]

کتابت قرآن: ...... ہمارے نزدیک بے وضوء کتابت قرآن کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ جب کتابت کرے گا تو جس حصہ پر لکھ لیا گیا ہے وہ صحیفۂ قرآن بن جائے گا۔ تو مس قرآن بے وضوء کے حکم میں ہو جائے گا۔ اس کو ہاتھ لگانا قرآن کو ہاتھ لگانا کہلائے گا۔ لیکن ابھی قرآن بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے تخفیف ہو گئی[5]

امام بخاریؒ کے نزدیک یہاں بھی وسعت ہے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۲۷ ج ۲) [2] هدایه ص ۶۴ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان رواه النسائي في سننه في كتاب الديات وابوداؤد في المراسيل [3] (فیض الباری ص ۳۸۵) [5] (لامع الدراری ص ۸۲)

﴿مسئلہ رؤیتِ قرآن﴾

یہ مطلقاً جائز ہے۔ اصل میں یہ سارا مسئلہ متفرع ہے ایک اور اصولی مسئلہ پر کہ آیا حدث بدن میں کس درجہ سرایت کرتی ہے۔ جس درجہ میں سرایت کریگی اس درجہ میں جائز نہیں ہوگا۔ اور جس درجہ کی سرایت نہیں کریگی۔ اس درجہ کی ممانعت نہیں ہوگی۔ آنکھوں میں نہ حدث اصغر سرایت کرتی ہے۔ نہ حدث اکبر۔ لہذا دیکھنا مطلقاً جائز ہوگا۔ اس لئے کہ آنکھوں کا دھونا نہ وضوء میں ضروری ہے اور نہ غسل میں۔ جب حدث نے سرایت ہی نہیں کیا تو دیکھنا بھی جائز ہے۔

(۱):...... زبان میں حدث اصغر سرایت نہیں کرتا حدث اکبر کرتی ہے لہذا حدث اصغر میں قرآت قرآن جائز ہوگا۔ اکبر میں جائز نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ غسل میں کلی ضروری ہوتی ہے اور وضوء میں نہیں۔

(۲):...... ہاتھ میں چونکہ حدث اصغر اور اکبر دونوں سرایت کرتی ہیں اس لئے مس بالکل جائز نہیں ہے۔

(۳):...... کتابت مس کے تابع ہے۔

﴿مسئلہ قرآت فی المظان﴾

لاباس بالقراۃ فی الحمام :...... اب اس جملہ کا باب کے ساتھ ربط بھی واضح ہوگیا۔ ہمارے (احناف) نزدیک مکروہ ہے۔ اور یہ کراہت لغیرہ ہے۔ موضع نجاست ہونے کی وجہ سے یا ننگے ہونے کی وجہ سے[۱]

لا باس بالقراۃ فی الحمام کا جواب :...... یہ ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے۔ جو ہمارے خلاف حجت نہیں

وبکتب الرسالۃ :...... اس میں ذکر وغیرہ بھی آجاتا ہے[۲]

وقال حمادؒ عن ابراھیمؒ ان کان علیھم ازار فسلم والا فلا تسلم [۳]

بظاہر بے وضوء ہوں گے۔ اس لئے ذکر جائز ہوا۔ کیونکہ سلام من قبیل ذکر ہے۔

عرض الوسادۃ :...... اس کی دو تفسیریں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱):...... وسادہ بمعنی تکیہ۔ اور عرض کہتے ہیں دو لمبائیوں میں سے کم لمبائی یعنی چوڑائی کو کہتے ہیں۔

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۸۵) [۲] (لامع الدراری ص ۸۳) [۳] (عینی ج ۳ ص ۹۳: فتح الباری ص ۱۳۳: لامع ص ۸۳)

(۲): ...... دوسری تفسیر میں عرض بالضم ہے۔وسادہ تکیہ کو بھی کہتے ہیں اور فراش کو بھی۔اور عُرض بمعنی جانب ای طرف الفراش : ...... تو پہلی تشریح کے مطابق حضرت ابن عباسؓ سرہانے کی طرف سوئے اور دوسری تشریح کے مطابق پاؤں کی طرف سوئے [1]

ثم قرأ العشر الایات الخواتم : ......اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

سوال: ......اس سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوا کیونکہ ان آیات کا بعد الحدث پڑھنا ثابت نہیں ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ دیکھو سو کر اٹھے ہیں۔تو آپ ﷺ کی نوم تو ناقض وضوء نہیں ہے۔

جواب(۱): ......نقض وضوء کا کوئی اور سبب تو پایا جا سکتا ہے۔قرینہ اس پر یہ ہے کہ اسی روایت میں آتا ہے ثم قام الیٰ شن معلقة (یعنی لٹکتے ہوئے مشکیزے) (عمدہ ص ۱۲ ج ۳) کی طرف اٹھے اور وضو کیا۔(اصل ترجمہ یہی ہے اور ذکر وغیرہ اس کے تابع ہیں) اس میں استحباب کا بھی احتمال ہے۔لیکن بہر حال قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بے وضوء تھے [2]

جواب(۲): ......فقمت فصنعت مثل ما صنع۔جیسے آنحضرت ﷺ نے کیا ایسے ہی میں نے بھی کیا یہاں سے ترجمہ ثابت ہوا۔کہ میں نے اٹھ کر پہلے بے وضوء آیات پڑھیں پھر وضوء کیا۔ان کی نوم یقیناً ناقض وضوء ہے [3]

(۱۳۳)

﴿باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل﴾

کچھ علماء کے نزدیک صرف شدید بے ہوشی ہی سے وضو ٹوٹتا ہے (معمولی بے ہوشی سے نہیں ٹوٹتا)

---

[1] فتح الباری ص ۱۳۳ حاشیہ نمبر ۳) [2] لامع الدراری ص ۸۳) [3] (فتح الباری ص ۱۳۲)

(۱۸۳)حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن هشام بن عروة عن امرأته فاطمة عن

ہم سے اسماعیل نے بیان کیا ان سے مالک نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے نقل کیا، وہ اپنی بیوی فاطمہ سے، وہ اپنی

جدتها اسمآء بنت ابی بکر انها قالت اتیت عائشةؓ زوج النبی ﷺ حین

دادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ کے پاس ایسے وقت آئی جب

خسفت الشمس فاذا الناس قیام یصلون فاذا هی قآئمة تصلی

سورج گرہن ہورہا تھا اور لوگ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے، کیا دیکھتی ہوں کہ وہ بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہی ہیں (یہ دیکھ کر)

فقلت ما للناس فاشارت بیدها نحو السمآء وقالت سبحان الله فقلت اٰیة

میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ! میں نے کہا کیا یہ کوئی (خاص) نشانی ہے؟

فاشارت ان نعم فقمت حتی تجلانی الغشی وجعلت اصب فوق راسی مآء

تو انہوں نے اشارے سے کہا کہ ہاں تو میں کھڑی ہوگئی (اور نماز پڑھنے لگی) حتیٰ کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی اور اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی

فلما انصرف رسول الله ﷺ فحمد الله واثنیٰ علیه ثم قال مامن شیٔ کنت لم

(نماز پڑھ کر) جب رسول اللہ ﷺ لوٹے تو آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا آج کوئی چیز ایسی نہیں رہی جس کو میں نے

اره الا قد رأیته فی مقامی هٰذا حتی الجنة والنار ولقد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور

اپنی اسی جگہ نہ دیکھ لیا ہو حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ پر وحی کی گئی کہ تم لوگوں کی قبروں میں آزمائش ہوگی

مثل او قریبا من فتنة الدجال لا ادری ایّ ذٰلک قالت اسمآء

دجال جیسی یا اس کے قریب (راوی کا بیان ہے کہ) میں نہیں جانتی کہ اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا

یؤتیٰ احدکم فیقال له ما علمک بهٰذا الرجل

تم میں سے ہر ایک کے پاس (فرشتے بھیجے جائیں گے اور) اس سے کہا جائیگا کہ تمہارا اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کے بارے میں کیا خیال ہے؟

فاما المؤمن او الموقن لاادری ای ذلک قالت اسمآء فیقول ھو محمد رسول اللہ
پھر اسماءؓ نے ایماندار کہا یا یقین رکھنے والا کہا، مجھے یاد نہیں (بہر حال وہ شخص) کہے گا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
جآء نا بالبینات و الھدیٰ فاجبنا وآمنا و اتبعنا
ہمارے پاس نشانیاں اور ھدایت کی روشنی لے کر آئے ہم نے (اسے) قبول کیا (اس پر) ایمان لائے اور (ان کا) اتباع کیا
فیقال نم صالحا قد علمنا ان کنت لمؤمنا واما المنافق او المرتاب
پھر (اس سے) کہہ دیا جائیگا کہ نیک بختی کے ساتھ آرام کر، ہم جانتے تھے کہ تو مؤمن ہے اور بہر حال منافق یا شکی آدمی
لا ادری ای ذلک قالت اسمآء فیقول لاادری سمعت الناس یقولون شیئا فقلته
اسماء نے کونسا لفظ کہا، مجھے یاد نہیں، (جب اس سے پوچھا جائیگا) کہے گا کہ میں (کچھ) نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کہتے سنا وہی میں نے بھی کہہ دیا

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب :...... اس باب سے مقصود ان لوگوں کی رد ہے جو غشی کو نقض وضوء کے باب میں عام رکھتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہر قسم کی غشی ناقض ہے۔ اور یہ باب احناف کی تائید ہے[۱] اس باب کی حدیث پر پہلے بھی ترجمہ قائم ہو چکا ہے باب من اجاب الفتیا باشارۃ الید والرأس[۲] غشی کا معنی ڈھانپ لینا۔ مثقل بمعنی بوجھ ڈالنے والی۔

تمہید کے طور پر چار الفاظ کی تشریح:...... مسئلہ سمجھنے سے پہلے چار لفظوں کی تشریح سمجھنی ضروری ہے۔ وہ چار لفظ یہ ہیں۔ ۱۔ غشی ۲۔ اغماء ۳۔ جنون ۴۔ سکر

(۱):...... غشی غشاوۃ سے ہے بمعنی ڈھانپ لینا۔ یہ ایک دماغی مرض ہے جس سے انسان کے حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر (۱) مثقل (۲) غیر مثقل۔

[۱] (لامع ص ۸۵، فتح الباری ص ۱۴۳، تقریر بخاری ص ۴۸ ج ۲) [۲] (بخاری شریف ص ۱۸ ج ۱)

(۲) :...... ثانی کو اغماء کہتے ہیں۔یعنی حواس پر ہی معمولی اثر ہو تو یہ اغماء ہے۔اور اگر دل پر بھی اثر ہوجائے تو غشی ہے۔(یہ دو لفظ ہوئے اغماء اور غشی کہیں یا غشی مثقل اور غیر مثقل کہیں) [۱]

(۳) :...... جنون اس میں عقل بالکل سلب ہوجاتی ہے۔جنون کے معنی بھی ڈھانپ لینا اس میں عقل کو بخارات ڈھانپ لیتے ہیں۔

جنون اور غشی میں فرق :...... طبی لحاظ سے ان دونوں میں فرق ہے۔جنون میں باقی اعضاء قوی ہوجاتے ہیں عقل سلب ہوجاتی ہے۔غشی اور اغماء میں باقی اعضاء بھی ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

(۴) :...... امور خارجیہ کی وجہ سے اگر حواس معطل ہوجائیں تو سکر ہے۔

سکر اور غشی میں فرق :...... اگر امور خارجیہ کی وجہ سے حواس معطل ہوجائیں تو سکر ہے، ورنہ غشی ہے۔

وجعلت اصب فوق رأسي :...... سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا کیونکہ اس کے حواس حاضر تھے ورنہ پانی کا پتہ نہ چلتا اور نہ ڈال سکتی [۲]

فيقال له ماعلمک بهٰذا الرجل :...... اس پر الخیر الساری فی تشریحات البخاری ص ۱۶۹ ج ۱ پر مفصل بحث ہو چکی ہے وہاں اس کی کئی توجیہات بیان کی جا چکی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں: جن میں سے بعض یہ ہیں ......

(۱) :...... متقدمین نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کا جسم مثالی پیش کیا جاتا ہے۔یعنی صورت دکھا کر سوال کیا جاتا ہے؟

(۲) :...... آپ ﷺ کی صفات بیان کر کے سوال کیا جاتا ہے کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(۳) :...... اصل میں بمحمد ہے (ﷺ) جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کسی راوی نے بهٰذا الرجل بنادیا

(۴) :...... کہ فرشتہ بهٰذا الرجل کے ساتھ دریافت کرے گا۔کیونکہ امتحان مقصود ہے اور امتحان میں اخفاء ہوتا ہے۔

(۵) :...... وہ عالم برزخ ہے اس لئے پردے حائل نہ ہوں گے اس وجہ سے حضور اقدس ﷺ اپنی قبر اطہر ہی سے لوگوں کو نظر آجائیں گے اور فرشتہ آپ ﷺ کی طرف اشارہ کر کے سوال کرے گا [۳]

---

[۱] (فیض الباری ۲۸۶) [۲] (لامع ص ۸۵ حاشیہ نمبر ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۳۹ ج ۲)

(۱۳۴)

باب مسح الرأس كله لقوله تعالىٰ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ

پورے سر کا مسح کرنا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے اپنے سروں کا مسح کرو

وقال ابن المسيب المرأة بمنزلة الرجل يمسح علىٰ رأسها وسئل مالك ايجزئ ان يمسح بعض رأسه فاحتج بحديث عبداللهؓ بن زيدؓ

اور ابن مسیب نے کہا ہے کہ سر کا مسح کرنے میں عورت مرد کی طرح ہے وہ (بھی) اپنے سر کا مسح کرے امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ کیا سر کے کچھ حصے کا مسح کرنا کافی ہے تو انہوں نے دلیل میں عبداللہ بن زید کی (یہ) حدیث پیش کی یعنی پورے سر کا مسح کرنا چاہیے۔

(۱۸۴) حدثنا عبداللّٰہ بن يوسف قال انا مالك عن عمرو بن يحيىٰ المازني عن ابيه ان
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انہیں مالک نے عمرو بن یحییٰ المازنی سے خبر دی، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
رجلا قال لعبدالله بن زيد وهو جد عمرو بن يحيىٰ اتستطيع ان تريني كيف كان
ایک آدمی نے عبداللہ بن زیدؓ سے جو عمرو بن یحییٰ کے دادا ہیں، پوچھا کہ کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ
رسول الله ﷺ يتوضأ فقال عبدالله بن زيد نعم فدعا بمآء
رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے، عبداللہ بن زیدؓ نے کہا کہ ہاں، تو انہوں نے پانی کا برتن منگوایا، (پانی پہلے
فافرغ علىٰ يده فغسل يديه مرتين ثم مضمض واستنثر ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا
اپنے ہاتھوں پر ڈالا، دو مرتبہ ہاتھ دھوئے، پھر تین مرتبہ کلی کی، تین بار ناک صاف کی، پھر تین دفعہ چہرہ دھویا

ثم غسل يديه مرتين مرتين الیٰ المرفقين ثم مسح راسه بيديه فاقبل بهما وادبر
پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی اپنے ہاتھ (پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے
بدأ بمقدم راسه حتیٰ ذهب بهما الیٰ قفاه ثم ردهما الى المكا ن الذی بدأمنه
(مسح) سر کے ابتدائی حصے سے شروع کیا پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جا کر وہیں واپس لائے جہاں سے (مسح) شروع کیا تھا
ثم غسل رجليه.
پھر اپنے پاؤں دھوئے۔

انظر: ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۷، ۱۹۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ثم مسح راسه الخ

ربط:...... امام بخاریؒ نے مغسولات سے فراغت حاصل کر لی تو اب ممسوحات کا ذکر فرما رہے ہیں۔

غرض الباب:...... امام بخاریؒ نے لفظ کُلّه ذکر کے مالکیہؒ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔ امام بخاریؒ نے وامسحوا برؤسكم [۱] سے استدلال کیا ہے۔ کہ محل مسح راس ہے۔ اس لئے تمام راس پر مسح کیا جائے گا۔ گویا یہ ان کی پہلی دلیل ہوئی۔

مسح راس میں اختلاف:...... اس میں تین مذہب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) امام احمدؒ اور امام مالکؒ اور امام بخاریؒ:...... استیعاب کے قائل ہیں [۲]

(۲) امام شافعیؒ:...... کے نزدیک مطلق سر کا مسح فرض ہے۔ ولو بقدر ثلث شعرات.

(۳) امام ابو حنیفہؒ:...... کے نزدیک مقدار ناصیہ فرض ہے۔

امام بخاریؒ کی دوسری دلیل:...... حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی روایت ہے [۳] ثم مسح راسه بيديه فاقبل بهما وادبر بدابمقدم راسه حتى ذهب بهما الیٰ قفاه۔ (الحدیث)

---

[۱] (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۶) [۲] (تقریر بخاری ص ۳۹ ج ۲) [۳] (عینی ج ۳ ص ۱۸)

جواب :...... ان دونوں دلیلوں کا جواب یہ ہے کہ ان دلائل سے ثبوت استیعاب ہے نہ کہ فرضیت استیعاب کما فی لامع الدراری ص ۸۵ وقد ثبت مسحه والجواب معلوم ولا یضر مسحه کله ای کل الراس علیٰ سبیل السنة الخ، اگر استیعاب فرض ہوتا تو اس سے کم پر اکتفاء آپ ﷺ سے ثابت نہ ہوتا۔ حالانکہ مقدار ناصیہ پر اکتفاء ثابت ہے۔ جیسا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت[1] عن مغیرة بن شعبة ان رسول الله ﷺ توضأ ومسح علیٰ ناصیته الخ) میں ہے اور ایسے ہی حضرت انس کی روایت ہے بدأ بمقدم رأسه[2]

قال ابن المسیب المرأة بمنزلة الرجل تمسح علی رأسها:......

غرض البخاریؒ من هذا الاثر :...... امام بخاریؒ اس سے ان لوگوں پر رد کرنا چاہتے ہیں جو ربیع علی الخمار پر مسح کے قائل ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ میں مردوں اور عورتوں کا حکم یکساں ہے۔ اور احناف بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام بخاریؒ کی طرح احناف بھی مسح علی الخمار کے قائل نہیں ہیں[3]

حدثنا عبد الله بن یوسفؒ الخ :...... ان رجلا وهو جد عمرو بن یحییٰ۔ اس رجل کا مصداق عمروؒ بن ابی الحسنؒ ہے[4]

اشکال :...... اس سے مراد عمروؒ بن یحییٰؒ کا دادا عمارہ ہے۔ نسب یوں ہے۔ عمرو بن یحیی بن عمارة بن ابی الحسن۔ رجل سائل عمرو بن ابی الحسن ہے عمارة بن ابی الحسن نہیں ہے۔ جب کہ دادا عمارة بن ابی الحسن ہے[5]

جواب :...... عمارۃ عمرو کا بھائی ہے۔ تو دادا کا بھائی بھی دادا ہوتا ہے[6]

سوال :...... عبداللہ بن زیدؓ سے کون مراد ہے؟

جواب :...... عبداللہ بن زید دو ہیں (۱) عبداللہ بن زید بن عبدربہ (۲) عبداللہ بن زید بن عاصم۔ اور یہاں یہ دوسرے مراد ہیں۔ پہلے والے صاحب اذان ہیں۔ ان سے اذان والی ایک ہی روایت ہے۔

ثم مسح رأسه بیدیه:......

---

[1] (هدایہ ص ۷ المکتبہ شرکت علمیہ اور مسلم شریف ص ۱۳۴ میں ہے اور ابوداؤد شریف ص ۲۲ ج ۱ پر ہے) [2] (ابوداؤد ص ۱۸ ج ۱) [3] (فیض الباری ص ۲۸۶ البتہ امام احمدؒ کے نزدیک عورت کے لئے استیعاب شرط نہیں ہے تقریر بخاری ص ۳۹ ج ۲) [4] (فتح الباری ص ۱۳۵) [5] (فتح الباری ص ۲۸۹) [6] (فتح الباری ص ۱۳۵)

کیفیت مسح:...... مسح ایک ہاتھ سے ہو یا دو ہاتھ سے۔ایک مرتبہ ہو یا بار بار۔سب جائز ہیں بشرطیکہ ہر امام کی مقدار مفروضہ پوری ہو جائے۔

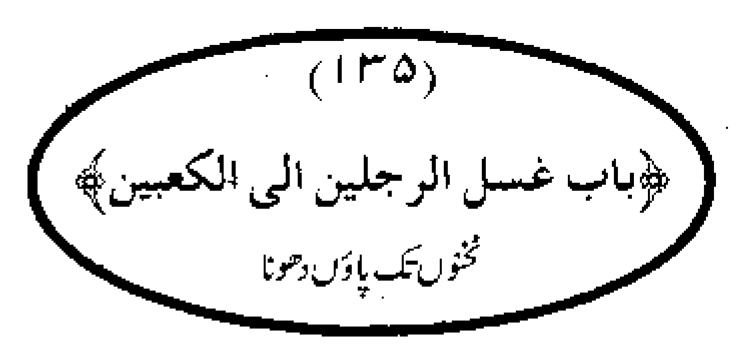
اقبل بهما وادبر:...... یہ اجمال ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے بدأ **بمقدم رأسه حتى ذهب بهما الى قفاه ثم ردهما الى المكان الذى بدأ منه**.

سوال:......اجمال اور تفصیل میں مطابقت نہیں ہے۔کیونکہ اقبال پیچھے سے آگے آنے کو کہتے ہیں،جیسے اقبل الیٰ اور ادبار آگے سے پیچھے کی طرف جانے کو کہتے ہیں۔تو اجمال اور تفصیل میں مطابقت نہیں۔اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

جواب (۱):......واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے بلکہ مطلق جمع کے لئے ہے اجمال سے اتنی بات معلوم ہوئی کہ دونوں عمل کئے اور پہلے کونسا کیا یہ تفصیل سے معلوم ہو گیا [۱]

جواب (۲):...... فعل جیسے کبھی انتہاء ماخذ کے لئے ہوتا ہے۔ایسے ہی کبھی ابتداً ماخذ کے لئے ہوتا ہے تو یہاں بھی ابتداً ماخذ کے لئے ہے۔اور ماخذ قبل ہے ای بدأ **بمقدم رأسه**.

جواب (۳):...... یہ محاورات پر محمول ہے۔جیسے پیچھے سے آگے آنے کو اقبال کہتے ہیں۔ایسے ہی محاورے میں آگے سے پیچھے آنے کو بھی اقبال کہہ دیتے ہیں۔



[۱] (فتح الباری ص ۲۹۶)

(۱۸۵)حدثنا موسیٰ قال نا وھیب عن عمرو عن ابیه شهدت
ہم سے موسیٰ نے بیان کیا انہیں وہیب نے عمرو سے انہوں نے اپنے باپ (یحییٰ) سے خبر دی انہوں نے کہا کہ میری موجودگی میں
عمروبن ابی حسن سأل عبداللہ بن زید عن وضوء النبی ﷺ فدعا بتور من مآء
عمرو بن ابی حسن نے عبداللہ بن زیدؓ سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے پانی کا طشت منگوایا
فتوضأ لهم وضوء النبی ﷺ فاکفأ علی یدیه من التور فغسل یدیه ثلثا
اور ان (پوچھنے والوں) کے لئے رسول اللہ ﷺ کے وضو جیسا وضو کیا (پہلے) طشت سے اپنے ہاتھوں پر پانی گرایا پھر تین بار اپنے ہاتھ دھوئے
ثم ادخل یده فی التور فمضمض واستنشق واستنثر ثلث غرفات
پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا (پانی لیا) پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ناک صاف کی تین چلوؤں سے
ثم ادخل یده فغسل وجهه ثلثا ثم ادخل یده فغسل
پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور تین مرتبہ اپنا منہ دھویا پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا پھر اپنے دونوں
یدیه مرتین الی المرفقین ثم ادخل یده فمسح رأسه
ہاتھ کہنیوں تک دوبار دھوئے پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا
فاقبل بهما وادبر مرة واحدة ثم غسل رجلیه الی الکعبین
(پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے ایک بار پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پاؤں دھوئے

راجع: ۱۸۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ماقبل سے ربط:......

(۱)...... چونکہ قرآن مجید میں بھی مسح راس کے بعد غسل رجلین کا ذکر ہے۔ ایسے ہی یہاں کیا۔

(۲)...... بعض نے کہا ہے کہ دراصل استیعاب کی اہمیت بیان کرنے کے لئے یہ باب باندھا ہے۔ جیسے غسل رجلین میں

استیعاب ہے ایسے ہی مسح راس میں بھی استیعاب ہے۔اس طرح یہ ماقبل کا تتمہ ہوا۔گویا یہ امام مالکؒ کی تیسری قیاسی دلیل ہوئی۔تو احناف کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

جواب (۱):...... یہ قیاس معارض نص ہے۔لہٰذا قابل حجت نہ رہے گا۔

جواب (۲):...... اگر مسح راس میں بھی استیعاب ہوتا تو اس کی بھی غایت ذکر کی جاتی کیونکہ جس کا استیعاب مقصود ہوتا ہے اس کے لئے غایت ذکر کی جاتی ہے۔

جواب (۳):...... الزامی جواب یہ ہے کہ خفین پر بھی مسح کیا جاتا ہے۔وہاں کوئی بھی استیعاب کا قائل نہیں ہے۔

اشکال:...... خفین پر تو آپ نے قیاس کیا تیمم پر کیوں نہیں قیاس کر لیتے؟ وہاں تو استیعاب ہے۔

جواب:...... حقیقت یہ ہے کہ ممسوحات میں جہاں استیعاب ہوتا ہے تو وہ کسی عارض کی وجہ سے ہوتا ہے اور تیمم میں استیعاب لحق خلافت الوضوء ہے۔ورنہ ممسوحات میں استیعاب شرط نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۳۶)

باب استعمال فضل وضوء الناس وامر جرير بن عبدالله اهله ان يتوضؤوا بفضل سواكه

لوگوں کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا، جریر ابن عبداللہؓ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے مسواک کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر لیں یعنی مسواک جس پانی میں ڈوبی رہتی تھی اس پانی سے گھر کے لوگوں کو وضو کرنے کیلئے کہتے تھے

(۱۸۶)حدثنا آدم قال ثنا شعبة قال ثنا الحكم قال سمعت ابا جحيفة يقول

ہم سے آدم نے بیان کیا،ان سے شعبہ نے ان سے حکم نے انہوں نے ابوجحیفہ سے سنا،وہ کہتے تھے کہ

خرج علينا النبي ﷺ بالهاجرة فاتي بوضوء فتوضأ

(ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے وضو فرمایا

فجعل الناس ياخذون من فضل وضوءه فيتمسحون به فصلى النبي ﷺ

تو لوگ آپ کے وضو کا بقیہ پانی پینے لگے اور اسے (اپنے بدن پر) ملنے لگے، پھر آپ ﷺ نے

الظهر ركعتين و العصر ركعتين وبين يديه عنزة

ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ ﷺ کے سامنے (بطور سترہ) ایک نیزہ (گڑا ہوا) تھا (دوسری حدیث میں)

وقال ابو موسىٰ دعا النبي ﷺ بقدح فيه مآء فغسل يديه و وجهه فيه

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا اس سے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اور اپنا منہ اس پیالہ میں دھویا

ومج فيه ثم قال لهما اشربا منه وافرغا علىٰ وجوهكما ونحوركما

اور اس میں کلی فرمائی، پھر فرمایا تم لوگ اس کو پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو

انظر: ۳۷۶،۴۹۵،۴۹۹،۵۰۱،۶۳۳،۶۳۴،۳۵۵۳،۳۵۶۶،۵۷۸۶،۵۸۵۹

ابو جحيفة بضم الجيم وفتح الهاء المهملة وسكون الياء نام : وهب بن عبدالله الثقفي الكوفي.

(۱۸۷)حدثنا علي بن عبدالله قال ثنا يعقوب بن ابراهيم بن سعد قال ثنا ابي

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا ان سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ان سے ان کے باپ (ابراہیم) نے

عن صالح عن ابن شهاب قال اخبرني محمود بن الربيع وهو الذي مج

انہوں نے صالح سے سنا،انہوں نے ابن شہاب سے انہیں محمود بن الربیع نے خبر دی، ابن شہاب کہتے ہیں کہ محمود ہی

رسول اللہ ﷺ فی وجهه وهو غلام من بئرهم وقال عروة
ہیں کہ جب وہ چھوٹے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے کنویں (کے پانی) سے ان کے منہ میں کلی کی تھی، اور عروہ نے
عن المسور وغيره يصدق كل واحد منهما صاحبه
اسی حدیث کو مسور وغیرہ سے روایت کیا ہے اور ہر ایک (راوی) ان دونوں میں سے ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے
و اذا توضأ النبی ﷺ كادوا يقتتلون على وضوءه
کہ جب رسول اللہ ﷺ وضو فرمایا کرتے تھے تو آپ ﷺ کے بچے ہوئے وضو کے پانی پر صحابہ جھگڑنے کے قریب ہوجاتے تھے
راجع: ۷۷

﴿تحقیق وتشریح﴾

هذا الحديث يطابق الترجمة اذا كان المراد من قوله يأخذون من فضل وضوئه ماسال من اعضاء النبی ﷺ وان كان المراد منه الماء الذی فضل عنه فی الوعاء فلا مناسبة اصلا

ربط: ......اس باب کا ربط مسح راس سے ہے۔ جب پانی لیکر مسح شروع کیا اب جب آگے شروع کیا تو گویا ماء مستعمل استعمال کررہا ہے۔ تو ماء مستعمل کا مطہر ہونا ثابت ہوا۔ لیکن ہم اس سے آگے کی بات کرتے ہیں کہ مستعمل جب ہوگا جب ہاتھ سر سے جدا ہوجائے۔ لہٰذا ہم ہاتھ کو سر سے جدا نہیں ہونے دیں گے۔

غرض الباب:......

(۱)......ماء مستعمل کے استعمال کا جواز ثابت کرتا ہے۔

(۲)......وضوء سے بچے ہوئے پانی کے استعمال کا جواز ثابت کرنا تو فضل ماء کی دو صورتیں ہوئی۔ ایک بقیہ پانی۔ دوسرا ماء تقاطر یعنی وہ پانی جو اعضاء پر بہایا جائے اس کے بعد جو قطرے گریں اس کو ماء مستعمل کہتے ہیں۔ ماء مستعمل کے بارے میں احنافؒ سے تین روایتیں ہیں (۱) نجس بنجاست غلیظه (۲) نجس بنجاست خفيفه (۳) طاهر۔ مالکیہؒ کے ہاں طہور ہے اور شوافعؒ وحنابلہؒ کے یہاں طاہر ہے [۱]

[۱] تقریر بخاری ص ۱۱۵ ج ۲۔ لامع ص ۸۶)

راجح اور مفتیٰ به مذهب :...... یہ ہے کہ ماء مستعمل پاک ہے۔اس لئے کہ اس کی گناہوں سے تلویث چکی ہوتی ہے ۔اس طرح کہ وضو کرتے وقت گناہ جھڑتے ہیں ۔اور گناہ نجاست باطنی ہیں حسی نہیں ۔لہذا نجس تو نہیں کہیں گے۔چونکہ ماء مطلق بھی نہیں رہا۔اس لئے مطہر بھی نہیں کہیں گے۔لہذا طاہر غیر مطہر ہوا۔[1]

وجه اختلاف روایات احناف :...... متوضی چونکہ تین قسم پر ہے۔اس لئے یہ روایتیں تین قسم پر ہیں ۔جیسے نجاست ظاہری غلیظہ بھی ہوتی ہے۔اور خفیفہ بھی۔اسی طرح نجاست باطنی ہے۔اگر گناہ کبیرہ دھل رہا ہو تو نجس بنجاست غلیظہ ہے۔ورنہ نجس بنجاست خفیفہ۔اور کوئی متوضی نیک ہو تو طاہر ہے۔اس لئے روایات مختلف ہوگئیں۔

امام بخاریؒ تو مالکیہ والا مذہب طہوریت ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔فضل وضوء سے ان کو کوئی بحث نہیں۔[2]

وامر جریرؓ بن عبدالله اهله ان یتوضؤوا بفضل سواکه:......

روایت جریر کا جواب :...... جریر بن عبداللہؓ کا فعل ہمارے خلاف حجت نہیں ۔کیونکہ یہ ان کا اپنا فعل ہے۔

سوال :...... اس کا ترجمۃ الباب سے کیا ربط ہے۔

جواب (۱) :...... جریر بن عبداللہؓ مسواک منہ میں ڈالتے پھر چباتے پھر ڈالتے ۔اس طرح وہ پانی مستعمل ہو جاتا۔تو فضل وضوء سے ربط ہو گیا۔

جواب (۲):...... مسواک بھی تو وضو کا ایک حصہ ہے ۔جیسے وضوء **مطهرة للبدن** ہے اسی طرح مسواک **مطهرة للفم** ہے

قال ابوموسی ..... ثم قال لهما:...... ایک خود راوی ابوموسیٰؓ ہیں اور دوسرے حضرت بلالؓ ہیں اور اس روایت پر دوسرا باب (کتاب العلم میں) **متی یصح سماع الصغیر** قائم کیا ہے۔

وهو الذی مج رسول ﷺ فی وجهه وهو غلام کے جوابات :......

جواب (۱):...... اس سے زیادہ سے زیادہ طاہر ہونا ثابت ہوا اس کے ہم بھی قائل ہیں۔

---

[1] (فیض الباری ص ۲۸۹) [2] (فیض الباری ص ۲۸۹)

جواب (۲) :...... حضورﷺ کے ماء مستعمل کا ذکر ہے۔اس میں آپؐ کی خصوصیت بھی ہو سکتی ہے۔

وقال عروة عن المسور :...... یہ صلح حدیبیہ کی ایک طویل روایت کا حصہ ہے جو کتاب الشروط میں آرہی ہے اس میں یہ ہے کہ عروہ نے جا کر دیکھا کہ حضور ﷺ وضو فرما رہے تھے اور صحابہ کرامؓ اس پانی پر جو گر رہا تھا ٹوٹ پڑے تھے وہ جب قریش کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں گیا ہوں کسی کے مصاحبین اس طرح اس کی عزت نہیں کرتے جس طرح محمد ﷺ کے اصحاب کرتے ہیں کہ ان کے وضو کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتوں میں لیکر چہرے اور سینے پر مل لیتے ہیں الخ یہ حدیث بھی اس پر دلیل ہے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں فضل ماء سے ماء مستعمل مراد لیا ہے۔

(۱۳۷) باب

(۱۸۸) حدثنا عبدالرحمن بن یونس قال حدثنا حاتم بن اسمٰعیل عن الجعد
ہم سے عبدالرحمن بن یونس نے بیان کیا، ان سے حاتم بن اسماعیل نے جعد کے واسطے سے بیان کیا انہوں نے سائب
قال سمعت السائب بن یزید یقول ذهبت بی خالتی الی النبیﷺ فقالت یا رسول الله
بن یزید سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میری خالہ مجھے نبیﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)
ان ابن اختی وقع فمسح رأسی ودعا لی بالبرکة ثم توضأ
میرا بھانجا بیمار ہے تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر آپؐ نے وضو کیا
فشربت من وضوئه ثم قمت خلف ظهره فنظرت الی خاتم النبوة
اور میں نے آپؐ کے وضو کا پانی پیا پھر میں آپؐ کے پس پشت کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی
بین کتفیه مثل زر الحجلة
جو آپؐ کے مونڈھوں کے درمیان تھی، وہ ایسی تھی جیسے گھنڈی یا کبوتر کا انڈا

انظر: ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۵۶۷۰، ۶۳۵۲

السائب بن یزید: کل مرویات: ۵

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة ان کان المراد من قوله فشربت من وضوء ه الماء الذی یتقاطر من اعضاء ه الشریفة وان کان المراد من فضل وضوء ه فلا مطابقة

﴿تحقیق وتشریح﴾

هو ساکن موقوف بدون ترجمة لیکون فاصلا الحدیث السابق واللاحق مع مناسبة بینهما ۱؎

حضرت گنگوہیؒ کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آنے والی روایت میں احتمال یہ ہے کہ ماء باقی فی الاناء مراد ہو تو باب اول کے مغائر ہوگی یا ماء مستعمل فی الاعضاء ہو تو موافق ہوگی اور اس میں خاتم کا بھی ذکر تھا اس لئے تنبیہ کے واسطے باب باندھ دیا۔ ۲؎

(۱۳۸)

﴿باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة﴾

ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا

(۱۸۹) حدثنا مسدد قال ثنا خالد بن عبداللہ قال ثنا عمرو بن یحییٰ عن ابیه
ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے خالد بن عبداللہ نے، ان سے عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ کے واسطے سے بیان کیا
عن عبداللہ بن زید انه افرغ من الاناء علیٰ یدیه
وہ عبداللہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ (وضو کرتے وقت) انہوں نے برتن سے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا

۱؎ (بخاری شریف ص ۳۱ بین السطور) ۲؎ (تقریر بخاری ص ۵۲ ج ۲)

فغسلهما ثم غسل او مضمض واستنشق من كفة واحدة ففعل ذلك ثلثا
پھر انہیں دھویا، پھر اپنا منہ دھویا (یا یوں کہا کہ) کلی کی اور ناک میں ایک چلو سے پانی ڈالا تین بار ایسا ہی کیا
فغسل يديه الى المرفقين مرتين مرتين ومسح براسه ما اقبل وما ادبر
پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو بار دھوئے، پھر سر کا مسح کیا، (اگلی جانب اور پچھلی جانب کا)
وغسل رجليه الكعبين ثم قال هكذا وضوء رسول الله ﷺ
اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو اسی طرح ہوتا تھا

راجع: ۱۸۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

ربط وغرض: ...... وہی مستعمل پانی کی بات ہے۔ کہ اس کا استعمال جائز ہے۔ جیسے مسح راس میں مستعمل ماء کا استعمال لازم آتا ہے۔ ایسے ہی ایک چلو سے کلی کرے اور ناک میں بھی ڈال لے۔ خاص طور پر جب چھ کام کریں (چھ کام سے مراد تین بار منہ میں پانی ڈالنا اور تین بار ناک میں پانی ڈالنا) تو بدرجہ اولی ماء مستعمل کا استعمال لازم آئے گا۔

حدثنا مسدد: ...... **واستنشق من كفة واحدة**۔ امام بخاریؒ نے **من كفة واحدة** سے استدلال کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ کے مذہب کی تائید کی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک افضل یہ ہے۔ کہ ایک ہی چلو سے مضمضہ اور استنشاق کیا جائے۔ کہ پہلے مضمضہ تین مرتبہ پھر اسی سے استنشاق تین مرتبہ۔ عند الجمہورؒ ...... افضل مضمضہ اور استنشاق میں یہ ہے کہ ہر ایک عمل علیحدہ چلو سے کیا جائے۔ چھ چلوؤں سے چھ عمل۔

تحقیق مسئلہ اور اختلاف ائمہ: ...... مضمضہ اور استنشاق فصلاً ہونا چاہیے یا وصلاً۔ اس میں ائمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے اور وہ یہ ہے۔

امام شافعی کا مذہب: ...... کہ آپ وصلاً کے قائل ہیں۔

مذہبِ جمہورؒ:...... اکثر ائمہ فصلاً کے قائل ہیں۔

وصلاً کی تعریف یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے مضمضہ اور استنشاق کیا جائے۔

فصلاً کی تعریف یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق مختلف چلوؤں سے کیا جائے۔

فصل اور وصل کے لحاظ سے کئی احتمالات ہیں وہ سب جائز ہیں [1]

فصلی اور وصلی احتمالات:......(۱)......غرفۂ واحدہ اور وصلاً۔یعنی تین کلیاں اور تین استنشاق باری باری۔

(۲):...... غرفۂ واحدہ فصلاً یعنی پہلے تین مضمضے اور پھر تین استنشاق۔

(۳):...... دو غرفوں سے۔اس میں فصلا ہی جاری ہو سکتا ہے۔

(۴):...... تین غرفوں یعنی تین چلوؤں سے مضمضہ اور استنشاق۔یہ صورت صرف وصل کا احتمال رکھتی ہے۔

(۵):...... چھ چلو۔پہلے تین مضمضے اور پھر تین استنشاق۔

شوافع:...... وصل کے قائل ہیں اور **احناف**ؒ فصل کے قائل ہیں۔ظاہر بات ہے کہ راجح وہ ہوگا جو زیادہ انقی ہوگا یعنی جس میں صفائی زیادہ ہو۔روایت الباب چونکہ جمہورؒ کے خلاف ہے تو جمہورؒ کے پاس بھی کوئی دلیل ہونی چاہئے۔صرف قیاس تو روایت کے مقابلے میں کافی نہیں ہے۔

دلیل جمہورؒ:...... حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ سے طریقۂ وضوء کی روایات کثرت سے منقول ہیں۔اور یہ حضرات منبر پر تشریف فرما کر تعلیم دیتے تھے۔دونوں سے صحیح ابن سکن میں منقول ہے۔افرد ۱۱ لمضمضة والاستنشاق (فیض الباری ج ۱ ص ۲۹۳)۔اب جب روایت کے مقابلے میں روایت آگئی تو اب توجیہ بھی چل سکے گی۔اور اس کی کئی توجیہات کی گئی ہیں۔بعض یہ ہیں۔

توجیہ اول:...... یہ جواز پر محمول ہے [2]

توجیہ ثانی:...... علامہ سرخسیؒ سے منقول ہے کہ من کفة واحدة سے بیان کیفیت مضمضہ واستنشاق ہے نہ

[1] (فیض الباری ص ۲۹۰) [2] (فیض الباری ص ۲۹۳)

کہ عدد۔ یعنی صرف دایاں ہاتھ استعمال کیا۔ عام طور پر چونکہ بایاں ہاتھ سے ناک صاف کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہم ہوتا تھا کہ مضمضہ تو دائیں ہاتھ سے کیا ہوگا اور استنشاق بائیں ہاتھ سے۔ تو اس وہم کو من کفة واحدة کہہ کر دور کر دیا۔ کہ ناک میں بھی پانی دائیں ہاتھ سے ڈالا۔

توجیہ ثالث :...... عام طور پر جب کوئی وضوء کرتا ہے تو دونوں ہاتھ استعمال ہوتے ہیں۔ تو بتلایا جارہا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق ایک ہی ہاتھ سے کئے۔ دونوں ہاتھ استعمال نہیں کئے[1]

(۱۳۹)

﴿باب مسح الرأس مرة﴾

سر کا مسح ایک بار کرنا

(۱۹۰) حدثنا سليمان بن حرب قال ثنا وهيب قال ثنا عمرو بن يحيىٰ عن ابيه
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے وہیب نے، ان سے عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ کے واسطے سے بیان کیا
قال شهدت عمرو بن ابى حسن سأل عبدالله بن زيد عن وضوء النبى صلى الله عليه وسلم
وہ کہتے ہیں کہ میں موجود تھا جس وقت عمرو بن حسن نے عبداللہ بن زیدؓ سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارہ میں دریافت کیا
فدعا بتور من مآء فتوضأ لهم فكفأه علىٰ يديه فغسلهما ثلثا
تو عبداللہ بن زیدؓ نے پانی کا ایک طشت منگوایا پھر ان (لوگوں) کے لیے وضو (شروع) کیا پہلے طشت سے اپنے ہاتھوں پر پانی گرایا پھر انہیں تین بار دھویا
ثم ادخل يده في الانآء فمضمض واستنشق واستنثر ثلثا بثلاث غرفات من مآء
پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، ناک صاف کی تین چلوؤں سے تین دفعہ
ثم ادخل يده في الانآء فغسل وجهه ثلثا ثم ادخل يده في الاناء فغسل يديه الى المرفقين مرتين مرتين
پھر اپنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور اپنے منہ کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار دھوئے

[1] فیض الباری ص ۲۹۱، تقریر بخاری شریف ص ۵۳ ج ۲)

ثم ادخل یده فی الانآء فمسح برأسه فا قبل بیده وادبر بھا
پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پھر) اپنے سر پر مسح کیا (پہلے) آگے کی طرف اپنا ہاتھ لائے پھر پیچھے کی طرف لے گئے
ثم ادخل یده فی الاناء فغسل رجلیه حدثناموسیٰ
پھر برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے (دوسری روایت میں) ہم سے موسیٰ نے
قال حدثنا وھیب وقال مسح برأسه مرة
ان سے وہیب نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اپنے سر کا مسح ایک مرتبہ کیا
راجع:۱۸۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

ربط :...... اصل میں تو ماء مستعمل ہی کی بات چل رہی ہے مضمضہ اور استنشاق تو مثال کے لئے درمیان میں آگئے۔ اب مسح کا ذکر شروع فرمادیا

غرض الباب :...... امام بخاریؒ ایک اختلافی مسئلہ میں جمہور کی تائید کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مسح راس ایک مرتبہ کرنا ہے اور باقی اعضاء تین تین مرتبہ دھونے ہیں۔ اور امام شافعیؒ پر رد ہے جو کہ مسنونیت تثلیث کے قائل ہیں[۱] احنافؒ کی ٹھوک بجا کر تائید ہوگئی۔

حدثنا سلیمان بن حرب :......

فمضمض واستنشق واستنثر ثلاثا بثلاث غرفات :...... مضمض اور استنشق واستنثر میں اگر تنازع فعلین[۲] مان لیں تو ہمارے خلاف نہیں۔

مطابقة الحدیث للترجمة :......

(۱)...... یوں استدلال کیا کہ باقی اعضاء سب کے بارے میں ثلاثا کا ذکر ہے اور مرفقین کے لئے مرتین مرتین کی قید

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۵۲ ج ۲، فیض الباری ص ۲۹۲) [۲] (ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی میں مدلل مفصل بحث دیکھ لی جائے)

ہے مسح راس کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی۔تو معلوم ہوا کہ مسح راس مرۃ ہے۔

(۲)...... بعض اوقات مجموعہ روایات سے استدلال ہوتا ہے کسی خاص روایت سے نہیں۔یہاں بھی باب کی آخری روایت میں مرۃ کا ذکر ہے۔

سوال :...... جب صریح روایت میں مرۃ کا لفظ آیا ہے تو اس روایت کو جس میں صراحۃ مذکور ہے اس کو ان روایتوں سے مؤخر کیوں کیا؟ جن روایتوں میں صراحۃ مذکور نہیں۔

جواب :...... محدثؒ کی شان مجتہدانہ ہوتی ہے وہ سیاق حدیث کو دیکھتے ہیں ہوسکتا ہے کہ سلیمان بن حربؒ کی حدیث کا سیاق ہی مسح راس کے بیان کے لئے ہو۔اور موسیٰ کی روایت اگر چہ صراحۃ دلالت کرتی ہے مگر اس کا سیاق مسح راس کے بیان کے لئے نہ ہو۔

اشکال :...... بعض روایتوں میں ثلاثا بھی آتا ہے۔

جواب :...... آثار کثیرہ اور ثقات راوی جو احادیث وضوء روایت کرتے ہیں وہ ثلاثا کی قید سے خالی ہیں۔لہذا ثلاثا کی قید شاذ ہے۔تو ثلاثا والی روایت مرجوح ہوجائے گی لہذا محفوظ روایت راجح ہوگی۔

(۱۴۰)

باب وضوء الرجل مع امرأته وفضل وضوء المرأة وتوضأ عمرؓ بالحميم ومن بيت نصرانية

خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ وضو کرنا اور عورت کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا،
حضرت عمرؓ نے گرم پانی سے اور عیسائی عورت کے گھر کے پانی سے وضو کیا

(۱۹۱) حدثنا عبدالله بن يوسف قال ثنا مالك عن نافع عن ابن عمرؓ انه قال
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں مالک نے نافع سے خبر دی، وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں
كان الرجال و النسآء يتوضؤون في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم جميعا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورت اور مرد سب کے سب وضو کیا کرتے تھے (یعنی ایک ہی برتن سے وضو کیا کرتے تھے)

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة غیرظاهرة لانه لا یدل علی الترجمة صریحا لان المذکور فیها شیئان والحدیث لیس فیه الا شیء واحد وقال الکرمانیؒ یدل علی الاول صریحا وعلی الثانی التزاما

غرض الباب:...... اس باب کی غرض دومسئلوں کو بیان کرنا ہے۔

المسئلة الاولی:...... مرداپنی بیوی کے ساتھ ایک برتن میں وضوء کرسکتا ہے۔وضوءتو کیا غسل بھی کرسکتا ہے اس صورت میں ترجمہ شارحہ ہوا۔

المسئلة الثانیة:...... عورت کے وضوء سے بچے ہوئے پانی سے مرد وضوء کرسکتا ہے۔ترجمہ کے دوسرے جزء سے حنابلہ اورظاہریہ پرردکرنامقصود ہے جوکہتے ہیں کہ اگرعورت نے خلوت میں پانی استعمال کیا ہوتواس کا بچاہواپانی استعمال کرناجائزنہیں ہے اورجمہورؒکہتے ہیں جائز ہے۔

فائدہ:...... توجب فضل وضوء المرأة سے وضوء کاجوازثابت ہوا۔توفضل وضوء الرجل سے بدرجہ اولیٰ وضوء کاجوازثابت ہوگا۔

ترجمۃ الباب میں مرأۃ کوخاص کرنے کی وجہ:...... اختلاف چونکہ فضل وضوء المرأۃ میں ہے نہ کہ فضل وضوء الرجل میں اس لئے ترجمہ میں تخصیص بالمرأۃ کردی۔

فضل طهور مرأة:...... اس مسئلہ کانام فضل طہورمرأۃ ہے۔اوراس کی مختلف صورتیں ہیں۔سب جائزہیں صرف ایک میں اختلاف ہے۔اوروہ یہ ہے کہ عورت پہلے وضوءکرےاوراس کےبچےہوئےسے مردوضوءکرے۔

صُوَرِ فضل طهور المرأة:......

فضل طہوردوقسم پرہے۔فضل وضوءہوگایافضل غسل۔پھردوحال سے خالی نہیں۔معاہوگایامتفرقاً۔اگرمعاہوتواس کی دوصورتیں نکلتی ہیں ایک یہ کہ وضوءاکٹھےہواوردوسری یہ کہ غسل اکٹھےہو۔اوراگرمتفرقاًہوتودوصورتیں نکلتی ہیں کہ تفرق جنس واحد کاہوگایاجنسین کا۔اگرجنس واحد کاتفرق ہوتوپھردوصورتیں ہیں۔ایک یہ کہ عورت،عورت کےبعدپانی استعمال کرے

اور دوسری یہ کہ مرد، مرد کے بعد پانی استعمال کرے۔ پھر وضوء بھی اور غسل بھی۔ تو اس طرح کل چھ صورتیں بنی۔ پھر اگر جنسین ہوں تو اس کی بھی چار صورتیں بن جائیں گی۔ تو کل دس صورتیں ہوئیں۔ اختلاف صرف **فضل طهور المرأة** میں ہے۔ اس میں دو مذہب ہیں۔

امام احمدؒ اور ظاهریه کا مذهب :...... یہ ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

مسلک جمهورؒ :...... یہ ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔

دلیل امام احمداور اصحاب ظواهر :...... **نهى رسول الله ﷺ عن فضل طهور المرأة** [1]

جواب (۱) :...... الزامی جواب یہ ہے کہ ایسے تو فضل طہور الرجل سے بھی نہی آئی ہے۔ تو کیا مرد کے بچے ہوئے پانی سے بھی وضوء جائز نہیں؟

جواب (۲) :...... نہی تنزیہی ہے [2]

جواب (۳) :...... یہ امرأۃ کثیفہ پر محمول ہے۔

جواب (۴) :...... حضرت شاہ صاحبؒ نے جواب دیا ہے کہ یہ تعلیم معاشرت کے لئے ہے [3]

توضأعمر بالحميم من بيت نصرانية :......

سوال :...... اس کا ترجمۃ الباب سے کیا ربط ہے۔

جواب :...... اس میں محدثین شراح کے مختلف اقوال ہیں۔

القول الاول :...... یہ دونوں مستقل اثر ہیں صرف دوسرے کو مناسبت ترجمۃ الباب سے تھی پہلے کو افادۂ عامہ کے لئے نقل کر دیا۔ اس لئے کہ دونوں اثر حضرت عمرؓ کے تھے۔ اور اس سے ان لوگوں کا رد مقصود ہے جو گرم پانی سے جواز وضوء کے قائل نہیں [4]

---

[1] (ترمذی شریف ص ۱۹ مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) [2] (فیض الباری ص ۲۹۵ عند الشرع ان المطلوب الاحتراز عنه والا حتياط فيه الخ)
[3] (فیض الباری ص ۲۹۵) [4] (فیض الباری ۲۹۶)

دوسرا اثر من بیت نصرانیة :...... ترجمۃ الباب سے اس کی مناسبت یہ ہے ۔کہ عام طور پر بڑے برتنوں میں پانی ہوتا ہے جس سے عورتیں ہاتھ ڈال کر پانی نکالتی ہیں حضرت عمرؓ نے **فضل طھور المرأۃ** سے وضوء کیا۔[۱]

فائدہ :...... یہ بحث تب مفید ہے جب دو مستقل اثر مانے جائیں۔

القول الثانی :...... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دو اثر نہیں بلکہ ایک ہی اثر ہے [۲] درمیان میں واؤ **تصحیف** ہے اصل عبارت اس طرح ہے **توضأ عمر بالحمیم من بیت نصرانیة**۔تو گرم پانی کا ذکر اظہار واقعہ کے لئے ہے۔اصل مقصود من بیت نصرانیۃ کا ذکر کرنا ہے۔

سوال :...... **من بیت نصرانیة** سے بھی ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا۔اس لئے کہ ترجمہ میں ہے **فضل وضوء المرأۃ** اور اثر میں **من بیت نصرانیة** ہے۔

جواب (۱) :...... ہوسکتا ہے کہ وہ **امراۃ ذمیہ منکوحۃ مسلم** ہو۔اور وہ حیض سے غسل کرتی ہو تو غسل سے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنا ثابت ہوا تو وضو کے بچے ہوئے پانی سے بدرجہ اولی وضوء کا جواز ثابت ہوا[۳]

جواب (۲) :...... لفظ حمیم توضیح کے لئے ہے محض اظہار واقعہ کے لئے نہیں ۔کیونکہ عورتیں جب پانی گرم کرتی ہیں تو انگلی ڈال کر اس کے گرم ہونے کو دیکھتی ہیں لھذا **فضل المرأۃ** پایا گیا [۴]

حدثنا عبداللہ بن یوسف کان الرجال والنساء :......

سوال :...... اس حدیث سے ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا۔

جواب :...... ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں (۱) **وضوء الرجل مع امرأته** (۲) **فضل وضوء المرأۃ** خاوند بیوی جب اکٹھے وضوء کریں گے تو ظاہر ہے کہ ایک لحہ میں تو وضوء نہیں ہوجاتا ۔اختلاط ایدی کی وجہ سے **فضل وضوء المرأۃ** ہوجائے گا۔

اشکال :...... ملحد لوگ کہتے ہیں کہ علماء کرامؒ نے معاشرت میں تنگی کر رکھی ہے آپ ﷺ کے زمانے میں یہ تنگی

---

[۱] (فتح الباری ص ۳۹۱:لامع ص ۸۷) [۲] قلت قال الکرمانی بناء علی حذف واو العطف من قوله "ومن بیت نصرانیة" ومعتقد ا انه اثر واحد :عمدۃ القاری ص ۸۳ ج ۳) ۔[۳] (لامع ص ۸۸،۸۷ حاشیہ نمبر ۲) [۴] (لامع ص ۸۷)

نہ تھی جیسا کہ ابن عمرؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوط معاشرت کی اجازت ہے۔

جواب (۱): ...... بڑا برتن ہوتا تھا۔ ایک طرف عورت اور دوسری طرف مرد بیٹھ جایا کرتا تھا۔ لہذا خلط ثابت نہ ہوا[۱]

جواب (۲): ...... یتناولون یعنی باری باری کرتے تھے۔ اکھٹے کرنا ثابت نہیں۔ ملحدین نے پہلے ترجمہ غلط کرلیا پھر استدلال کرلیا۔ جمیعا کا مطلب اکھٹے نہیں (جیسے وہ کہتے ہیں) بلکہ اس کا مطلب ہے سب کے سب[۲]

معاً اور جمیعاً میں فرق: ...... یہ ہے کہ معاً میں وحدت زمانی ہوتی ہے۔ اور جمیعا میں شمول افراد مقصود ہوتا ہے۔ علامہ بیضاویؒ نے اس کو **وقلنا اهبطوا منها جميعا** میں ذکر کیا ہے۔ **وجميعا حال في اللفظ تاكيد في المعنىٰ كانه قيل اهبطوا انتم اجمعون ولذلك لايستدعي اجتماعهم الى الهبوط في زمان واحد كقولك جاء وا جميعا**[۳]

فائدہ: ...... حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ (سری لنکا) کے علاقہ میں اترے۔ اور حضرت حواء صفاء مروۃ کے درمیان اتریں (یا جدہ میں اتریں: مرتب)۔ اور ابلیس ملتان میں اترا۔ یہ کشف کی بات ہے اس وقت اس کا نام ملتان تو نہیں ہوگا۔

جواب (۳): ...... امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے وضوء الرجل مع امرأته۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی اہلیہ کے ساتھ کرلیں۔ غیر محرم کے ساتھ تو ثابت نہیں۔ بلکہ اپنی عورتوں اور ماؤں بہنوں کے ساتھ وضوء کرنیکی اجازت ثابت ہورہی ہے۔ تو یہ ترجمہ شارحہ ہوا[۴]

☆☆☆☆☆☆

---

[۱] (فتح الباری ص ۳۹ ۱) ان معناه ان الرجال والنساء كانوا يتوضئون جميعا في موضع واحد هؤلاء على حدة ص ۳۹ ۱) [۲] (فیض الباری ص ۲۹۲) قال السيرافي انه يستعمل بمعنى كلهم، وبمعنى معاً والاول يدل على الاستغراق والثاني على المعية الزمانية وتفصيله الخ) [۳] (بيضاوي شريف ص ۹۶ كتب خانه رشيديه دهلي) [۴] (فتح الباری ص ۱۵۰ الاولى في الجواب ان يقال لامانع من الاجماع قبل نزول الحجاب واما بعده فمختص بالزوجات والمحارم ص ۱۵۰ مطبوعه انصاری دهلی)۔

(۱۲۱)

باب صب النبی ﷺ وضوءہ علی المغمیٰ علیه

رسول اللہ ﷺ کا ایک بے ہوش آدمی پر اپنے وضوء کا بچا ہوا پانی چھڑکنا

(۱۹۲)حدثناابو الولید قال ثناشعبة عن محمدبن المنکدر قال سمعت جابرا
ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے محمد بن المنکدر نے، انھوں نے حضرت جابرؓ سے سنا
یقول جآء رسول اللہ ﷺ یعودنی وانامریض لا اعقل
وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے میں (ایسا) بیمار تھا کہ مجھے ہوش نہیں تھا
فتوضأ و صب علیَّ من وضو فعقلت فقلت یارسول اللہ لمن المیراث
آپؐ نے وضوء کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا وارث کون ہوگا؟
انمایرثنی کلالة فنزلت اٰیة الفرائض۔
میرا تو صرف ایک کلالہ وارث ہے اس پر آیت میراث نازل ہوئی

انظر: ۴۵۷۷، ۵۶۵۱، ۵۶۶۴، ۵۶۷۶، ۶۷۲۳، ۶۷۴۳، ۷۳۰۹

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ربط:...... یہ پہلے باب کا تتمہ ہے۔ (یعنی ماءِ مستعمل کی طہارت کو بیان کرتا ہے)

حدثنا ابو الولید:......انما یرثنی کلالة ۔کلاله کی دو تفسیریں کی جاتی ہیں (۱) کلالہ وہ ہے جس کے اصول وفروع نہ ہوں۔ (۲) کلالہ وہ ہے کہ جس کے اصول تو ہوں مگر فروع نہ ہوں۔ (عمدۃ القاری ص۸۷ ج۳، فیض الباری ص۲۹۷)

(۱۴۲)

﴿باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارة﴾

لگن، پیالے، لکڑی اور پتھر کے برتن سے غسل اور وضو کرنا

(۱۹۳) حدثنا عبدالله بن منیر سمع عبدالله بن بکر قال حدثنا حمید عن انس

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا، انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ سے

قال حضرت الصلوة فقام من كان قريب الدار الى اهله وبقى قوم

وہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نماز کا وقت آ گیا تو ایک شخص جس کا مکان قریب ہی تھا، اپنے گھر چلا گیا اور (کچھ) لوگ رہ گئے

فاتى رسول الله ﷺ بمخضب من حجارة فيه ماء فصغر المخضب

تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا، وہ برتن اتنا چھوٹا تھا

ان يبسط فيه كفه فتوضأ القوم كلهم قلنا كم كنتم قال ثمانين و زيادة

کہ آپؐ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے (مگر) سب نے اس برتن سے وضو کر لیا
ہم نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے کہنے لگے اسی ۸۰ سے کچھ زیادہ تھے

راجع: ۱۶۹ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۴) حدثنا محمد بن العلاء قال ثنا ابو اسامة عن بريد عن ابى بردة عن ابى موسىٰ

ہم سے محمد بن العلاء نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے برید کے واسطے سے بیان کیا، وہ ابوبردہ سے وہ ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں

ان النبى ﷺ دعا بقدح فيه ماء فغسل يديه و وجهه فيه و مج فيه

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو دھویا اور اسی میں کلی کی

راجع:۱۸۸ ابو موسیٰ: نام عبدالله بن قیس الاشعری. ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۵)حدثنا احمدبن یونس قال ثنا عبدالعزیز بن ابی سلمة قال ثنا عمروبن یحییٰ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، وہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ سے، وہ عمرو بن یحییٰ سے

عن ابیه عن عبدالله بن زید قال اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم

وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن زید سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ہمارے یہاں) تشریف لائے

فاخرجنا له مآء في تور من صفر فتوضأ فغسل وجهه ثلثا ويديه مرتين مرتين

ہم نے آپ ﷺ کے لیے تانبے کے برتن میں پانی نکالا (اس سے) آپ نے وضو کیا تین بار چہرہ دھویا، دو دو بار ہاتھ دھوئے

ومسح برأسه فاقبل به وادبر وغسل رجليه

اور اپنے سر کا مسح کیا (پہلے) آگے کی طرف (ہاتھ) لائے پھر پیچھے کی جانب لے گئے اور پیر دھوئے

راجع:۱۸۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۶)حدثنا ابو اليمان قال انا شعيب عن الزهري قال اخبرني عبيد الله بن عبدالله بن عتبة

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے زہری سے خبر دی انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ

ان عائشة قالت لما ثقل النبي صلى الله عليه وسلم واشتد به وجعه

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی تکلیف شدید ہوگئی تو آپ نے

استاذن ازواجه في ان يمرض في بيتي فاذن له

اپنی (دوسری) بیویوں سے اس بات کی اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے انہوں نے آپ کو اس کی اجازت دے دی

فخرج النبي صلى الله عليه وسلم بين رجلين تخط رجلاه في الارض

تو (ایک دن) رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) باہر نکلے آپ کے پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین میں گھسٹتے جاتے تھے

بين عباس و رجل اخر قال عبيدالله

حضرت عباسؓ اور ایک اور آدمی کے درمیان، عبیداللہ (راوی حدیث) کہتے ہیں

فاخبرت عبداللہ بن عباس فقال اتدری من الرجل الآخر قلت لا
کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ کو سنائی تو وہ بولے تم جانتے ہو، وہ دوسرا آدمی کون تھا، میں نے عرض کیا کہ نہیں
قال ھو علی بن ابی طالب و کانت عائشة تحدث ان النبی ﷺ قال بعد ما دخل بیتہ
کہنے لگے وہ علیؓ تھے (پھر سلسلۂ حدیث) حضرت عائشہ بیان فرماتی تھیں کہ جب نبی ﷺ اپنے گھر میں (یعنی حضرت عائشہؓ کے مکان میں) داخل ہوئے
واشتد وجعہ ھریقوا عَلَیَّ من سبع قرب لم تحلل اوکیتھن
اور آپؐ کا مرض بڑھ گیا تو آپؐ نے فرمایا، میرے اوپر ایسی سات مشکوں کا پانی ڈالو جن کے بندھن نہ کھلے ہوں
لعلی اعھد الی الناس واجلس فی مخضب لحفصة زوج النبی ﷺ
تاکہ میں (سکون کے بعد) لوگوں کو کچھ وصیت کروں (چنانچہ) آپ حضرت حفصہؓ رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیوی کے ٹب میں بٹھا دیے گئے
ثم طفقنا نصب علیہ تلک حتیٰ طفق یشیر الینا
پھر ہم نے آپ پر ان مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا، جب آپؐ نے اشارے سے فرمایا کہ بس
ان قد فعلتن ثم خرج الی الناس
اب تم نے (تعمیل حکم) کر دی تو اس کے بعد لوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے
انظر: ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۷۹، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۷، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۶، ۲۵۸۸، ۳۰۹۹، ۳۳۸۴، ۴۴۴۲، ۴۴۴۵، ۵۷۱۴، ۷۳۰۷

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة۔

مخضب :...... وہ بڑا برتن جس میں برتن دھوئے جاتے ہیں۔ اور کبھی چھوٹے برتن کو بھی کہہ دیتے ہیں۔

قدح:...... لکڑی کا پیالہ۔

خشب:...... لکڑی۔

حجارہ:...... پتھر۔

تور:...... وہ برتن جو تانبے یا اس کی شکل کسی اور دھات کا بنا ہوا ہو، اور بعض نے کہا کہ تور پتھر کے پیالے کو بھی کہتے ہیں۔[1]

غرض الباب:...... اوانی وضوء اور اوانی طہور کے متعلق تعمیم بیان کرنا ہے۔

(۱) ہیئت کے لحاظ سے (۲) مادہ کے لحاظ سے (۳) استعمال کے لحاظ سے یعنی کسی طریقہ سے بھی استعمال کرو۔ ہاتھ ڈال کر یا انڈیل کر۔ اس سے اگلا باب، باب الوضوء من التور اس باب کا تتمہ ہے۔ اس کے اندر تعمیم استعمال ہے۔ مخضب اور قدح سے اشارہ تعمیم ہیئت کی طرف ہے[2] اور خشب اور حجارہ سے تعمیم مادہ کی طرف۔ ان چاروں الفاظ میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے[3]

حدثنا احمد بن یونس:...... فی تور من صفر بظاہر یہ روایت باب الوضوء من التور کے مناسب معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہاں صفر کی نسبت سے تعمیم مادہ کے لئے لائے۔

حدثنا ابو الیمان:...... بین عباسؓ ورجل آخر عدم تعیین کی وجہ سے نام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ یہ بدلتے رہتے تھے۔ بعض نے کہا کہ وہ حضرت علیؓ تھے اور حضرت عائشہؓ نے انقباض کی وجہ سے نام نہیں لیا۔ لیکن یہ الحاد ہے[4]

من سبع قرب:...... سات کی قید میں کوئی معنوی اثر ہے ظاہری کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ زمین وآسمان بھی سات، سات پیدا فرمائے۔ عملیات میں سات کے عدد کا خاص اثر ہے۔ (یہ عرب میں بخار زائل کرنے کے لئے مجرب سمجھا جاتا تھا)[5]

لم تُحلَل اَوکِیتُهُنّ:...... اس میں تین حکمتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) وہ بھرے ہوئے ہوں گے (۲) کسی نے ہاتھ نہیں ڈالا ہوگا۔ تو زیادہ صاف ہوگا (۳) بسم اللہ پڑھ کر بند کیا ہوگا اور پڑھ کر ہی کھولتے ہیں تو ابھی برکت ان کے اندر ہی ہوگی۔

یشیر الینا ان قد فعلتن:...... اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں تو آنحضرت ﷺ ان سے خوش گئے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۵۵ حاشیہ نمبر ۱) [2] (لامع ص ۸۸۔ فیض الباری ص ۲۹۷) [3] (لامع ص ۸۸) [4] (فیض الباری ص ۲۹۷) [5] (تقریر بخاری ص ۵۵ ج ۲) (خطبات خورشیدیہ میں سات پر بندہ کی تقریر دیکھ لی جائے تو بہت معلومات ملیں گی امید ہے بہت فائدہ ہوگا۔ مرتب)

(۱۴۳)

﴿باب الوضوء من التور﴾

طشت سے (پانی لے کر) وضو کرنا

(۱۹۷) حدثنا خالدبن مخلد قال ثنا سلیمان قال حدثنی عمروبن یحییٰ عن ابیه
ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ (یحییٰ) کے واسطے سے بیان کیا
قال کان عمی یکثر من الوضوء فقال لعبدالله بن زیدؓ اخبرنی کیف
وہ کہتے ہیں کہ میرے چچا بہت زیادہ وضو کیا کرتے تھے تو ایک دن انہوں نے عبداللہ ابن زیدؓ سے کہا کہ مجھے بتلایئے کہ
رأیت النبی ﷺ یتوضأ فدعا بتور من ماء فکفأ علیٰ یدیه
رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے، تب انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا، اس کو (پہلے) اپنے ہاتھوں پر جھکایا
فغسلهما ثلٰث مرات ثم ادخل یده فی التور فمضمض واستنثر ثلٰث مرات من غرفة واحدة
پھر دونوں ہاتھ تین بار دھوئے پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈال کر (پانی لیا اور) ایک (ہی) چلو سے کلی کی اور ناک صاف کی تین مرتبہ
ثم ادخل یدیه فاغترف بهما فغسل وجهه ثلٰث مرات ثم غسل یدیه الی المرفقین مرتین مرتین
پھر اپنے ہاتھوں سے ایک چلو (پانی) لیا، اور تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو بار دھوئے
ثم اخذ بیدیه ماء فمسح رأسه فادبر بیدیه و اقبل ثم غسل رجلیه
پھر اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اپنے سر کا مسح کیا تو (پہلے اپنے ہاتھ) پیچھے لے گئے پھر آگے کی طرف لائے پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے
فقال هکذا رأیت النبی ﷺ یتوضأ
اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے

راجع: ۱۸۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۷)حدثنا مسدد قال ثنا حماد عن ثابت عن انسؓ ان النبی ﷺ

ہم سے مسدد نے بیان کیا ان سے حماد نے، ان سے ثابت نے وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

دعا باناء من مآء فاتی بقدح رحراح فیه شئ من مآء

پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں کچھ پانی تھا، آپ نے

فوضع اصابعه فیه قال انس فجعلت انظر الی المآء

اپنی انگلیاں اس پیالے میں ڈال دیں، انسؓ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا تو (ایسا معلوم ہوتا تھا کہ) پانی

ینبع من بین اصابعه قال انس فحزرت من توضأ ما بین السبعین الی الثمانین

آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے، انسؓ کہتے ہیں کہ اس (ایک پیالہ) پانی سے جن لوگوں نے وضو کیا، ان کی مقدار ستر ۷۰ سے اسی ۸۰ تک تھی

راجع: ۱۶۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

یہ باب گزشتہ باب کا تتمہ ہے۔ اور اس میں تعمیم استعمال ہے۔

حدثنا خالد بن مخلدفكفأ علی یدیه: ...... اس جملہ سے تعمیم استعمال ثابت ہوا۔

حدثنا مسددمابین السبعین الی الثمانین: ......

سوال: ...... بعض روایات میں تین سو کی تعداد کا ذکر ہے۔ اور بعض میں ستر کا۔ اور بعض میں اسی کا۔ اور بعض میں پندرہ سو کا۔ تو ان میں سے کونسی روایت معتبر ہوگی۔

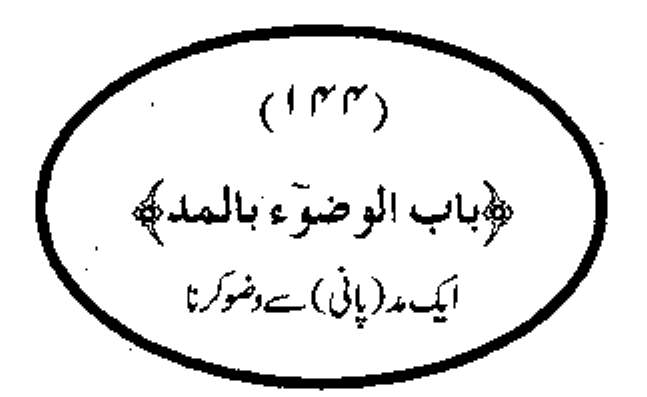
جواب: ... واقعات مختلف ہیں اختلاف واقعات کی بناء پر تعداد کا اختلاف ہے لھذا سب روایات معتبر ہیں۔

سوال : ...... کونسی نماز ہے جس میں آپ ﷺ ایام مرض میں تشریف لے گئے تھے۔

جواب : ...... بعض نے کہا کہ ہفتہ کا دن اور ظہر کی نماز اور بعض نے کہا کہ اتوار کے دن کی ظہر تھی اور بعض نے فجر کی نماز بتلائی ہے۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فیض الباری ص ۲۹۸ ج ۱ پر رقم طراز ہیں اقول والذی تبین لی هو انه ﷺ دخل فی اربع صلوات بعد الغیبوبة ،الاولیٰ (العشاء)التی غشی علیه فی لیلتها کما فی روایة الباب والثانیة (الظهر)والثالث (المغرب)کما هو عند الترمذی ص ۴۱ فی باب القراء ة بعدالمغرب عن ام الفضل قالت خرج الینا رسول الله ﷺ وهو عاصب رأسه فی مرضه فصلی (المغرب)فقرأ بالمرسلات فما صلاها بعد حتیٰ لقی الله عز وجل وهو عندالنسائی ایضا والرابعة (الفجر)من الیوم الذی توفی فیه کما فی مغازی الخ

سوال : ...... آنحضرت ﷺ مرض الوفات میں کتنے دن تک مسجد میں نماز پنجگانہ کے لئے تشریف نہ لا سکے۔

جواب : ...... عندالبخاری انه غاب ثلاثة ایام واختاره البیهقی وتبعه فی ذلک الزیلعی وعنده مسلم انه غاب خمسة ایام واختاره الحافظ [1]



(۱۹۹)حدثنا ابو نعیم قال ثنا مسعر قال حدثنی ابن جبر قال سمعت انسا یقول
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ان سے مسعر نے، ان سے ابن جبر نے انہوں نے حضرت انسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

[1] (فیض الباری ص ۲۹۸ ج ۱)

کان النبی علیہ یغسل اوکان یغتسل بالصاع الی خمسة امداد
رسول اللہ ﷺ جب دھوتے تھے یا (یہ کہا کہ) نہاتے تھے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مُد تک (پانی استعمال فرماتے تھے)
ویتوضأبالمد
اور جب وضوفرماتے تھے تو ایک مُد (پانی) سے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب : ...... امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ پانی میں اسراف نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے ترجمہ قائم کیا کہ ایک مد سے وضوء کرنا چاہیے۔ لیکن اس سے مقصود تحدید نہیں ہے۔ احادیث میں جو مقادیر مذکور ہیں ان سے مقصود بھی تقریب ہے نہ کہ تحدید [۱]

اس سے مقدار معلوم ہو رہی ہے جبکہ تحدید مقصود نہیں کیونکہ مقدار کے عدم تعین پر اجماع ہے۔

وجہ عدم تعین مقدار : ...... مقدار متعین نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ متوضی کے حالات مختلف ہوتے ہیں لہذا پانی کا استعمال مختلف ہوگا۔ صغر قد اور کبر قد کے لحاظ سے، غبار آلود ہونے اور نہ ہونے کے لحاظ سے، اور تغیر موسم کے لحاظ سے [۲]۔ [۲] (عینی ص ۹۵ ج ۳) لہذا صرف اسراف سے بچنے کی ترغیب دی جائے گی۔

روایت الباب سے ترجمۃ الباب کا ثبوت ظاہر ہے۔

مقدار مد میں ائمہؒ کا اختلاف : ...... مد اہل حجاز کے نزدیک ایک رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے۔

مد اہل عراق کے نزدیک دو رطل کا ہوتا ہے۔

مد کی مقدار کے مختلف فیہ ہونے کا صاع پر اثر : ...... مد کی مقدار کے مختلف ہونے کی وجہ سے صاع کی مقدار بھی مختلف ہوگئی۔ اہل حجاز کے نزدیک صاع کی مقدار پانچ رطل اور ثلث رطل ہے۔ اہل عراق کے نزدیک آٹھ رطل ہے۔ اس لئے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ صاع چار مد کا ہے۔ تو اہل عراق کا صاع بڑا ہوا اور اہل حجاز کا چھوٹا اس

---

[۱] (فتح الباری ص ۱۵۲، تقریر بخاری ص ۵۶ ج ۲)

اختلاف کی وجہ سے صاعوں کے نام بھی مختلف ہو گئے (۱) صاع عراقی (۲) صاع حجازی ۔ صاع عراقی کا دوسرا نام صاع کوفی بھی ہے اور تیسرا نام صاع عمری اور چوتھا نام صاع حجاجی ہے۔

ہر ایک کی وجہ تسمیہ:...... صاع عمری کی ایک وجہ تسمیہ تو حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف نسبت کی وجہ سے کہ انہوں نے اس کو ترجیح دی ۔ اور دوسرا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی طرف نسبت کی وجہ سے کیونکہ انہوں نے اس کی توثیق کی ۔ صاع حجاجی اس لئے کہ حجاج بن یوسف نے اس کی تشہیر کی ۔ اور کوفی، امام ابو حنیفہؒ کے کوفی ہونے کی وجہ سے ۔ اور عراقی عراق میں رائج ہونے کی وجہ سے ۔[1]

صاع عراقی کی وجہ ترجیح :...... ائمہ احنافؒ میں سے طرفین (امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) نے صاع عراقی کو ترجیح دی ہے اس لئے کہ اس میں **تیسیر للفقراء** ہے۔

دلائل حضرات طرفینؒ (۱):...... نسائی شریف ص ۴۶ ج ۱ میں روایت ہے **اتی مجاهد بقدح ثمانية ارطال قالت عائشةؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یغتسل بمثل هذه**[2] اس سے معلوم ہوا کہ صاع کی مقدار آٹھ رطل ہے۔

دلیل (۲):...... مد کی مقدار کا دو رطل ہونا بھی حدیث سے صراحۃً ثابت ہے ۔ جیسا کہ ابوداؤد میں روایت ہے **کان یتوضأ باناء یسع رطلین**[3]

دلیل (۳):...... دارقطنی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے **یتوضأ بالمد رطلین ویغتسل بالصاع ثمانية ارطال** اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوگئی کہ صاع عراقی اور حجازی دونوں حضور ﷺ کے زمانے میں مستعمل تھے بعض محققینؒ نے کہا ہے ۔ کہ یہ اختلاف حقیقی نہیں بلکہ صرف عنوان کا اختلاف ہے ۔ اصل میں رطل چھوٹے بڑے ہوتے تھے اور صاع ایک ہی تھا ۔ حجاز میں ایک رطل تیس استار کا تھا ۔ اور عراق والوں کا بیس استار کا تھا ۔ لہذا نتیجہ مساوی ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[1] واما الصاع فعند ابی یوسف خمسة ارطال وثلث رطل عراقية وبه قال مالک والشافعی واحمد وقال ابو حنیفة ومحمد الصاع ثمانية ارطال وحجة ابی یوسف مارواه الطحاویؒ عنه قال قدمت المدينة واخرج الی من اثق به صاعا وقال هذا صاع النبی ﷺ فوجدته خمسة ارطال وثلث قال الطحاویؒ وسمعت ابن عمرانؒ یقول الذی اخرجه لابی یوسف هو مالک وقال عثمان بن سعید الدارمیؒ سمعت علی بن المدینیؒ یقول عبرت صاع النبی ﷺ فوجدته خمسة ارطال وثلث رطل واحتج ابو حنیفة ومحمدؒ بحدیث جابرؓ وانسؓ (ع ج ۳ ص ۹۶) [2] (نسائی شریف ص ۴۶ ج ۱) [3] (ابوداؤد ص ۱۳ ج ۱)

(۱۴۵)

﴿باب المسح علی الخفين﴾

موزوں پر مسح کرنا

(۲۰۰)حدثنا اصبغ بن الفرج عن ابن وهب قال حدثني عمرو قال حدثني
ہم سے اصبغ بن الفرج نے بیان کیا، وہ ابن وہب سے روایت کرتے ہیں، ان سے عمرو نے بیان کیا، ان سے
ابوالنضر عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن عبداللّٰہ بن عمر عن سعد بن ابی وقاص
ابوالنضر نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کے واسطے سے نقل کیا، وہ عبداللہ بن عمر سے، وہ سعد بن ابی وقاصؓ سے، وہ رسول
عن النبی ﷺ انه مسح علی الخفين وان عبداللّٰہ بن عمر سأل عمر عن ذلک
اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا اور عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے اس بارہ میں پوچھا
فقال نعم اذا حدثک شيأ سعد عن النبی ﷺ
تو انہوں نے کہا کہ ہاں (آپؐ نے مسح کیا ہے) جب تم سے سعدؓ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کریں
فلاتسأل عنه غيره وقال موسی بن عقبة اخبرنی ابو النضر
تو اس کے متعلق ان کے سوا (کسی) دوسرے آدمی سے مت پوچھو، اور موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوالنضر نے بتلایا
ان ابا سلمة اخبره ان سعدا فقال عمر لعبداللّٰہ نحوه
انہیں ابوسلمہ نے خبر دی کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے ان سے (رسول اللہ ﷺ کی یہ) حدیث بیان کی پھر حضرت عمرؓ نے (اپنے بیٹے) عبداللہ سے ایسا ہی کہا (جیسا اوپر کی روایت میں ہے)
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۰۱)حدثنا عمرو بن خالد الحرّانیُّ قال ثنا اللیث عن یحیی بن سعید عن سعد بن ابراهیم

ہم سے عمرو بن خالد الحرانی نے بیان کیا، ان سے لیث نے یحییٰ بن سعید کے واسطے سے نقل کیا، وہ سعد بن ابراہیم سے

عن نافع بن جبیر عن عروة بن المغیرة عن ابیه المغیرة بن شعبة عن رسول اللهﷺ

وہ نافع بن جبیر سے وہ عروہ بن المغیرہ سے وہ اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے نقل کرتے ہیں وہ رسول اللہﷺ سے روایت کرتے ہیں

انه خرج لحاجته فاتبعه المغیرة باداوة فیها مآء

(ایک بار) آپؐ رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے تو مغیرہؓ پانی کا ایک برتن لے کر آپؐ کے پیچھے گئے

فصب علیه حین فرغ من حاجته فتوضأ و مسح علیٰ الخفین

جب قضاء حاجت سے فارغ ہو گئے تو مغیرہؓ نے (آپؐ کو وضو کرایااور) آپ کے (اعضاء وضو) پر پانی ڈالا، آپؐ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا

راجع: ۱۸۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۰۲)حدثناابو نعیم قال ثناشیبان عن یحییٰ عن ابی سلمة عن جعفر بن عمرو

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے شیبان نے یحییٰ کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابو سلمہ سے، انہوں نے جعفر بن عمرو بن

ابن امیة الضمری ان اباه اخبره انه رأیٰ رسول اللهﷺ یمسح علی الخفین

امیہ الضمری سے نقل کیا انہیں ان کے باپ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے

وتابعه حرب وابان عن یحییٰ.

دیکھا ہے، اوراس حدیث کی متابعت حرب اور ابان نے یحییٰ سے کی ہے۔

انظر: ۲۰۵ عمرو بن امیة : کل مرویات: ۲۰ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۰۳)حدثناعبدان قال انا عبدالله قال اخبرناالاوزاعی عن یحییٰ عن ابی سلمة

ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں اوزاعی نے یحییٰ کے واسطے سے بتلایا وہ ابو سلمہ سے

عن جعفر بن عمرو بن امية عن ابيه قال رأيت النبي ﷺ يمسح على عمامته وخفيه

وہ جعفر بن عمرو بن امیہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے

وتابعه معمر عن يحيى عن ابى سلمة عن عمرو رأيت النبي ﷺ

اس کو روایت کیا معمر نے یحییٰ سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے عمرو سے متابعت کی ہے اور کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے

راجع: ۲۰۴

تحقیق وتشریح

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

مسح کی تعریف: ...... امرار اليد المبتلة.

خفین: ...... یہ خف کا تثنیہ ہے۔

خف کی تعریف: ...... الشئ الساتر للرجل من جلد او نحوه.

فائدہ: ...... لوہے اور شیشے اور لکڑی کا موزہ بنا کر پاؤں میں پھنسا دیا گیا تو ان پر مسح جائز نہیں۔

جواز مسح علی الخفین: ...... جمہورؒ اہل سنت والجماعت کا اس کے جواز پر اتفاق ہے [۱]

دلائل

دلیل (۱): ...... علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں الاخبار فيه مستفيضة [۲]

دلیل (۲): ...... امام اعظمؒ سے منقول ہے ما قلت بالمسح حتى جاء نى مثل ضوء النهار [۳]

دلیل (۳): ...... امام اعظمؒ نے فرمایا انى اخاف الكفر على من لم ير المسح على الخفين. اس لئے کہ آثار اس میں متواتر ہیں [۴]

---

[۱] (فتح الباری ص ۱۵۲) [۲] (ھدایہ ص ۵۶ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۳] (ہدایہ حاشیہ نمبر ۱۲ ص ۵۶ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۴] هدايه حاشيه نمبر ۱۲ ص ۵۶ ج ۱ مكتبه شركت علميه ملتان)

دلیل (۴) :...... امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں خبر المسح یجوز به نسخ الکتاب [۱]

دلیل (۵)...... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں لاینکرہ الا المبتدع الضآل [۲]

دلیل (۶) :...... امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں ادرکت سبعین من الصحابة من اصحاب رسول اللهﷺ کلهم یری المسح علی الخفین [۳]

دلیل (۷) :...... امام اعظمؒ سے اہل سنت کی علامات منقول ہیں فرماتے ہیں نحن نفضل الشیخین ونحب الختنین ونری المسح علی الخفین چونکہ مسح علی الخفین کی روایات ستر صحابہؓ سے منقول ہیں اور بعض نے اسی سے زائد صحابہؓ سے نقل کیا ہے اور روایات حد شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں مسح علی الخفین کا حضرات ائمہ میں سے کوئی منکر نہیں ہے [۴] امام بخاریؒ نے بھی اس کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کیونکہ شیعہ اور خوارج اس کے منکر ہیں اس پر امام بخاریؒ چار دلائل لائے ہیں جو یہ ہیں۔

حدثنا اصبغ بن الفرج المصری.....

اس حدیث کا سمجھنا ایک قصہ پر موقوف ہے :...... اور وہ قصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کے پاس شام کے علاقہ میں گئے ہوئے تھے۔ تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جواز مسح علی الخفین کی ایک روایت نقل کی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کا انکار کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس وقت تک مسح علی الخفین کا علم نہیں تھا۔ کہ آپﷺ نے ایسے کیا؟ انہوں نے واپس آ کر اپنے باپ حضرت عمرؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا ہاں اور پھر نصیحت کی۔ کہ حضرت سعدؓ جب تیرے پاس حضورﷺ سے روایت کریں تو کسی اور سے مت پوچھا کر کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

اشکال :...... حضرت ابن عمرؓ سے تو مرفوعاً مسح علی الخفین کی روایت منقول ہے پھر ابن عمرؓ نے حضرت سعدؓ پر نکیر کیوں فرمائی؟

---

[۱] (ھدایہ حاشیہ نمبر ۱۲ ص ۵۲ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۲] (عمدۃ القاری ص ۹۷ ج ۳ من لم یعتقد المسح کان مبتدعاً لمخالفة السنن الماثورة المشهورة البالغة: ص ۳۹۷ ج ۱ مکتبہ حقانیہ ملتان) [۳] (ھدایہ حاشیہ نمبر ۱۲ ص ۵۲ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۴] (تقریر بخاری ص ۵۲ ج ۲). (ھدایہ ص ۵۷ حاشیہ نمبر ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان: عینی ص ۹۷ ج ۳)

جواب:...... یہ ہے کہ جن روایات میں مرفوعاً علی الخفین کا ذکر ہے اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ یہ فرماتے ہیں رأیت رسول اللہ ﷺ یا عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ ہے اور اس میں احتمال ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ ہو وہ حضرت سعدؓ کی اس روایت سے معلوم ہو گیا [۱]

مسح علی العمامة میں اختلاف :...... مسح علی العمامہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مسلک جمہورؒ :...... جمہورؒ اہل سنت والجماعت **مسح علی العمامة** کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

مسلک اہل ظواہر :...... اصحاب ظواہر پگڑی پر مسح کے قائل ہیں۔ امام احمدؒ سے ایک روایت جوازِ مسح کی ہے [۲]

مستدل ظاهریه :...... یہی حدیث ہے۔ کہ اس میں پگڑی پر مسح کا ذکر ہے [۳]

جوابات :...... اس کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جواب (۱) :...... عندالاحناف" تو ممکن ہے کہ فرض کی ادائیگی تو مسح راس سے کر لی ہو اور تکمیل سنت کے لئے عمامہ پر مسح کیا ہو اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں [۴]

جواب (۲) :...... کسی نے کہا کہ تسویہ عمامہ کر رہے تھے۔ دیکھنے والے نے اس کو مسح سمجھ لیا۔ لیکن یہ جواب کمزور ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں ایسے خیالات زیب نہیں دیتے۔ بھلا ان کو اتنا ہی پتہ نہیں چلتا تھا کہ مسح ہو رہا ہے یا تسویہ [۵]

اجمالی بحث :...... **مسح علی العمامه** کے بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ تین قسم پر ہیں۔

(۱) مسح علی الراس (۲) مسح علی الراس مع العمامہ (۳) مسح علی العمامہ۔

سوال :...... ان روایات میں اصل کونسی ہے؟

جواب :...... اصل مسح راس کی روایات ہیں۔ اور یہ کثیر بھی ہیں۔ جب ایسا ہے تو مسح علی العمامہ کرنے سے یہ کثیر

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۵۷ ج ۲) [۲] (فیض الباری ص ۳۰۲) [۳] (فتح الباری ص ۱۵۳) [۴] (تقریر بخاری ص ۵۷ ج ۲) [۵] (فیض الباری ص ۳۰۲)

روایات متروک ہونگی یا معمول بہا؟ پس جھگڑا ختم ہوگیا۔ کہ ہم اصل اور کثیر روایات کو ترجیح دیں گے۔ ان کے مقابل روایات کو مرجوح قرار دیں گے۔ پھر جب کہ تعامل بھی مسح علی الرأس ہے تو دیگر تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن دوسری روایات کا بھی وجہ ہے۔ تو مسح علی الرأس مع العمامہ مان لو۔ تو کیا تکلیف ہے؟۔ حضرت الاستاذ (مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ) نے ترمذی شریف پڑھاتے ہوئے فرمایا۔ اور استاذِ محترم کی ایک ادا ایسی تھی جو بھولتی نہیں۔ فرمایا ایک جواب امام محمدؒ نے دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے، بہت ہی مختصر ہے اور حسین جواب ہے، فرماتے ہیں بلغنا انه كان فترک (موطا امام محمدؒ ص ۷۱) اور بلاغات امام محمدؒ معتبر ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مسح علی العمامہ منسوخ ہوگیا۔[1]

(۱۴۶)

﴿باب اذا ادخل رجليه وهما طاهرتان﴾

پاؤں کا طاہر ہونے کی حالت میں موزوں میں داخل کرنا

(۲۰۴) حدثنا ابو نعيم قال ثنا زكريا عن عامر عن عروة بن المغيرة عن ابيه
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا ان سے زکریا نے نقل کیا وہ عامر سے وہ عروہ بن المغیرہ سے وہ اپنے باپ (مغیرہؓ) سے روایت کرتے ہیں
قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فاهويت لانزع خفيه
کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، تو میرا ارادہ ہوا کہ (وضوء کرتے وقت) آپؐ کے موزے اتاروں
فقال دعهما فاني ادخلتهما طاهرتين فمسح عليهما.
تب آپؐ نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو کیونکہ جب میں نے انہیں پہنا تھا تو میرے پاؤں پاک تھے (یعنی میں باوضو تھا) لھذا آپؐ نے ان پر مسح کرلیا

راجع: ۱۸۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

عندالشافعیۃ هما طاهرتان کی ایک ہی صورت ہے کہ موزے پہننے سے پہلے طہارت کاملہ ہو، احناف کہتے ہیں

[1] (تقریر بخاری ص ۵۷ ج ۲)

کہ طہارت کاملہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ پاؤں دھوئے اور موزے پہن لے، پھر ناقض کے پائے جانے سے پہلے وضو مکمل کر لے۔

اصل اختلاف ترتیب میں ہے:...... کہ عند الشوافعؒ ترتیب فی الوضوء ضروری ہے **خلافا لابی حنیفہ**ؒ اسی طرح مدتِ مسح خفین میں بھی اختلاف ہے۔

عند الجمهورؒ:...... وقتِ لبس سے شروع ہوتی ہے۔

عندا لاحنافؒ:...... وقتِ حدث سے۔

طہارت سے مراد ائمہ اربعہؒ کے نزدیک تو **طہارت من الانجاس والا حداث جمیعا** ہے ظاہریہ کے نزدیک **طہارت من الانجاس** شرط ہے **طہارت من الاحداث** شرط نہیں۔ جمہورؒ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ جب طہارت مطلق بولی گئی ہے تو اس سے طہارت کاملہ مراد ہوگی۔ خواہ وہ انجاس ہوں یا احداث[1]

(۱۴۷)

باب من لم یتوضأ من لحم الشاة والسویق واكل ابوبكر وعمر وعثمان رضی الله عنهم لحما فلم یتوضؤا

بکری کا گوشت اور ستو کھا کر وضوء نہ کرنا، اور حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ نے گوشت کھایا اور وضوء نہیں کیا

(۲۰۵) حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن زید بن اسلم عن عطاء
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے زید بن اسلم سے خبر دی، وہ عطاء بن یسار سے
بن یسار عن عبد الله بن عباس ان رسول الله ﷺ اكل كتف شاة ثم صلى
وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی

[1] (تقریر بخاری شریف ص ۵۸ ج ۲)

ولم يتوضأ
اور وضو نہیں کیا
انظر: ۵۴۰۵،۵۴۰۴
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۰۶)حدثنا يحيى بن بكير قال ثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انھیں عقیل سے لیث نے خبر دی وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں
اخبرني جعفر بن عمرو بن امية ان اباه اخبره انه رأى النبي صلی اللہ علیہ وسلم
انھیں جعفر بن عمرو بن امیہ نے اپنے باپؓ سے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
يحتز من كتف شاة فدعى الى الصلوة فالقى السكين فصلى ولم يتوضأ
بکری کا شانہ کاٹ کاٹ کر تناول فرمارہے تھے، پھر آپؐ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپؐ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا
انظر: ۶۷۵، ۲۹۲۳، ۵۴۰۸، ۵۴۲۲، ۵۴۶۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

اباه: نام: عمرو بن امية

اس باب سے غرض حضرت ابوھریرۃؓ کی روایت توضئوا مما مست النار کی توجیہ بیان کرتا ہے اور اسکا مصداق متعین کرتا ہے۔

﴿توجیہات﴾

(۱): ......یہ روایت منسوخ ہے۔[1]

(۲): ......استحباب پر محمول ہے۔

(۳): ......وضوء لغوی پر محمول ہے۔[2]

[1] فیض الباری ص ۳۰۵) [2] (فیض الباری ص ۳۰۶)

(۴):...... یا یہ حدیث خواص کے لیے ہے اس لئے کہ جب عبادت میں مشغول ہوتی ہے اور متوضی ہوتا ہے تو تشبہ بالملائکہ ہوتی ہے اور جب کھانے پینے میں مشغول ہوتا ہے تو تشبہ بالملائکہ کے درجہ سے گر جاتا ہے، اس حالت سے نکل جانے کے لیے وضوء کا حکم ہے یہ عام لوگوں کے لیے تو استحباب ہے لیکن خصوصیت باقی رکھنے کے لیے خواص کے لیے ضروری ہے۔ بعض رواتیوں میں وضوء کرنے کا ذکر ہے اور بعض میں ترک وضوء کا لیکن چونکہ راجح ترک ہے اس لیے ترجمہ قائم کیا من لم یتوضا۔ ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں (۱) عدم توضی من لحم شاۃ (۲) وعدم توضی من السویق ......

سوال: ......لحم شاۃ کو خاص کیوں کیا؟

جواب: (۱): ...... یہ قید اتفاقی ہے اس لیے کہ روایت الباب میں کتف شاۃ کا ذکر ہے۔

جواب (۲): ...... بعض نے کہا یہ قید احترازی ہے اور احتراز لحم ابل سے ہے یہ وہ حضرات ہیں جو لحم ابل کے کھانے سے وضوء کے قائل ہیں [۲]

ترجمہ کا دوسرا جز: ......عدم توضی من السویق ہے یہاں بھی خاص سویق مراد نہیں بلکہ ہر وہ چیز مراد ہے جو آگ پر پکی ہوئی ہو [۳]

یحتز من کتف شاۃ: ......اس سے چھری کے ذریعہ کاٹ کر کھانا ثابت کرنا درست نہیں۔ کیونکہ بوٹی بڑی ہو تو چھری سے کاٹنا پڑتا ہے۔ یہ حضرات (موجودہ دور کے لوگ) اس لئے اس (چھری اور چمچہ) سے کھاتے ہیں کہ ہاتھ سے کھانے میں جراثیم لگنے کا بہانہ بناتے اور بتاتے ہیں۔ ان کا یہ نظریہ صحیح نہیں۔

سوال: ......اس حدیث سے چھری سے کاٹ کر کھانا ثابت ہے جب کہ ابوداؤد کی روایت میں چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت ہے تو بظاہر احادیث میں تعارض ہے۔

جواب (۱): ...... حضرات شراح نے اس کا جواب یہ دیا کہ وہاں بیان اولویت ہے اور یہاں بیان جواز ہے۔

جواب (۲): ...... ابوداؤد کی روایت میں ممانعت اس بات پر محمول ہے کہ چھری ہی سے کھائے اور بخاری کی روایت اس پر محمول ہے کہ چھری سے کاٹ کر ہاتھ سے کھائے [۴]

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۰۶) [۲] (مثلاً امام بخاریؒ و حنابلہؒ تقریر بخاری ص ۵۸ ج ۲: فتح الباری ص ۱۵۵) [۳] (فتح الباری ص ۱۵۵) [۴] (تقریر بخاری ص ۵۸ ج ۲)

واقعہ: ...... حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں کہ گاڑی میں سفر کے دوران ایک شخص کا نٹے سے کھانا اور گوشت کھارہا تھا اور ساتھ ساتھ بڑے فضائل بیان کر رہا تھا۔ اچانک گاڑی کو بریک لگی اور کانٹا منہ میں لگا اور خون نکل آیا۔ اب غا،غا کر رہا ہے۔ اور سارے فضائل ایک ہی جھٹکے سے ختم ہو گئے۔

سوال: ...... امام بخاریؒ نے جو روایتیں ذکر کی ہیں ان میں کہیں بھی سویق کا ذکر نہیں کیا تو ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا؟

جواب (۱): ...... دو جز ء ہیں ایک صراحتا ثابت ہے ایک قیاسا[۱]

جواب (۲): ...... ابھی باب ختم ہی نہیں ہوا، ستو کے بارے میں سوید بن نعمان کی روایت آگے آئے گی (عمدۃ القاری ص۱۰۶ ج۳) اور درمیان میں یہ باب "باب فی الباب" کے قبیل سے ہے[۲]

(۱۴۸)

﴿باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ﴾

کوئی شخص ستو کھا کر کلی کر لے اور وضو نہ کرے (تو جائز ہے)

(۲۰۷) حدثنا عبدالله بن يوسف قال انا مالك عن يحيى بن سعيد عن بشير

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے یحیٰی بن سعید کے واسطے سے خبر دی وہ بشیر بن

بن يسار مولى بني حارثة ان سويد بن النعمانؓ اخبره انه

یسار، بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں کہ سوید بن نعمانؓ نے انھیں بتلایا کہ فتح خیبر

خرج مع رسول الله ﷺ عام خيبر حتى اذا كانوا بالصهباء وهي ادنى خيبر

والے سال میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صہبا کی طرف جو خیبر کے نشیب میں ہے پہنچے

---

[۱] (فتح الباری ص۱۵۵، لامع ص۹۰) [۲] (لامع ص۹۰)

فصلی العصر ثم دعا بالازواد فلم یؤت الا بالسویق فامر به
آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی پھر توشے منگوائے گئے تو سوائے ستو کے کچھ اور نہیں آیا، پھر آپؐ نے حکم دیا
فثری فاکل رسول اللہ ﷺ و اکلنا ثم قام الی مغرب
تو وہ بھگو دیا گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اور ہم نے بھی کھایا پھر مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے
فمضمض ومضمضنا ثم صلی ولم یتوضأ
آپ ﷺ نے کلی فرمائی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا
انظر: ۲۱۵، ۲۹۸۱، ۴۱۷۵، ۴۱۹۵، ۵۳۸۴، ۵۳۹۰، ۵۴۵۴، ۵۴۵۵
سوید بن النعمان انصاری اوسی مدنی کل مرویات: ۷ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۰۸) حدثنا اصبغ قال انا ابن وهب قال اخبرنی عمرو عن بکیر عن کریب
ہم سے اصبغ نے بیان کیا، انھیں ابن وہب نے خبر دی انھیں عمرو نے بکیر سے انھوں نے کریب سے
عن میمونة ان النبی ﷺ اکل عندها کتفا ثم صلی ولم یتوضأ
ان کو حضرت میمونہؓ زوجۂ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ آپؐ نے ان کے یہاں بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

گذشتہ باب کی تشریح سے ایک سوال کا دفعیہ بھی ہو گیا۔ کہ اس سے پہلے باب میں سویق کے استدلال کے لئے کوئی روایت نہیں؟ اور دوسرے باب میں روایت ثانیہ غیر مناسبہ للترجمہ ہے۔

جواب (۱):...... کہ گذشتہ باب، باب فی الباب کی قبیل سے ہے۔

جواب (۲):...... بعض محققینؒ نے کہا ہے کہ دونوں ترجمے مستقل ہیں۔ باب فی الباب کوئی نہیں لیکن استدلال

ایسے ہے کہ پہلے باب میں پہلا ترجمہ حدیث سے صراحۃً ثابت ہے اور دوسرا دلالۃً۔ اور دوسرے باب میں اس کو ایک روایت سے صراحۃً ثابت کیا اور دوسری سے اس کو قیاساً اور دلالۃً ثابت کیا۔

جواب (۳): ...... بعض شراح حضرات (علامہ عینیؒ وعلامہ کرمانیؒ) نے کہا کہ یہ آخر والی جو روایت ہے یہ سہو کاتب ہے۔ یہ باب اول کی روایت ہے۔ جو قلم ناسخین سے مؤخر ہو گئی۔ اب دونوں باب صراحۃً ثابت ہو گئے۔

(۱۴۹)

﴿باب هل يُمَضمَضُ من اللبن﴾

کیا دودھ پی کر کلی کرنی چاہیے

(۲۰۹) حدثنا يحيى بن بكير وقتيبة قالا حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن
ہم سے یحیٰ بن بکیر نے اور قتیبہ نے بیان کیا، ان دونوں سے لیث نے بیان کیا وہ عقیل سے وہ ابن شہاب سے وہ
عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن ابن عباسؓ ان رسو ل الله ﷺ شرب لبنا
عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا
فمضمض وقال ان له دَسَماً تابعه يونس وصالح بن كيسان عن الزهرى
پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے اسی لئے کلی کی اس حدیث کی یونس اور صالح بن کیسان نے زہری سے متابعت کی ہے

انظر: ۵۶۰۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

* **غرض الباب:** ...... بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ دودھ پینے کے بعد کلی کرنی چاہیے اس لئے اس پر تنبیہ کرنے

کے لئے باب باندھ دیا۔

سوال :...... ترجمۃ الباب میں هل کیوں لائے؟

جواب :...... هل تردد پر دال ہے۔ امام بخاریؒ کو جہاں روایت الباب سے ترجمۃ الباب کے ثبوت میں تردد ہو وہاں هل لاتے ہیں۔

سوال :...... امام بخاریؒ کو کن وجوہ کی بناء پر تردد ہوتا ہے؟

جواب :...... امام بخاریؒ کو تردد دو وجہ سے ہوتا ہے ۱۔ اختلاف مذاہب کی وجہ سے ۲۔ تعارض روایات کی وجہ سے چونکہ روایات متعارض ہیں کہ ابوداؤد میں و لم یمضمض ہے اور یہاں شرب لبنا فمضمض ہے اس لئے هل فرمایا چونکہ آنحضرت ﷺ نے فان له دسما معلل بیان فرمایا تو اب خیال ہوا کہ ہر جگہ تو چکناہٹ نہیں ہوتی ہے اس لئے هل ذکر کردیا۔

(۱۵۰)
باب الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسة والنعستین او الخفقة وضوءًا

سونے کے بعد وضو کرنا بعض علماء کے نزدیک ایک یا دو مرتبہ کی اونگھ سے یا نیند کا ایک جھونکا لینے سے وضو واجب نہیں ہوتا

(۲۱۰) حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن هشام عن ابیه
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے ہشام سے، انھوں نے اپنے باپ سے خبر دی انھوں نے
عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال اذا نعس احدکم وهو یصلی
حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آجائے

فليرقد حتى يذهب عنه. النوم فان احدكم اذا صلى

تو اسے چاہیے کہ سورہے تاکہ نیند کا اثر اس سے ختم ہوجائے اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے

وهو ناعس لا يدري لعله يستغفر فيسب نفسه.

اور وہ اونگھ رہا ہوتو اسے کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ وہ اپنے لیے خدا تعالیٰ سے مغفرت طلب کررہا ہے یا اپنے آپ کو بددعاء دے رہا ہے

☆☆☆☆☆☆☆

(۲۱۱) حدثنا ابومعمر قال ثنا عبدالوارث قال ثنا ايوب عن ابی قلابة عن

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے، ان سے ایوب نے ابوقلابہ کے واسطے سے نقل کیا وہ

انس عن النبیﷺ قال اذا نعس فی الصلوة فلينم حتى يعلم ما يقرأ

حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے کہ آپؐ نے فرمایا

جب تم نماز میں اونگھنے لگو تو (اس وقت تک) سوجاؤ جب تک آدمی کو یہ نہ معلوم ہو کہ کیا پڑھ رہا ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث والذی بعده للترجمة تفهم من معنى الحديث فان النبیﷺ لما اوجب قطع الصلوة وامر بالرقاد دل ذلک على انه كان مستغرقا فی النوم فانه علل ذلک بقوله فان احدكم الخ

امام بخاریؒ نے اس ترجمہ میں دو جزء ذکر فرمائے ہیں (۱) نوم سے وضوء واجب ہوگا (۲) نعسة اور نعستین اور خفقه سے وضوء نہیں ہے۔ تو ایک جزء ثبوتی اور ایک سلبی ہوا۔

نعسة بمعنی اونگھنا۔ خفقه اونگھنے کی وجہ سے ایک مرتبہ سر ہل جائے [1]

سوال :...... دونوں روایتوں سے ترجمۃ الباب کا کوئی جزء ثابت نہیں ہوتا۔

جواب :...... محدثین شراحؒ نے مطابقت بیان کرنے کی بڑی کوشش فرمائی ہے۔ ان توجیہات میں سے بعض یہ ہیں۔

المطابقة الاولى :...... علامہ عینیؒ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اونگھ کی وجہ سے نماز توڑ کر سونے کا حکم فرمایا ہے لیکن وضوء کا حکم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کا نعسہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا [2]

---

[1] فتح الباری ص ۱۵۶ ج ۱) [2] لامع ص ۹۰: استدل بظاهر الحديث فانه انما علل فليرقد)

المطابقة الثانية:...... وضوء من النوم چونکہ واضح دلائل سے ثابت تھا گویا کالمشہور تھا اس لئے اس کی دلیل لانے کی ضرورت نہیں سمجھی اور دوسرے جزء کی دلیل لائے [1]

المطابقة الثالثة:...... لایدری لعله۔ اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ نعسہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ اگر نعسہ ناقض وضوء ہوتا تو علت یوں بیان فرماتے کہ چونکہ نعسہ سے وضوء ٹوٹ گیا ہے لہذا نماز توڑ دے جب کہ یہاں یوں علت بیان فرمائی ہے۔ کہ چونکہ وہ نہیں جانتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ الخ تو معلوم ہوا کہ نعسہ ناقض وضوء نہیں [2]

المطابقة الرابعة:...... حضرت شیخ الحدیثؒ نے لامع الدراری میں نقل کیا ہے۔ کہ امام بخاریؒ نے قیاس سے ثابت کیا ہے کیونکہ امام بخاریؒ کی شرطوں کے مطابق روایت نہیں تھی۔ تو قیاس سے اس کو ثابت کیا کہ جس طریقہ سے ناعس (اونگھنے والا) یہ نہیں جانتا کہ منہ سے کیا نکلا ہے تو بدرجہ اولی اس کو معلوم نہیں ہوگا کہ دبر سے کیا نکلا ہے۔

نوم کے ناقض وضوء ہونے کے بارے میں حضرات ائمہؒ کے مذاہب:......

اس میں تین مذہب ہیں۔

(۱):...... مطلقا ناقض ہے۔

(۲):...... مطلقا غیر ناقض ہے۔

(۳):...... جمہور ائمہ اربعہ تفصیل کے قائل ہیں۔ راجح مذہب تفصیل والا ہی ہے باقی دونوں شاذ ہیں۔

مذهب امام اعظم ابو حنیفهؒ:...... امام اعظمؒ کے ہاں تفصیل یہ ہے کہ ہیئت صلاتیہ پر سو گیا یا بیٹھا بیٹھا غیر مستلقیا سو گیا تو وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر لیٹے لیٹے سو گیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

مذهب امام شافعیؒ:...... امام شافعیؒ کے نزدیک النوم قاعدا متمکنا مقعده من الارض ہو تو ناقض نہیں اور باقی انواع ناقض ہیں اس لئے کہ نوم فی نفسہ تو ناقض نہیں ہے بلکہ چونکہ مظنہ خروج ریح ہے اس لئے ناقض ہے اور جب یہ صورت ہو تو پھر خروج ریح کا مظنہ نہیں رہتا۔

مذهب امام احمدؒ:...... امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ ہے کہ نوم قلیل ناقض نہیں ہے بلکہ نوم کثیر ناقض ہے

---

[1] (لامع ص ۰ ۹ فاکتفی فیه بالشهرة) [2] (لامع الدراری ص ۰ ۹ اذلو کان ناقضا لمامنع الشارع عن الصلوة خشیة السب)

یسیر کا مطلب ایک آدھ منٹ سونا اور اس میں ایک قید بھی ہے وہ یہ کہ قاعداً یا قائماً ہو اور جب لیٹ کر سو رہا ہو تو قلیل اور خفیف بھی ناقض ہے۔

مذہب امام مالکؒ:...... امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ نوم ثقیل ناقض ہے نوم خفیف ناقض نہیں [1]

الفرق بین القلیل والکثیر والخفیف والثقیل:...... منٹ دو منٹ ساعۃ دو ساعۃ کی نوم قلیل ہے اس سے زیادہ کثیر ہے۔ اور اگر ادنیٰ کھٹکھٹاہٹ (حرکت) سے بیدار ہو جائے تو خفیف ہے ورنہ ثقیل [2]

اس تفصیل کا مقصد:...... حضرات ائمہ نے یہ تفصیل اس لئے قائم کی ہے کہ روایات میں تعارض ہے تعارض سے اسی تفصیل کے ذریعہ بچا جا سکتا ہے۔ کیونکہ روایات دو قسم پر ہیں۔ (۱) وہ روایات جن سے مطلقاً وضوء کا ٹوٹنا ثابت ہے (۲) جن میں مطلقاً وضو کا نہ ٹوٹنا ثابت ہے، تو بعض نے مطلقاً پہلی قسم کو لے لیا یا دوسری قسم کو لے لیا لیکن آئمہ اربعہؒ نے تطبیق دی۔

(۱۵۱)

باب الوضوء من غیر حدث

بغیر حدث کے وضو کرنا یعنی وضو باقی ہوتے ہوئے بھی نیا وضو کرنا

(۲۱۲) حدثنا محمد بن یوسف قال ثنا سفین عن عمرو بن عامر قال سمعت انسا
ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا ان سے سفیان نے عمرو بن عامر کے واسطے سے بیان کیا۔ انھوں نے حضرت انسؓ سے سنا
ح وحدثنا مسدد قال ثنا یحیی عن سفیان قال حدثنی عمرو بن عامر
(دوسری سند سے) ہم سے مسدد نے بیان کیا ان سے یحییٰ نے وہ سفیان سے روایت کرتے ہیں ان سے عمرو بن عامر نے بیان کیا
عن انسؓ قال کان النبی ﷺ یتوضا عند کل صلوٰۃ قلت
وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ ہر نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے میں نے کہا

[1] (تقریر بخاری ص ۶۰ ج ۲) [2] (تقریر بخاری ص ۶۰ ج ۲)

کیف کنتم تصنعون قال یجزی احدنا الوضوء مالم یحدث
تم لوگ کس طرح کرتے تھے؟ کہنے لگے کہ ہم میں سے ہر ایک کو وضو اس وقت تک کافی ہوتا جب تک کوئی وضو کو توڑنے والی چیز پیش نہ آجائے (یعنی پیشاب پاخانے وغیرہ کی ضرورت یا نیند وغیرہ)
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۱۳) حدثنا خالد بن مخلد قال ثنا سلیمان قال حدثنی یحیی بن سعید قال اخبرنی بشیر بن یسار
ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' انھیں بشیر بن یسار نے خبر دی
قال اخبرنی سویدبن النعمان قال خرجنامع رسول ﷺ عام خیبر حتی اذا کنابالصهباء
انھیں سوید بن نعمانؓ نے بتلایا کہ ہم فتح خیبر والے سال میں رسول ﷺ کے ہمراہ جب صہباء میں پہنچے
صلی لنارسول اللہ ﷺ العصر فلماصلی دعابالاطعمة فلم یؤت الابالسویق
تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی جب نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے کھانے منگوائے (کھانے میں) ستو کے علاوہ کچھ اور نہ آیا
فاکلنا و شربنا ثم قام النبی ﷺ الی المغرب فمضمض
سو ہم نے (اسی کو) کھایا اور پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے کلی فرمائی
ثم صلی لنا المغرب و لم یتوضأ
پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور (نیا) وضو نہیں فرمایا

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

راجع: ۲۰۹

غرض امام بخاریؒ:......امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ بغیر حدث کے وضوء واجب نہیں بلکہ مستحب ہے یہ دو مسئلے دو حدیثیں لا کر ثابت کر دیے، پہلی حدیث میں وضوء کرنے کا ذکر ہے، اس سے استحباب ثابت کر دیا اور دوسری حدیث میں ولم یتوضا مذکور ہے اس سے عدم وجوب ثابت کر دیا۔

(۱۵۲)

﴿باب من الکبآئر ان لا یستتر من بوله﴾

پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ ہے

(۲۱۴) حدثنا عثمان قال ثنا جریر عن منصور عن مجاهد عن ابن عباسؓ
ہم سے عثمان نے بیان کیا ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے نقل کیا وہ مجاہد سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں
قال مر النبی ﷺ بحآئط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین
کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے (وہاں) آپؐ نے دو شخصوں کی آواز سنی
یُعَذَّبان فی قبورهما فقال النبی ﷺ یعذبان وما یعذبان فی کبیر
جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں
ثم قال بلٰی کان احدهما لا یستتر من بوله وکان الاٰخر یمشیٰ بالنمیمة
پھر آپؐ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرے شخص میں چغل خوری کی عادت تھی
ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل قبر منهما کسرةً
پھر آپؐ نے (کھجور کی) ایک ٹہنی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان میں سے ایک ٹکڑا ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا
فقیل له یا رسول اللہ لم فعلت هذا قال لعله ان یخفف عنهما ما لم تیبسا
لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آپؐ نے کیوں کیا؟ آپؐ نے فرمایا، اس لئے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک ہوں گی اس وقت تک ان پر عذاب کم ہوگا

انظر: ۲۱۸، ۱۳۶۱، ۱۳۷۸، ۶۰۵۲، ۶۰۵۵

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض الباب :...... امام بخاریؒ کا مقصد دو مسئلے بیان کرنا ہے۔

(۱):...... ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ پیشاب سے بچاؤ ضروری نہیں ہے

(۲):...... یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ انسانوں کے بول سے بچنا ضروری ہے نہ کہ جانوروں کے بول سے اس لیے ترجمۃ الباب میں من بولہ کی قید لگائی ہے کبائر کے لفظ سے ان لوگوں پر رد ہے جو اس کو صغیرہ کہتے ہیں۔ اور من بولہ سے ان لوگوں پر رد ہے جو اس کو پاک کہتے ہیں۔

اعتراض :...... اس سند پر دار قطنیؒ نے اعتراض کیا ہے۔ کہ یہ سند منقطع ہے۔ مجاہدؒ اور ابن عباسؓ کے درمیان طاؤسؒ کا واسطہ ہے اور یہاں متروک ہے۔ تو یہ سند منقطع ہوئی۔

جواب :...... ہوسکتا ہے مجاہدؒ نے بالواسطہ بھی سنا ہو اور بلا واسطہ بھی۔ اس لئے یہ حدیث منقطع نہ ہوئی [۱]

فسمع صوت انسانین :...... معلوم ہوا کہ قبر کے حالات صرف خیالی اور متخیلہ نہیں بلکہ مسموع اور محسوس ہیں۔ مگر عالم شہود کی آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتی [۲]

اس موقع پر کشف کے تین واقعات تحریر کیے جاتے ہیں۔ جو استاذ محترم نے دورانِ درس سنائے۔

(۱) مولانا خیر محمدؒ صاحب اور مولانا محمد علیؒ جالندھری کے متعلق۔

(۲) علامہ اقبالؒ کے متعلق۔

(۳) حضرت مولانا شیخ احمدؒ کے متعلق۔

(کشف کے چند واقعات)

واقعہ نمبر (۱) :...... ہمارے گاؤں اگی ضلع فیصل آباد میں ایک بزرگ رہتے تھے جن کا نام نامی اسم گرامی جناب عبد القادرؒ تھا اللہ پاک نے ان سے بصارت لے لی تھی اور بصیرت عطاء فرمادی تھی حضرت تھانویؒ کے متعلقین میں سے تھے ایک بار میرے ہاں جامعہ خیر المدارس ملتان تشریف لائے میں نے ان سے گذارش کی کہ آپ ہمارے

---

[۱] (فتح الباری ص ۱۵۸ ونقل علی ان مجاہد اسمعہ عن طاؤس عن ابن عباس ثم سمع عن ابن عباس بلا واسطہ) [۲] (فیض الباری ۳۰۹)

بزرگوں کی قبور پر مراقبہ فرمائیں چنانچہ وہ مقبرۃ الخیر میں تشریف لے گئے کچھ دیر بیٹھے کچھ پڑھتے رہے جب واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ سناؤ مراقبہ میں کیا پایا؟ فوراً فرمایا مولانا خیر محمد نور اللہ مرقدہ قبر میں ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور اس کا مطالعہ فرما رہے ہیں اور مولانا محمد علی جالندھری نور اللہ مرقدہ قبر سے نکلتے ہیں باہر آ کر نعرہ لگاتے ہیں ختم نبوت زندہ باد پھر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں پھر باہر آتے ہیں نعرہ لگاتے ہیں ختم نبوت زندہ باد، پھر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں مسلسل یہی کئے جا رہے ہیں۔

واقعہ نمبر (۲):...... ایک واقعہ جناب عبدالقادرؒ نے خود سنایا کہ ایک دفعہ ساتھی مجھے بتائے بغیر علامہ محمد اقبالؒ کی قبر پر لاہور لے گئے جب میں قبر پر پہنچا تو میں نے دوستوں سے کہا کہ یہ تو علامہ محمد اقبالؒ کی قبر ہے علامہ محمد اقبالؒ قبر میں بیٹھا کہہ رہا ہے کہ میں داڑھی والا تو نہیں تھا مگر اللہ پاک نے مجھے داڑھی والوں میں شامل فرما دیا۔

واقعہ نمبر (۳):...... آخر عمر میں جناب عبدالقادرؒ نابینا نے بورے والا والکٹ فیکٹری میں رہائش اختیار کر لی تھی زمانہ علالت میں داعی اجل کو لبیک کہنے سے پہلے ایک بار انہوں نے اعزہ سے فرمایا مجھے مقامی قبرستان لے چلو تا کہ میں اپنی قبر کے لئے مناسب جگہ تلاش وتجویز کر سکوں چنانچہ انہیں قبرستان لے جایا گیا تو مولانا شیخ احمد صاحبؒ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ یہاں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے مجھے یہیں دفن کرنا حالانکہ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ یہاں مولانا شیخ احمدؒ مہتمم مدرسہ بورے والہ کی قبر ہے یہ کشفی حالات ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر منکشف فرما دیتے ہیں اس سے ان کا عالم الغیب ہونا ثابت کرنا کم علمی کی دلیل ہے۔

وما یعذبان فی کبیر:......

سوال:...... روایت الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے **وما یعذبان فی کبیر** یعنی کبیرہ کی نفی ہے اور ترجمۃ الباب میں **من الکبائر** کہہ کر کبیرہ کا اثبات کیا ہے۔

جواب (۱):...... مطلب یہ ہے کہ **وما یعذبان فی کبیر ای فی زعمھما**[1]

جواب (۲):...... روایت الباب میں کبیر بمعنی شاق ہے۔ یعنی اگر بچنا چاہتے تو اتنا مشکل نہیں تھا آسانی بچ سکتے تھے۔

---

[1] (فیض الباری ص ۳۰۹، فتح الباری ص ۱۵۸)

جواب (۳):...... کبیرہ ہونا لفظ بلیٰ سے ثابت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ثم قال بلیٰ

سوال:...... لفظ بلیٰ سے کبیرہ ہونا تو ثابت ہو گیا لیکن تعارض بھی ہو گیا کہ وما یعذ بان فی کبیر سے کبیرہ کی نفی اور بلیٰ سے اثبات کبیرہ ہے؟

جواب:...... فی کبیر میں جن کبائر کی نفی کی گئی ہے ان سے مراد سبع موبقات ہیں۔ کہ نفی بہت بڑے کبائر میں سے ہونے کی ہے۔ اور اثبات مطلق کبیرہ ہونے کا ہے[1]

کان لایستتر من بوله:...... لایستتر کے لفظ کی تشریح دو طرح سے ہے (۱) ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ نہیں کرتا تھا لیکن یہ راجح نہیں ہے اس لئے کہ روایات کے دوسرے الفاظ کے لحاظ سے اس کی تشریح کی جائے گی (۲) ابن عساکرؒ میں لا یستبرئ کے الفاظ ہیں۔ مسلم شریف میں لا یستنزہ کے الفاظ ہیں۔ ابونعیمؒ میں لایتوقی کے الفاظ ہیں[2] ان تینوں کے معنی ہیں کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اس کے بھی یہی معنی ہوں گے۔ یہ اس لفظ کی دوسری تشریح ہے۔

کان الاخر یمشی بالنمیمة:......

نمیمه کی تعریف:...... یہ ہے کہ اس کی بات اس کے پاس اور اُس کی اِس کے پاس پہنچانا لیکن اس میں شرط ہے کہ ضرر اور لڑائی کے لئے پہنچائے۔ اور اگر صلح کرانے کے لئے پہنچائے تو وہ نمیمہ نہیں۔

سوال:...... عذاب قبر کے لئے ان دو گناہوں کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب:...... قبر مقدمہ للقیامه ہے۔ اور قیامت میں حقوق اللہ میں سے اولاً صلوۃ کا سوال ہوگا۔

کما قال الشیخ سعدیؒ

﴿روز محشر که جاں گداز بود ☆ اولیں پرسش نماز بود﴾

اور حقوق العباد میں سے اولاً قتل کا سوال ہوگا۔ تو صلاۃ کے سوال میں (جو کہ بروز قیامت ہوگا) قبر میں جو مقدمہ للقیامة ہے طہارت کا سوال ہوگا جو کہ مقدمہ للصلاۃ ہے۔ اور قیامت میں حقوق العباد میں سے پہلے قتل کا سوال ہوگا اور قتل کے سوال میں نمیمہ جو کہ مقدمہ للقتل ہے اس کا سوال قبر میں ہوگا جو کہ مقدمه للقیامة ہے۔

---

[1] (فتح الباری ص ۱۵۸) [2] (فتح الباری ص ۱۵۸)

(۱۵۳)

باب ما جاء فی غسل البول وقال النبی ﷺ لصاحب القبر کان لا یستتر من بوله ولم یذکر سوی بول الناس

پیشاب کو دھونا رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر والے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ اپنے پیشاب سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا تھا' آپ نے آدمیوں کے پیشاب کے علاوہ کسی اور کے پیشاب کا ذکر نہیں فرمایا

(۲۱۵)حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال اخبرنا اسمٰعیل بن ابراھیم قال حدثنی روح بن القاسم
ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' انھیں اسماعیل بن ابراہیم نے، انھیں روح بن القاسم نے بتلایا
قال حدثنی عطآء بن ابی میمونة عن انسؓ بن مالک قال کان رسول اللہ ﷺ اذا
ان سے عطاء بن ابی میمونہ نے بیان کیا' وہ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب
تبرز لحاجته اتیته بمآء فیغسل به
رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے جاتے تو میں آپؐ کے پاس پانی لاتا تھا' آپؐ اس سے استنجاء فرماتے

راجع: ۱۵۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة

غرض امام بخاریؒ:...... اس سے مقصود پہلے باب کی تائید ہے کہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو دھونا چاہیے وقال النبی ﷺ لصاحب القبر کان لایستتر من بوله ۔ لا یستتر من بوله سے ثابت ہوا کہ دھونا چاہیے۔

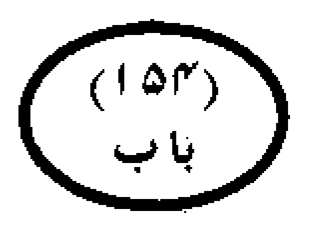
اشکال :...... روایت الباب ترجمۃ الباب پر منطبق نہیں ہے۔ کیونکہ روایت **اذا تبرز لحاجته** ہے اور ترجمۃ الباب **فی غسل البول** ہے۔

جواب اول :...... براز کو بول لازم ہے۔ اور بول کو براز لازم نہیں۔ تو جب براز کو دھوئے گا تو بول کو بھی دھوئے گا۔

جواب ثانی :...... **تبرز ای ذھب الی البراز** ۔ پہلا جواب اس ترجمے کے لحاظ سے ہے کہ قضاء حاجت کے لئے جاتے اس سے مراد پاخانہ ہے۔ اور دوسرا جواب اس ترجمے کے لحاظ سے ہے کہ جنگل کی طرف جاتے۔ تو کبھی ایسے ہوتا ہے کہ جنگل کی طرف بول کے لئے بھی جایا جاتا ہے۔

سوال :...... اس سند میں مجاہدؒ ابن عباسؓ بواسطہ طاؤسؒ نقل کرتے ہیں جب کہ اس سے پہلے والی سند میں عن مجاہدؒ عن ابن عباسؓ ہے امام بخاریؒ نے منقطع روایت کیوں ذکر فرمائی؟

جواب :...... حافظ صاحبؒ نے جواب دیا کہ اس میں کیا استحالہ ہے کہ ایک بار تو مجاہدؒ نے طاؤسؒ کے واسطہ سے سنی اور پھر براہ راست ابن عباسؓ سے سن لی ہو۔



(۲۱۰۶) حد ثنا محمد بن المثنّٰی قال ثنا محمد بن خازم قال ثنا الاعمش عن مجاهد
ہم سے محمد بن المثنّٰی نے بیان کیا ان سے محمد بن حازم نے ان سے اعمش نے مجاہد کے واسطے سے نقل کیا
عن طاؤس عن ابن عباسؓ قال مر النبی ﷺ بقبرین فقال
وہ طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے تو آپؐ نے فرمایا

انهما ليعذبا ن و ما يعذبا ن في كبير أمّا احدهما فكان لا يستتر من البول

کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بہت بڑی بات پر نہیں ایک تو ان میں سے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا

واماالاخر فكا ن يمشي با لنميمة ثم ا خذ جر يد ة ر طبة فشقها نصفين

اور دوسرا چغل خوری میں مبتلا تھا۔ پھر آپؐ نے ایک ہری ٹہنی لے کر بیچ سے اس کے دو ٹکڑے کیے

فغرز في كل قبرٍ واحدة قالوا يا رسول الله لم فعلت هذا قال

اور ہر ایک قبر میں ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپؐ نے (ایسا) کیوں کیا۔ آپؐ نے فرمایا

لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا قا ل ابن المثنى وحد ثنا وكيع قا ل حد ثنا

تاکہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔ ابن المثنیٰ نے کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا

الاعمش سمعت مجاهدا مثله

ان سے اعمش نے انھوں نے مجاہد سے اسی طرح سنا

راجع: ۲۱۶

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض باب: ...... اس میں دو رائیں ہیں (۱) ناسخین کی غلطی ہے کہ لفظ باب لکھ دیا پہلے مقطوعاً ذکر تھا اب متصلا ذکر کررہے ہیں ورنہ روایت وہی پہلے باب والی ہے۔ کیونکہ یہاں مجاہدؒ اور ابن عباسؓ کے درمیان طاؤس کا واسطہ ہے (۲) قال البعض پہلے باب کا تتمہ ہے۔ جہاں بغیر ترجمہ کے باب باندھیں تو وہ تتمہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ کررہے ہیں کہ اگر پانی نہ ہو تو ڈھیلا استعمال کرے۔ الغرض ۔ پیشاب سے بچنا چاہیے خواہ پانی استعمال کرکے بچے خواہ ڈھیلا استعمال کرکے بچے!

مر النبی علیہ بقبرین : ...... اس میں بحث ہے۔ کہ یہ قبریں مسلمانوں کی تھی یا کافروں کی۔ اگر مکہ میں ہیں

۱؎ (لامع ص۹۲)

تو کافروں کی اور اگر مدینہ میں ہیں تو دونوں کی ہوسکتی ہیں۔تخفیف عذاب سے کسی ایک جانب کو ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہ تو دونوں کے لئے ثابت ہے آپ ﷺ تو دونوں کے لئے استغفار فرماتے تھے۔لیکن راجح یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی تھیں۔

وجوہ ترجیح :......(۱)ابن ماجہؒ کی روایت میں جدیدین آتا ہے ابن ماجہ ص۲۹ کا لفظ بھی اسی کا مرجح ہے (۲) نیز فروع کی وجہ سے عذاب کفار کو نہیں ہوتا بلکہ ان کو کفر کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

انھما لیعذبان :......ھما ضمیر کا مرجع قبرین ہی ہیں۔لیکن صنعت استخدام ہے ای اھل قبورھما[1]

شعر :...... اذانزل السماء بارض قوم ☆ رعیناہ وان کانوا غضاباً۔

تخفیف عذاب بالجریدہ :......علماء نے اس میں بحث کی ہے کہ تخفیف عذاب کی وجہ کیا ہے؟

(۱):......بعض حضراتؒ نے یہ علت بیان کی کہ چونکہ جریدہ (ٹہنی) جب تک ہری رہتی ہے، تسبیح پڑھتی ہے تو جب تک تسبیح پڑھتی رہے گی تخفیف عذاب ہوگا۔پھر جب تک اپنے مرکز کے ساتھ قائم رہتا ہے تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔اسی طرح کپڑا جب تک میلا نہ ہو تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔

اعتراض :...... قرآن پاک میں ہے ﴿وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾۔کیا خشک ٹہنی شئی نہیں ہے؟

جواب (۱):......اکھڑا ہوا پتھر شئی نہیں ہے کیا؟لہذا یہ سبب نہ ہوا۔

جواب (۲):......بلکہ اس کا سبب برکۃ یدالنبی ﷺ ہے۔

سوال :......خشک ہونے کی قید کیوں لگائی جب یدالنبی ﷺ کی برکت تھی۔

جواب :......یہ تخفیف عذاب آپ ﷺ کی شفاعت سے تھا۔ہوسکتا ہے کہ مقید ہو اس وقت تک جب تک کہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں۔

قول راجح :......یہی ہے کہ بیرکت یدالنبی ﷺ ہے۔چونکہ اس میں اختلاف ہے اس لئے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوگیا۔جو حضراتؒ علت ٹہنی کا ہرا ہونا بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ٹہنیوں کا گاڑنا جائز ہے۔اور جو کہتے ہیں کہ برکۃ یدالنبی ﷺ کریمہ ہے وہ کہتے ہیں کہ قبر پر چھڑی ڈالنا آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔اختلاف کی وجہ سے دونوں طرف تخفیف ہو جائے گی ورنہ بدعت میں شریک ہو جائے گا۔

---

[1] (تعریف صنعت استخدام: وھو ان یراد بلفظ لہ معنیان احدھما ثم یراد بضمیرہ معناہ الاخر الخ :مختصر المعانی ص ۴۵۷)

(۱۵۵)

باب ترک النبی ﷺ والناس الاعرابی حتی فرغ من بوله فی المسجد

رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا دیہاتی کو مہلت دینا جب تک کہ وہ مسجد میں پیشاب کر کے فارغ نہ ہوگیا

(۲۱۷) حدثنا موسی بن اسمعیل قال ثنا همام قال ثنا اسحق عن انس بن مالک

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے ہمام نے، ان سے اسحٰق نے انس بن مالکؓ کے واسطے سے نقل کیا کہ

ان النبی ﷺ رأی اعرابیا یبول فی المسجد فقال دعوه

رسول ﷺ نے ایک دیہاتی کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔

حتی اذا فرغ دعا بماء فصبه علیه

جب وہ (پیشاب سے) فارغ ہوگیا تو پانی منگا کر آپؐ نے (اس جگہ پر) بہانے کا حکم فرمایا

انظر: ۲۲۱، ۶۰۲۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ربط:...... چونکہ بول سے بچنے کا مسئلہ چل رہا تھا۔ تو اس کے متعلق امام بخاریؒ نے ایک خاص واقعہ بیان کر دیا امام بخاریؒ بہت عمیق ربط لا رہے ہیں حدیث پڑھنے سے پتہ چلے گا[۱]

حدثنا موسی بن اسماعیل رأی اعرابیا یبول فی المسجد الخ:...... اس اعرابی کا

---

[۱] (لامع ص ۹۳)

لقب ذوالخویصرہ ہے۔بعض نے کہا ہے کہ اس کا نام نافع تھا اور بعض نے کہا کہ اس کا نام خرقوس اور بعض نے اقرع بن حابس بتایا ہے۔[1]

دعوه الخ :......

سوال :...... جب اس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کیا اور ظاہر ہے کہ اس سے مسجد ناپاک ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا دعوہ۔ گویا کہ مسجد کو ناپاک کرنے کی اجازت دی۔ محدثینؒ نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جواب اول :...... **شفقتا علی البائل**۔ اس لئے کہ پیشاب جب جاری ہوجائے تو روکنے سے مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ مسجد تو پھر بھی پاک ہوسکتی ہے۔[2]

جواب ثانی :...... اعرابی کم سمجھ ہوتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈانٹ ڈپٹ سن کر متوحش نہ ہوجائے اور دین اسلام کو چھوڑ جائے اور یہ **اهون البليتين** کے قبیل سے ہے۔

جواب ثالث :...... حضور ﷺ نے تلویث مسجد کی اجازت نہیں دی بلکہ تلویث مسجد سے بچانے کے لئے اس کو پیشاب کرنے کی اجازت دی۔ اس کو حکمت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب وہ پیشاب کرتا ہوا اٹھتا تو "تلویث زیادتی مسجد" کا خطرہ تھا۔[3]

فائدہ :...... جس شخص نے آپ ﷺ پر مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں اعتراض کیا تھا اس کا نام بھی ذوالخویصرہ تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ قائل اور بائل ایک ہی شخص تھا۔ لیکن راجح یہ ہے کہ دونوں الگ، الگ ہیں کیونکہ یہ بائل تو سچا مسلمان تھا۔ اور آپ ﷺ پر اعتراض کرنے والا خارجی نکلا۔[4]

---

[1] (عینی ج ۳ ص ۱۲۵: فیض الباری ص ۳۱۵) [2] (لامع ص ۹۳) [3] (لامع ص ۹۳) [4] (فیض الباری ص ۳۱۵: فتح الباری ص ۱۶۲)

(۱۵۶)

﴿باب صب المآء علی البول فی المسجد﴾

مسجد میں پیشاب پر پانی بہادینا

(۲۱۸)حدثنا ابو الیمان قال انا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عبیداللہ بن عبد اللہ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انھیں شعیب نے زہری کے واسطے سے خبر دی انھیں عبید اللہ بن عبداللہ

بن عتبة بن مسعود ان اباھریرة قال قام اعرابی فبال فی المسجد

بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک اعرابی کھڑا ہوکر مسجد میں پیشاب کرنے لگا

فتناولہ الناس فقال لھم النبی ﷺ دعوہ وھریقوا علی بولہ سجلا من مآء

تو لوگوں نے اسے پکڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول

او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین

یا کچھ کم بھرا ہوا ڈول بہا دو کیونکہ تم نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو سختی کے لیے نہیں

انظر: ۲۱۲۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۱۹)حدثنا عبدان قال انا عبداللہ قال انا یحیی بن سعید قال سمعت انس بن مالک

ہم سے عبدان نے بیان کیا انھیں عبداللہ نے خبر دی انھیں یحیی بن سعید نے خبر دی انھوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ

عن النبی ﷺ ح وحدثنا خالد بن مخلد قال حدثنا سلیمان عن یحیی

وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں دوسری سند یہ ہے ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے یحیی

بن سعید قال سمعت انس بن مالک قال جاء اعرابی

بن سعید کے واسطے سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں میں نے انس بن مالکؓ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص آیا اور اس

فبال في طائفة المسجد فزجره الناس فنهاها هم النبی ﷺ
نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا تو لوگوں نے اس کو منع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں روک دیا
فلما قضی بوله امر النبی ﷺ بذنوب من ماء فا هریق علیه
جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہوا تو آپؐ نے اس (پیشاب) پر ایک ڈول پانی بہانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بہا دیا گیا

راجع: ۲۱۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض الباب:...... اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصود ایک اختلافی مسئلہ میں شافعیہؒ کی تائید ہے۔

تطہیر ارض کے طریقے:...... احنافؒ کے نزدیک تطہیر ارض کے تین طریقے ہیں (۱) غسل (۲) حفر مٹی کھود لینا (۳) جفاف۔ خشک ہو جانا[۱] صب ماء سے زمین ناپاک رہتی ہے پاک نہیں ہوتی۔ شافعیہؒ کے نزدیک بھی تین طریقے ہیں (۱) غسل (۲) حفر (۳) صب۔ امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کر کے شافعیہؒ کی تائید کی ہے۔

دلیل امام شافعیؒ:...... حدیث الباب ہے هریقوا علی بوله سجلا من ماء. الحدیث

دلائل احنافؒ:...... (۱)...... مصنف ابن ابی شیبہ میں مرفوع روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ان الارض اذا جفت ذكت واخرجه ابن ابی شیبة فی مصنفه عن ابی جعفر محمد بن علی قال ذكاة الارض یبسها[۲] واخرج عن ابن الحنفیة وابی قلابة قال اذا جفت الارض فقد ذكت وروی عبدالرزاق فی مصنفه اخبرنا معمر عن ایوب عن ابی قلابة قال جفوف الارض طهورها[۳]

(۲):...... عمدۃ القاری میں روایت ہے کانت الكلاب تبول وتقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول الله ﷺ فلم یكونوا یرشون شیئا من ذلک.[۴]

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۶۵) [۲] (هدایه ص ۷۳ ج ۱) [۳] (هدایه ص ۷۳ ج ۱ حاشیه ۶ شرکت علمیه ملتان) [۴] ج ۳ ص ۴۳

جواب اول لحدیث الباب :...... روایت الباب سے استدلال تام نہیں ہے۔شافعیہ کا استدلال تمام ہونے کی دوشرطیں ہیں (۱)صب ماء سے پہلے زمین کو حفر نہ کیا گیا ہو (۲) خشک ہوجانے سے پہلے نماز پڑھی ہو۔اگر حفر کی نفی ثابت کردیں۔اور خشک ہوجانے سے پہلے نماز پڑھنے کو ثابت کردیں تو ہم مان جائیں گے۔ہم تو کہتے ہیں کہ صب ماء سے تو بدبو زائل کی ہے (۲) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صب ماء حفر شدہ زمین کو جمانے کے لئے کیا ہو۔

جواب ثانی :...... یہ صب ماء غسل ہی ہے اس لئے کہ پیشاب کنارے پر کیا تھا۔تو کنارے پر بسا اوقات ایک ڈول بہانے ہی سے غسل ہوجاتا ہے۔

جواب ثالث:...... یہ صب دھوڈالنے سے کنایہ ہے۔

جواب رابع :...... پانی ڈالنا بھی طہارت کا ایک طریقہ ہے لہذا اس طریقہ سے کسی اور طریقہ کی نفی لازم نہیں آتی[1]

هریقوا:...... اس کی اصل اریقوا ہے ہمزہ کو ہاء سے خلاف قیاس بدل دیا۔یہ مشکل ہوجاتا ہے جب اس کو ماضی میں لے جاتے ہیں اور ہمزہ بھی آجاتا ہے اہرق۔کہ ہمزہ کو ہاء سے بدل لیتے ہیں اور ہمزہ کو بھی استعمال کرلیتے ہیں اور یہ ہمزہ کی ہاء بھی اصل میں ہمزہ ہی سے بدلی ہوتی ہے۔

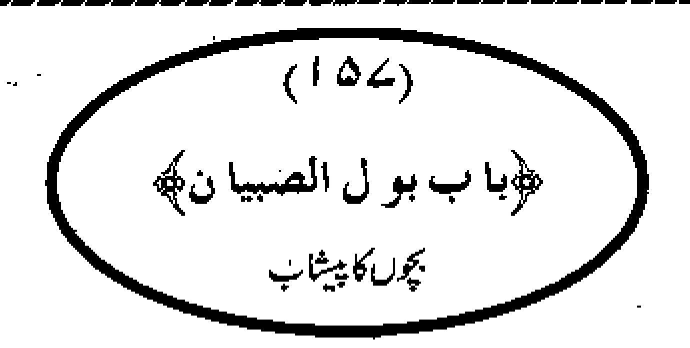
الفرق بین السجل والذنوب والدلو :...... ڈول میں پانی ہو اور تھوڑا ہو تو سجل ہے بھرا ہوا ہو تو ذنوب ہے۔تو سجل اور ذنوب کے لئے پانی ہونا ضروری ہے اور دلو عام ہے۔

انما بعثتم میسرین :...... یعنی اللہ تعالی نے تمہیں اُمَّتِ مُیَسِّرَہ بنایا ہے۔بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ لغوی لحاظ سے ان کا اطلاق درست ہوتا ہے مگر اصطلاحی لحاظ سے جب کسی معنی کے ساتھ خاص ہوجاتے ہیں تو غیر مصطلح میں اطلاق درست نہیں ہوتا۔ایسے ہی اصطلاح میں بعثت کا لفظ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔لہذا امت کے لئے بعثت کا اطلاق درست نہیں جیسے ﷺ کا لفظ لغوی لحاظ سے کسی پر بھی بولا جاسکتا ہے مگر چونکہ اصطلاح میں آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اس لئے اس کا اطلاق غیر نبی پر درست نہیں ہے۔

طائفة المسجد :...... یعنی کنارہ۔اس جملہ سے مسلک احناف کی تائید ہوتی ہے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۳ ج ۲)



(۲۲۰) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ہشام بن عروۃ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انھیں مالک نے ہشام بن عروہ سے خبر دی انھوں نے اپنے باپ (عروہ) سے

عن ابیہ عن عائشۃ ام المؤمنین انہا قالت اتی رسول اللہ ﷺ بصبی

انھوں نے حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا

فبال علی ثوبہ فدعا بماء فاتبعہ ایاہ

اس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے پانی منگایا اور اس پر ڈال دیا

انظر: ۵۴۶۸، ۶۰۰۲، ۶۳۵۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۲۱) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال انا مالک عن ابن شہاب عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انھیں مالک نے ابن شہاب سے خبر دی وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ (بن مسعود)

عن ام قیس بنت محصن انہا اتت بابن لہا صغیر لم

سے روایت کرتے ہیں وہ ام قیس بنت محصنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا چھوٹا بچہ

یاکل الطعام الی رسول اللہ ﷺ فاجلسہ رسول اللہ ﷺ فی حجرہ

لے کر آئیں جو کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی شیر خوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا اس بچے نے آپؐ

فبال علی ثوبہ فدعا بماء فنضحہ و لم یغسلہ

کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپؐ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے (خوب اچھی طرح) نہیں دھویا

انظر: ۵۶۹۳	ام قیس بنت محصن: یہ عکاشہ بن محصن کی بہن ہیں. کل مرویات ۲۴

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب :......بول الصبیان کے پاک کرنے کے مسئلہ میں بھی امام بخاریؒ شافعیہؒ کی تائید کررہے ہیں

حکم بول الصبی:......اس بارے میں اختلاف ہے کہ بچہ کا پیشاب نجس ہے یا نہیں۔ جمہورؒ کے نزدیک نجس ہے اہل ظواہر بول صبی کی طہارت کے قائل ہیں [1]

جمہورؒ کے درمیان طریقہ تطہیر میں اختلاف:......کہ اگر بچہ پیشاب کر جائے تو اس کو دھویا جائے گا یا نہیں یا پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے؟ اس میں احنافؒ وشوافعؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

مسلک احناف:......حنفیہؒ کہتے ہیں کہ بول غلام (بچہ) اور بول جاریہ (بچی) دونوں کا حکم ایک ہی ہے یعنی غسل

امام شافعیؒ کا مذہب :......وہ ان دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ یہ فرماتے ہیں ينضح بول الغلام ويغسل بول الجارية۔

امام بخاریؒ:......نے جو روایات نقل کی ہیں ان کے قرینہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شافعیہؒ کی تائید فرمائی ہے۔

﴿دلائل احناف﴾

دلیل (۱):......احنافؒ کہتے ہیں کہ بول صبی بالاجماع نجس ہے بول جاریہ کی طرح۔ تو تطہیر کا طریقہ بھی ایک ہونا چاہیے۔

دلیل (۲):......روایات کے تتبع اور تلاش سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بول غلام کو دھویا جائے کیونکہ اس بارے میں پانچ قسم کے الفاظ ہیں (۱) بعض روایات میں اتباع ماء کا ذکر ہے (۲) بعض میں صب ماء کا ذکر ہے (۳) بعض میں رش ماء کا ذکر ہے (۴) بعض میں نضح ماء کا ذکر ہے (۵) بعض میں لم يغسله غسلا کا ذکر ہے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۶۴ ج ۲)

ان میں سے تین لفظ دھونے کے معنی میں صریح ہیں۔اتباع ماء اور صب ماء اور لم یغسله غسلا ۔آخری میں مبالغہ کی نفی ہے۔باقی دو لفظ (یعنی نضح اور رش) دھونے کو بھی اور رش کو بھی محتمل ہیں تو چونکہ دم حیض کے بارے میں نضح اور رش کا لفظ آیا ہے۔اور وہاں وہ بالا جماع دھونے کے معنی میں ہیں۔تو یہاں بھی ایسا ہی کیوں نہ کرلیا جائے۔اس لئے کہ ضعیف اور محتمل کو لیکر دلیل بنانے کا جواز نہیں ہے۔بلکہ اس کا تعارض ہو جائے گا۔امام بخاریؒ نے دو لفظ ذکر کئے ہیں ۔اتباع ماء اور نضح۔

اعتراض: ...... آنحضرت ﷺ نے جب تقابل سے ذکر کر دیا کہ بول غلام کا نضح ہے اور بول جاریہ کا غسل۔تو اب اس نضح کو غسل کے معنی میں نہیں لے سکتے۔

جواب: ...... جب دوسری روایات میں آ گیا کہ بول غلام کو مبالغۃً نہیں دھویا جائے گا تو نضح کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ مبالغۃً نہیں دھویا جائے گا۔الاحادیث تفسر بعضها بعضا۔

وجوه فرق بين بول الصبي وبول الجارية: ......(۱) لزوجت في بول الجارية اور عدم لزوجت في بول الغلام (۲) وسعت مخرج جاريه اور ضيق مخرج غلام (۳) ابتلاء في بول الغلام اور عدم ابتلاء في بول الجارية (۴) اصل بات یہ ہے کہ یہ ساری بات اپنے محل سے عدول کر گئی۔بول صبی کے بارے میں لفظ نضح اس لئے بولا ہے کہ اس کی دھار ہوتی ہے تو تلاش کر کے اس جگہ کو دھویا جائے گا۔تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے چھینٹیں پڑی ہوں۔جب کہ بول جاریہ ایک ہی جگہ گرا ہوگا اس جگہ سے پکڑ کر دھو دیا جائیگا۔

البائل في حجر النبي ﷺ خمسة صبيان: ......

(۱) حضرت حسنؓ (۲) حضرت حسینؓ (۳) حضرت ابن زبیرؓ (۴) سلیمان بن ہشامؓ (۵) ابن ام قیسؓ [1]

فنضحه ولم يغسله: ...... اس کا ترجمہ ہی ایسا کرو کہ جواب دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

ترجمہ: ...... (۱) کہ ہلکا سا دھو دیا اچھی طرح نہیں دھویا (۲) بغیر ملے دھویا مل کر نہیں دھویا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[1] (فتح الباری ص ۱۶۳)

(۱۵۸)

﴿باب البول قآئمًا وقاعدًا﴾

کھڑے ہوکراور بیٹھ کر پیشاب کرنا

(۲۲۲)حد ثنا ادم قال حد ثنا شعبة عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة
ہم سے آدم نے بیان کیا ان سے شعبہ نے اعمش کے واسطے سے نقل کیا وہ ابو وائل سے وہ حذیفہؓ سے روایت کرتے
قال اتی النبی ﷺ سباطة قوم فبال قآئمًا ثم دعا بمآء فتوضاء
ہیں کہ آنحضرت ﷺ کوڑے کے ڈھیر پر تشریف لائے (وہاں) آپؐ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ پھر پانی کا برتن منگایا
میں آپؐ کے پاس پانی لے کر آیا تو آپؐ نے وضو فرمایا

انظر: ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۴۷۱

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ماقبل سے ربط: ...... پیشاب ہی کی بات ہورہی تھی تو یہ بھی بتلادیا کہ پیشاب کس طرح کرنا ہے۔

فبال قائما: ...... اس سے بول قائما ثابت ہوا۔

سوال: ...... ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں (۱) بول قائما (۲) بول قاعدا روایت الباب سے تو ایک ہی ثابت ہوا یعنی بول قائما۔

جواب (۱): ...... شہرت کی بناپر دلیل لانے کی ضرورت نہ رہی یعنی قاعدا پیشاب کرنا معروف ہے۔

جواب (۲): ...... استدلالاً ثابت کیا، یعنی بول قائما ثابت ہوگیا تو بول قاعدا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگیا۔

سوال :...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے من حدثک ان رسول ﷺ بال قائما فلا تصدقہ انما ایتہ یبول قاعدا[۱] تو بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

اس تعارض کو کئی طریقوں سے رفع کیا گیا ہے۔

وجوہ رفع تعارض :......(۱) اپنے علم کے لحاظ سے فرما رہی ہیں (۲) عادت کی نفی فرما رہی ہیں (۳) باعتبار عدم عذر کے بتلا رہی ہیں۔

فائدہ :...... رفع تعارض تو ہو گیا۔ مگر ایک اعتراض ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں بول قائما جائز تھا تو اس زمانہ میں ناجائز کیوں؟

جواب اول :...... تشبہ بالکفار کی وجہ سے ناجائز قرار دیا گیا۔

جواب ثانی :...... بدون عذر ناجائز اور بالعذر جائز ہے۔

جواب ثالث :...... عادۃً ناجائز ہے۔ بلا عادت کسی وقت جائز ہے۔

(۱۵۹)

﴿باب البول عند صاحبہ والتستر بالحآئط﴾

اپنے (کسی) ساتھی کے قریب پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ لینا

(۲۲۳) حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ قال ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل عن حذیفۃ
ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے بیان کیا' وہ ابو وائل سے' وہ حذیفہؓ سے
قال رأیتنی انا والنبی ﷺ نتماشی فاتی سباطۃ قوم
روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ (ایک مرتبہ) میں اور رسول اللہ ﷺ جا رہے تھے کہ ایک قوم کے کوڑے کے ڈھیر پر

[۱] (مجتبیٰ ج ۱ ص ۱۳۵)

خلف	حائط	فقام	کما	یقوم	احدکم
پر(جو) ایک دیوار کے پیچھے (تھا) پہنچے تو آپؐ اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی (شخص) کھڑا ہوتا ہے					
فبال فانتبذت منه فاشارالی فجئته فقمت عند عقبه حتی فرغ					
پھر آپؐ نے پیشاب کیا اور مجھے اشارہ فرمایا تو میں آپؐ کے پاس گیا اور (پردہ کی غرض سے) آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا حتی کہ آپؐ پیشاب سے فارغ ہو گئے					

راجع:۲۲۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ:......اس باب سے امام بخاریؒ تعارض رفع کرنا چاہتے ہیں۔ایک حدیث میں آتا ہے ان النبی ﷺ اذا ذهب المذهب ابعد(ابوداؤد ص۲ ج۱) امام بخاریؒ اس باب کو قائم کر کے تطبیق دینا چاہتے ہیں۔(۱) ایک ہے قضاء حاجت اور ایک ہے بول۔تو آپ ﷺ قضاء حاجت کے لئے دور تشریف لے جاتے تھے (۲) پردہ کی جگہ نہ ہوتی تو دور تشریف لے جاتے ورنہ نہیں (۳) تقاضا شدید ہوتا تو قریب ورنہ دور [۱]

غرض ثانی:......دوسری غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ مردوں کے قریب جب کہ پردہ کا لحاظ ہو عند الضرورة پیشاب جائز ہے۔

غرض ثالث:......عند قضاء حاجت تحدث (باتیں کرنا) منع ہے۔حدیث میں ان لوگوں کی مذمت ہے [۲]

ویضربان الغائط کاشفین عن عورتهما ویتحدثان:......اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے کلام جائز ہے۔ویسے ناجائز ہے۔مثال کے طور پر پانی کا لوٹا ہی ختم ہو گیا۔یا دیکھا کہ پائپ میں پانی نہیں ہے اب پھنسا ہوا ہے تو ایسے وقت میں پانی طلب کرنے کے لئے کلام کرنا جائز ہے۔

سوال:......آپ ﷺ نے قریب کھڑے ہونے کا حکم کیوں دیا۔

---

[۱] (فتح الباری ص۱۶۴) [۲] (فیض الباری ص۳۱۸)

جواب (۱):...... آپ ﷺ پیچھے سے پردہ چاہتے تھے اس لئے قریب کھڑا کیا۔
جواب (۲):...... آپ ﷺ نے اس کو نگرانی کے لئے کھڑا کیا۔ تاکہ کوئی حضور ﷺ کو کھڑا دیکھ کر غفلت میں مصافحہ کے لئے نہ آ جائے۔

(۱۶۰)

﴿باب البول عند سباطة قوم﴾

کسی قوم کے کوڑے کے ڈھیر پر پیشاب کرنا

(۲۲۴)حدثنا محمد بن عرعرة قال ثنا شعبة عن منصور عن ابی وائل
ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا ان سے شعبہ نے منصور کے واسطے سے بیان کیا' وہ ابووائل سے نقل کرتے ہیں
قال کان ابو موسی الاشعری یشدد فی البول و یقول ان بنی اسرائیل
وہ کہتے ہیں کہ ابوموسی اشعریؓ پیشاب (کے بارہ) میں سختی سے کام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے
کان اذا اصاب ثوب احدهم قرضه فقال حذیفة لیته امسک
کپڑے کو پیشاب لگ جاتا' تو اسے کاٹ ڈالتے۔ ابوحذیفہؓ کہتے ہیں کہ کاش وہ اپنے اس تشدد سے باز آ جاتے
اتی رسول الله ﷺ سباطة قوم فبال قائما
(کیونکہ) رسول اللہ ﷺ کسی قوم کی کوڑی پر تشریف لائے' اور آپؐ نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا

راجع: ۲۲۴

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ:...... اس سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ ہے کہ ایسی جگہ پر پیشاب کرنے کے لئے قوم

سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں [۱]

سباطه:...... بمعنی کوڑے کا ڈھیر۔

سوال:...... آپ ﷺ نے سباطة قوم پر بلا اجازت کیسے پیشاب فرمالیا؟

جواب (۱):...... آپ ﷺ کو دلالۃً اجازت تھی۔

جواب (۲):...... حضور ﷺ کے بول و براز طاہر تھے تو اس سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوئی۔ لہذا اجازت کی کیا ضرورت ہے [۲]

جواب (۳):...... حضا ورسباطۂ قوم پر پیشاب کرنے سے کسی کا کوئی نقصان نہیں ہوتا اس لئے اجازت کی ضرورت نہ رہی۔

حدثنا محمد بن عرعرة یشدد فی البول:...... یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بوتل پاس رکھتے تھے اور اس میں پیشاب کرتے تھے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں [۳]

قرضه:...... اس کی تین تشریحات ہیں۔(۱) جسم کو کاٹتے تھے (۲) لباس کو کاٹتے تھے دھونے کا حکم نہیں تھا جن روایتوں میں جلد وغیرہ کے الفاظ ہیں ان سے مراد چمڑے کا لباس ہے۔(۳) قیامت کے دن قرض جسم کی ان کو سزا ملے گی۔ ای **قرضه وفیه احتمالان فی الدنیا او فی الاخرة**۔

لیته امسک:...... ہ ضمیر میں دو احتمال ہیں۔

(۱):...... کاش کہ وہ اپنے آپ کو اس تشدد سے روک لیتے۔

(۲):...... یا اپنی زبان کو روک لیتے اس تشدد سے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تشدد فعلی وقولی دونوں سے رکنے کی تمنا کر رہے ہوں۔ یہ تمنا اس لئے ہے کہ یہ تشدد خلاف سنت ہے۔ خلاف سنت اس لئے ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور ظاہر ہے کہ کچھ نہ کچھ چھینٹیں پڑ جاتی ہوں گی۔ اس سے حنفیہ نے استدلال کیا ہے کہ سوئی کے نکے کے برابر چھینٹیں معاف ہیں۔

---

[۱] (بخاری ص ۳۶، فتح الباری ص ۱۶۳) [۲] (تقریر بخاری ص ۶۶ ج ۲) [۳] (عینی ص ۱۳۷ ج ۳)۔

(۱۶۱)

﴿باب غسل الدم﴾

حیض کا خون دھونا

(۲۲۵)حدثنا محمد بن المثنٰی قال حدثنا یحیٰی عن ھشام قال حدثتنی فاطمة عن اسمآء

ہم سے محمد بن المثنٰی نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا' ان سے فاطمہ نے اسماءؓ کے واسطے سے نقل کیا

قالت جآءت امرأة الی النبی ﷺ فقالت ارأیت احدانا

وہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپؐ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ

تحیض فی الثوب کیف تصنع قال تحته ثم تقرصه بالمآء و

ہم میں کسی عورت کو کپڑے میں حیض آتا ہے (تو) وہ کیا کرے آپ ﷺ نے فرمایا (پہلے) اس کو کھرچ دے پھر پانی سے رگڑ ڈالے

تنضحه بالمآء و تصلّی فیه

پانی سے صاف کر لے۔ اور (اس کے بعد) اس کپڑے میں نماز پڑھ لے

انظر: ۳۰۷ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۲۶)حدثنا محمد قال انا ابو معاویة قال حدثنا ھشام بن عروة عن ابیه

ہم سے محمد نے بیان کیا' ان سے ابو معاویہ نے' ان سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ (عروہ) کے واسطے سے بیان کیا

عن عائشة قالت جآءت فاطمة بنت ابی حبیش الی النبی ﷺ

وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ابو حبیش کی لڑکی فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی

فقالت یارسول الله ﷺ انی امرأة استحاض

اور اس نے عرض کیا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی شکایت ہے (یعنی حیض کا خون میعاد اور مقدار سے زیادہ آتا ہے)

فلا اطهر افادع الصلوۃ فقال رسول اللہ ﷺ لا انما ذلک عرق و لیس بحیض								
اس لیے میں پاک نہیں رہتی ہوں تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے								
فاذا	اقبلت	حیضتک	فدعی	الصلوۃ	واذا	ادبرت		
تو جب تجھے حیض آئے (یعنی حیض کے مقررہ دن شروع ہوں) تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گذر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے)								
فاغسلی عنک الدم ثم صلی قال و قال ابی ثم توضأی لکل صلوۃ								
سے خون کو دھو ڈال۔ پھر نماز پڑھ ہشام کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہ (بھی) فرمایا کہ پھر ہر نماز کے لئے وضو کر								
حتی	یجیء	ذلک	الوقت					
حتی	کہ	وہی	(حیض	کا)	وقت	پھر	لوٹ	آئے

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

اسماءؓ: ...... یہ اسماءؓ بنت ابی بکر صدیقؓ ہیں جو ذات نطاقین سے مشہور ہیں۔

فاطمة بنت ابی حبیش القرشیة الاسدیة: اور یہ فاطمہ بنت قیس کے علاوہ ہیں جن کو تین طلاقیں دی گئی تھیں۔

غرض الباب: ......

(۱) مقصود اس سے امام بخاریؒ کا یہ بیان کرنا ہے کہ دم نجس ہے خواہ دم حیض کا ہو یا استحاضہ کا یا زخم کا۔ اور اگر وہ دم کسی کپڑے وغیرہ کو لگ جائے تو کپڑا دھونے سے پاک ہوگا۔

(۲) دوسرا مقصد حدیث کی شرح کرنا ہے۔ اور یہ ترجمہ شارحہ ہے اس لئے کہ دم کے بارے میں لفظ آیا ہے **تقرصه بالماء وتنضحه**۔ اور بول صبیان کے بارے میں امام بخاریؒ کے نزدیک **نضح** بمعنی چھینٹیں مارنے کے آیا ہے تو امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ یہاں ایسا نہیں بلکہ یہاں غسل کے معنی میں ہے۔ (لامع الدراری ص ۹۴)

حدثنا محمد بن المثنی تحته ثم تقرصه : ...... پانی کی کمی ہوتی تھی۔ تو اس طرح نجاست جلدی زائل ہو جاتی ہے، **حت:** کسی چیز سے چھیلنا اور **قرص :** ملنے کو کہتے ہیں۔

حدثنا محمد: ...... فاذا اقبلت حیضتک یا قبال وادبار عادت کے لحاظ سے ہے نہ کہ رنگوں کے لحاظ سے [۱]

توضئ لکل صلوة: ...... اس مسئلہ میں جمہورؒ اور شوافعؒ کا اختلاف ہے کہ وضوء ہر وقت صلوۃ کے لئے ہوگا یا ہر صلوۃ کے لئے۔ مستحاضہ معذور کے حکم میں ہے جیسے انفلات ریح والا۔ یا سلسل بول والا۔ ایسے کہ پورا وقت گزر جاتا ہے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

احنافؒ وحنابلہؒ: ...... کہتے ہیں کہ ہر وقت نماز کے لئے ایک وضوء ہے۔

شافعیہؒ: ...... کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے ایک وضوء ہے۔ جب شوافعؒ کے لے یہ مشکل ہو گیا تو کہا کہ ہر فرض نماز کے لئے ایک وضوء ہے۔ نوافل تابع ہیں۔

مبنی اختلاف: ...... یہ اختلاف ایک اور اختلاف پر مبنی ہے کہ معذور کے انتقاض وضوء کی علت انقضاء وقت ہے یا فراغ عن العمل ہے، شوافعؒ ثانی (فراغ عن العمل) کے قائل ہیں۔ اور احنافؒ انتقاض وقت کے قائل ہیں اور مالکیہؒ کے نزدیک اس پر دم استحاضہ سے وضوء واجب ہی نہیں کیونکہ مالکیہؒ کے نزدیک نقض وضو کا مناط اور مدار مخرج معتاد اور خارج معتاد ہے اور یہاں خارج (استحاضہ) معتاد نہیں گو مخرج معتاد ہے [۲]

دلیل شوافع: ...... حدیث الباب ہے۔ **توضئ لکل صلوة۔**

جواب : ...... احناف کہتے ہیں کہ یہاں صلوۃ سے مراد وقت صلوۃ ہے کیونکہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں ظہر کی نماز کو آؤنگا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ظہر کے وقت آؤنگا مثلاً ایک **لصلوة الظهر ای وقتها** [۳]

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۳۰) [۲] (تقریر بخاری ص ۶۸ ج ۲) [۳] (فیض الباری ص ۳۲۲، مزید تفصیل کے لیے دیکھیں ہدایہ ج ۱ ص ۴۷ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۱۶۲)

باب غسل المنی وفرکه و غسل ما یصیب من المرأة

منی کا دھونا اور اس کا رگڑنا۔ اور جو تری عورت (کے پاس جانے) سے لگ جائے اس کا دھونا

(۲۲۷)حد ثنا عبد ان قال انا عبد اللہ بن المبارک قال انا عمروبن میمون الجزری
ہم سے عبدان نے بیان کیا انھیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی انھیں عمرو بن میمون الجزری نے بتلایا
عن سلیمان بن یسار عن عائشة قالت کنت اغسل الجنابة من ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہ سلیمان بن یسار سے وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول ﷺ کے کپڑے سے جنابت (یعنی منی کے دھبے) کو دھوتی تھی
فیخرج الی الصلوة وان بقع المآء فی ثوبه
پھر (اس کو پہن کر) آپ نماز کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور پانی کے دھبے آپ کے کپڑے پر ہوتے تھے
انظر: ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۲۸)حدثنا قتیبه قال ثنا یزید قال ثنا عمرو عن سلیمان بن یسار قال سمعت عائشةؓ
ہم سے قتیبہ نے بیان کیا؛ ان سے یزید نے؛ ان سے عمرو نے سلیمان بن یسار سے نقل کیا انھوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا
ح وثنا مسدد قال ثنا عبد الواحد قال ثنا عمروبن میمون عن سلیمان بن یسار
(دوسری سند) ہم سے مسدد نے بیان کیا؛ ان سے عبدالواحد نے؛ ان سے عمرو بن میمون نے سلیمان بن یسار کے واسطے سے نقل کیا ہے
قال سالت عائشة عن المنی یصیب الثوب فقالت کنت
وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے اس منی کے بارہ میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے تو انھوں نے فرمایا کہ میں
اغسل من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوة
منی کو رسول ﷺ کے کپڑے سے دھو ڈالتی تھی پھر آپ نماز کیلئے باہر تشریف لے جاتے

واثر	الغسل	فـه‌ی	ثوبه	بقع	الماء
اوردھونے کا	نشان (یعنی)	پانی کے	دھبے	آپ کے کپڑے	میں ہوتے

راجع: ۲۲۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

لم یطابق الحدیث للترجمة الا فی غسل المنی فقط

اس باب میں امام بخاریؒ نے تین ترجمے قائم کئے ہیں (۱) غسل منی (۲) فرک منی (۳) عورت کی طرف سے جو پانی (منی) کپڑے کو یا انسان کو لگ جائے اس کو بھی دھونا چاہیے۔

سوال: ...... تراجم تین ہیں اور روایت سے فقط ایک ترجمہ ثابت ہو رہا ہے۔

جواب: ...... پہلا ترجمہ تو دونوں روایتوں سے صراحۃً ثابت ہو گیا۔ دوسرا ترجمہ یعنی **فرک منی** اس بارے میں محدثین کے دو قول ہیں (۱) امام بخاریؒ اگر ترجمہ قائم کر کے روایت نہ لائیں تو اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ ترجمہ ثابت نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا امام بخاریؒ کے نزدیک **فرک منی** سے کپڑا پاک نہیں ہوتا۔ یہ جواب مالکیہؒ کے مذہب کے مطابق ہے۔ (۲) بعض نے کہا ہے کہ ترجمہ ثابت ہوتا ہے لیکن ان کی شرائط کے مطابق روایت سے ثابت نہیں ہوتا تو امام بخاریؒ ترجمہ میں ذکر کر کے ثابت کر دیتے ہیں [۱]

سوال: ...... **غسل ما یصیب من المرأة** یہ ترجمہ کیسے ثابت ہوا؟

جواب: ...... یہ ہے کہ جب غسل منی رجل ثابت ہوا تو مرد کے کپڑوں پر عورت کی رطوبت (منی وغیرہ) لگی ہو گی اس کا بھی دھونا ثابت ہوا کیونکہ جب جماع کرتے ہیں تو نطفوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ بلکہ غالب گمان عورت کی منی کے لگنے کا ہے [۲] منی کے بارے میں روایات دو قسم پر ہیں

(۱) روایات **فرک** (۲) روایات **غسل**

اختلاف اول: ...... احنافؒ کہتے ہیں دونوں قسم کی احادیث میں **تطہیر منی** کے دو طریقے بتلائے گئے ہیں۔

---

[۱] (لامع ص ۹۴) [۲] (لامع الدراری ص ۹۵)

ا۔غسل ۲۔فرک اس لئے کہ منی گاڑھی ہوتی تھی۔اور کپڑا بھی گاڑھا ہوتا تھا۔کپڑے کے مسام میں منی داخل نہیں ہوتی تھی ،کھرچ دیا جاتی تو کپڑا پاک ہو جاتا تھا۔کچھ حصہ اندر رہ جاتا تھا۔اگر اس کو نہ بھی دھویا جائے تو وہ **قلیل فی حکم المفقود** لہذا کپڑے کو پاک شمار کرلیا جاتا تھا۔تو فرک کبھی **تطھیر** کا باعث بنتا ہے اور کبھی تقلیل کا۔جیسے چھری یا تلوار وغیرہ کو نجاست لگ جائے تو رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے۔کیونکہ نجاست اندر داخل نہیں ہوتی لیکن یہ پہلے زمانہ کا مسئلہ ہے۔اس لئے کہ اب منی رقیق ہوگئی ہے۔اور کپڑے بھی نفیس۔تو اب تقلیل بھی حاصل نہیں ہوتی لھذا اب دھونا ضروری ہے۔مالکیؒ حضرات فرک سے طہارت کے قائل ہیں۔

اختلاف ثانی:......

منی پاک ہے یا نہیں اس میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے ،احنافؒ ناپاک ہونے کے قائل ہیں اور شوافعؒ پاک ہونے کے قائل ہیں۔

دلائل شوافعؒ:...... شافعیہؒ نے احادیث فرک سے طہارت منی پر استدلال کیا ہے۔

دلیل اول:...... وہ کہتے ہیں کہ غسل نظافت کے لئے ہے کیونکہ دیکھنے والے کو اچھی نہیں لگتی۔

جواب:...... احادیث فرک میں بیان طہارت نہیں۔بلکہ بیان طریقہ **تطھیر** ہے۔

دلیل ثانی:...... اس کو ناپاک ماننے سے مادہ انبیاء علیھم السلام کا نجس ہونا لازم آئے گا۔

جواب ۱:...... اس سے اشقیاء بھی تو پیدا ہوتے ہیں۔ان کی منی ناپاک ہوتی ہے۔اور قائل بالفصل کوئی بھی نہیں لہذا سب کی منی ناپاک ہوگی۔

جواب ۲:...... دم حیض کو بھی پاک کہو کیونکہ دم حیض ماں کے پیٹ میں سب کی خوراک بنتا ہے کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں۔

جواب ۳:...... معدن میں جب تک کوئی چیز ہوتی ہے۔اس پر ناپاکی کا حکم نہیں لگتا۔ہم بھی کہتے ہیں کہ منی جب تک پشت میں ہے پاک ہے۔اور ماں کے رحم میں جا کر بھی پاک ہوگی۔ہاں جب ایسی جگہ کی طرف خروج کرے گی جس کو دھونے کا حکم ہے تو ناپاک کہلائے گی۔جیسے پیٹ کے اندر کتنا کچھ ہے اور رگوں کے اندر خون دوڑ رہا ہے۔اس پر نجاست کا حکم نہیں۔ہے۔

دلیل ثالث:...... حدیث میں ہے المنی کا لمخاط۔

جواب ۱:...... یہ تشبیہ طہارت یا عدم طہارت میں نہیں ہے۔ بلکہ لزوجت میں ہے۔

جواب ۲:...... یہ تشبیہ طریقۂ تطہیر میں ہے۔

جواب ۳:...... یہ تشبیہ ناپسندیدہ ہونے میں ہے۔

دلائل احناف:......

دلیل اول:...... آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا فاغسلیه ان کان رطباً وافرکیه ان کان یابساً [۱]

دلیل ثانی:...... قال علیه السلام انما یغسل الثوب من خمس من البول والغائط والمنی والدم والقئی [۲]

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ منی ناپاک ہے۔

(۱۶۳)

﴿باب اذا غسل الجنابة او غیرها فلم یذهب اثره﴾

اگر منی یا کوئی اور نجاست دھوئے اور (پھر) اس کا اثر زائل نہ ہو (تو کیا حکم ہے؟)

(۲۲۹) حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال ثنا عبد الواحد قال ثنا عمرو بن میمون قال
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد نے ان سے عمرو بن میمون نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس
سمعت سلیمان بن یسار فی الثوب تصیبه الجنابة قال قالت عائشة
کپڑے کے متعلق جس میں جنابت (ناپاکی) کا اثر ہو گیا ہو، سلیمان بن یسار سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے
کنت اغسله من ثوب رسول الله ﷺ ثم یخرج الی الصلوٰة
فرمایا کہ میں رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو ڈالتی تھی پھر آپ نماز کیلئے باہر تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان

[۱] هدایه ص ۷۳ ج ۱ [۲] (ہدایہ ص ۷۳ ج ۱ حاشیہ ۱۷)

واثر	الغسل	فيه	بقع	الماء
یعنی	پانی	کے	دھبے	کپڑے میں ہوتے

راجع: ۲۲۹ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۰) حدثنا عمرو بن خالد قال ثنا زهير قال ثنا عمرو بن ميمون بن مهران

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ان سے زہیر نے، ان سے عمر بن میمون بن مہران نے، انھوں نے

عن سليمان بن يسار عن عائشة انها كانت تغسل المني من ثوب النبي صلی اللہ علیہ وسلم

سلیمان بن یسار سے نقل کیا وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھو ڈالتی

ثم	اراه	فيه	بقعة	او	بقعا
تھیں (وہ فرماتی ہیں کہ) پھر (کبھی)	میں	ایک دھبہ	یا کئی	دھبے	دیکھتی تھی

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث لاحدى الترجمتين وهي اولهما ظاهرة

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی اس باب سے غرض یہ ہے کہ نجاست کو دھویا جائے گا۔ اور اس کا اثر زائل نہ ہو تو بھی پاک ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے اگلا اثر لائے [۱]

سوال: ...... روایت الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ اثر نجاست باقی ہو اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دھونے کا اثر باقی ہو۔ تو ترجمہ میں اثرہ کی ضمیر میں دو احتمال تھے دوسرا احتمال تو ثابت ہو گیا لیکن پہلا احتمال ثابت نہیں ہوا۔

جواب: ...... غسل سے مراد مغسول لے لیا جائے۔ تو احتمال اول بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

فيه: ...... اس ضمیر کا مرجع یا ثوب ہے یا اثر الغسل

بقع الماء: ...... دونوں صورتوں میں فیہ کی ضمیر سے بدل ہے [۲]

---

[۱] (فتح الباری ص ۱۶۶) واستدل به المصنف على ان بقاء الاثر بعد زوال العين في ازالة النجاسة غيرها لايضر) [۲] (لامع الدراری ص ۹۵) اى فلم يذهب اثر المني المغسول)

﴿۱۶۴﴾

ابوال الابل والدوآب و الغنم ومرابضها
وصلیٰ ابوموسیٰ فی دار البرید و السرقین
و البریۃالیٰ جنبہ فقال ھٰھنا و ثم سوآء

اونٹ، بکری اور چوپایوں کا پیشاب اوران کے رہنے کی جگہ (کا حکم کیا ہے؟)

حضرت ابوموسیٰ نے دار برید میں نماز پڑھی حالانکہ وہاں گوبر تھا اور ایک پہلو میں جنگل تھا پھر انھوں نے کہا یہ جگہ اور وہ جگہ یعنی جنگل (دونوں) برابر ہیں

(۲۳۱)حدثناسلیمان بن حرب عن حمادبن زید عن ایوب عن ابی قلابۃعن انس
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انھوں نے حماد بن زید سے وہ ایوب سے، وہ ابوقلابہ سے، وہ حضرت انسؓ سے
قال قدم اناس من عکل او عرینۃ فاجتووا المدینۃ
روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ عکل یا عرینہ (قبیلوں) کے آئے اور مدینہ پہنچ کر وہ بیمار ہوگئے تو
فامرھم النبی ﷺ بلقاح وان یشربوا من ابوالھا و البانھا
رسول ﷺ نے انھیں لقاح میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں چنانچہ وہ لقاح
فانطلقوا فلما صحوا قتلوا راعی النبی ﷺ واستاقوا النعم
کیطرف (جہاں اونٹ رہتے تھے) چلے گئے اور جب اچھے ہوگئے تو رسول ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے جانوروں کو ہانک لے گئے

فجآء الخبر في اول النهار فبعث في اثارهم فلما ارتفع النهار

دن کے ابتدائی حصے میں رسول ﷺ کے پاس واقعہ کی خبر آئی تو آپ نے ان پیچھے آدمی بھیجے جب دن چڑھ گیا تو

جئی بهم فامر فقطع ايديهم و ارجلهم

(تلاش کے بعد) وہ (ملزمان) حضور کی خدمت میں لائے گئے آپ کے حکم کے مطابق (شدید جرم کی بناپر) ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے

و سمرت اعينهم و القوا في الحرة يستسقون فلا يسقون

اور آنکھوں میں گرم سلائیں پھیر دی گئیں اور (مدینہ) پتھریلی زمین میں ڈال دیے گئے (پیاس کی شدت سے) پانی مانگتے تھے مگر انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا

قال ابو قلابة فهؤلاء سرقوا وقتلوا وكفروا بعد ايمانهم وحاربوا الله ورسوله

ابو قلابہ نے (انکے جرم کی سنگینی ظاہر کرتے ہوئے) کہا کہ ان لوگوں نے (اول) چوری کی (پھر) قتل کیا اور (آخر) ایمان سے پھر گئے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی

انظر: ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۶۱۰، ۵۶۸۵، ۵۶۸۶، ۵۷۲۷، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۹۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۲) حدثنا ادم قال ثنا شعبة قال انا ابو التياح عن انس قال كان

ہم سے آدم نے بیان کیا ان سے شعبہ نے، انہیں ابوالتیاح نے حضرت انسؓ سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ

النبي ﷺ يصلّى قبل ان يبنى المسجد في مرابض الغنم

رسول ﷺ مسجد کی تعمیر سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے

تحقیق و تشریح

مطابقة الحديث للترجمة في بول الابل فقط

غرض الباب: ...... اس کے بیان کرنے میں تین تقریریں کی گئی ہیں۔

التقریر الاول :...... مقصد صرف احادیث بیان کرنا ہے نہ کہ مذہب۔ امام بخاریؒ روایات نقل کر کے کوئی حکم نہیں لگا رہے۔ کیونکہ جب روایات میں تعارض ہوا، اور امام بخاریؒ کسی کو ترجیح نہ دے سکیں تو وہاں امام بخاریؒ روایات ذکر کر دیتے ہیں اور حکم نہیں لگاتے۔

التقریر الثانی :...... بول ما یوکل لحمہ کی طہارت بیان کرنا مقصود ہے۔

التقریر الثالث :...... بول دواب کی طہارت بیان کرنا مقصود ہے۔ **کما قال الظاهریه**۔

دو آب :...... وہ جانور جن پر سواری کی جاتی ہے۔ اس پر امام بخاریؒ دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) صلی ابو موسیٰ فی دار البرید والسرقین[1]

(۲) حدیث عرنیین

مرابض :...... اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بکریوں کی مینگنیوں کی پاکی بتلانا چاہتے ہیں نہ کہ اونٹوں کی اور از بال کا مسئلہ وہ ضمناً آ گیا۔

ماکول اللحم کے بول میں اختلاف :...... جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کے پاک ہونے کے بارے میں ائمہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

مسلک امام محمدؒ و مالکؒ :...... یہ دونوں امامؒ طہارت کے قائل ہیں۔ اور یہی امام بخاریؒ کا مسلک ہے۔

مسلک امام احمدؒ :...... اس بارے میں امام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں ۱۔ پاک ۲۔ ناپاک

مسلک جمہورؒ :...... یہ حضرات عدم طہارت کے قائل ہیں۔ پھر امام شافعیؒ اور امام اعظمؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

مذهب امام شافعیؒ :...... آپ نجاست غلیظہ کے قائل ہیں۔

---

[1] (عینی ج ۳ ص ۱۵۰، بخاری ص ۳۶، فتح الباری ص ۱۶۷)

مذهب امام اعظمؒ:...... حضرت امام اعظمؒ نجاست خفیفہ کے قائل ہیں۔

الفرق بینهما:...... جس نجاست کے بارے میں دلائل کا تعارض ہو جائے یا مذاہب کا اسے نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔ اور جو ایسی نہ ہو وہ نجاست غلیظہ ہے۔

الفرق فی حکمهما:...... نجاست غلیظہ ایک درہم کی مقدار معاف ہے اور نجاست خفیفہ ربع عضو کی مقدار معاف ہے۔

دلیل احناف:...... امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه والتمسک ابی هریرةؓ الذی صححه ابن خزیمة وغیره مرفوعا بلفظ استنزهوا من البول فا ن عامةعذاب القبر منه اولالانه ظاهرفی تناول جمیع الابوال فیجب اجتنابها لهذاالوعید [۱]

بخاری شریف میں دو قبر والوں کے معذب ہونے کا ذکر ہے ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا [۲] اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔ امام بخاریؒ چونکہ طہارت بول مایو کل لحمه کے قائل ہیں اس لئے انہوں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ من بوله والی روایت لائی جائے۔ تو چونکہ امام بخاریؒ طہارت کے قائل ہیں۔ اس لئے ہم نے ایک غرض بیان کی کہ طہارت بول مایو کل لحمه کا بیان ہے۔

دلیل امام بخاریؒ:...... صلی ابو موسی فی دار البرید والسرقین والبریة الی جنبه.

دار البرید:...... جہاں ڈاک لے جانے والے گھوڑے باندھے جائیں برید کا لفظ دم برید سے لیا گیا ہے۔ ڈاک والے گھوڑوں کی دم کٹی ہوتی تھی۔ ایک گھوڑے کی مسافت بارہ میل ہوتی تھی۔ بارہ میل کے فاصلے پر اگلا گھوڑا تیار ہوتا تھا اگلی منزل والا اس کے آنے کی آواز سن کر تیار ہو جاتا اور آنے والا گھوڑے پر سوار ہی اس کو تھیلی تھماتا۔ پھر نیچے اترتا۔ تو وہاں پر گوبر پڑا ہوتا تھا اور جنگل پہلو میں تھا تو انہوں نے فرمایا ههنا وثم سوآء کہ یہ دونوں جگہیں برابر ہیں۔

جواب:...... استدلال تام ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔ (۱) نماز سرقین پر پڑھی ہو۔ (۲) بلا حائل پڑھی

---

[۱] فتح الباری ص ۲۶۷ ، [۲] (بخاری ص ۳۴ ج ۱) فائدہ: سب سے پہلے ڈاک بھجوانے کا انتظام حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

ہو۔ اگر قریب پڑھی ہو اور بالحائل پڑھی ہو تو استدلال نہیں ہوسکتا اور ظاہر بھی یہی ہے کہ بالحائل قریب پڑھی ہوگی۔

دلیل ثانی للبخاری:...... حدیث عرنیین ہے یہ روایت کتاب الدیات اور کتاب استتابة المرتدین میں آئے گی[1] یہ کل سات آدمی تھے۔ عُکل کے تین اور عرینہ کے چار، لفظ او عکل او عرینہ کے درمیان والا تنویع کے لئے ہے نہ کہ شک کے لئے۔

حاصلِ حدیث:...... اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، وان یشربو امن ابوالها والبانها اونٹوں کے پیشاب اور دودھ پیو۔

جواب:...... اب سوچنا یہ ہے کہ استدلال تام بھی ہوا یا نہیں تاکہ جواب دینے کی ضرورت پڑے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ استدلال ہی تام نہیں۔ کیونکہ ان چند وجوہ کی بناء پر استدلال تام نہیں۔

(۱) حدیث عرنیین کی بعض روایتوں میں ابوال کا ذکر ہی نہیں۔

(۲) اور بعض روایتوں میں ابوال کا ذکر تو ہے لیکن حکم فرمانے کا ذکر نہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنی رائے سے ایسا کیا چنانچہ بخاری ص ۲۲۳ ج ۱ پر ہے ماأجد لكم الا ان تلحقوا بالذود فانطلقوا فشربوا من ابوالها والبانها۔

(۳) بعض روایتوں میں شک کے ساتھ ہے جیسے نسائی (ص ۱۶۶ ج ۲) میں ہے۔

(۴) ابوداؤد ص ۵۳ ج ۱ بحوالہ فیض الباری ص ۳۳۶ میں ہے کہ یہ لفظ صحیح نہیں ہے۔

(۵) جو صحیح روایات ہیں ان میں البان کا ذکر پہلے ہے اور ابوال کا بعد میں اس روایت میں تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے جیسے بخاری شریف ج ۱ ص ۲۰۳ میں ہے اخص لهم رسول الله ﷺ ان یأتوا ابل الصدقة فیشربوا من البانها وابوالها۔ بخاری ج ۲ ص ۶۰۲ پر ہے فیشربوا من البانها وابوالها۔ بخاری شریف ج ۲ ص ۶۹۳ پر بھی بول کا لفظ بعد میں ہے۔ اس میں الفاظ یوں ہیں فاشربوا من البانها وابوالها۔ اور بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۹ پر ہے فتصیبون من البانها وابوالها۔ اس کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ البان کا لفظ پہلے ہے اور ابوال کا بعد میں۔ اب ہماری یہ توجیہ آسانی سے چل سکے گی کہ یہ تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے۔ چنانچہ یہاں پر تقدیری عبارت یوں

[1] (تقریر بخاری ص ۷۱ ج ۲)

ہے اشربوا من البانها واطلو امن ابوالها ۔

(۶) تداوی پر محمول ہے۔ کیونکہ جہاں بھی اس کا ذکر آتا ہے وہاں بیماری کا بھی ذکر آتا ہے۔

(۷) یہ منسوخ ہے کیونکہ مثلہ کا ذکر بھی ہے اور مثلہ چونکہ منسوخ ہے لہٰذا یہ بھی منسوخ ہے۔

فائدہ:...... تو یہ پانچ مفعول ہو گئے (۱) متروک (۲) مشکوک (۳) مقلوب (۴) محمول (۵) منسوخ ۔

حرۃ:......اس کے دو معنی آتے ہیں (۱) اس زمین کو کہتے ہیں جس زمین پر کنکریاں بچھی ہوئی ہوں۔ (۲) اس پہاڑ کو بھی کہتے ہیں جس کی چوٹی زمین کے برابر ہو۔

فائدہ:...... یہاں چند دیگر مسائل بھی زیر بحث لائے جا سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں

(۱) تداوی بالمحرم۔ (۲) مثلہ (۳) قصاص جو ہمارے نزدیک تلوار کے ساتھ خاص ہے حدیث میں ہے لا قود الا بالسیف [۱] یہ حدیث دعویٰ بھی ہے اور دلیل بھی۔ ان مسائل کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ۔

مسئلہ اذبال ماکول اللحم:...... انسانوں کے لئے براز کے لفظ کے مقابلے میں جانوروں کے لئے ذبل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں ائمہؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

جمہورؒ اور شیخینؒ:...... کے نزدیک نجس ہیں۔

امام مالکؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ:...... کے نزدیک پاک ہیں۔

امام بخاریؒ:...... نے مرابضها کا ابوال پر عطف کر کے اذبال غنم کے پاک ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

روایت تو عام ہے۔ مرابض غنم اور مراکب ابل دونوں کو شامل ہے لیکن امام بخاریؒ ترجمہ میں تخصیص کر کے بتانا چاہتے کہ اونٹوں کے مراکب تو پاک نہیں البتہ بکریوں کے مرابض پاک ہیں۔

دلائل جمہورؒ:......

دلیل ۱:...... ترمذی شریف کی روایت ہے نہی رسول اللہ ﷺ عن اکل الجلالہ والبانها [۳]

---

[۱] (عن النعمان بن بشیر ان رسول اللہ ﷺ لا قود الا بالسیف قال العینی وھولاء ستة انفس من الصحابة رووا عن النبی ﷺ ان القود لا یکون الا بالسیف: عمدۃ القاری ص ۳۹ ج ۳، فیض الباری ص ۳۲۶) [۳] (ترمذی ج ۲ ص ۳)

دلیل ۲: ...... روایت ابن مسعودؓ ہے والقی الروثة وقال انها الرجس[۱]

دلیل ۳: ...... ﴿نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِي بُطُوْنِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا﴾[۲] اس آیت مبارکہ میں تقابل کا تقاضا یہ ہے کہ فرث اور دم دونوں کو ناپاک قرار دیا جائے اور لبن کو پاک۔

دلیل ۴: ...... مؤطا امام محمدؒ کی روایت ہے رطب مرعاها وصلي في ناحيتها معلوم ہوا کہ مینگنیوں کے اوپر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ جو جگہ ساتھ بنالی جائے وہاں پڑھنی چاہیے۔

سوال: ...... جب نماز صاف جگہ پر ہی پڑھنی ہے تو مرابض ابل سے کیوں منع کیا۔

جواب ۱: ...... اونٹ پیشاب جس جگہ کرتا ہے وہ وہاں سے دور جا کر پڑتا ہے۔ اس لئے ناپاکی کا زیادہ خطرہ ہے۔

جواب ۲: ...... اس کی ٹانگ دور تک جاتی ہے اس وجہ سے خطرہ ہوتا ہے کہ ٹانگ نہ مار دے اور مشہور مقولہ ہے "اونٹ رے اونٹ تیرے کونسی کل سیدھی"

جواب ۳: ...... آپ ﷺ نے فرمایا تکبر فدادین میں ہے۔ ان اباهريرةؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الفخر والرياء في الفدادين اهل الخيل والوبر[۳] تو معلوم ہوا کہ ان کے منفی اثرات پڑتے ہیں۔

﴿۱۶۵﴾
باب ما يقع من النجاسات في السمن والمآء
وہ نجاستیں جو گھی اور پانی میں گر جائیں

وقال الزهريؒ لا بأس بالمآء مالم يغيره طعم او ريح اولون
زہریؒ نے کہا کہ جب تک پانی کی بو، ذائقہ اور رنگ نہ بدلے (نجاست پڑ جانے کے باوجود) اس میں کچھ حرج نہیں
وقال حمّاد لا بأس بريش الميته
اور حماد کہتے ہیں کہ (پانی میں) مردار کے پر پڑ جانے سے اس میں کچھ حرج نہیں (واقع ہوتا)

[۱] (ترمذی ج ۱ ص ۱۰) [۲] (پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۶۶) [۳] (مسلم ص ۵۳ ج ۱)

وقال الزھریؒ فی عظام الموتیٰ نحو الفیل وغیرہ ادرکت ناسا من سلف

مردوں کی جیسے ہاتھی وغیرہ کی ہڈیاں اس کے بارہ میں زہریؒ کہتے ہیں کہ میں نے پہلے لوگوں کو

العلمآء یمتشطون بھا و یدھنون فیھا لا یرون بہ باسا

ان کی کنگھیاں کرتے اوران (ہڈیوں کے برتنوں) میں تیل استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے

وقال ابن سیرین و ابراھیم لا باس بتجارۃ العاج

ابن سیرینؒ اور ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں کچھ حرج نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۳)حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابن شھاب عن عبیداللّٰہ بن عبداللّٰہ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا ان سے مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے نقل کیا وہ عبیداللہ بن عبداللہ سے وہ ابن

عن ابن عباس عن میمونۃ ان رسول اللّٰہ ﷺ سئل عن فارۃ سقطت فی سمن

عباسؓ سے وہ حضرت میمونہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ سے چوہے کے بارہ میں پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا تھا

فقال القوھا و ما حولھا و کلوا سمنکم

آپؐ نے فرمایا اس کو نکال دو اور اس کے آس پاس (کے گھی) کو نکال پھینکو اور اپنا باقی گھی استعمال کرو

انظر: ۲۳۶، ۵۵۳۸، ۵۵۳۹، ۵۵۴۰ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۴)حدثنا علی بن عبد اللّٰہ قال ثنا معن قال ثنا مالک عن ابن شھاب

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا ان سے معن نے ان سے مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے بیان کیا وہ

عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عتبۃ بن مسعود عن ابن عباس عن میمونۃ ان

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں وہ ابن عباس سے وہ حضرت میمونہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہے کے بارے میں دریافت کیا

النبی ﷺ سئل عن فأرة سقطت فی سمن فقال خذوها وما حولها فاطرحوه

گیا جو گھی میں گر گیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ اس چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو نکال کر پھینک دو، معن کہتے

وقال معن ثنا مالک مالا احصیه یقول عن ابن عباس عن میمونة

ہیں کہ مالک نے کتنی ہی بار (یہ حدیث) ابن عباسؓ سے اور انہوں نے حضرت میمونہؓ سے روایت کی

راجع: ۲۳۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۵) حدثنا احمد بن محمد قال انا عبداللہ قال انا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا انھیں عبداللہ نے خبر دی انھیں معمر نے ہمام بن منبہ سے خبر دی وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے

عن النبی ﷺ قال کل کلم یکلمه المسلم فی سبیل اللہ یکون یوم القیامة

روایت کرتے ہیں وہ رسول ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں مسلمان کو جو زخم لگتا ہے وہ قیامت کے دن اسی

کهیأتها اذا طعنت تفجر دما اللون لون الدم والعرف عرف المسک

حالت میں ہوگا جس طرح وہ لگا تھا اس میں سے خون بہتا ہوگا جس کا رنگ (تو) خون کا سا ہوگا اور خوشبو کستوری کی سی ہوگی

انظر: ۲۸۰۳، ۵۵۳۳

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ: ......اس باب سے مقصود مسئلہ میاہ کو بیان کرنا ہے کہ پانی وقوع نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ پہلے وقوع شعر انسان میں اس مسئلہ کو بیان کیا تھا۔ وہاں اصل مسئلہ انجاس کا بیان تھا مسئلہ میاہ تبعاً تھا اور یہاں اس کے الٹ ہے۔ یعنی مسئلہ میاہ اصالۃً اور مسئلہ انجاس تبعاً ہے۔

وقال الزهری لابأس بالماء: ......امام بخاریؒ نے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے پہلے زہری کا

قول نقل کیا۔

وقال حماد لا باس بریش المیتة:...... امام بخاریؒ نے پھر حمادؒ کا قول نقل کیا۔ پھر زہریؒ کا۔ اس کے بعد ابن سیرینؒ کا قول نقل کیا جو یہ ہے۔

وقال ابن سیرین وابراهیم لا باس بتجارة العاج:...... امام بخاریؒ کا مذہب کیا ہے؟ اور کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ اس کا آگے چل کر پتہ چل جائے گا۔

مسئلۂ میاہ :...... پانی کے بارے میں دو مذہب ہیں (یہ عنوان اولاً حوشی ہے، اخیر اً مسئلہ ہے)

مذہب (۱):...... وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہی نہیں ہوتا۔

مذہب (۲):...... اس کے الٹ ہے یعنی وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ جب تغیر احد الاوصاف ہو جائے۔ کیونکہ اب یہ پانی نہیں رہا۔ اختلاف اس سے ورے ورے ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:...... مالکیہؒ اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ امام احمدؒ سے بھی مشہور روایت یہی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ قلیل ناپاک ہوتا ہے کثیر نہیں۔

ماء قلیل و کثیر کی تحدید میں اختلاف:...... اختلاف قلیل اور کثیر کی تحدید میں ہے۔ شافعیہؒ اس کی تحدید کرتے ہیں اور حنفیہؒ نہیں کرتے۔ احنافؒ فرماتے ہیں کہ یہ مبتلیٰ بہ کی رائے پر موقوف ہے۔ کہ آیا جو پانی وہ استعمال کر رہا ہے اس میں نجاست تو نہیں ہے؟ اگر خیال میں ہو کہ اجزاء نجاست مل گئے ہوں گے تو ناپاکی کا حکم ہے ورنہ پاکی کا۔ اس لئے کہ ناپاکی کے استعمال کے جواز کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ﴿والرجز فاهجر﴾ (پارہ ۲۹ سورۃ المدثر آیت ۵) پلیدی کو استعمال نہ کرنے کا حکم ہے۔ بحث اس بات میں ہے کہ جو پانی میں استعمال کر رہا ہوں اس میں اجزاء نجاست ہیں یا نہیں؟ اگر دو قلے پانی زمین پر پھیلا ہوا ہو ایک طرف ناپاکی ہے اور دوسری طرف نہیں ہے اور اس کو یقین ہے کہ میں جو استعمال کر رہا ہوں اس میں اجزاء نجاست نہیں ہیں۔ وضوء کر سکتا ہے۔ اگر کتا پانی میں بیٹھا ہوا ہے اس کو یقین ہے کہ جو پانی میں لے رہا ہوں یہ کتے سے مس کر کے آ رہا ہے۔ اس لئے کہ کتا کھالے کو محیط ہے تو احنافؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہے اگر آپ نے کنواں سے لوٹا بھرا اور اس میں مینگنیاں ہیں تو احنافؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہے۔ (مبتلیٰ بہ کی رائے کو سمجھ رہا ہوں سن لیا جاتا ہے سمجھا نہیں جاتا)

تو شافعیہ کہتے ہیں تحدید کرو۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ تحدید نہ کرو۔ جاری پانی وہ ہے جو تنکا بہا کر لے جائے اور پیچھے سے مدد ہو صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ تنکا بہا کر لے جائے۔ جاری پانی ہونے کی صورت میں چونکہ اجزاء نجاست سے احتراز ہوسکتا ہے اس لئے پاک ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ اگر ماء کثیر اتنا ہے کہ اس میں بھی یہ صفت ہے کہ نجاست کے استعمال سے بچا جاسکتا ہے تو کہیں گے کہ یہ بھی فی حکم الجاری ہے۔ صورت اس کی یہ ہے کہ (۱) رنگ ایک طرف ڈالو دوسری طرف نہ پہنچے۔ (۲) ایک طرف سے حرکت دو تو دوسری طرف حرکت نہ ہو۔

تنبیه:...... یہ جاری پانی کے اندازے کئے گئے ہیں وہ دردہ وغیرہ بھی کوئی مذہب نہیں۔ یہ کوئی تحدید نہیں ہے یہ بھی ایک مبتلی بہ کی رائے ہے عامۃ الناس کی سہولت کے لئے یہ فرمایا۔ چونکہ عامۃ الناس مجتہد نہیں ہوتے اس لئے ان کو امام محمدؒ کے اس قول کی تائید کرنی پڑے گی۔

﴿دلائل ائمہ﴾

حنفیه کی دلیل:...... لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه[۱] اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لا یجری ناپاک ہوجاتا ہے۔ اور یجری ناپاک نہیں ہوتا۔ تو ماء کثیر چونکہ یجری کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس کو بھی پاک کہیں گے۔ کیونکہ ایسی صورت میں توقی عن النجاست ہوسکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بڑے حوض میں جہاں کتا پڑا ہے اس کے قریب سے جا کر لے لو۔ تو احنافؒ نے تحدید نہیں کی۔

شوافع کی دلیل:...... اور شوافع نے تحدید کی اور حدیث قلتین کو مدار بنالیا۔

مالکیه کی دلیل:...... مالکیہؒ نے حدیث بیر بضاعه کو مدار بنایا۔ اور احنافؒ نے ماء دائم والی روایت کو مدار بنایا جو ابھی گزری ہے۔ دوسری روایات کی توجیہ کی اور انہوں (دیگر ائمہ) نے بھی دوسری روایات کی توجیہ کی حنفیہ کا مدار بخاری شریف کی روایت ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ پانی تین قسم پر ہے۔

(۱) ماء الانهار والبحار (۲) ماء العیون والابار (۳) ماء الاوانی۔

تینوں کا حکم:...... ماء الاوانی وقوع نجاست سے ناپاک ہوجاتا ہے۔

---

[۱] (عینی ج ۳ ص ۱۶۶، بخاری ص ۳۷، فتح الباری ص ۱۷۲)

ماء الانہار والبحار:...... ناپاک ہی نہیں ہوتا ماء الابار والعیون وقوع نجاست سے ناپاک ہوجاتا ہے اور کل یا بعض نکالنے سے پاک بھی ہوجاتا ہے اس لئے کہ کل یا بعض نکالنے سے ظن غالب ہوجاتا ہے کہ اجزاء نجاست نکل گئے ہونگے ورنہ عقلاً تو کبھی پاک ہو ہی نہیں سکتا۔اس لئے کہ ہر نکلنے والے تازہ پانی کے ساتھ پہلے پانی کے اجزاءمل کرسب کو ناپاک کردیتے ہیں۔اس طرح کبھی پاک ہو ہی نہیں ہوسکتا۔تو وہی بات آ گئی کہ مبتلی بہ کی رائے کا اعتبار ہوگا تو ماء العیون والابار کے بارے میں جو روایتیں آئیں ہیں کہ ناپاک ہی نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ پاک ہی نہ ہو۔

تقسیم ثانی:...... یا یوں تین قسمیں بنالیں۔

(۱) ماء الانہار جو ناپاک ہی نہیں ہوتا۔

(۲) ماء راکد ناپاک تو ہوجاتا ہے پاک نہیں ہوتا۔

(۳) ماء الابار و ماء العیون۔ناپاک ہوجاتا ہے مگر ایسا نہیں کہ پاک ہی نہ ہوسکے بلکہ پاک ہوسکتا ہے۔

محل حدیث بئیر بضاعه ،حدیث قلتین و حدیث ماء الدائم:......

حدیث بئیر بضاعه ماء الابار پر محمول ہے۔حدیث قلتین ماء العیون پر محمول ہے۔ماء الدائم والی روایت غیر جاری یعنی ماء راکد پر محمول ہے۔تو حدیث بئیر بضاعه کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ پاک ہی نہ ہوسکے۔یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل ناپاک ہی نہیں ہوتا ورنہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنا نظیف نبی ﷺ جو تھوک کی سنک سے بھی پرہیز کرتا ہو وہ ایسے پانی کے استعمال کی اجازت دے جس کے اندر گندگی پڑی ہوئی ہو۔

مذہب امام بخاریؒ:......امام بخاریؒ کو ہر کوئی اپنی طرف کھینچتا ہے۔جمہورؒ اپنی طرف کھینچتے ہیں۔بظاہر یہی ہے امام بخاریؒ کا مالکیہؒ والا مذہب ہے۔کیونکہ پہلی دلیل ہی اسی کی لائے ہیں۔فرمایا لاباس بالماء ما لم یغیره طعم او ریح او لون اوراسی طرح (فارة سقطت فی سمن) چوہے والی حدیث۔لیکن انورشاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ مالکیہؒ والا مذہب نہیں رکھتے۔اور حنفیہؒ والا بھی نہیں ہے۔بلکہ امام احمدؒ کی ایک غیر مشہور روایت ہے جس میں وہ نجاست رقیقه اور کثیفه میں فرق کرتے ہیں۔اسی طرح شیء جامد اور شیء مائع میں فرق کرتے ہیں۔اگر نجاست رقیقه شی جامد یا شی مائع میں داخل ہوجائے تو ناپاک کردیتی ہے اگرچہ تغیر احد الاوصاف نہ ہوا ہو۔اور نجاست کثیفه شی جامد یا شی مائع میں داخل ہو

لے (عینی ج ۳ ص ۱۵۸ بخاری ص ۳۷)

جائے تو ناپاک نہیں کرتی ترجمۃ الباب میں سمن کے اوپر ماء کا عطف کر کے یہی بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح سمن نجاسۃ کثیفہ کے وقوع سے ناپاک نہیں ہوتا اسی طرح ماء بھی نجاسۃ کثیفہ کے وقوع سے ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ اگر تغیر احدالاوصاف ہوجائے تو ناپاک ہوجاتا ہے۔

خلاصہ: ...... یہ کہ امام بخاریؒ نجاست رقیقہ میں حنفیہؒ کے ساتھ ہیں اور کثیفہ میں مالکیہؒ کے ساتھ ہیں۔

قول زہری لابأس بالماء الخ کا جواب : ...... یہ قول ہمارے خلاف حجت نہیں ہے لہٰذا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

قول حماد لاباس بریش المیتہ کا جواب : ...... میتہ کا پر ہمارے نزدیک بھی ناپاک نہیں ہے۔

زہریؒ کے قول ثانی (عظام الموتی الخ) کا جواب: ...... یہ ہے کہ اس میں وقوع ثابت نہیں ہے لہٰذا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

قول ابن سیرینؒ وابراھیمؒ (لا باس بتجارۃ العاج) کا جواب : ...... عاج کی تجارت کے جواز سے پاکی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ جس شئی سے انتفاع جائز ہے اس کی تجارت بھی جائز ہے۔ خواہ ناپاک ہو جیسے دیہاتی رُوڑی بیچتے ہیں۔ یا جیسے جلد میتہ کہ اس سے انتفاع جائز ہے۔ تو تجارت بھی جائز ہے لیکن ناپاک ہے اور شحم میتہ سے انتفاع جائز نہیں تو تجارت بھی جائز نہیں تو عاج (ہاتھی دانت) کا پاک ہونا ہی ثابت نہیں ہوا تو وقوع (پانی میں واقع ہونا) تو اس کی فرع ہے۔

گھی میں چوہا گرنے والی حدیث کا جواب : ...... امام بخاریؒ نے اس کے عموم سے استدلال کیا ہے کہ گھی چاہے جامد ہو چاہے مائع ہو وقوع نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا اس پر ماء کو قیاس کر لیا کہ اگر پانی میں نجاسۃ کثیفہ واقع ہوجائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

جواب...... ہم کہتے ہیں کہ یہ استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ یہ روایت سمن جامد پر محمول ہے۔ اور احنافؒ بھی اس کے قائل ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ پر دو دلیلیں ہیں۔

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۲۶)

دلیل (۱):...... حدیث میں ہے **القوھا وماحولھا** ۔ ما حول اسی کا متعین ہوسکتا ہے جو جامد ہو۔ جس کا ما حول ہی متعین نہیں اس کے لئے یہ حکم نہیں۔

دلیل (۲):...... ابوداؤد کی روایت ہے ان کان جامدا فالقوھا وماحولھا وان کان مائعا فلاتقربوہ [۱]

اشکال:...... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جی لپ بھر کر نکال دیں گے۔

جواب:...... ہم کہتے ہیں اگر برتن گہرا ہو تو کیسے نکالو گے۔

قال معن الخ:...... اس روایت میں اختلاف ہے کہ مسانید ابن عباسؓ میں سے ہے یا مسانید میمونہؓ میں سے قال معن سے قول ثانی کی تائید ہے۔ پہلے والوں کی رد ہے۔

سوال:...... روایت ابوہریرہؓ کی باب سے کیا مطابقت ہے؟

جواب:...... امام بخاریؒ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ کسی شی کی جب صفات بدل جائیں تو اس کا حکم بدل جاتا ہے۔ یہ استدلال بالضد ہے۔ کہ جیسے ناپاک چیز صفات کے بدل جانے سے پاک ہوجاتی ہے۔ ایسے ہی کوئی شی پاک ہو اس کی صفات بدل جائیں تو وہ ناپاک ہوجاتی ہے۔ جیسے خون، ہے تو یہ ناپاک لیکن بواسطہ شہادت فی سبیل اللہ کستوری بنادیا جاتا ہے [۲] ایسے ہی پانی صرف وقوع نجاست کے بعد تغیر سے پہلے ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ استدلال بالضد ہے۔

مسئلہ استحالۃ الشی:...... یہ ضمنی مسئلہ ہے کہ استحالہ سے حکم بدل جاتا ہے۔ استحالہ کہتے ہیں کسی شی کا اپنی حقیقت پر نہ رہنا۔ ناپاک چیز کی حقیقت ختم کردو تو پاک ہوجاتی ہے علی ہذا القیاس چند امثال ملاحظہ ہوں۔

(۱) جیسے گدھا نمک کی کان میں گر جائے، اور وہ نمک بن جائے تو استحالہ ہوگیا تو اب یہ نمک پاک ہے۔

(۲) گوبر جب جل کر راکھ ہوجائے تو یہ راکھ پاک ہے۔ کبھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ عورتیں آگ پر روٹی گرم کرتی ہیں۔ تو راکھ لگ جاتی ہے تو وہ ناپاک نہیں۔

(۳) ناپاک پانی بھاپ بن گیا تو بھاپ پاک ہے۔

(۴) یہ کستوری خون کے قطرات ہوتے ہیں جو ناف میں گر کر جم جاتے ہیں۔ جب تک خون تھا تو ناپاک تھا اور جب کستوری بن گیا تو پاک ہوگیا۔

---

[۱] (ابوداؤد ص ۱۸۱ ج ۲) [۲] (عینی ج ۳ ص ۱۶۲)

(١٦٦)

﴿باب البول فی المآء الدآئم﴾

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا

(٢٣٦) حدثنا ابو الیمان قال انا شعیب قال انا ابو الزناد ان عبد الرحمن

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا انھیں شعیب نے خبر دی' انھیں ابو الزناد نے خبر دی کہ ان سے عبد الرحمن

بن هرمز الاعرج حدثه انه سمع ابا هريرة انه سمع رسول الله ﷺ يقول

بن ہرمز الاعرج نے بیان کیا انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے

نحن الآخرون السابقون وباسناده قال لا يبولن احدكم في المآء الدائم

کہ ہم (لوگ) دنیا میں پچھلے (مگر آخرت میں) سب سے آگے ہیں اور اسی سند سے (یہ بھی) فرمایا کہ تم میں سے کوئی پیشاب نہ کرے

الذی لا یجری ثم یغتسل فیه

ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو۔ کہ (اس کے بعد) پھر اسی میں غسل کرنے لگے

انظر: ٨٧٦، ٨٩٦، ٢٩٥٦، ٣٤٨٦، ٦٦٢٤، ٦٨٨٧، ٧٠٣٦، ٧٤٩٥

﴿تحقیق وتشریح﴾

هذان الحديثان مستقلان ومطابقة الحديث الثاني للترجمة ظاهرة

غرض الباب: ...... اس باب سے غرض یہ ہے کہ ماءِ راکد وقوعِ نجاست سے ناپاک ہوجاتا ہے۔ امام بخاریؒ چونکہ نجاستِ رقیقہ اور کثیفہ کا فرق کرتے ہیں اس لئے فرمایا باب البول۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے باب میں نجاستِ کثیفہ کا بیان تھا۔

امام بخاریؒ کا مسلک :......امام بخاریؒ کا مسلک میاہ میں امام مالکؒ کے موافق ہے اس مذہب کے موافق نہی عن البول فی الماء الدائم تعبدی ہوگی اور بعض علماءؒ فرماتے ہیں کہ نہی سداً للباب فرمائی گئی ہے اس لیے کہ ایک کو دیکھ کر دوسرا بھی پیشاب کرے گا اور انجام کار پانی ناپاک ہو جائے گا۔[1]

نحن الاخرون السابقون :......

سوال :......اس جملہ کا باب سے کیا ربط ہے؟۔

جواب ۱ :...... بعض نے کہا ہے کہ مضمون کے لحاظ سے تو کوئی ربط نہیں ہے بلکہ مکان وزمان کے لحاظ سے ربط ہے۔ چونکہ دونوں باتیں ایک ہی جگہ پر یا ایک ہی موقع پر سنیں۔ اس لئے حدیث کے ساتھ اس کو بھی ذکر کر دیا۔[2]

جواب ۲ :...... بعض نے معنی کے لحاظ سے بھی تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ تکلف ہے، معنوی تطبیق اس طرح دی ہے ہم مؤخر ہوں گے پیشاب کرنے میں، اور سابق ہوں گے وضوء کرنے میں۔ یا اس کے الٹ اخرون فی الوضوٴ السابقون فی البول کہ وہ پہلے آ کر پیشاب کر جائیں گے اور ہم بعد میں آ کر وضوء کریں گے یا یہ کہ وہ پہلے وضوء کریں گے اور ہم بعد میں پیشاب کریں گے۔

جواب ۳ :...... محققین نے کہا ہے کہ یہ سب تکلفات ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ امام مسلمؒ و امام بخاریؒ دونوں ابو ہریرہؓ کے دو صحیفوں سے روایت کرتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ کے شاگردوں میں سے دو کے صحیفے مشہور ہیں (۱) صحیفہ ہمامؒ بن منبہ (۲) صحیفہ عبدالرحمٰنؒ بن ہرمز۔ یہ جملہ اس (صحیفہ عبدالرحمٰن بن ہرمز) کی پہلی حدیث ہے اس امت کی فضیلت اس کے اندر بیان کی گئی ہے کہ یہ زمانے کے لحاظ سے مؤخر، اور دخولِ جنت کے لحاظ سے مقدم ہے۔ ای نحن الاخرون فی الدنیا السابقون فی الاخرۃ۔ تو جب بھی اس صحیفے سے روایت کریں گے تو اس کو تعارف کے لئے لائیں گے کہ یہ حدیث کون سے صحیفے کی ہے۔[3]

وبا سنادہ :...... **الضمیر مرجع الی الحدیث ای حدثنا ابو الیمان بالاسناد المذکور**

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۷) [2] (فتح الباری ج ۱ ص ۱۷۲) [3] نحن الآخرون بکسر الخاء جمع الآخر بمعنی المتاخر یذکر فی مقابلۃ الاول وبفتحھا جمع الآخر افعل التفضیل ھذا المعنی اعم من لاول والروایۃ بالکسر فقط و معناہ نحن المتاخرون فی الدنیا المتقدمون فی یوم القیامۃ (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۶۸) (فیض الباری ج ۱ ص ۳۳۶)۔

لایجری:...... یہ کونسی صفت ہے۔صفتِ کاشفہ ہے یا مقیدہ،معروف یہ ہے کہ یہ صفت کاشفہ ہے۔اکثر شراحؒ اورمحدثینؒ کے نزدیک اسی طرح ہے۔اس قول کے مطابق یوں سمجھیے کہ ماءِ دائم بمعنی ماءِ راکد ہے۔لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ صفتِ مقیدہ ہے۔اور یہ حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کی تحقیق ہے۔کیونکہ جہاں بھی ماءِ راکد آتا ہے وہاں یہ صفت نہیں ہوتی۔البتہ ماءِ دائم کے ساتھ آتی ہے۔کیونکہ ماءِ دائم وہ ہے جو **الذی یدوم اصله** ہو،اور یہ جاری ہونے کی صورت میں ہوسکتا ہے اور کثیر ہونے کی صورت میں بھی۔تو **الذی لایجری** کی قید لگا کر ماءِ دائم قلیل جاری کی تخصیص کرلی۔اوراب اس کے مدلول میں صرف ماءِ دائم **کثیر لا یجری** رہ گیا۔تو ماءِ دائم اور ماءِ راکد میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے۔جب کہ پہلے قول کے مطابق ترادف کی نسبت ہے۔عموم خصوص من وجہ میں تین مادے ہوتے ایک اتفاقی دو اختلافی۔مادہ اتفاقی ماء **کثیر لا یجری** ہے۔

مادہ اختلافی:......

(۱)قلیل یجری:......اوراگر قلیل ہواور جاری ہوتو یہ فقط ماءِ دائم ہے۔اور

(۲)قلیل لایجری:......اگر جاری نہیں ہےاور قلیل ہےتو یہ فقط ماءِ راکد ہے۔

ثم یغتسل فیه:......

سوال:......ثم کونسا ہے عاطفہ ہے یا غیر عاطفہ؟

جواب:......جمہورؒ کے نزدیک عاطفہ ہے۔

سوال:......عطف کس پر ہے **یبولن** پر یا **لا یبولن** پر؟

جواب ۱:...... **لایبولن** پر عطف ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ نہ پیشاب کرے اور نہ غسل کرے۔

جواب ۲:......لا کے نیچے لاؤ کہ پیشاب نہ کرے پھر غسل کرے لیکن اس سے منشاءِ نبوت ظاہر نہیں ہوتا۔

جواب ۳:...... حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ **ثم** استبعاد یہ ہے۔جیسے **لا یضرب احدکم زوجته ثم یجامعها** چونکہ یہ احنافؒ کی دلیل تھی اس لئے اس کے پیچھے پڑ گئے اوراس کی تاویلیں شروع کردیں۔

تاویل نمبرا: ...... پانی پیشاب کرنے سے ناپاک نہیں ہوتا یہ منع کرنا سدا للذرائع ہے کہ بار بار کریں گے تو آخر تغیر ہو جائے گا۔

تاویل نمبر۲: ...... کہتے ہیں کہ یہ منع ادباً ہے جیسے سائے میں پیشاب سے منع کیا گیا۔ یا جیسے پانی میں سانس لینے سے منع کیا گیا ہے۔ تو یہ وقوع نجاسات کے قبیل سے نہیں ہے۔

تاویل نمبر۳: ...... کسی نے یوں کہا کہ یہ ناپاک ہونے کی وجہ سے منع نہیں کیا گیا بلکہ **عدم امتیاز بین البول والماء** کی وجہ سے منع کیا گیا۔ کیونکہ دونوں رقیق ہیں۔

تاویلات کے جوابات: ......

(۱) ہم کہتے ہیں کہ ناپاک ہونے کا یہی تو مطلب ہے کہ اجزاءِ نجاست اور اجزاءِ طہارت میں امتیاز نہیں ہو سکے گا۔ تو پھر **توقی عن النجاست** نہیں ہو سکے گی

(۲) یہ فہم راوی کے بھی خلاف ہے کیونکہ آپ نے ابو ہریرہؓ کا قول بھی پڑھا ہے کہ پھر تم میں سے ایک آکر وضو کرے گا اور پیئے گا اس لئے پیشاب مت کرو [۱]

(۱۶۷)

باب اذا القي على ظهر المصلي قَذَرٌ او جيفةٌ لم تفسد عليه صلوته

جب نمازی کی پشت پر کوئی نجاست یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی

قال و كان ابن عمر اذا رأىٰ في ثوبه دما وهو يصلي وضعه ومضى في صلوته
انھوں نے کہا اور ابن عمرؓ جب نماز پڑھتے وقت کپڑے میں خون لگا ہوا دیکھتے تو اس کو اتار ڈالتے اور نماز پڑھتے رہتے

[۱] فتح الباری ج۱ ص۳۴۷، فیض الباری ج۱ ص۳۳۶)

وقال ابن المسیب و الشعبی اذا صلی و فی ثوبه دم او جنابة

ابن مسیب اور شعبی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے کپڑے پر نجاست یا جنابت (منی) لگی ہو

اولغیر القبلة او تیمم فصلی ثم ادرک المآء فی وقته لا یعید

یا قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھی ہو یا تیمم کرکے نماز پڑھی ہو پھر نماز ہی کے وقت میں پانی مل گیا ہو تو نماز نہ لوٹائے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۷) حدثنا عبدان قال اخبرنی ابی عن شعبة عن ابی اسحق عن عمرو بن

ہم سے عبدان نے بیان کیا انھیں ان کے باپ (عثمان) نے شعبہ سے خبر دی انھوں نے ابواسحاق سے انھوں نے عمرو

میمون ان عبد الله قال بینا رسول الله ﷺ ساجد ح

بن میمون سے انھوں نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز پڑھتے وقت) سجدہ میں تھے (دوسری

قال وحدثنی احمد بن عثمان قال حدثنا شریح بن مسلمة قال حدثنا ابراهیم بن یوسف عن ابیه

سند سے) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا ان سے شریح بن مسلمہ نے ان سے ابراہیم بن یوسف نے اپنے باپ

عن ابی اسحق قال حدثنی عمرو بن میمون ان عبدالله بن مسعود حدثه

کے واسطے سے بیان کیا، وہ ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ان سے حدیث بیان کی

ان النبی ﷺ کان یصلی عند البیت و ابوجهل واصحاب له جلوس اذ قال

کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اسکے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے

بعضهم لبعض ایکم یجیٔ بسلا جزور بنی فلان فیضعه علی ظهر محمد اذا

دوسرے سے کہا تم میں سے کوئی شخص فلاں قبیلے کی (جو) اونٹنی (ذبح کی ہوئی ہے اسکی) اوجھری اٹھا لائے اور (لاکر) جب محمدؐ

سجد فانبعث اشقی القوم فجآء به فنظر حتی اذا

سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے، ان میں سے ایک سب سے زیادہ بد بخت (آدمی) اٹھا اور اوجھری لے آیا اور دیکھتا رہا

سجد النبی ﷺ وضعه علی ظهره بین کتفیه

جب آپ نے سجدہ فرمایا تو اس نے اس اوجھری کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا

وانا انظر لا اغنی شیئا لوکانت لی منعة قال فجعلوا یضحکون

(عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں) اور میں دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہیں کر سکتا تھا کاش میرے لئے جماعت ہوتی عبداللہ کہتے ہیں کہ (اس حال میں آپ کو دیکھ کر) وہ لوگ ہنسنے لگے

ویحیل بعضهم علی بعض ورسول الله ﷺ ساجد لا یرفع رأسه

اور (ہنسی) کے مارے لوٹ پوٹ ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے

حتی جآء ته فاطمة فطرحته عن ظهره فرفع راسه ثم قال

حتی کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور وہ بوجھ آپ کی پیٹھ پر سے اتار کر پھینکا۔ تب آپ نے سر اٹھایا۔ پھر تین بار فرمایا

اللهم علیک بقریش ثلث مرات فشق ذلک علیهم اذ دعا علیهم قال

یا اللہ! تو قریش کی تباہی کو لازم کر دے (یہ بات) ان کافروں کو ناگوار ہوئی کہ آپ نے انھیں بددعا دی عبداللہ کہتے ہیں

وکانوا یرون ان الدعوة فی ذلک البلد مستجابة ثم سمی

کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں دعا قبول ہوتی ہے پھر آپ نے (ان میں سے) ہر ایک کا (جدا جدا) نام لیا

اللهم علیک بابی جهل وعلیک بعتبة بن ربیعة وشیبة بن ربیعة

کہ اے اللہ! ان کو ضرور ہلاک کر دے، ابو جہل کو، عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو

والولیدبن عتبة وامیة بن خلف وعقبة بن ابی معیط وعد السابع فلم یحفظه

ولید بن عقبہ کو، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو ساتویں (آدمی) کا نام (بھی) لیا مگر مجھے یاد نہیں رہا

فوالذی نفسی بیده لقد رأیت الذین عد رسول الله ﷺ صرعیٰ فی

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جن لوگوں کا (بددعا دیتے وقت) رسول اللہ ﷺ نے نام لیا تھا
القلیب قلیب بدر.
میں نے ان (کی لاشوں) کو بدر کے کنویں پڑا ہوا دیکھا۔

انظر: ۵۲۰، ۲۹۳۴، ۳۱۸۵، ۳۸۵۴، ۳۹۶۰

عبداللہ: اس سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

باب کا ما قبل سے ربط:......(۱) چونکہ نجاستوں کا ذکر ہو رہا تھا اسی مناسبت کی وجہ سے ایک مسئلہ بیان کردیا۔

ربط:......(۲) یا یوں کہیے کہ طہارت بدن کا بیان چل رہا تھا تو طہارت ثوب کا مسئلہ بھی بیان کردیا۔

ربط:......(۳) مصنف خود فاعل مختار ہے اس کی مرضی جیسے چاہے لائے۔

اختلافِ ائمہ فی طہارتِ الثوب

امام مالک:...... فرماتے ہیں کہ طہارتِ ثوب نماز کے لئے شرط نہیں ہے طہارتِ ثوب مسائل نماز میں سے نہیں ہے بلکہ مسائل لباس میں سے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ناپاک کپڑا پہن کر نماز پڑھا کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ شرائط نماز میں سے نہیں ہے۔

جمہورؒ:...... کہتے ہیں کہ طہارتِ ثوب شرط ہے ابتداءً بھی اور انتہاءً بھی۔

امام اوزاعیؒ:...... فرماتے ہیں کہ طہارتِ ثوب صرف ابتداءً شرط ہے انتہاءً شرط نہیں، اگر درمیان نماز کپڑا ناپاک ہوگیا تو نماز پڑھتے رہو۔

امام بخاریؒ:...... کا مذہب بھی یہی ہے۔

جواباتِ دلائلِ بخاری

امام بخاریؒ کی پہلی دلیل:......وکان ابن عمرؓ اذا رأی فی ثوبہ دما وھو یصلی وضعہ ومضی فی صلاتہ.

جواب:......اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ خون مقدار درہم سے زائد تھا۔ یا اس کی کیا دلیل ہے کہ ابتداءً نہیں تھا بعد میں لگا [1]

امام بخاریؒ کی دوسری دلیل:......وقال ابن المسیبؒ والشعبیؒ اذا صلی وفی ثوبہ دم او جنابۃ او لغیر القبلۃ او تیمم وصلی ثم ادرک الماء فی وقتہ لا یعید [2]

جواب:...... ان دونوں (دم او جنابت) کا جواب یہ ہے کہ مقدار درہم سے کم ہو تو جائز ہے۔

او لغیر القبلۃ:......اگر تحری کے باوجود رخ صحیح نہ ہوا تو ہمارے نزدیک بھی جائز ہے۔

او تیمم فصلی:......ہمارے نزدیک بھی اگر فارغ ہوگیا تو نماز لوٹانا ضروری نہیں۔

حدثنا عبدانؒ:...بسلا جزور۔

اونٹ کی بچہ دانی:......سلا بفتح السین المهملہ وبالقصر هی الجلدۃ التی یکون فیها الولد والجمع اسلا [3]

اشقی القوم:......عقبہ بن ابی معیط کو اشقی کہا گیا ہے اور یہ شقاوت جزئی ہے۔ اور کلی شقاوت ابوجہل کے لئے ہے۔

کان لی منعۃ:......اس سے معلوم ہوا کہ دین کا رعب قائم کرنے کے لئے جماعت، طاقت اور قوت ضروری ہے

ویحیل بعضهم علی بعض:......اس کے دو مطلب ہیں۔

(۱) ایک مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر ڈال رہے تھے ایک کہتا کہ اس نے یہ اوجھری ڈالی ہے اور دوسرا کہتا کہ اس نے ڈالی ہے۔

(۲) یا یہ مطلب ہے کہ ہنستے ہوئے اور مذاق اڑاتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر گر رہے تھے۔

حتی جاء تہ فاطمۃؓ فطرحت:......امام بخاریؒ نے حدیث کے اس جملہ سے استدلال کیا ہے کہ ابتداء

---

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۰ تقریر بخاری ج ۲ ص ۵۷) [2] (ع ج ۳ ص ۱۷۱) [3] (ع ج ۳ ص ۱۷۲)

طہارتِ ثوب شرط نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کے استدلال کے جوابات:......

(۱) یہ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے فتح الباری کتاب التفسیر میں علامہ ابن حجرؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے

(۲) یہ استدلال تب صحیح ہو سکتا ہے جب یہ ثابت ہو کہ آپ ﷺ نے قضا نہیں کی، **لا دلیل فیه انه اعادها ام لا** [۱] یہ جواب علامہ انور شاہ صاحبؒ نے دیا ہے۔

(۳) ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو نجس ہونے کا علم ہی نہ ہوا ہو اگرچہ بوجھ تو محسوس ہوا ہو [۲]

(۴) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حالتِ استغراق میں محسوس ہی نہ ہوا ہو۔

(۵) آپ ﷺ نے اپنی حالتِ زار اللہ تعالیٰ کو دکھانے کے لئے اور مزید طلبِ رحمت کے لئے اپنے آپ کو اسی حالت میں رکھا۔ اس کا نام ,,**ابقاءِ هیئت محمودہ**،، ہے۔ اس کو مزید چند مثالوں سے سمجھ لیں۔

مثال:......

(۱) حضرت حمزہؓ شہید ہوئے۔ تو انھیں مثلہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر صفیہؓ کے غم کا خیال نہ ہوتا تو حمزہؓ کو ایسے ہی پڑا رہنے دیتا۔

(۲) ایک محرم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا **لا تخطوه** اس لئے کہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔

(۳) حضرت حرامؓ کا واقعہ ہے کہ خون کو چہرے پر مل رہے تھے، **فنضحه علی وجهه ورأسه ثم قال فزت ورب الكعبة** [۳] اور یہ کہاں کا مسئلہ ہے؟

(۴) ایک انصاریؓ کو تیر لگا اور وہ نماز پڑھتا رہا۔

(۵) پولیس کے پاس زخمی کو اسی حالت میں لے جاتے ہیں تا کہ مظلومیت ظاہر ہو۔

(۶) ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ خون بہتا ہوا ہوگا۔

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۰) [۲] (لا دلیل فیه انه كان یعلم ان علی ظهره سلا جزور الخ، حاشیہ لامع ج ۱ ص ۱۰۰، فیض الباری ج ۱ ص ۳۳۸)
[۳] (بخاری ص ۵۸۷ ج ۲)

اللهم علیک بقریش:......

سوال:......آپ ﷺ کے متعلق تو مشہور ہے کہ آپ ﷺ بددعا نہیں فرماتے تھے یہاں کیوں بددعا فرمائی؟ آپ ﷺ تو پتھر مارنے والوں اور کانٹے بچھانے والوں کیلئے بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔

جواب:......آپ ﷺ کی دو حالتیں تھیں۔

(۱) حالتِ بشریت :......اس حالت کی وجہ سے جو آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا تھا تو آپ ﷺ بدلہ نہ لیتے تھے۔یہی مفہوم احادیث سے بھی ملتا ہے۔

(۲)دوسری حالتِ مناجات :......اس حالت میں اگر کوئی رکاوٹ بنتا تو آپ ﷺ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو یہ بددعا انتقامِ نفسی نہیں ہے بلکہ حدود اللہ توڑنے کی وجہ سے ہے۔اور جہاں بھی بددعا کا ذکر ہے وہ اسی پر محمول ہے [۱]

وعدالسابع:......یہ سابع عمارہ بن ولید ہے [۲]

صرعی فی القلیب قلیب بدر:......ساتوں کے ساتوں کے بارے میں یہ نہیں بلکہ اکثر کہنا چاہیے کیونکہ عقبہ بن ابی معیط کو باندھ کر قتل کیا گیا اور عمارہ بن ولید کے بارے میں یہ ہے کہ نجاشی کی بیوی پر عاشق ہوگیا تھا۔نجاشی نے اس کی شرم گاہ پر جادو کروادیا جس سے یہ متوحش ہوگیا تھا۔جانوروں کے ساتھ رہتا تھا اور حبشہ میں اس کی موت واقع ہوئی۔امیہ بن خلف کا قصہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ قلیب بدر سے کچھ فاصلے پر قتل ہوا تھا۔پھر یہ متبدن (پھول) ہوگیا تھا اٹھانے سے جوڑ ٹوٹتے تھے اس لئے وہیں اس پر مٹی ڈال دی گئی [۳]

---

[۱](فیض الباری ج ۱ص ۳۳۹) [۲](لامع الدراری ج ۲ص ۱۰۲) [۳](فتح الباری ج ۱ص ۱۵۷)(واستشکل بعضھم عدم عمارۃ بن الولید فی المذکورین لانہ لم یقتل ببدر بل ذکر اصحاب المغازی انہ مات بارض الحبشۃ)

(۱۶۸)

باب البزاق والمخاط ونحوه فی الثوب

کپڑے میں تھوک اور رینٹ وغیرہ لگ جائے تو کیا حکم ہے

وقال عروة عن المسور ومروان خرج رسول اللہ ﷺ

عروہ نے مسور اور مروان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

زمن الحديبية فذكر الحديث و ماتنخم النبي ﷺ نخامة

حدیبیہ کے زمانے میں نکلے (اس سلسلہ میں) انھوں نے پوری حدیث نقل کی (اور پھر کہا کہ) نبی ﷺ نے جتنی مرتبہ بھی تھوکا

الا وقعت في كف رجل منهم فدلك بها وجهه و جلده

وہ (زمین پر گرنے کی بجائے) لوگوں کی ہتھیلی پر پڑا (کیونکہ لوگوں نے غایت محبت کی وجہ سے ہاتھ سامنے کر دیئے) پھر وہ لوگوں نے اپنے چہروں اور بدن پر مل لیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۸) حدثنا محمد بن یوسف قال ثنا سفیان عن حمید عن انس قال

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان نے حمید کے واسطے سے بیان کیا، وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے

بزق النبي ﷺ في ثوبه. قال ابو عبدالله طوله ابن ابي مريم قال انا يحيىٰ بن ايوب قال حدثني حميد قال سمعت انسا عن النبي ﷺ

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) اپنے کپڑے میں تھوکا۔

انظر: ۴۰۵، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۷، ۵۳۱، ۵۳۲، ۸۲۲، ۱۲۱۴

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

بزاق: ...... وہ ریزہ ہے جو منہ سے نکلتی ہے۔

مخاط: ...... وہ ریزہ ہے جو ناک سے نکلے۔ اسی طرح جو گلے سے نکلے اسے نخامہ اور نخاعہ کہتے ہیں۔

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی غرض ان لوگوں پر رد ہے جو نخاعہ اور نخامہ کو غیر طاہر کہتے ہیں۔

بزاق و مخاط کے بارے میں چند اقوال

(۱) قال البعض بزاق اور مخاط نجس ہے کپڑا اس سے ناپاک ہوجاتا ہے۔ حضرت سلمانؓ اور بعض تابعینؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ بزاق نجس ہے [۱]

(۲) جمہورؒ کہتے ہیں کہ نظافت کے خلاف تو ہے لیکن طہارت کے خلاف نہیں تو ازالہ کا حکم تنظیف کے لئے ہے

(۳) قال البعض طاهر في حق نفسه ونجس في حق غيره۔ امام بخاریؒ نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔ لیکن جمہورؒ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ باب باندھ کر استدلال قائم نہیں کر سکے کیونکہ دونوں حدیثیں نخامہ نبی ﷺ کے بارے میں ہیں اس سے عامۃ الناس کے نخامہ کیلئے استدلال و قیاس صحیح نہیں اما بصاق النبی ﷺ فهو اطيب من كل طيب واطهر من كل طاهر [۲] آپ ﷺ کے تو قذورات بھی پاک ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے ائمہ اربعہؒ کی کتب کے مطالعہ سے یہی سمجھا ہے۔

دلیل جمہورؒ: ...... مشہور حدیث ہے سور المؤمن شفاء۔ سؤر میں لعاب مل ہی جاتا ہے جب بزاق پاک ہے تو نخامہ اور مخاط کو بھی اس پر قیاس کرلیا جائے گا۔ جو منفذ علیا سے نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ اور جو سفلی (سبیلین) سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔ اس کے علاوہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) طبعی خون اور پیپ وغیرہ یہ ناپاک ہیں۔

(۲) اور جو غیر طبعی ہے پسینہ اور آنسو وغیرہ یہ پاک ہیں۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج ص ۵۷، ع ج ۳ ص ۱۷۷) [۲] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۷۷)

(۱۶۹)

باب لا یجوز الوضوء بالنبیذ ولا بالمسکر وکرهه الحسن وابو العالیة وقال عطاء التیمم احب الیّ من الوضوء بالنبیذ واللبن

نبیذ سے اور کسی نشہ والی چیز سے وضو جائز نہیں حسن بصری اور ابو العالیہ نے اسے مکروہ کہا ہے اور عطاء کہتے ہیں کہ نبیذ اور دودھ سے وضو کرنے کے مقابلے میں مجھے تیمم کرنا زیادہ پسند ہے

(۲۳۹) حدثنا علی بن عبد اللہ قال ثنا سفین قال عن الزهری عن ابی سلمة عن
ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے ان سے زہری نے ابو سلمہ کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت
عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل شراب اسکر فهو حرام
عائشہؓ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ پینے کی ہر وہ چیز جس سے نشہ (پیدا) ہو حرام ہے

انظر: ۵۵۸۵، ۵۵۸۶

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب: ...... (۱) امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ نبیذ سے وضو جائز نہیں ہے۔

(۲) مسکر سے وضو جائز نہیں۔ تو گویا ترجمۃ الباب کے دو جزء ہو گئے [1]

سوال: ...... مسکر کے اضافہ کی ترجمۃ الباب میں کیا ضرورت تھی؟۔ یہ مسئلہ کوئی مختلف تو تھا نہیں۔

جواب: ...... اصل تو یہ بیان کرنا ہے کہ نبیذ سے وضو جائز نہیں ہے لیکن جس روایت سے استدلال کرنا تھا اس میں

---

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۲)

مسکر کا لفظ ہے۔اس لئے ترجمہ میں بھی مسکر کو ذکر کر دیا۔اورکوئی روایت نبیذ سے وضو کے عدم جواز پر شرائط کے مطابق نہیں ملی۔تو نبیذ جو مقدمہ مسکر ہے اور مقدمہ شئی خود شئی کے حکم میں ہوا کرتا ہے جب مسکر سے وضو جائز نہیں تو نبیذ سے بھی جائز نہیں ہوگا۔

جواب:...... ہم کہتے ہیں کہ ذرا ایک قدم اور آگے بڑھو۔کہ پانی بھی مقدمہ نبیذ ہے اور نبیذ مقدمہ مسکر ہے اگر نبیذ سے بوجہ مقدمہ مسکر ہونے کے وضو جائز نہیں تو پانی جو مقدمہ نبیذ ہے اس سے بھی وضو جائز نہیں ہونا چاہیے۔باقی جو اقوال نقل کئے گئے ہیں وہ امام اعظمؒ پر حجت نہیں ہیں۔تو ترجمۃ الباب ہی ثابت نہ ہوا۔

مسئلہ نبیذ:...... نبیذ بروزن فعیل بمعنی منبوذ ہے۔نبیذ کی اصطلاحی تعریف۔**ماء القی فیہ التمر او الزبیب**

نبیذ کی اقسام

نبیذ کی کئی اقسام ہیں۔

(۱) نبیذ کچی ہوگی یا پکی۔

(۲) احدالاوصاف میں تغیر ہوا ہوگا یا نہیں۔

(۳) رقت وسیلان زائل ہوا ہوگا یا نہیں۔

(۴) مسکر ہوگا یا نہیں۔

ان سب کا حکم:...... اگر نبیذ مسکر ہے تو چاہے کچا ہو یا پکا اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔اور اگر مسکر تو نہیں بلکہ رقت اور سیلان زائل ہو گیا لیکن تغیر نہیں ہوا تو کچا ہو یا پکا دونوں صورتوں میں اس کا استعمال جائز ہے اور احدالاوصاف متغیر ہو گیا۔اگر کچا ہے تو احنافؒ کے نزدیک جائز ہے۔جمہورؒ کے نزدیک ناجائز ہے۔اور اگر پکا ہو تو صاحبینؒ بھی جمہورؒ کے ساتھ ہیں کہ ناجائز ہے صرف امام ابوحنیفہؒ باقی رہ گئے [۱]

---

[۱] (واما لوضوء بالنبیذ فهو جائز عند ابی حنیفة ولکن بشرط ان یکون حلوا رقیقا یسیل علی الاعضاء کالماء وما اشتد منها صار حراما لایجوز التوضئی به وان غیر ته النا ر فمادام حلوا فهو علی الخلاف (ع ج ۳ ص ۱۷۹) (خلاصہ کلام: نبیذ تمر کے علاوہ دوسرا کوئی پانی موجود نہ ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو کرے،امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے۔نبیذ مختلف فیہ یہ ہے کہ پانی میں کھجور ڈال دی جائیں یہاں تک کہ پانی شیریں اور پتلا ہو کر اعضاء پر پانی کی طرح بہہ جائے نہ گاڑھا ہو اور نہ نشہ آور۔پس اگر وہ گاڑھی اور کڑوی ہوگئی تو اس سے بالاجماع وضو کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ نشہ آور اور حرام ہے۔اور اگر اس کو آگ پر پکالیا گیا تو جب تک وہ شیریں اور رقیق ہے،اعضاء پر پانی کی طرح بہتی ہے تو وہ بھی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اگر پکانے سے گاڑھی ہوگئی تو امام صاحبؒ کے نزدیک اس سے وضو کرنا جائز ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں۔اشرف الہدایہ ص ۱۸۸ ج ۱)

نظائر:...... امام ابوحنیفہؒ نے نبیذ کے بہت سارے نظائر بیان فرمائے ہیں۔

(۱):...... بیری کے پتے ڈال کر ابال لیا جائے تو استعمال جائز ہے۔

(۲):...... حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو حضور ﷺ کے اونٹ پر حیض آ گیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انفست اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب تو فارغ ہو تو پانی میں نمک ڈال کر غسل کر لینا[۱] خلاصہ یہ کہ ام سلمہؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نمک ڈال کر نہایا کرو۔

(۳) اور عجین پاک ملا ہوا ہو تب بھی جائز ہے۔ حدیث میں ہے وفیہ اثر العجین۔

(۴) اور خطمی والے پانی سے غسل کرنا آپ ﷺ سے ثابت ہے ابوداؤد میں ہے کان رسول اللہ ﷺ یغسل رأسہ بالخطمی[۲]

مدارِ اختلاف:...... قرآن کریم میں ہے فان لم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرو جمہورؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ماء مطلق ہے لہٰذا کوئی بھی تقیید شامل نہیں ہونی چاہیے ورنہ وضوء جائز نہیں ہوگا اس لئے ماء زعفران اور ماء فیہ اثر العجین سے وضوء جائز نہیں ہے اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ماء سے مراد ماء مطلق ہے۔ لیکن احنافؒ کہتے ہیں کہ ایک آدھ وصف کے بدلنے سے کچا ہو یا پکا وہ اطلاق سے نہیں نکلا۔ صرف اضافت کے ذکر کر دینے سے کوئی چیز اپنے اطلاق سے نہیں نکلتی۔ جب تک کہ کوئی دوسرا نام تجویز نہ ہو جائے۔ اضافت کی وجہ سے ماء ہونا اور پختہ ہو گیا۔ اگر یہ پانی سے نکل کر کوئی اور چیز بنتا تو وہ نام دیا جاتا۔ نمک مرچ ڈال کر آپ نے پانی ابال دیا تو وہ شوربا بن گیا اور اس کا نام بھی اور پڑ گیا اس کو اب ماء نہیں کہتے بلکہ مرق کہتے ہیں ایسے تو ماء الانہار اور ماء البیر میں بھی اضافت ہے رنگ تو ان کا بھی بدلا ہوا ہوتا ہے۔ سمندر کے پانی سے وضو نہیں کرو گے کیا؟ نمکین بھی ہے اور رنگ بھی بدلا ہوا ہے۔ دیکھا احنافؒ کا کیا مقام ہے تم نے قید لگا کر مخلوق پر تنگی کر دی۔ کبھی برف ڈال کر ٹھنڈا کر لیا جاتا ہے۔ کبھی پھٹکری ڈال لی جاتی ہے تو کیا یہ ناپاک ہو گیا ان سے وضوء ناجائز ہے؟

خلاصہ کلام:...... تو خلاصہ یہ نکلا کہ جب تک پانی کا نام باقی ہے وضو کرنا جائز ہوگا۔

وکرھہ الحسنؒ وابو العالیۃؒ یہ حضرت حسنؒ کا مذہب ہوگا اور انکا مذہب امام اعظمؒ پر حجت نہیں اور ابو العالیہؒ سے امام

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۶) [۲] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۶)

بخاریؒ نے مجملاً نقل کیا ہے ان کا اثر تفصیل سے دارقطنی میں ہے کہ ابوالعالیہؒ نے جب وضوء بالنبیذ سے منع کیا تو کسی نے کہا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں تو وضو کرتے تھے تو ابوالعالیہؒ نے فرمایا کہ وہ تمھاری انبذہ کی طرح نجس نہیں تھی معلوم ہوا کہ ابوالعالیہؒ کی کراہت اس کی شدت اور غلیان کی وجہ سے تھی اور ممکن ہے کہ حسنؒ نے بھی اسی قسم کو مکروہ سمجھا ہو

وقال عطاءؒ :…… یہ ان کا اپنا مذہب ہے۔

کرهه الحسن:……هو البصری امام الذی علقه عن الحسن فرواه ابن ابی شیبةؒ حدثنا وکیع عن سفیان سمع الحسن یقول لا یتوضأ بلبن ولا نبیذ ورواه عبدالرزاق فی مصنفه

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۰)

باب غسل المرأة اباها الدم عن وجهه وقال ابو العالیة امسحو علی رجلی فانها مریضة

عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا

ابوالعالیہ نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ میرے پیروں کو ملو کیونکہ وہ (تکلیف کی وجہ سے) مریض ہو گئے ہیں

(۲۴۰) حدثنا محمد قال ثنا سفیان بن عیینة عن ابی حازم سمع سهل بن سعد الساعدی
ہم سے محمد نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے ابن حازم کے واسطے سے نقل کیا انھوں نے سہل بن سعد الساعدی سے
وسأله الناس ومابینی وبینه احد بای شئ دوی جرح النبی ﷺ فقال ما بقی احد اعلم به منی
سنا کہ لوگوں نے ان سے پوچھا اور (میں اس وقت سہل کے قریب تھا کہ) میرے اور ان کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی نہیں رہا

كان علي يجيى بترسه فيه مآء و فاطمة تغسل عن وجهه الدم فاخذ حصير فاحرق
علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہ آپؐ کے منہ سے خون کو دھوتیں۔ پھر ایک بوریا لے کر جلایا
فحشي به جرحه.
گیا اور آپؐ کے زخم میں بھر دیا گیا۔

انظر: ۲۹۰۳، ۲۹۱۱، ۳۰۳۷، ۴۰۷۵، ۵۲۴۸، ۵۷۲۲

سھل بن سعد الساعدی انصاری: ان کا نام حزن رکھا گیا تھا نبی پاک ﷺ نے انکا نام سہل رکھا۔ کل مرویات: ۱۴۸

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

سوال: ...... ترجمۃ الباب تو ثابت ہے۔ لیکن باب کا کتاب الوضوء سے کیا ربط ہے۔

جواب: ...... اصل میں استعانت وضو کا بیان ہے۔ لیکن شرائط کے مطابق کوئی روایت نہ ملی۔ تو یہ روایت لے آئے کہ جیسے ازالۂ نجث کے لئے مدد لینا جائز ہے ایسے ہی ازالۂ حدث کے لئے بھی مدد لینا جائز ہے [۱]

جب ترجمۃ الباب کا مقصد واضح ہو گیا تو وقال ابو العالیہ اثر کا ربط بھی معلوم ہو گیا کہ اس میں استعانت فی الوضوء ہے۔ ورنہ اس کا ربط مشکل ہو جاتا۔

فاخذ حصير فاحرق فحشي به جرحه: ...... جب پانی ڈالنے سے خون بند نہ ہوا تو ایک چٹائی (بوریا) جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھر دی گئی راکھ کا خون کو روکنے میں ایک خاصہ ہے اسی وجہ سے بچوں کے ختنہ کے بعد اس مقام پر راکھ لگا دیتے ہیں۔

مسائل مستنبطہ: ......

(۱) فيه جواز المداواة بالحصير المحرق لانه يقطع الدم.

(۲) وفيه ان المداواة لا تنافى التوكل۔ [۲]

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۳) وقال ابو العالية امسحوا على رجلي فانها مريضة ، فتح الباری ج ۱ ص ۷۶) (بخاری ج ۱ ص ۳۸) [۲] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۸۳)

(۱۷۱)

باب السواک

وقال ابن عباسؓ بت عند النبی ﷺ فاستن

مسواک کا بیان، ابن عباس نے فرمایا کہ میں نے رات رسول اللہ ﷺ کے پاس گذاری تو (میں نے دیکھا کہ) آپؐ نے مسواک کی

(۲۴۱) حدثنا ابو النعمان قال ثنا حماد بن زید عن غیلان بن جریر عن ابی بردة

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا ان سے حماد بن زید نے غیلان بن جریر کے واسطے سے نقل کیا۔ وہ ابو بردہؓ سے وہ اپنے

عن ابیه قال اتیت النبی ﷺ فوجدته یستن بسواک بیده

باپ سے روایت کرتے ہیں کہ (میں ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا

یقول اع اع والسواک فی فیه کانه یتهوع

اور آپؐ کے منہ سے اع اع کی آواز نکل رہی تھی اور مسواک آپؐ کے منہ میں (اسطرح) تھی جس طرح آپؐ قے کر رہے ہوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۴۲) حدثنا عثمان ابن ابی شیبة قال ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے نقل کیا۔ وہ ابو وائلؓ سے

عن حذیفة قال کان النبی ﷺ اذا قام من اللیل یشوص فاه بالسواک

وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے

انظر: ۸۸۹، ۱۱۳۶

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

حذیفةؓ:...... اس سے مراد حذیفۃ بن الیمان ہیں جو راز دار نبوت تھے.

ربط:...... وضو ختم ہونے لگا تو امام بخاریؒ کو مسواک یاد آ گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ مسواک سنتِ وضوء ہے یا سنتِ نماز۔ امام بخاریؒ نے اسکو اپنے موقع سے ہٹا کر مؤخر ذکر کیا اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ یہ سنتِ وضو میں سے نہیں ہے۔ چنانچہ بخاریؒ ج۱ص۱۲۲ پر شرح صدر کے ساتھ اس کو قائم کریں گے صرف استحباب ووجوب کا فرق ہے۔ کرنی دوجگہ ہے۔

مسواک کا حکم:...... مسواک جمہورؒ کے نزدیک سنت ہے۔ بعض ظواہر کے نزدیک واجب ہے۔ ابن حزمؒ کے نزدیک جمعہ کے دن واجب ہے اور باقی ایام میں سنت ہے۔

سوال:...... مسواک سنتِ وضوء ہے یا سنتِ صلوۃ یا سنتِ دین؟

جواب:...... بعض نے سنتِ وضوء کہا ہے اور بعض نے سنتِ صلوۃ قرار دیا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ سنتِ دین ہے[۱]

مسواک کے فوائد:...... مسواک کے ستر فوائد ہیں ان میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت شھادتین یاد دلاتی ہے [۲]

حدثنا ابو النعمان:...... اع اع، اُع اُع اور کہیں ہے إع إع اور کہیں ہے آع آع تعارض نہیں ہے کیونکہ ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق تشبیہ دیتا ہے۔

---

[۱] وهو الاقوى نقل ذلك عن ابى حنيفة وفى الهداية ان الصحيح استحبابه وكذا هو عند الشافعى: عمدۃ القاری ج۳ص۱۸۵)

[۲] (تقریر بخاری ج۲ص۷۸)

(۱۷۲)

﴿باب دفع السواک الی الاکبر﴾

بڑے آدمی کو مسواک دینا

وقال عفان حدثنا صخر بن جویریة عن نافع
عفان کہتے ہیں کہ ہم سے صخر بن جویریہ نے نافع کے واسطے سے بیان کیا
عن ابن عمر ان النبی ﷺ قال ارانی اتسوک بسواک
وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں
فجاءنی رجلان احدهما اکبر من الاخر فناولت السواک الاصغر منهما فقیل لی
تو میرے پاس دو آدمی آئے ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا تو میں نے چھوٹے کو مسواک دی۔ پھر مجھ سے کہا گیا
کبر فدفعته الی الاکبر منهما قال ابوعبدالله اختصره نعیم
گیا کہ بڑے کو دو ۔تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی۔ ابو عبداللہ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو نعیم نے
عن ابن المبارک عن اسامة عن نافع عن ابن عمر
ابن المبارک سے انھوں نے اسامہ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے مختصر طور پر روایت کیا ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

(اخرج البخاری هذا الحدیث بلارواية ولکن وصله غیره منهم ابوعوانة فی صحیحه عن محمد بن اسحاق الصغانی وغیره عن عفان واخرجه ایضا ابونعیم الاصبهانی عن ابی احمد عمدة القاری ج۳ ص ۱۸۶)

غرضِ امام بخاریؒ:......فضیلتِ مسواک کو بیان کرتا ہے۔ کہ مسواک بڑی فضیلت والی چیز ہے۔ یہ باب

اس لئے قائم کیا جاتا ہے کہ بظاہر چونکہ اس سے منہ صاف کیا جاتا ہے۔تو ناپسندیدہ چیز معلوم ہوتی ہے تو امام بخاریؒ ثابت کررہے ہیں کہ فضیلت والی چیز ہے۔اوراس طریقے سے ثابت کررہے ہیں کہ اس کا بڑوں کو دینے کا حکم ہے اور بڑوں کو خطیر اور عظیم چیز دی جاتی ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسواک نا قابلِ استعمال بھی ہو جائے تب بھی معزز جگہ رکھنی چاہیے۔[۱]

تعارض:......یہ واقعہ یقظہ کا ہے یا نوم کا۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ رؤیت (خواب) کی بات ہے ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ یقظ کی بات ہے۔اور عینی کے حوالے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، رایت رسول الله ﷺ **یستن فاعطاه اکبر القوم ثم قال ان جبریل امرنی ان اکبره اخرجه احمدؒ والبیهقیؒ**[۲]

تطبیق:......اس طرح ہے کہ دونوں کا واقعہ ایک ہے۔کیونکہ آپ ﷺ کے خواب بالکل بعینہ پورے بھی ہو جاتے تھے۔پہلے خواب میں دیکھا پھر بیداری میں عمل کیا۔[۳]

وجوہ ترجیح لاحد:...... کسی کو کسی پر ترجیح دینے کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔

(۱) **اکبر:**......اکبر کی ترجیح اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔اور حویصہؓ اور محیصہؓ کی روایت سے بھی۔جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے کو بات کرنے دو۔

(۲) **اقدم:**......یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔

(۳) **الایمن فالایمن:**......ایمن کی ترجیح بھی حدیث سے ثابت ہے۔آپ ﷺ تشریف فرما تھے دائیں طرف بچہ تھا اور بائیں طرف اشیاخ تھے تو آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ اشیاخ کو دوں اور بچہ سے اجازت لی بچہ نے اجازت نہ دی اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عند التعارض ترجیح کس کو دینی ہے۔

(۴) **اقرب:**......یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔باب المیراث میں آپ نے پڑھا ہے **الاقرب فالاقرب**

(۵) **اعلم:**......اعلم فالاعلم مسئلہ امامت میں آپ نے پڑھا ہے۔

(۶) **اصغر:**......جب کوئی پھل آتا ہے تو آپ بھی پہلے چھوٹوں کو دیتے ہیں۔

---

[۱] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۳۵) [۲] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۸۷) [۳] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۳۵)۔

اب بتلاؤ ترجیح کے قائل ہو یا مساوات کے۔ بڑے بڑے فہیم مساوات لئے پھر رہے ہیں۔ غیروں کی مداخلت نے بیوقوف بنا دیا۔ اور اس مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ جس پر عمل محال ہے۔ ایک دن بھی عمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ہوا ہے جرنیل اور ایک دھان دھننے والے کا درجہ ایک ہے؟ بیمار کو بھی اور وہی تندرست کو بھی۔ یہ تو ظلم ہے۔ میرے خیال میں شیطان کے مذاہب میں سے سب سے باطل یہی مذہب ہے۔ اسلام چودہ سو سال سے اپنی تعریف کرا سکتا ہے۔ اور چالیس سال کی مدت میں اس مذہب کا بطلان دنیا پر واضح و روشن ہو گیا۔ اب تنگ ہو کر کہتے ہیں کہ اس کو بدلنا چاہیے مساوات قائم کرنی ہے تو ایک سال مرد بچہ جنے اور ایک سال عورت جنے، مساوات جو کرنی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسلام میں مساوات نہیں ہے۔ اسلام میں مساوات ہے۔ مگر اسلامی مساوات یہ ہے کہ حقدار کو حق دیا جائے ضرورت مند کو ضرورت کے لحاظ سے دیا جائے۔ یہ لوگ مساوات کے نعرے لگاتے ہیں۔ روس میں پانچ کروڑ مزارعین کو قتل کیا تھوڑی تھوڑی ہر ایک کی زمین تھی۔ حکومت نے کہا کہ حکومت کا ٹریکٹر آیا کرے گا اور وہ تمھاری زمینوں پر ہل چلا دیا کرے گا۔ یہ بہت خوش ہوئے۔ پھر کہا کچھ ٹریکٹر کا تو پانچ دس فیصد حصہ نکال دیا کرو اور زمیندار بڑے خوش ہوئے۔ پھر ایک تقسیم کرنے والا مقرر کر دیا۔ اور پھر اعلان کر دیا کہ ساری زمین حکومت کی ہے۔ روٹی کپڑا دیا جائے گا۔ مزارعوں نے ہڑتال کی تو قتل کر دیئے گئے۔ آبادی کم ہو گی اور وسائل زیادہ ہوں گے۔ شام کو خاوند گھر نہ آئے تو بیوی سمجھ جاتی ہے کہ کوئی غلطی ہو گئی ہو گی۔ جیل میں ہو گا۔ وہ جیل میں روٹی لے جاتی ہے۔ تین دن گزر جائیں گھر نہ آئے تو سمجھ جاتی ہے کہ قتل کر دیا گیا ہو گا یہ کوئی زندگی ہے یا قبرستان۔ یہ انقلاب کیسے آیا۔ سب لیڈروں کو سرکاری طور پر جمع کیا۔ کہ آپس میں کوئی فیصلہ کرلو۔ حکومت وہی کر دے گی اور سرکاری آدمی بیچ میں چھوڑ دیئے جو کوئی نہ کوئی ایسی شرط لگا دیتے کہ کہیں اتفاق نہ ہو جائے۔ تین دن تک بحث چلتی رہی مگر کوئی مشترکہ فارمولہ تیار نہ ہوا اور ادھر ریڈیوں اور اخبارات میں شور مچا دیا کہ لیڈر کسی ایک بات پر اتفاق نہیں کرتے۔ لڑائیاں کرواتے ہیں سب کو گولی سے اڑا دیا نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ نہ کوئی احتجاج کرنے والا اور نہ کوئی پوچھنے والا۔ پورا ملک قبرستان بنا دیا گیا (روسی انقلاب کا قصہ سنایا)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۳)

﴿باب فضل من بات علی الوضوء﴾

باوضوء رات کو سونے والے کی فضیلت

(۲۴۳)حدثنامحمد بن مقاتل قال انا عبداللہ قال انا سفین عن منصورعن سعد
ہم سے محمد بن مقاتل نے کہا، انہیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں سفیان نے منصور کے واسطے سے خبر دی وہ سعید
ابن عبیدۃ عن البراء بن عازب قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بن عبیدہ سے، وہ براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اذااتیت مضجعک فتوضأوضوءک للصلوۃ ثم اضطجع علی شقک الایمن
جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کے لئے آؤ، اس طرح وضو کرو جیسے نماز کے لیے کرتے ہو، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ رہو اور یوں کہو
ثم قل اللھم اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک
اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکادیا، اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کردیا، میں نے
رغبۃ و رھبۃ الیک لا ملجأ و لا منجا منک الا الیک
تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنایا تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں
اللھم امنت بکتابک الذی انزلت و نبیک الذی ارسلت
اے اللہ جو کتاب تو نے نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا، جو نبی تو نے (مخلوق کی ہدایت کے لیے) بھیجا ہے میں اس پر ایمان لایا
فان مت من لیلتک فانت علی الفطرۃ و اجعلھن اخر ماتتکلم بہ
تو اگر اس حالت میں اسی رات مرگیا تو فطرت (یعنی دین) پر مرے گا اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھو

قال فرددتها على النبى صلى الله عليه وسلم فلما بلغت
براء کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا، جب میں امنت بکتابک الذی پر پہنچا
اللهم امنت بكتابك الذى انزلت قلت ورسولك قال لا ونبيك الذى ارسلت
تو میں نے ورسولک (کالفظ) کہا، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (یوں کہو) ونبیک الذی ارسلت

انظر: ۲۴۸۸،۶۳۱۵،۶۳۱۳،۶۳۱۱،۲۱۱

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ:...... شرح حدیث ہے۔ افضل یہ ہے کہ باوضوء سوئے۔ اور اگر پہلے سے وضوء ہے تو اس پر بھی سو سکتا ہے۔ ورنہ کرلے۔ تو یہ ترجمہ شارحہ ہوا۔

حدثنا محمد بن مقاتل:...... حدیث میں یہ الفاظ ہیں اذا اتيت مضجعک فتوضأ وضوءک للصلوة۔ تو باب کے اندر فضل کا لفظ زیادہ کرکے اشارہ کر دیا کہ یہ امر استحبابی ہے من بات سے جتلا دیا کہ جس کا وضو ہو اس کے لئے ضروری نہیں ہے۔

علی شقک الایمن:...... دائیں پہلو پر لیٹنا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور بائیں طرف پر لیٹنا نوم غافلین ہے کیونکہ بائیں پہلو پر لیٹنے سے قلب کی حرکت کم ہو جاتی ہے۔ تو نیند گہری آتی ہے۔ دائیں طرف لیٹنے سے دل لٹکتا رہتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے۔ بیدار بھی جلدی ہو جاتا ہے۔ اور سیدھا لیٹنا نوم صالحین ہے آپ ﷺ بھی پہلے ایسے لیٹتے تھے پھر دائیں طرف ہو جاتے۔ لان النبی ﷺ کان یحب التیامن ولانه اسرع الى الانتباه[1] الٹا لیٹنا نوم فاسقین ہے۔

ونبیک الذی ارسلت:......

سوال:...... کیا آپ ﷺ روایت بالمعنی سے روک رہے ہیں۔

جواب:...... روایت بالمعنی سے نہیں روک رہے وہ تو بالاجماع ثابت ہے۔ اس جگہ پر روکنے میں چند ایک حکمتیں

[1] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۰)

ہیں۔ جو اس جگہ خاص ہیں۔

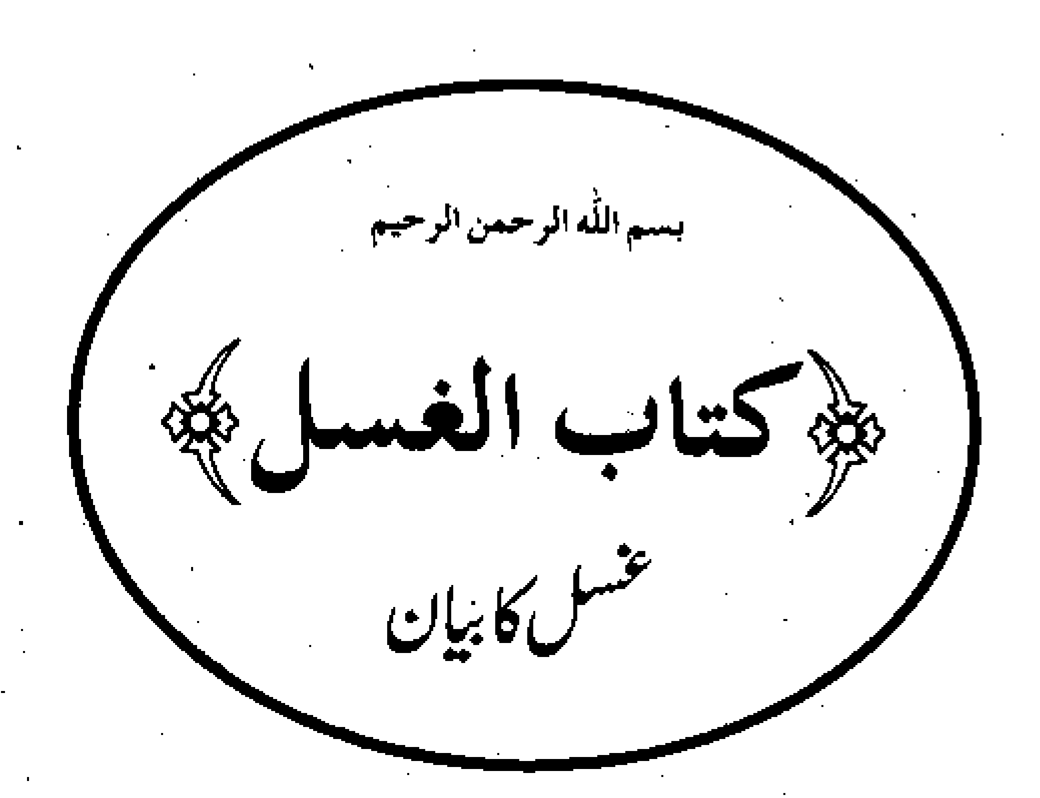
(۱) ادعیہ ماثورہ کے اندر برکت ہوتی ہے۔

(۲) بعض ایسے رسول ہیں جو نبی نہیں ہیں جیسے حضرت جبریل علیہ السلام۔

(۳) بظاہر تکرار سے بچنے کے لئے نبیک کے لفظ میں بلاغت ہے۔

(۴) ورسولک میں نبی ﷺ کی تصریح نہیں ہے اور نبی میں رسول کا ذکر بھی صراحۃً ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆


بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب الغسل
غسل کا بیان

وقول الله تعالیٰ، وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا الیٰ قوله لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ، وقوله یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الیٰ قوله عَفُوًّاغَفُوْرًا

خداتعالیٰ کا قول ہے ''اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہولو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں سے آیا ہے جائے ضرورت سے یا پاس گئے ہو تم عورتوں کے، پھر نہ پاؤ تم پانی، تو قصد کرو پاک مٹی کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھوں کو اس سے، اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تا کہ تم احسان مانو'' خداوند تعالیٰ کا قول ہے کہ ''اے ایمان والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کرلو، اور اگر تم مریض ہو، یا سفر میں، یا آیا ہے تم میں سے کوئی جائے ضرورت سے، یا پاس گئے تم عورتوں کے پھر نہ ملے تم کو پانی تو ارادہ کرو پاک مٹی کا، پھر ملو اپنے منہ اور ہاتھوں کو، بے شک اللہ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

غسل: ...... بفتح الغین اور بضم الغین المعجمة۔ دونوں طرح پڑھا گیا ہے بالضم بمعنی اغتسال ہے جب اس کی اضافت جمیع بدن کی طرف ہو تو بالضم پڑھا جاتا ہے۔ اور جب بعض بدن یا غیر بدن کی طرف ہو تو بالفتح پڑھا جاتا ہے۔ اگرچہ لغوی اعتبار سے دونوں طرح جائز ہے۔

ربط: ...... پہلے حدث اصغر کا بیان تھا اب حدث اکبر کا بیان ہے۔

سوال: ...... دو آیتوں کو کس مقصد کے لئے ذکر کیا؟

جواب: ...... وجوب غسل کی دلیل بتانے کیلئے استدلالاً ذکر کیا ہے۔ یا پھر اعتبارًا کا لائے ہیں [1]

اعتراض: ...... دو آیتیں ذکر کیں ایک سورتِ نساء کی اور دوسری سورتِ مائدہ کی۔ اگر استدلالاً ذکر کیں تو قرینِ قیاس یہ تھا کہ پہلی سورت کی آیت کو پہلے اور بعد والی سورت کی آیت کو بعد میں لاتے۔ تو یہ قلب کیوں کیا؟

---

[1] فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۱)

جواب:...... عکسِ ترتیب کی وجہ یہ ہے کہ سورت مائدہ میں اجمالاً ذکر ہے۔ اور نساء میں تفصیلاً۔ اور ترتیب میں تقاضاءِ طبعی یہ ہوتا ہے کہ مجمل کو مقدم ذکر کیا جائے پھر مفصل کو، تو یہاں ترتیب قرآنی کا لحاظ نہیں کیا بلکہ تقاضائے طبعی کا لحاظ کیا ہے[1]

(۱۷۴)

باب الوضوء قبل الغسل

غسل سے پہلے وضو کا بیان

(۲۴۴) حدثنا عبد الله بن یوسف قال انا مالک عن هشام عن ابیه عن

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں مالک نے خبر دی ہشام سے روایت کرکے وہ اپنے والد

عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم ان النبی صلی الله علیه وسلم کان

سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

اذا اغتسل من الجنابة بدأ فغسل یدیه ثم یتوضأ کما یتوضأ للصلوة

غسل فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جیسے نماز کے لیے آپ کی عادت تھی

ثم یدخل اصابعه فی الماء فیخلل بها اصول الشعر

پھر پانی میں اپنی انگلیاں ڈبوتے تو ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے

ثم یصب علی رأسه ثلث غرف بیده ثم یفیض المآء علی جلده کله

پھر اپنے سر مبارک پر اپنے ہاتھ تین چلو پانی بہاتے پھر اپنے تمام جسم مبارک پر پانی بہاتے

انظر: ۲۷۲،۲۶۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] (فتح الباری ج۱ ص۱۸۱)

(۲٤٥) حدثنا محمد بن یوسف قال ثنا سفیان عن الاعمش عن سالم بن ابی
ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا اعمش سے روایت کرکے وہ
الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونة زوج النبی صلی الله علیه وسلم
سالم بن ابی الجعد سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے، آپ نے
قالت توضأ رسو ل الله صلی الله علیه وسلم وضوء ه للصلوة غیر رجلیه،
فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وضو کی طرح ایک مرتبہ وضو کیا البتہ پاؤں نہیں دھوئے
وغسل فرجه وما اصابه من الاذی ثم افاض علیه المآء ثم نحی رجلیه
پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جہاں کہیں بھی نجاست لگ گئی تھی اس کو دھویا پھر اپنے اوپر پانی بہالیا پھر سابقہ جگہ سے ہٹ کر
فغسلهما هذه غسله من الجنابة.
اپنے دونوں پاؤں کو دھویا، یہ تھا آپ کا غسل جنابت۔
انظر: ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۶، ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۸۱

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی غرض ائمہؒ کے اختلافات کا بیان ہے۔ اس بارے میں چند اقوال ہیں۔

القول الاول: ...... قال البعض اشارة الی اختلاف المذاهب ہے۔ کہ قبل الغسل وضو واجب ہے یا مستحب؟ جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔ تو اس سے جمہور کی تائید ہے۔ اور تائید اس طرح ہوئی کہ حکم کوئی نہیں لگایا صرف اتنا کہہ دیا الوضوء قبل الغسل۔ تو اس سے ثبوت تو ہے وجوب نہیں ہے اگر وجوب کو ثابت کرنا چاہتے تو کہتے وجوب الوضوء قبل الغسل۔

مذهب ظاهریه: ...... اہل ظواہر کے نزدیک وضو قبل الغسل واجب ہے۔

القول الثانی:...... وضوء جزءِ غسل ہے یا تشریفاً مقدم کیا جاتا ہے ائمہؒ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔

(۱) قال البعض جزءِ غسل ہے (۲) وقال البعض تشریفاً مقدم کیا جاتا ہے۔ جمہورؒ جزءِ غسل ہونے کے قائل ہیں۔

ثمرۂ اختلاف:...... یہ ہے کہ جو جزءِ غسل کے قائل ہیں ان کے نزدیک بعد الغسل وضو کا اعادہ نہیں ہے اور جو تشریفاً تقدیم وضوء کے قائل ہیں ان کے نزدیک اعضاءِ وضوء کو دوبارہ دھویا جائے گا [۱]

القول الثالث:...... اس اختلاف کو بیان کرنا ہے کہ وضوء قبل الغسل پورا کرنا ہے یا پاؤں بعد میں دھوتے ہیں یعنی اس اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ روایتِ عائشہؓ میں ہے کہ پاؤں پہلے دھوئے اور روایتِ میمونہؓ میں ہے کہ پاؤں بعد میں دھوئے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

پاؤں دھونے میں اختلاف:...... شافعیہؒ کہتے ہیں کہ پہلے دھوئے [۲]

حنفیہؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ بعد میں دھوئے۔

مالکیہؒ کا مذہب تفصیل والا ہے اگر غسل کی جگہ پانی جمع ہو تو پاؤں آخر میں دھوئے ورنہ پہلے دھولے [۳] اور یہی حنفیہ کا مفتی بہ قول ہے۔

القول الرابع:...... امام بخاریؒ شافعیہؒ کی تردید کر رہے ہیں کہ مسِ ذکر سے وضوء نہیں ٹوٹتا کیونکہ غسل میں سب جگہ کو دھوئے گا تو مسِ ذکر بھی ہوگا شافعیہؒ یہ کہہ تو بیٹھے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر نبھانا مشکل ہو گیا کہ ذکر کس کا؟ اپنا یا کسی بالغ کا؟ یا نابالغ کا؟ منتشر کو یا غیر منتشر کو؟ مع الحائل یا بدون الحائل؟ مردہ کا یا زندہ کا؟

فیخلل بها اصول شعره:...... التخلیل فی شعر الرأس واللحیة لظاهر. وهو واجب عند اصحابنا هنا وسنة فی الوضوء وعند الشافعیة واجب فی قول وسنة فی قول وقیل واجب فی الرأس وفی اللحیة قولان للمالکیة.

غسل کے مسنون طریقے

غسل کرتے وقت جسم پر پانی بہانے کے تین طریقے مسنون ہیں۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۹) [۲] (ع ج ۳ ص ۱۹۲) [۳] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۲)

(۱):..... پہلے سر پر پانی ڈالے پھر دائیں طرف پھر بائیں طرف۔

(۲):..... پہلے دائیں طرف ڈالے پھر سر پر پھر بائیں طرف

(۳):..... پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف پھر سر پر پانی ڈالے۔

توضأرسول الله ﷺ وضوء ه للصلوة غير رجليه وغسل فرجه :..... ایک اور حدیث میں صحیح ترتیب ہے یہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے **الاحادیث یفسر بعضها بعضا**۔

(۱۷۵)

﴿باب غسل الرجل مع امرأته﴾

مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ غسل کرنا

(۲۴۶)حدثنا ادم بن ابی ایاس قال ثنا ابن ابی ذئب عن الزهری
ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے حدیث بیان کی انہوں نے
عن عروة عن عائشة قالت كنت اغتسل انا والنبي صلى الله عليه و سلم
زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک
من اناء واحد من قدح يقال له الفرق
ہی برتن میں غسل کرتے تھے اس برتن کو فرق کہا جاتا تھا (فرق میں تقریباً ساڑھے دس سیر پانی آتا تھا)

انظر: ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۷۳، ۲۹۹، ۵۹۵۶، ۷۳۳۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب:..... امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ عند الاغتسال ایک دوسرے (خاوند، بیوی) کی شرمگاہ پر نظر پڑ جائے تو جائز ہے۔ اور ان لوگوں پر رد ہے جو اس کے عدم جواز کے قائل ہیں کہ ایک دوسرے کی شرم

(ع ج ۳ ص ۱۹۴)

گاہ دیکھنا حرام ہے۔ البتہ خاوند کا، بیوی کے لئے نظر کرنا مکروہ ہے بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھنے والے کا اندھا ہوجانے کا خطرہ ہے [1]

تعارض:...... فرق تین صاع کی مقدار کا برتن ہے [2] اگر آدھا، آدھا بھی استعمال کرتے ہوں تو معلوم ہوا کہ ڈیڑھ صاع سے غسل کیا کرتے تھے حالانکہ ابوداؤد ص ۱۴ کی روایت میں ہے کان یغتسل بالصاع ویتوضأبالمد اور آگے امام بخاریؒ باب بھی قائم کررہے ہیں باب الغسل بالصاع ونحوہ تو ان میں بظاہر تعارض ہے۔

اس تعارض کے کئی جواب ہیں۔

جواب ۱:...... فرق سولہ رطل کا ہوتا ہے وقال ابن الاثیر الفرق بالفتح ستۃعشر رطلا [3] ایک روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ فرق تین صاع کا تھا۔ تو صاع حجازی مراد ہے جو کہ پانچ رطل کا ہوتا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں صاع عراقی مراد ہے جو کہ آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔

جواب ۲:...... ضروری نہیں کہ بھرا ہوا ہو۔

جواب ۳:...... صاع والی روایت تقریب پر محمول ہے تحدید پر نہیں۔

(۱۷۶)
باب الغسل بالصاع ونحوہ
صاع کی مقدار یا اسی طرح کی کسی چیز کی مقدار پانی سے غسل کرنا

(۲۴۷) حدثنا عبداللہ بن محمد قال ثنا عبدالصمد قال
عبداللہ بن محمد نے ہم سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ عبدالصمد نے ہم سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم
شعبۃ قال حدثنی ابوبکر بن حفص قال سمعت ابا سلمۃ یقول
سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوبکر بن حفص نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے یہ حدیث سنی کہ

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳) [2] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۵) [3] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۵)

دخلت انا واخو عائشة علی عائشةؓ فسألها اخوها عن غسل رسو ل اللہ ﷺ

میں اور حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت عائشہ کی خدمت میں گئے ان کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے بارے میں سوال کیا

فدعت باناء نحو من صاع فاغتسلت وافاضت علی رأسها وبیننا وبینها حجاب

تو آپ نے صاع جیسا ایک برتن منگایا پھر غسل کیا اور اپنے اوپر پانی بہایا اس وقت ہمارے درمیان اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا

قال ابو عبداللہ وقال یزید بن هارون وبهز والجدی عن شعبة قدر صاع

ابوعبداللہ (بخاری) کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون بہز اور جدی نے شعبہ سے قدر صاع کے الفاظ کی (ایک صاع کی مقدار) روایت کی ہے

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۴۸)حدثنا عبد اللہ بن محمد قال ثنا یحیی بن ادم قا ل ثنا زهیر عن ابی

ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا ہم سے یحیی بن ادم نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم سے زہیر

اسحاق قال ثنا ابوجعفر انه کان عند جابر بن عبد اللہ

نے ابواسحق کے واسطہ سے روایت بیان کی انھوں نے کہا ہم سے ابوجعفر نے بیا ن کیا کہ وہ اور ان کے والد جابر بن عبداللہؓ

هو وابوه و عنده قوم فسألوه عن الغسل

کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت حضرت جابرؓ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے آپ سے غسل

فقال یکفیک صاع فقال رجل ما یکفینی فقال جا بر

کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک صاع (پانی) کافی ہے۔ اس پر ایک شخص بولا مجھے کافی نہیں ہوگا

کان یکفی من هو اوفی منک شعرا وخیرا منک ثم امّنا فی ثوب

حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے کافی ہوتا تھا جن کے بال تم سے زیادہ تھے اور جو تم سے بہتر تھے

یعنی رسول اللہ ﷺ، پھر حضرت جابرؓ نے صرف ایک کپڑا پہن کر ہمیں نماز پڑھائی

انظر: ۲۵۲،۲۵۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۴۹)حد ثنا ابو نعیم قال ثنا ابن عیینة عن عمر و عن جابر بن زید عن ابن عباس

ابونعیم نے ہم سے روایت کی۔کہا کہ ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا عمرو کے واسطہ سے وہ جابر بن زید سے وہ ابن عباس سے

ان النبی ﷺ ومیمو نة کانا یغتسلا ن من انآء واحدقال ابو عبدالله کا ن ابن عیینة

کہ نبی کریم ﷺ اور میمونہؓ ایک برتن میں غسل کر لیتے تھے۔ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) کہتا ہے کہ ابن عیینہ اخیر عمر میں

یقو ل اخیرا عن ابن عباس عن میمو نة والصحیح ما روی ابونعیم

اس روایت کو ابن عباس کے توسط سے میمونہؓ سے روایت کرتے تھے اور صحیح وہی ہے جس طرح ابونعیم نے روایت کی

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے مقدار ماء کے اختلاف للغسل کو ثابت کرنا ہے۔فرمایا کہ اس میں تحدید نہیں ہے صاع ہو یا صاع کی مثل مقدار ہو۔صرف اتنی شرط ہے کہ اسراف نہ ہو کیونکہ حالات کی وجہ سے کمی وزیادتی ہو سکتی ہے طویل وقصیر اور کثیف وغیر کثیف۔جسیم اور غیر جسیم ہونے کے لحاظ سے کمی وزیادتی ہو سکتی ہے

نحو: ...... بڑھا کر اشارہ کر دیا کہ صاع کی قید تحدید کیلئے نہیں ہے۔[1]

سمعت ابا سلمة: ...... ابو سلمہؒ حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھانجے ہیں اور اخو عائشہؓ سے مراد رضاعی بھائی ہیں اور ان کا نام عبداللہ بن یزیدؒ بتلایا جاتا ہے۔[2]

اشکال قوی علی هذاالحدیث: ...... اشکال یہ ہے کہ جب انہوں نے آ کر غسل کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہؓ نے اگر پردہ میں غسل کیا ہے تو کیفیت کیسے دیکھی؟ اور اگر پردہ نہیں ہے تو بے پردہ کیسے غسل کیا۔غلام جیلانی برق نے کہا کہ غسل کا طریقہ سیکھنے کے لئے نوجوانوں نے حضور ﷺ کی جوان سال بیوی کا انتخاب کیا اور انہوں نے بھی کمال کر دیا کہ سامنے نہانا شروع کر دیا۔غلام جیلانی کا مقصد یہ ہے کہ احادیث توہین کرتی ہیں لہٰذا غیر معتبر ہیں۔

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۰ حاشیہ فیض الباری ج ۱ ص ۳۴۹) [2] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۰، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳)

اس اعتراض کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

جواب ۱ : ...... شراح سابقین میں سے علامہ قسطلانیؒ اور علامہ کرمانیؒ اور قاضی عیاضؒ وغیرہ نے کہا کہ اسفل بدن کے لئے حجاب کر لیا سر کو دکھایا اور آنے والے محرم تھے [۱]

جواب ۲ : ...... سوال کیفیتِ غسل سے نہیں ہے بلکہ کمیت یعنی مقدارِ ماء للغسل سے ہے اب حضرت عائشہؓ ایک صاع پانی لے کر گئیں اور پردہ میں غسل کر کے آگئیں۔

عن غسل النبی ﷺ : ...... میں دونوں احتمال ہیں کہ کیفیت غسل سے سوال ہے یا کمیت یعنی مقدارِ ماء غسل سے اور قرینہ اس پر تبویب بخاریؒ ہے کہ باب الغسل بالصاع ونحوہ لیکن علامہ عینیؒ کمیت یعنی مقدار ماء غسل کے سوال کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں مگر عینیؒ کی عبارت قال بعضھم ہی بتا رہی ہے کہ کمیت کا کوئی قائل ضرور ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قلت لا نسلم ان السوال عن الکمیۃ ایضا [۲]

قال ابو عبد اللہؒ : ...... یہ تعلیق ہے اور یہ تعلیقات کہیں نہ کہیں متصلات ہوتی ہیں بعض کا پتہ چل جاتا ہے اور بعض کا نہیں۔ یزید بن ہارونؒ کے طریق کو اتصالاً ابو نعیمؒ نے ذکر کیا اور بہزؒ کے طریق کو اسماعیلیؒ نے نقل کیا ہے۔

بہزؒ کا پورا نام: ...... بہزؒ بن اسد ہے۔

جدی : ...... جدی کا نام عبد الملک بن ابراہیم ہے، جدی منسوب ہے جدہ کی طرف۔ اصل میں جدہ بالضم ہے عوام کی زبان پر بالفتح ہے۔ جدی کی تعلیق کے متعلق علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ کہاں ذکر ہے [۳]

حدثنا عبد اللہ بن محمدؒ : ...... امنا فی ثوب اس کے قائل اور فاعل کون ہیں؟ اس میں دو احتمال ہیں

(۱) اگر اس کا قائل حضرت ابو جعفرؒ کو مان لیں تو فاعل حضرت جابرؓ ہیں۔

(۲) اگر قائل حضرت جابرؓ کو مان لیں تو فاعل رسول اللہ ﷺ ہیں۔

حدثنا ابو نعیمؒ . قال ابو عبد اللہؒ: ...... مقصد تعلیق یہ ہے کہ مسندات میمونہؓ سے ہے یا مسانید ابن عباسؓ سے حضرت ابو نعیمؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسانید ابن عباسؓ سے ہے اور ابن عیینہؒ کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسندات میمونہؓ سے ہے۔ امام بخاریؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ مسانید ابن عباسؓ سے ہے [۴]

---

[۱] (لامع الدراری ج ۲ ص ۱۰۳، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳، وقال القاضی عیاض ظاهر هذا الحدیث انهما رأیا عملها فی رأسها واعالی جسدها مما یحل للمحرم نظره من ذات الرحم، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۸) [۲] (ع ج ۳ ص ۱۹۸) (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳، بخاری ج ۱ ص ۳۹) [۳] (واما طریق الجدی فلم اقف علیه (ع ج ۳ ص ۱۹۸، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳) [۴] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۵) (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴)

(۱۷۷)

﴿باب من افاض علی رأسه ثلثا﴾

جو شخص اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہائے

(۲۵۰) حدثنا ابو نعیم قال ثنا زهیر عن ابی اسحاق قال حدثنی سلیمان

ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہا کہ ہم سے زہیر نے روایت کی' ابواسحق سے کہا مجھ سے سلیمان بن صرد نے حدیث بیان کی کہا ہم سے

بن صرد قال حدثنی جبیر بن مطعم قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فافیض

جبیر بن مطعم نے روایت کی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو پانی اپنے سر پر تین مرتبہ بہاتا ہوں

علی رأسی ثلثا و اشار بیدیه کلتیهما

اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا

راجع: ۲۵۲ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

(۲۵۱) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن

محمد بن بشار نے ہم سے روایت بیان کی کہا ہم سے غندر نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا مخول بن راشد

مخول بن راشد عن محمد بن علی عن جابر بن عبدالله قال کان النبی

کے واسطے سے وہ محمد بن علی سے وہ جابر بن عبداللہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین

صلی اللہ علیہ وسلم یفرغ علی راسه ثلاثا

مرتبہ پانی بہاتے تھے۔

راجع: ۲۵۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۵۲)حد ثنا ابونعیم قال حدثنا معمر بن یحیی بن سلام قال حدثنی ابو
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے معمر بن یحیی بن سلام نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوجعفر نے بیان کیا انھوں نے
جعفر قال لی جابر اتانی ابن عمک یعرض بالحسن بن محمد بن
کہا کہ ہم سے جابرؓ نے بیان کیا کہ میرے پاس تمہارے بھائی آئے انکا اشارہ حسن بن محمد بن حنفیہ کی طرف تھا
الحنفیة قال کیف الغسل من الجنابة فقلت کان النبی ﷺ یاخذ ثلث
انہوں نے پوچھا کہ جنابت کے غسل کا کیا طریقہ ہے؟ میں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تین چلو لیتے تھے اور ان کو اپنے سر
اکف فیفیضها علی رأ سه ثم یفیض علی سائر جسده فقال لی الحسن انی
پر بہاتے تھے۔ پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہاتے تھے۔ حسن نے اس پر کہا کہ میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں۔ میں
رجل کثیر الشعر فقلت کان النبی ﷺ اکثر منک شعرا
نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کے تم سے زیادہ بال تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:......اس باب کی دو غرضیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) ایک غرض یہ کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ غسل میں تثلیث مستحب ہے۔

(۲) دوسری غرض یہ بیان کرنا ہے کہ **دلک فی الغسل** ضروری نہیں ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کہ **دلک فی الغسل** شرط ہے۔

سوال:......اس کا معادل اور مقابل کیا ہے؟

جواب:...... یہ روایت مختصر ہے حضور ﷺ کی مجلس میں صحابہ کرام غسلِ جنابت کے بارے میں تذکرہ کر رہے تھے ہر ایک اپنا غسل ذکر کر رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اما انا الخ تو اس کا معادل محذوف ہے۔

ابن عمک: ...... یہاں پر عبارت محذوف ہے اصل میں ابن عم والدک ہے۔ مراد اس سے علیؓ بن حسین بن علی ہیں۔ یہ مجازاً کہہ دیا۔ ابن عمک کا مصداق حسنؒ بن محمد بن حنفیہ ہے۔[1]

ثلاثة اکف: ......اس سے تثلیث معلوم ہوئی اور بعد والے باب کے تقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے اور دلک کا ذکر نہیں ہے تو دونوں غرضیں ثابت ہو گئیں۔

اختلاف: ......غسل میں دلک ہے یا نہیں؟

امام مالکؒ: ......امام مالکؒ کے نزدیک دلک فرض ہے۔

جمہور آئمہ: ......جمہور آئمہ کے ہاں فرض نہیں۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں لفظ افاض بڑھا کر جمہورؒ کی تائید فرمائی۔[2]

(۱۷۸)

باب الغسل مرة واحدة

صرف ایک مرتبہ بدن پر پانی ڈال کر اگر غسل کیا جائے؟

(۲۵۳) حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال ثنا عبد الواحد عن الاعمش عن

ہم سے موسیٰ نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا۔ اعمش کے واسطے سے وہ سالم بن ابی الجعد

سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس قال قالت میمونة وضعت للنبی ﷺ ماء للغسل

سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے آپ نے فرمایا کہ حضرت میمونہؓ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے اپنا

فغسل یدہ مرتین او ثلاثا ثم افرغ علی شماله فغسل مذاکیرہ ثم مسح یدہ بالارض

ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھویا پھر پانی اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر زمین پر ہاتھ ملا اور دھویا

ثم مضمض واستنشق وغسل وجهه ويديه ثم افاض علی جسده

اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہا لیا اور

[1] ابن عمک فیه مسامحة اذ الحسن هو ابن عم ابیه لا ابن عمه . (ع ج ۳ ص ۲۰۲، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۵) [2] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۱)

ثم تحول من مکانه فغسل قدمیه.
اپنی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔
تکلف ابن بطال لتطبیق الحدیث علی الترجمة فقال موضع الترجمة من الحدیث فی لفظ (ثم افاض علی جسده) و لم یذکر مرة ولا مرتین فحمل علی اقل مایسمی غسل وهو مرة واحدة والعلماء اجمعوا علی انه لیس الشرط فی الغسل الا العموم والاسباغ لا عددا من المرات (عمدة القاری ج۳ ص ۲۰۳)

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

غسل مذاکیرہ: ...... مذاکیر خلاف قیاس ذکر کی جمع ہے[1] ذکر اور انثیین پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے مردوں کے ختنہ کرنے والے کو **مقطع المذاکیر** کہتے ہیں۔ اور عورتوں کے ختنہ کرنے والوں کو **مقطعة البظور** مذاکیر جمع باعتبار انثیین اور قضیب کے ہے[2]

(۱۷۹)

﴿باب من بدأ بالحلاب او الطیب عند الغسل﴾

جس نے حلاب سے یا خوشبو لگا کر غسل کیا

(۲۵۴) حدثنا محمد بن المثنی قال ثنا ابوعاصم عن حنظلة عن القاسم
محمد بن مثنی نے ہم سے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا حنظلہ کے واسطے سے وہ قاسم کے واسطے سے وہ عائشہؓ سے
عن عائشة قالت کان النبی ﷺ اذا اغتسل من الجنابة دعا بشیء نحو
آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو حلاب کی طرح ایک چیز منگاتے تھے (بہت کی دوسری

[1] (عمدة القاری ج۳ ص ۲۰۴) [2] (فتح الباری ج اص ۱۸۵)

الحلاب	فاخذ	بکفه	فبدأ	بشق	رأسه	الایمن
روایات میں بعینہ حلاب منگانے کا ذکر ہے) پھر (پانی) اپنے ہاتھ میں لیتے تھے اور سر کے داہنے حصے سے غسل کی						
ثم	الایسر	فقال	بهما	علی	وسط	رأسه
ابتدا فرماتے تھے پھر بائیں حصہ کا غسل فرماتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے بیچ میں لگاتے تھے						

تحقیق وتشریح

یہ باب امام بخاریؒ کے ان ابواب میں سے ہے جس کی غرض شراح کے ہاں متعین نہیں ہو سکی اس میں بہت اختلاف واقع ہوا ہے اس جگہ کو سمجھنے کے لئے تین سوال قائم کر لیں تو آسانی سے بات سمجھ آ جائے گی۔

سوال (۱):......غرض باب کیا ہے؟

سوال (۲):......حلاب اور طیب میں کیا ربط ہے؟

سوال (۳):......روایت الباب سے ترجمۃ الباب کی کیا مطابقت ہے؟

جواب سوال اول:......امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ غسل سے پہلے اگر خوشبو لگی ہوئی ہو تو غسل سے مانع نہیں ہے یعنی غسل سے پہلے خوشبو کا استعمال جائز ہے۔

جواب سوال ثانی:......حلاب وطیب کے ربط میں شراح کے تین قول ہیں۔

(۱) ذامین (۲) مادحین (۳) محققین

(۱):......ذامین وہ لوگ جو امام بخاریؒ کے خلاف تھے اس کو لے اڑے کہ حلاب تو اس برتن کو کہتے ہیں جس میں دودھ نکالا جائے۔ لیکن امام بخاریؒ کو اس کا معنی نہیں آیا وہ اس کا معنی خوشبو سمجھ بیٹھے۔

(۲):......مادحین نے کہا کہ آپ نے خواہ مخواہ اعتراض کر دیا یہ اصل میں جلاب تھا اور یہ گلاب کا معرب ہے اور گلاب اور طیب میں مناسبت واضح ہے اور در حقیقت یہ ناسخین کی غلطی ہے۔

(۳):..... محققین نے کہا ہے کہ حلاب سے مراد دودھ دوہنے کا برتن ہی ہے پہلی دونوں باتیں افراط وتفریط پر مبنی ہیں۔ دودھ والے برتن میں دودھ کی خوشبو باقی ہوتی ہے تو استعمال طیب عند الغسل کے استدلال کے لئے جو روایت لائے ہیں اس میں حلاب کا ذکر تھا اس لئے اس کو بھی ترجمۃ الباب میں ذکر کردیا تو بقاءِ اثرِ لازم کے لحاظ سے حلاب اور طیب میں مناسبت ہے تو لھذا غرضیں دو ہوگئیں۔

(۱)..... غسل سے پہلے طیب استعمال کرسکتا ہے۔

(۲):..... اور اس پانی سے غسل کرسکتا ہے جس میں خوشبو کا اثر ہو۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ (فیض الباری ج ۱ص ۱۸۵)

القول الرابع:..... قال الخطابیؒ الحلاب اناء یسع قدر حلبة ناقة والدلیل علی ان الحلاب ظرف قول الشاعر

صاح هل رأیت وسمعت براع ☆☆☆ رد فی الزرع مابقی فی الحلاب

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ غرض صرف حلاب کا ذکر کرنا کہ ہے جس میں خوشبو کا اثر ہو اس سے غسل جائز ہے البتہ طیب لگا کر جائز نہیں ایسے نہ ہو کہ کوئی حلاب کے استعمال پر طیب کو قیاس کر کے جائز نہ سمجھ لے تو غرض طیب کے جواز کی نفی کرنا ہے۔

سوال ثالث:..... روایت الباب میں طیب کا ذکر نہیں ہے تو ترجمۃ الباب سے مطابقت کیسے ہوگی؟۔

جواب اول:..... علامہ قسطلانیؒ والا قول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کے عدم جواز کو بیان کرنا مقصود ہے۔

جواب ثانی:..... امام بخاریؒ کی عادت یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں کوئی مسئلہ ذکر کرکے اس کی روایت نہ لائیں تو مقصد تعلیم حکم ہوتا ہے۔

یا شرائط کے مطابق روایت نہ ملی تو ذکر نہ کی اور عطف کر کے حکم ثابت کردیا۔

جواب رابع:..... یا اشارہ ہوتا ہے کہ دلیل دوسری جگہ موجود ہے چنانچہ بخاری ج ۱ص ۴۰ پر ہے باب من تطیب ثم اغتسل وبقی اثر الطیب وہاں یہ بات صراحۃً مذکور ہے۔

(۱۸۰)

﴿باب المضمضة والاستنشاق فی الجنابة﴾

غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

(۲۵۵) حدثنا عمر بن حفص بن غیاث قال ثنا ابی قال حدثنا الاعمش
ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا
قال حدثنی سالم عن کریب عن ابن عباس قال حدثتنا میمونة قالت
کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا کریب کے واسطہ سے وہ ابن عباس سے۔ کہا ہم سے میمونہؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے
صببت للنبی ﷺ غسلا فافرغ بیمینه علی یساره فغسلهما ثم غسل
نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر گرایا۔ اس طرح دونوں ہاتھوں کو دھویا اور
فرجه ثم قال بیده علی الارض فمسحها بالتراب ثم غسلها ثم مضمض
پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا، پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اور اس کو مٹی سے ملا اور دھویا پھر کلی کی
واستنشق ثم غسل وجهه وافاض علی رأسه ثم تنحی فغسل قدمیه
اور ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے چہرہ کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے
ثم اتی بمندیل فلم ینفض بها
اس کے بعد آپ کی خدمت میں بدن خشک کرنے کے لیے رومال پیش کیا گیا لیکن آپ ﷺ نے اس سے پانی خشک نہیں کیا
راجع: ۲۴۹ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

﴿تحقیق وتشریح﴾

مضمضہ اوراستنشاق میں ائمہؒ کے درمیان اختلاف:......

مسلک امام احمدؒ:......امام احمدؒ سے اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

(۱) مضمضہ اور استنشاق وضو اور غسل (دونوں) میں سنت ہیں۔

(۲) دونوں، دونوں میں واجب ہیں۔

(۳) استنشاق دونوں میں واجب اور مضمضہ دونوں میں سنت ہے۔

مسلک امام شافعیؒ:......امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں، دونوں میں واجب ہیں۔

مسلک احناف:......ائمہ حنفیہؒ کے نزدیک تفصیل ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ وضو میں دونوں سنت ہیں اور غسل میں دونوں واجب ہیں۔

امام بخاریؒ:......نے کوئی حکم نہیں لگایا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مسلک بھی وجوب کا ہے اگر وجوب کا مسلک نہ ہوتا تو کوئی نہ کوئی قید لگاتے۔ مثلاً فضل المضمضۃ وغیرہ کہتے۔
مضمضہ واستنشاق کا ثبوت احادیث سے ہے لیکن واجب یا سنت ہونا یہ فقہاءؒ کا کام ہے کہ اس کا مرتبہ متعین کریں سب سے زیادہ راجح مذہب حنفیہؒ کا ہے جو کہ قائل بالفصل ہیں۔

سوال اول:......جب وضو میں بھی مضمضہ اور استنشاق کا امر ہے اور غسل میں بھی۔ تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کہ ایک میں امر کو استحباب پر محمول کرتے ہو اور ثانی میں وجوب پر۔
جواب:......احنافؒ کہتے ہیں کہ فاغسلوا وجوھکم میں وجوہ کو دھونے کا امر ہے اور چونکہ فم اور انف وجہ میں داخل نہیں ہیں اس لئے ان کا دھونا فرض نہیں ہے۔ شافعیہؒ وغیرہ جو وجوب کے قائل ہیں وہ ان کو وجہ میں داخل قرار دیتے ہیں حنفیہؒ کہتے ہیں کہ فم اور انف شرعاً وحساً من وجہٍ منہ میں داخل ہیں اور من وجہ خارج ہیں۔ اور حسی طور پر تو من وجہ دخول اور من وجہ خروج واضح ہے۔ اور شرعی طور پر اس طرح ہے کہ اگر من کل الوجوہ وجہ (منہ سے) خارج ہوتے تو تھوک وغیرہ نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا۔ اور اگر من کل الوجوہ داخل ہوتے تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ

جاتا تو وضو میں ان کو داخل کا حکم دے دیا اور غسل میں خارج کا۔

سوال ثانی: ......سائل پھر سوال کرتا ہے کہ اس کے الٹ کیوں نہیں کیا؟

جواب: ......وضوء میں غسل وجہ کا حکم ہے اور وہ ناک اور منہ میں پانی ڈالے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور غسل میں فَاطَّهَّرُوْا کا حکم ہے یعنی طہارت حاصل کرنے میں مبالغہ کا حکم ہے اور اس کے امتثال کی یہی صورت ہے کہ منہ اور ناک کے غسل کو ضروری قرار دیا جائے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جنابت میں نجاست اور حدث اشد ہے۔

سوال: ......حدث اکبر میں شدت کیوں ہے؟

جواب: ......حدث اکبر کے بارے میں ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۹ میں آیا آپ ﷺ نے فرمایا **تحت کل شعرة جنابة** ہے بے وضوء قرآن پڑھ سکتا ہے جنبی قرآن نہیں پڑھ سکتا تو معلوم ہوا کہ یہ حدث اکبر زبان تک بھی سرایت کر گیا ہے اس لئے ہم نے وجوب کا حکم لگایا۔

ثم اتی بمندیل فلم ینفض بھا: ...... اس سے عدم استعمال مندیل بعد الوضوء والغسل ثابت ہوا۔

استعمال مندیل کے بارے میں احناف ؒ کے اقوال: ......

(۱): ......ترک مستحب ہے۔

(۲): ......فعل یعنی استعمال کرنا مستحب ہے۔

(۳): ......مباح

(۴): ......مکروہ

(۵): ......گرمیوں میں ترک اولی ہے اور سردیوں میں استعمال اولی ہے۔ خلاصہ سب کا ایک ہے۔ کہ فی نفسہ مباح ہے عند الضرورۃ استعمال مستحب ہے۔ عند عدم الضرورۃ ترک مستحب ہے۔

قائلین بالترک کی دلیل: ......حدیث الباب ہے۔

جواب ۱: ......حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک منشف تھا جس سے صفائی (خشک

فرماتے تھے تو جس طرح عدم استعمال ثابت ہے ایسے ہی استعمال بھی ثابت ہے۔

جواب ۲: ......روایت الباب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مندیل استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ حدیث میں اتی بمندیل کے الفاظ ہیں۔ اگر معمول نہ ہوتا تو کیوں لاتی؟ باقی اس موقع پر عدمِ ضرورت یا عدمِ فرصت کی بنا پر استعمال نہیں فرمایا۔

(۱۸۱)

﴿باب مسح الید با لتراب لتکون انقٰی﴾

ہاتھ کا مٹی پر ملنا تا کہ خوب صاف ہو جائے

(۲۵۶)حد ثنا عبد اللہ بن الز بیر الحمید ی قا ل حد ثنا سفین قال حد ثنا الا عمش
ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا
عن سالم ابن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونة ان
سالم بن ابی الجعد کے واسطہ سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ سے
النبی ﷺ اغتسل من الجنا بة فغسل فر جه بيد ه ثم د لک بها الحآئط
کہ نبی کریم ﷺ نے غسل جنابت کیا تو اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے دھویا۔ پھر ہاتھ کو (مٹی) دیوار پر ملا اور دھویا
ثم غسلها ثم تو ضأ وضوء ه للصلٰوة فلما فر غ من غسله غسل رجليه
پھر نماز کی طرح وضو کیا اور جب آپؐ اپنے غسل سے فارغ ہو گئے تو اپنے دونوں پاؤں دھوئے

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ثم دلک بها الحائط.

مسح الید بالتراب: ...... غسل فرج کے بعد ظاہریہ کے نزدیک ہاتھ مٹی سے ملنا واجب ہے۔

عند الجمہورؒ:...... سنت ہے۔

امام بخاریؒ:...... جمہورؒ کی تائید فرما رہے ہیں تو یہ ترجمہ شارحہ ہوا اور حدیث الباب سے ثابت ہے کہ ہاتھ کو دیوار پر ملا۔ اب یہ ملنا وجوباً ہے یا استحباباً؟ تو امام بخاریؒ نے لتکون انقی کی قید لگا کر استحباب کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہ مسئلہ ایک اور اختلافی مسئلہ پر مبنی ہے جو یہ ہے۔

سوال:...... ازالۂ نجاست ضروری ہے یا ازالۂ اثر نجاست ضروری؟ اس میں اختلاف ہے۔

جمہورؒ:...... کہتے ہیں کہ تطہیر کیلئے ازالۂ نجاست کافی ہے

ظاھریہ:...... کہتے ہیں کہ ازالۂ اثر نجاست ضروری ہے لھذا ان کے نزدیک مسح الید بالتراب واجب ہے جب کہ جمہورؒ کے نزدیک مستحب ہے۔

(۱۸۲)

باب هل يدخل الجنب يده في الاناء قبل ان يغسلها اذا لم يكن على يده قذر غير الجنابة

کیا جنبی اپنے ہاتھوں کو دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں ڈال سکتا ہے؟ جب کہ جنابت کے سوا ہاتھ پر کوئی گندگی نہ لگی ہوئی ہو

وادخل ابن عمر والبراءؓ بن عازب يده في الطهور ولم يغسلها ثم توضا

ابن عمرؓ اور براء بن عازبؓ نے ہاتھ دھونے سے پہلے غسل کے پانی میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا

ولم ير ابن عمر وابن عباس بأسا بما ينتضح من غسل الجنابة

اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اس پانی سے غسل میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے جس میں غسل جنابت کا پانی ٹپک کر گر گیا ہو

(۲۵۷)حد ثنا عبد اللہ بن مسلمة قال حد ثنا افلح بن حمید عن القاسم عن عائشةؓ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا۔کہا ہم سے افلح بن حمید نے بیان کیا وہ قاسم سے وہ عائشہؓ سے آپؓ نے فرمایا کہ

قالت کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من اناء واحد تختلف ایدینا فیه

میں اور نبی ﷺ ایک برتن میں اس طرح غسل کرتے تھے کہ ہمارے ہاتھ بار بار اس میں پڑتے تھے

راجع: ۲۵۰ (مطابقة هذا الحديث للترجمة من حيث جواز ادخال الجنب يده في الاناء قبل ان يغسلها اذا لم يكن عليها قذر يدل عليه من قوله عائشة تختلف ايدينا فيه واختلاف الايدي في الاناء لا يكون الا بعد الادخال فدل ذلک علی انه لا يفسد الماء (عمدة القاری ج۳ ص۲۰۸)

(۲۵۸)حدثنا مسدد قال حدثنا حماد عن هشام عن ابيه عن عائشةؓ قالت

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے آپ نے

كان رسول اللہ ﷺ اذا اغتسل من الجنابة غسل يده

فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت فرماتے تو (پہلے) اپنا ہاتھ دھوتے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۵۹)حد ثنا ابوالولید قال حد ثنا شعبة عن ابی بکر بن حفص عن عروة عن عائشة

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے ابوبکر بن حفص کے واسطے سے بیان کیا وہ عروہ سے وہ عائشہؓ سے

قالت کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من اناء واحد من جنابة

آپؓ نے فرمایا کہ میں اور نبی ﷺ ایک برتن میں غسل جنابت کرتے تھے

وعن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه عن عائشة مثله

عبد الرحمن بن قاسم اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۶۰)حد ثنا ابو الولید قال حدثنا شعبة عن عبد الله بن عبد الله بن جبر
ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا عبداللہ بن عبداللہ بن جبر کے واسطہ سے کہا کہ میں نے
قال سمعت انس بن مالک یقول کان النبی ﷺ والمرأة من نسآءه یغتسلان
انس بن مالکؓ کو یہ کہتے سنا کہ نبی ﷺ اور آپؐ کی کوئی زوجۂ مطہرہ ایک برتن میں غسل کرتے تھے
من انآء واحد زاد مسلم ووھب بن جریر عن شعبة من الجنابة
اس حدیث میں مسلم اور وہب بن جریر نے شعبہ کے واسطے سے من الجنابۃ کی زیادتی بیان کی (یعنی یہ غسل جنابت ہوتا تھا)

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب: ...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایسی صورت میں جبکہ ہاتھ پر نجاست وغیرہ نہ لگی ہوئی ہوتو پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے ہاں اگر نجاست لگی ہوئی ہوتو ہاتھ نہ ڈالے یعنی نجاستِ حکمی مانع نہیں ہے اور حقیقی مانع ہے۔ پانی بھی ناپاک نہیں ہوگا اگر ہاتھ پر کوئی نجاست بظاہر لگی ہوتو پھر سب کے نزدیک ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک ہوجائے گا اور اگر نجاست نہ لگی ہوتو ہاتھ ڈالنے سے ظاہریہ کے نزدیک پانی ناپاک ہوجائے گا اور جمہورؒ کے نزدیک ناپاک نہ ہوگا [۱]

سوال: ...... امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں ھل کو کیوں ذکر کیا؟

جواب: ...... نجاستِ حکمیہ مثل نجاستِ حقیقیہ کے ہے۔ اگر کسی ہاتھ پر نجاست بول و براز میں سے کچھ لگا ہوتو اگر وہ ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی یہ وہم ہوتا ہے کہ نجاستِ حکمیہ کی صورت میں بھی اگر جنبی آدمی پانی میں اپنا ہاتھ ڈال دے اگرچہ ظاہراً اس کے ہاتھ پر نجاست وغیرہ نہیں ہے۔ تو وہ پانی بھی ناپاک ہوجاتا ہوگا چونکہ اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ناپاک ہوجاتا ہے اور بعض کے نزدیک ناپاک نہیں ہوتا تو اس اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کیلئے لفظ **ھل** بڑھادیا [۲]

امام بخاریؒ: ...... ترجمہ کو ثابت کرنے کیلئے دو آثار اور چار روایتیں لائے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۴) [۲] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۴ حاشیہ ا)

اثر (۱):......وادخل ابن عمرؓ والبراءؓ ابن عازب یده فی الطهور ولم یغسلها ثم توضأ[۱]

سوال:...... یہ ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ ترجمۃ الباب میں جنبی کی قید ہے اور اس میں نہیں ہے

جواب:......(۱) امام بخاریؒ نے حدث اصغر پر حدث اکبر کو قیاس کرلیا کہ جیسے حدث اصغر میں ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا تو ایسے ہی حدث اکبر میں بھی ناپاک نہیں ہوگا۔

جواب:......(۲) ممکن ہے امام بخاریؒ کے نزدیک دوسرے دلائل سے ثابت ہو کہ جنبی تھے تو پھر ترجمہ شارحہ ہو جائے گا۔

اثر:......(۲) ولم یر ابن عمرؓ وابن عباسؓ باسا بما ینتضح من غسل الجنابة[۲]

طریقِ استدلال:......استدلال اس طریقے سے ہے کہ جس ہاتھ کو پانی لگ کر چھینٹیں اندر جائیں اور پانی ناپاک نہ ہو تو وہ ہاتھ خود اندر چلا جائے تب بھی پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

حدثنا عبد الله بن مسلمةؒ.

تختلف ایدینا فیه:......اختلاف ایدی مستلزم ہے ادخال ایدی کو۔ اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوگیا[۳]

غسل یده:......اپنے ہاتھوں کو دھویا۔

کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من اناء واحد من جنابة:......اس کو اس سے پہلی حدیث پر محمول کرلیا جائے گا کہ دھونے کے لئے پہلے ہاتھ داخل کرتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہاتھ دھونے ہی سے تو نجاست زائل ہوگی اور ہاتھ داخل کرکے ہی دھوتے ہوں گے اور آخری روایت کو بھی پہلی روایت پر محمول کرلیا جائے گا۔

جنبی کے ہاتھ دھونے کا طریقہ:......بڑے برتن سے پانی لینا چاہتا ہے اگر چھوٹا برتن موجود ہے تو اس چھوٹے برتن کے ذریعے پانی لے اور ہاتھ دھولے اور اگر چھوٹا برتن نہیں تو بڑے برتن کو انڈیل کر پانی ہاتھوں پر ڈال کر ہاتھ دھولے، یعنی پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھولے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو تین انگلیاں برتن میں ڈال کر پانی لے اور ہاتھ دھولے، جب ہاتھ دھل جائے تو پھر اس کو پانی میں ڈال کر پانی استعمال میں لائے اور جنبی آدمی غسل کرلے۔

---

[۱] (ع ج ۳ ص ۲۰۷) [۲] (ع ج ۳ ص ۲۰۸) [۳] (مطابقة هذا الحديث للترجمة من حيث جواز الادخال فلجنب يده في الاناء قبل ان يغسلها اذا لم يكن عليها قذر يدل عليه من قول عائشةؓ تختلف ايدينا فيه واختلاف الايدي في الاناء لا يكون الا بعد الادخال (ع ج ۳ ص ۲۰۸)

(۱۸۳)

﴿باب من افرغ بيمينه على شماله في الغسل﴾

جس نے غسل میں اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی گرایا

(۲۶۱) حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا ابوعوانة قال ثنا الاعمش

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا۔ ان سے ابوعوانہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اعمش نے سالم بن ابی الجعد کے

عن سالم بن ابي الجعد عن كريب مولى ابن عباس عن ابن عباس عن ميمونة بنت الحارث

واسطے سے بیان کیا۔ وہ ابن عباسؓ کے مولی کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ بنت حارث سے انھوں نے کہا کہ

قالت وضعت لرسول الله ﷺ غسلاً وسترته فصب على يده فغسلها

میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا اور پردہ کردیا آپ ﷺ نے (غسل میں) اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اسے

مرة اومرتين قال سليمان لاادري اذكر الثالثة ام لا ثم افرغ بيمينه

ایک یا دو مرتبہ دھویا۔ سلیمان (اعمش) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں راوی نے تیسری بار کا بھی ذکر کیا یا نہیں۔ پھر داہنے ہاتھ

على شماله فغسل فرجه ثم دلك يده بالارض او بالحائط ثم تمضمض واستنشق

سے بائیں پر پانی ڈالا اور شرمگاہ دھوئی۔ پھر ہاتھ کو زمین پر یا (کچی) دیوار پر رگڑا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور

وغسل وجهه ويديه وغسل رأسه ثم صب على جسده ثم تنحى فغسل قدميه

ہاتھوں کو دھویا اور سر کو دھویا، پھر بدن پر پانی بہایا اور ایک طرف ہو کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے

فناولته خرقة فقال بيده هكذا ولم يردها

بعد میں میں نے ایک کپڑا دیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے پانی جھاڑ لیا اور کپڑا نہیں لیا

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

غسل میں دو چیزیں ہوا کرتی ہیں (۱) پانی ڈالنا (۲) ملنا۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں ان میں سے جو افضل ہوگا وہ داہنے ہاتھ سے کیا جائے گا اور چونکہ پانی ڈالنا ملنے سے افضل ہے اس لیے دائیں سے پانی ڈالا جائے گا اور بائیں سے ملا جائے گا[۱]

اشکال:...... ترجمۃ الباب میں افراغ بالیمین علی الشمال فی الغسل ہے اور روایت الباب میں افراغ بالیمین علی الشمال فی غسل الفرج ہے۔ ترجمہ عام اور روایت الباب خاص یہ کیا ہوا؟

جواب ۱:...... شراحؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ چونکہ غسل فرج تو غسل ہی میں ہوتا ہے لھذا باقی میں قیاس سے ثابت فرمالیا۔

جواب ۲:...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے دوسری روایت کی طرف جو ابھی گزری ہے جس میں ہے۔ فاغرغ بیمینه علی یساره فغسلها اشارہ فرمادیا[۲]

(۱۸۴)
باب تفریق الغسل والوضوء
ویذکر عن ابن عمر انه غسل قدمیه بعد ما جف وضوءه

غسل اور وضو کے درمیان فصل کرنا۔ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے قدموں کو وضو کردہ اعضاء کے خشک ہوجانے کے بعد دھویا

(۲۶۲) حد ثنا محمد بن محبوب قال حد ثنا عبد الواحد قال حد ثنا
ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے بیان کیا

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۴) [۲] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۴)

الاعمش عن سا لم بن ابی الجعد عن کر یب مو لی ابن عبا س عن ابن عباس
اعمش نے سالم بن ابی الجعد کے واسطہ سے ۔ وہ کریب مولیٰ ابن عباسؓ سے وہ ابن عباسؓ سے
قال قالت میمو نة وضعت للنبیﷺ مآء یغتسل به فا فرغ علی ید یه
کہا کہ میمونہؓ نے کہا کہ میں نے نبیﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے داہنے ہاتھ سے بائیں پر گرایا
فغسلهما مر تین مرتین او ثلثا ثم افر غ بیمینه علی شما له فغسل مذا کیره
انہیں دو دو یا تین تین مرتبہ دھویا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر گرا کر اپنی شرم گاہ دھوئی
ثم دلک یده بالارض ثم تمضمض واستنشق ثم غسل وجهه ویدیه
پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا
ثم غسل رأسه ثلا ثا ثم صب علی جسد ه ثم تنحی من مقا مه فغسل قدمیه
پھر سر کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر ایک طرف ہوکر قدموں کو دھویا

﴿تحقیق وتشریح﴾

مسئلہ موالات: ...... غسل اور وضو میں بعض اعضاء کا پہلے دھونا اور بعض کا بعد میں ۔ اس مسئلہ کا نام مسئلہ موالات ہے ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ موالات شرط تو نہیں البتہ مستحب ہے موالات کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اعضاء خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرے اعضاء کو دھولیا جائے ۔

(۱۸۵)

باب اذا جامع ثم عاد ومن دار علی نسآئه فی غسل واحد

جس نے جماع کیا اور پھر دوبارہ کیا اور جس نے اپنی کئی بیبیوں سے ہم بستر ہو کر ایک غسل کیا

(۲۶۳) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا ابن ابی عدی و یحیی بن سعید

ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی۔ کہا ہم سے ابن ابی عدی اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا وہ شعبہ سے وہ ابراہیم

عن شعبة عن ابراهیم بن محمد بن المنتشر عن ابیه قال ذکرته لعائشة

بن محمد بن منتشر سے وہ اپنے والد سے انھوں نے کہا کہ میں نے عائشہؓ کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن پر

فقالت یرحم الله اباعبدالرحمن کنت أطیب رسول الله صلی الله علیه وسلم فیطوف

رحم فرمائے (انھیں غلط فہمی ہوئی) میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی اور پھر آپ اپنی تمام ازواج مطہراتؓ کے پاس تشریف

علی نسائه ثم یصبح محرما ینضخ طیبا

لے گئے اور صبح کو احرام اس حالت میں باندھا کہ خوشبو سے بدن مہک رہا تھا

انظر: ۲۷۰ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله فیطوف علی نسائه

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۶۴) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے قتادہ کے واسطے

قال حد ثنا انس بن مالک قال کان النبی ﷺ یدور علی نسآئه فی
سے بیان کیا۔ کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ دن اور رات کے ایک ہی موقع پر اپنی تمام ازواج مطہراتؓ
الساعة الواحدة من اللیل والنهار وهن احدیٰ عشرة قال قلت لانس او
کے پاس گئے اور یہ گیارہ تھیں (منکوحہ اور دو باندیاں) راوی نے کہا میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا
کان یطیقه قال کنا نتحدث انه اعطی قوة ثلاثین
کیا حضور ﷺ اس کی قوت رکھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپؐ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی ہے
وقال سعید عن قتادة انا نتحدث ان انسا حدثهم تسع نسوة
اور سعید نے کہا قتادہ کے واسطہ سے کہ ہم کہتے تھے کہ انسؓ نے ان سے نو ازواج مطہراتؓ کا ذکر کیا

﴿تحقیق وتشریح﴾

انظر: ۲۷۳، ۵۰۶۸، ۵۲۱۵

مسئله عود للجماع :......اس کی چار صورتیں ہیں

(۱):.....عود بعد الغسل۔

(۲):.....عود بعد الوضوء۔

(۳):.....عود بعد الاستنجاء۔

(۴):.....عود بلا مس ماء۔

ظاہریہ کے نزدیک بلا مس ماء جائز نہیں۔ ان کے نزدیک کم از کم استنجاء اور وضوء ضروری ہے۔ اس باب سے ان لوگوں کا رد ہے۔ اور جو کہتے ہیں کہ خوشبو لگانے والا محرم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے ما احب ان اصبح محرما وانضح طیبا بعد میں لگانا تو بالاتفاق جائز نہیں ہے۔

فیطوف علی نساءه :......یہ تو آ گیا لیکن بالغسل یا بلا غسل۔ اس کی تفصیل اگلی حدیث میں ہے۔

فی الساعة الواحدة :.....یعنی ایک موقع پر المراد بھا قدر من الزمان لا الساعة الزمانیة التی ھی خمس عشرة درجة (ع ج ۳ ص ۲۱۵)۔اگر اس کا معنی گھڑی اور گھنٹہ کرو گے تو منکرین حدیث اس سے غلط استدلال کریں گے۔

اشکال :.....ایک ہی رات میں سب بیویوں کے پاس جانا باری، عدل اور تقسیم کے خلاف ہے۔

جواب اول :.....آپ ﷺ پر باری واجب ہی نہیں تھی۔آپ ﷺ تو تبرعا باری کا لحاظ فرماتے تھے۔

جواب ثانی :.....ہوسکتا ہے کہ ایک رات مشترکہ رکھ لی ہو۔

جواب ثالث :.....سفر سے واپسی کا موقع ہوگا جب کہ باری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی تھی۔

جواب رابع :.....ازواج مطہراتؓ کی اجازت سے ہوگا۔

اشکال:.....یہ اشکال تاریخی ہے۔گیارہ بیویاں تو آپ ﷺ کے پاس کبھی بھی جمع نہیں ہوئی۔قتادہؒ گیارہ نقل کرتے ہیں اور دوسری روایت نو کی ہے تو گیارہ بیویاں کیوں کہا؟

جواب :.....راجح روایت نو کی ہے اور امام بخاریؒ نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔گیارہ والی روایت کا جواب یہ ہے (۱) کہ ضروری نہیں کہ ازواج مطہراتؓ ہی ہوں (۲) ''سرایا'' یعنی باندیوں (ریحانہ، ماریہ) میں سے تھیں جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔

اشکال :.....ایک ہی رات میں اتنی عورتوں سے ہمبستری بشری طاقت سے بظاہر باہر ہے۔تو یہ روایت بشری طاقت کے خلاف ہے۔

جواب :.....اس کا جواب روایت ہی میں دیا گیا ہے او **کان یطیقه قال کنا نتحدث انه اعطی قوة ثلثین** حلیہ ابونعیمؒ میں ہے **قوة اربعین رجلا** اور وہ بھی جنتی آدمیوں کی [۱]

---

[۱] وفی الحلیة لابی نعیم عن مجاهد اعطی قوة اربعین رجلا کل من رجال اهل الجنة (عمدة القاری ج ۳ ص ۲۱۷) ترمذی شریف ج دوئم ص ۷۹ پر روایت ہے کہ ایک جنتی مرد کی قوت سو آدمیوں کے برابر ہے۔وفی جامع الترمذی فی صفة الجنة من حدیث عمران القطان عن قتادة عن انس عن النبی ﷺ یعطی المؤمن فی الجنة قوة کذا وکذا من الجماع قیل یارسول الله او یطیق ذلک فقال یعطی قوة مائة رجل۔(ع ج ۳ ص ۲۱۷)

اشکال:...... آپ ﷺ نے چار سے زائد بیویوں سے کیوں نکاح کیا؟ جب کہ قرآن میں ہے ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ (پ۴)۔ یعنی چار تک کی اجازت ہے۔

جواب:...... یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔

﴿مسئلہ تعددِ ازواج﴾

امام بخاریؒ نے باب **لا يتزوج اكثر من اربع لقوله تعالىٰ مثنى وثلث ورباع** (ص۷۶۲ ج۲) قائم فرمایا، اس مسئلہ میں دو اختلاف قابل ذکر ہیں۔

اختلاف اول:...... تعدد ازواج میں تحدید ہے یا نہیں؟

اختلاف ثانی:...... صرف ایک ہی عورت سے نکاح جائز ہے یا زیادہ بھی کرسکتا ہے؟

مسئلہ دو طریقوں سے اختلافی ہوگیا۔

مذہب اهل السنة والجماعة:...... یہ ہے کہ تعدد ازواج تو جائز ہے لیکن چار تک کی تحدید ہے۔

دونوں اختلافی نکتوں میں اہل سنۃ والجماعۃ کے دلائل:......

دلیل ۱:...... قرآن پاک کے چوتھے پارہ سورۃ النساء میں ہے ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ مثنیٰ، ثلث، رباع قیدیں ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ نکاح کر سکتے ہو دو دو، تین تین، چار چار، اس آیت پاک سے آنحضرت ﷺ نے استدلال فرمایا ہے۔ اور اس پر اجماع قائم ہے۔

دلیل استدلال:...... شرح السنۃ میں نوفل بن معاویہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب میں اسلام لایا اس وقت میرے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا **فارق واحدة وامسک اربعة**

ثانی:...... دوسری روایت غیلانؓ بن سلمہ ثقفی سے ہے یہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے نکاح میں دس بیویاں تھیں وہ بھی مسلمان ہوگئیں، غیلانؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا **امسک اربعاً وفارق سائرهن**۔

اجماع:...... چار ازواج کی تحدید پر اجماع بھی قائم ہے۔

مثنی وثلث ورباع میں واو بمعنی او ھے:...... امام بخاریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں علی بن الحسین کا قول نقل کیا ہے، وقال علي بن الحسین یعني مثنی او ثلاث او رباع۔ مطلب یہ ہے کہ قرآنی آیت مثنی وثلث ورباع میں واو تنویع کے لئے ہے۔ او کے معنی میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعدد ازواج تحدید اربع کے ساتھ جائز ہے۔

مذھب ظاھریه:...... پہلے نکتہ اختلافیہ میں اہل سنت والجماعت سے اہل ظاہر نے اختلاف کیا ہے، اہل ظاہر کہتے ہیں کہ کوئی تحدید نہیں۔ اور وہ مثنی وثلث ورباع کا مطلب اور معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عقد میں دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر سکتے ہو جیسا کہ امیر لشکر، لشکر سے کہتا ہے کہ قلعہ میں دو دو، تین تین، چار چار ہو کر داخل ہو جاؤ۔ اس میں تحدید نہیں ہوتی، ایسے ہی یہاں مراد ہے کہ جتنی عورتیں چاہو نکاح میں داخل کرلو لیکن نکاح میں داخل کرنے اور لانے کا طریقہ یہ ہے کہ دو دو، تین تین، چار چار عورتوں کو نکاح میں لاؤ، تو اس آیت میں طریقہ دخول کا بیان ہے مجموعہ مدخول کا بیان نہیں، اس آیت میں تحدید نہیں، مثنی وثلث ورباع کا ذکر تمثیلا ہے۔

مثال وقرینه:...... سورۃ فاطر پارہ ۲۲ میں اللہ پاک نے فرشتوں کا ذکر فرمایا ﴿أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ﴾ کیا خیال ہے کہ فرشتوں کے چار سے زائد پر نہیں ہیں؟ بلکہ یہ تمثیل ہے۔ ایسے ہی یہاں بھی تمثیل ہے۔ جبرائیل کے چھ سو پر ہیں۔

جواب:...... حضورﷺ اور صحابہ کرامؓ جو اَعْلَمُ بمحاورة القرآن ہیں انھوں نے اس آیت سے تحدید سمجھی ہے تو آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ اس کا انکار کریں۔

مثال کا جواب:...... آپ نے جو مثال دی ہے یہ مثال عجمی ہے یاد رکھیں کہ قرآن پاک عجمی محاوروں کے تابع نہیں ہے اس کی مثال اگر دینی ہے تو یوں ہے امیر لشکر کھانے کی تقسیم کے وقت کہے کہ ہر ایک لشکری کو دو دو، تین تین، چار چار روٹیاں دی جائینگی تو کیا خیال ہے کہ ساری روٹیاں ایک ہی کو دینے کی اجازت ہے؟ جب یہاں پر تحدید ہے تو وہاں پر بھی ہوگی۔ مثال کے مقابلے میں مثال ہے۔

جواب قرینه:...... سورہ فاطر کی آیت کا قرینہ پیش کیا اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ وہاں

تحدید نہیں ہے لیکن اس عدم تحدید پر قرینہ ﴿ وَيَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ﴾ ہے۔

یہ تو وہ تھے جو تحدید ہی کے قائل نہیں تھے، کچھ ایسے ہیں جو تحدید کے قائل ہیں لیکن تحدید بالا ربع کے قائل نہیں ہیں۔ وہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ واؤ جمع کے لئے ہے یعنی نو (۹) عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو، دو جمع تین اور جمع چار، کل نو ہو گئے۔ اور بعض نے کہا یہ تو معدول ہے اصل کے لحاظ سے اٹھارہ بنتی ہیں۔

قرینہ: ...... یہ پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ یہ رافضیوں اور خارجیوں کا قول ہے۔

جواب: ...... علی بن الحسین تصریح کر رہے ہیں کہ واؤ تنویع کے لئے ہے او کے معنی میں ہے۔

جواب قرینہ: ...... نو سے نکاح کرنا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

منکرین تعدد: ...... دوسرا نکتہ اختلافیہ یہ تھا کہ صرف ایک ہی نکاح کر سکتا ہے یا اس سے زیادہ سے بھی کر سکتا ہے۔ اہل سنت والجماعۃ تعدد کے قائل ہیں۔

منکرین حدیث: ...... منکرین تعدد بھی ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عدم جواز تعدد قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی اور عقل سے بھی۔

اثبات من القرآن: ...... اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً ﴾[۱] اگر تمہیں خوف ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک سے نکاح کرو اور قرآن مجید نے خود کہا ہے ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ ﴾[۲] لھذا ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے۔

جواب: ...... یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ دونوں آیتوں میں عدل مختلف لحاظ سے ہے، پہلی آیت میں عدل ظاہری مراد ہے یعنی نفقہ، سکنی اور کسوۃ کے لحاظ سے عدل ضروری ہے، اور دوسری آیت میں عدل باطنی مراد ہے، یعنی دل کے میلان کے لحاظ سے۔ نکاح جس عدل سے مشروط ہے وہ عدل ظاہری ہے اور دوسری آیت میں عدل باطنی کی نفی ہے کہ تم عورتوں میں عدل باطنی نہیں رکھ سکو گے۔

قرینہ: ...... اس کے بعد ہے ﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ﴾[۳] کہ انصاف تو کر نہیں سکتے لیکن یہ بھی اجازت نہیں ہے کہ ایک طرف بہت زیادہ میلان کر لو۔

اثبات من الحدیث: ...... حضرت علیؓ نے نکاح ثانی کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی،

---

[۱] (پارہ ۴ آیت ۳ سورۃ النساء) [۲] (پارہ ۵ آیت ۱۲۹ سورۃ النساء) [۳] (سورۃ النساء آیت ۱۲۹)

آپ ﷺ نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتا معلوم ہوا نکاح ثانی منسوخ ہو چکا ہے۔

جواب اول: ...... یہ حضرت فاطمہؓ اور آپ ﷺ کی خصوصیت ہے رعایت خاطر فاطمہؓ آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

جواب ثانی: ...... نہی خاص جزئی سے تھی کہ حضرت علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے تھے تو فرمایا کہ میری بیٹی کے ساتھ اللہ پاک کے دشمن کی بیٹی جمع نہیں ہوسکتی۔ ایذاء کا سبب ہے۔ اس کی تائید بخاری ج ۲ ص ۷۸۷ کی روایت سے ہوتی ہے اس میں الفاظ یہ ہیں فلا اذن ثم لا اذن ثم لا اذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنته فانما هی بضعة منی یرینی ما ارابها ویؤذینی ما اذاها۔

جواب ثالث: ...... یہ نہی بطور مشورہ کے تھی بطور تشریع نہ تھی۔ کیونکہ کوئی باپ بھی اس کو پسند نہیں کرتا چنانچہ آپ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے لست احرم حلالاً [1]

اثابت من العقل: ...... عورتوں اور مردوں کے حقوق تو مساوی ہوتے ہیں اگر مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے تو پھر ایک عورت کو چار مردوں سے نکاح کی اجازت بھی ہونی چاہیے جبکہ ایک عورت چار مردوں سے نکاح نہیں کرسکتی تو یہاں بھی جائز نہیں ہونا چاہیے۔

جواب اول: .... تعدد ازواج عقلاً محمود ہے اور اقتصادیات کے لحاظ سے بھی ضروری ہے اس لئے کہ جو شارع مطلق ہے وہی خالق کل بھی ہے۔ خلقتاً لڑکیاں زیادہ پیدا ہو رہی ہیں اور لڑکے کم۔ اور پھر مرد میدانوں، کارزاروں میں ہلاک بھی ہو جاتے ہیں تو شرح پیدائش کے لحاظ سے بھی مرد کم ہوں اور ہلاکت کے مواقع بھی مردوں کے زیادہ ہوں اگر فی کس فی عورت کی پابندی لگا دی جائے تو زائد عورتیں کدھر جائینگی یا تو ان کے نکاح پر پابندی لگانی ہوگی یا شیخ (منی بہانا) کا دروازہ کھولنا ہوگا اس طرح عورتیں بدکاری میں مبتلا ہو جائینگی۔

جواب ثانی: ...... اگر عورتوں کو چار مرد کرنے کی اجازت دی جائے تو پانچ خرابیاں پیدا ہونگیں۔

(۱) ضیاع نسب (۲) خلط نسب (۳) نزاع نسب (۴) عدم تحمل یعنی ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ جا رہا ہے، دوسری طرف سے اسکا دوسرا خاوند آ گیا اس نے اپنی طرف بلایا عورت نے جواب دیا کہ میں تو اس کے

---

[1] (ابوداؤد ص ۲۸۹)

ساتھ جاتی ہوں تو یہ مرد کو کیسے برداشت ہوگا (۵) نشوز، اس سے خاوند کی نافرمانی کی صورت پیدا ہوگی۔

جواب ثالث: ...... تعدد ازواج فطرۃً بھی محمود ہے کل دنیا اس پر متفق ہے۔(۱) بائبل باب پیدائش میں لکھا ہے کہ تعدد ازواج باعث برکت ہے (۲) ویدوں کی کتاب میں تعدد ازواج کا تصور ہے (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں تھیں (۴) حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تین اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار اور عرب میں تعدد ازواج کا عام رواج تھا اور اب بھی ہے۔ تو تعدد ازواج فطری امر ہے۔ من وشاستر لکھتا ہے کہ اگر ایک بیوی صاحب اولاد ہو جائے تو تمام صاحب اولاد شمار ہوں گی۔ تو معلوم ہوا کہ ہندو کے نزدیک بھی کئی بیویاں ہوسکتی ہیں۔ اسلام نے عورتوں پر تحدید کر کے احسان کیا ورنہ فطرت کے تقاضے میں تحدید نہیں ہے۔

جواب رابع: ...... چار بیویاں عین سلامتی بھی ہیں، تین مہینے کے بعد تندرست بیوی حاملہ ہو جاتی ہے تو مرغوب فیھا نہیں رہتی۔ کئی ماہ حمل رہتا ہے۔ تقریباً سال کے بعد وضع حمل ہوتا ہے حمل کے بعد مرغوب فیھا بنتی ہے۔ اس عرصہ میں باقی بیویاں تسکین قلبی وراحت جسمانی کا ذریعہ بنی رہیں گی۔ اس طرح چار بیویاں ہونا عین سلامتی ہے۔

طعن منکرین حدیث: ...... ملحدین نے طعن کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کئی بیویاں کرنا خواہش نفسانی پر مبنی تھا۔

جواب: ...... یہ طعن وہ شخص کرسکتا ہے جو جاھل ہے، تاریخ سے ناواقف ہے، یا پھر متعصب اور ضدی ہے ورنہ تاریخ دان اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ پچیس سال کی عمر میں ایک شادی کی جو جوانی اور عیش اور طاقت کا زمانہ ہے، پچاس سال تک ایک ہی بیوی کے ساتھ وقت گزارا ہے پچاس سال کے بعد جن عورتوں سے نکاح کیا ہے ان میں سے ایک کے سوا کوئی کنواری نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے نکاح عیش پرستی کے لئے نہیں تھے بلکہ کثرت اور تعدد ازواج تبلیغ امت کے لئے تھے کیونکہ مردوں کی طرح عورتوں کے مسائل کی تعلیم کے لئے یہ ضروری تھا یا خود بیوگان اور ان کے قبائل کی تالیف کے تھا۔

اعتراض: ...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو بارہ ملتی نہیں تھی اس لئے بیوگان سے نکاح کیا۔

جواب اول: ...... یہ بھی تاریخ سے ناواقفیت ہے کیونکہ عقبہ بن عامر نے دس بیٹیاں اور سرداری پیش کی مال پیش کیا، اگر مقصد زندگی دولت اور عیش ہوتی تو مطالبہ چھوڑ دیتے اور معاہدہ کر لیتے، حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم

اگر ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج رکھ دو تب بھی اپنا مشن نہیں چھوڑوں گا جس نے تمام وسائل کے باوجود دو دو دن کے بعد کھانا کھایا اس کے بارے میں یہ تصور حماقت ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے جس کو دشمن نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ایک انگریز اپنی کتاب محمد اینڈ محمڈن میں لکھتا ہے آپ ﷺ نے جتنی بھی شادیاں کی ہیں نہ وہ جمال کے لحاظ سے مشہور تھیں اور نہ ہی وہ مال کے لحاظ سے۔

جواب ثانی:...... طعن منکرین کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ میں تیس آدمیوں کی قوت ہے اور حلیہ ابونعیم کی روایت میں اربعین رجلاً ہے، اور رجلا سے مراد جنت کا مرد ہے اور جنتی مرد کی طاقت دنیا کے سو صحت مند چاک و چوبند آدمیوں کی طاقت کے برابر ہے اس لحاظ سے آپ ﷺ میں چار ہزار آدمیوں کے برابر طاقت تھی اور پھر ایک مرد کے لئے چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے تو اس لحاظ سے آپ ﷺ کو سولہ ہزار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہونی چاہیے۔ جبکہ آپ ﷺ نے صرف نو یا گیارہ پر اکتفاء کیا اس سے آپ ﷺ کا تحمل ظاہر ہے۔

(۱۸۶)

﴿غسل المذی و الوضوء منه﴾

مذی کا دھونا اور اس کی وجہ سے وضو کرنا

(۲۶۵)حد ثنا ابوالولید قال حد ثنا زائدة عن ابی حصین عن ابی عبدالرحمن
ہم سے ابوالولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زائدہ نے ابوحصین کے واسطہ سے بیان کیا انھوں نے ابوعبدالرحمٰن سے
عن علی قال کنت رجلا مذآء فا مرت ر جلا یسأل النبی ﷺ
انھوں نے حضرت علیؓ سے آپ نے فرمایا کہ مجھے مذی بکثرت آتی تھی چونکہ میرے گھر میں نبی ﷺ کی صاحبزادی تھیں
لمکان ابنته فسأل فقال توضأ واغسل ذکرک
اس لیے میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ آپؐ سے اس کے متعلق سوال کریں انھوں نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ وضو کرو اور ذکر دھولو

راجع: ۱۳۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مسئلہ مذی:..... مذی کے بارے میں دو مسئلے اتفاقی ہیں اور تین اختلافی۔

امام بخاریؒ تین مسائل اختلافیہ میں سے دو میں جمہورؒ کی تائید فرمانا چاہتے ہیں۔

(۱):......ایک اتفاقی مسئلہ یہ ہے کہ مذی ناپاک ہے۔

(۲):.....خروج مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔اور تین مسئلے اختلافی ہیں۔

مسئلہ اختلافیہ اولی:......موضع مذی کا دھونا کافی ہے یا کل ذکر کا یا انثیین بھی ساتھ دھونا ضروری ہے

ظاهریہ:...... کے نزدیک کل ذکر اور انثیین کا دھونا ضروری ہے کیونکہ بعض روایتوں میں والذکر والانثیین ہے

امام احمدؒ:...... کے نزدیک کل ذکر کا دھونا ضروری ہے۔

جمہورؒ:......جمہورؒ کے نزدیک موضع نجاست کا دھونا ضروری ہے۔

امام بخاریؒ:...... غسل المذی کہہ کر جمہور کی تائید فرمارہے ہیں کہ فقط موضع نجاست کو دھویا جائے گا اگرچہ حدیث میں غسل الذکر ہے تو یہ ترجمہ شارحہ ہے۔

مسئلہ اختلافیہ ثانیہ:......دھونا ضروری ہے یا ڈھیلے سے بھی خشک کرسکتے ہیں اس میں جمہورؒ کی بجائے امام بخاریؒ نے امام احمدؒ بن حنبل کی تائید کی ہے جو کہ اکتفاء علی الحجر کے قائل نہیں ہیں۔اس لئے کہ امام بخاریؒ نے فرمایا غسل المذی۔

مسئلہ اختلافیہ ثالثہ:......وضو علی الفور واجب ہے یا تاخیر بھی کرسکتا ہے۔

عند البعض:......وضو علی الفور واجب ہے

جمہورؒ:...... کہتے ہیں کہ تاخیر بھی جائز ہے۔

تو امام بخاریؒ والوضو منہ عطف کے ساتھ ذکر کرکے اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ تاخیر بھی ہوسکتی ہے، تو گویا

اس مسئلہ میں بھی امام بخاریؒ جمہورؒ کی تائید فرما رہے ہیں۔

توضأ واغسل ذکرک :…… واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ اس سے امام احمدؒ نے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ غسل ذکر کا حکم دیا ہے لہذا سارے ذکر کا دھونا ضروری ہے۔

جواب (۱):…… بعض اوقات ذکر کل سے ارادۂ جزء ہوتا ہے۔ تو یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ کیونکہ مقصود تو تطہیر ہے

جواب (۲):…… یہ علاج پر محمول ہے تطہیر پر نہیں، یعنی غسل کل ذکر علاج پر محمول ہے۔

جواب (۳):…… یا اس حالت پر محمول ہے جب کہ مذی ذکر کو بھی لگ جائے تو امام بخاریؒ کا ترجمہ شارحہ ہوا کہ غسل ذکر مراد نہیں بلکہ غسل مذی عن الذکر مراد ہے باقی اس پر مشہور اشکال ہے

اشکال:…… سائل کون تھا۔

جواب:…… روایات تین قسم کی ہیں تعارض تین طرح سے دور ہوسکتا ہے عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۱۹ پر اس کی تفصیل اس طرح موجود ہے [1]

(۱۸۷)

﴿باب من تطيب ثم اغتسل و بقي اثر الطيب﴾

جس نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر اب بھی باقی رہا

(۲۶۶) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه
ہم سے ابونعمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا۔ ابراہیم بن محمد بن منتشر سے وہ اپنے والد سے کہا میں
قال سالت عائشة و ذكرت لها قول ابن عمر ما احب ان اصبح محرما انضح طيبا
نے عائشہؓ سے پوچھا اور ان سے ابن عمرؓ کے اس قول کا ذکر کیا کہ میں اسے گوارا نہیں کر سکتا کہ احرام باندھوں اور خوشبو

[1] (واما الاختلاف في السائل فقد ذكر فيما سقنا من الاحاديث ان في بعضها السائل هو عليٌ بنفسه وفي بعضها السائل غيره ولكنه حاضر وفي بعضها هو المقدادؓ وفي بعضها هو عمارؓ وجمع ابن حبانؒ بين هذا الاختلاف ان عليا سئل عمارا ان يسئل ثم امر المقدادؓ بذلك ثم سئل بنفسه)

فقالت عائشةؓ انا طيبت رسول الله ﷺ ثم طاف
میرے جسم سے مہک رہی ہو۔ تو عائشہؓ نے فرمایا میں نے خود نبی ﷺ کو خوشبو لگائی ہے پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس
في نسآ ئه ثم اصبح محر ما
تشریف لے گئے اور اس کے بعد احرام باندھا
راجع: ۲۶۷ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۶۷)حد ثنا ادم بن ابی ایا س قال حد ثنا شعبة قال ثنا الحکم عن ابر اهیم
آدم بن ابی ایاس سے روایت ہے کہا ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ کہا ہم سے حکم نے حدیث بیان کی ابراہیم کے
عن الا سو د عن عا ئشة قالت کا نی انظر الی وبیص الطیب فی مفر ق النبی
واسطہ سے وہ اسود سے وہ عائشہؓ سے آپ نے فرمایا گویا میں آنحضور ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں
ﷺ وهو محر م.
اور آپ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

انظر: ۱۵۳۸، ۵۹۱۸، ۵۹۲۳

غرض الباب :...... امام بخاریؒ اس سے دو باتیں جتلانا چاہتے ہیں

(۱) اثر طیب باقی ہو تو غسل کے تام ہونے کے منافی نہیں ہے۔

(۲) خوشبو لگی ہوئی ہو تو احرام کے منافی نہیں ہے۔

حدثنا ابو النعمانؒ:......

طاف في نساء ه :...... یہ جماع سے کنایہ ہے اور بعد الجماع غسل کیا ہوگا تو خوشبو کے بعد غسل ثابت ہوا۔

اور دوسرا جزء روایتِ ثانی سے ثابت ہے۔

کانی انظر الی وبیص الطیب: ...... تو معلوم ہوا کہ اثرِ طیب باقی تھا اور دوسرا جزء پہلی حدیث سے بھی ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ قول ابن عمرؓ کے جواب میں فرما رہی ہیں طیبت رسول اللہ ﷺ۔

جواب: ...... "رد" تب ہی ہوسکتا ہے جب کہ اثرِ طیب باقی ہو۔

طاف فی نساءہ: ......اس روایت سے معلوم ہوا کہ واقعہ ایک مرتبہ کا ہے۔ تاریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چونکہ آپ ﷺ شارع ہیں اس لئے آپ ﷺ کو ہر طرح کرنا ہے تو ایک مرتبہ آپ ﷺ کا سب بیویوں کے پاس جانا بالغسل ہے اور ایک مرتبہ بلا غسل ہے۔ لیکن بیان کرنے والا یوں بھی کہہ دیتا ہے کان رسول اللہ ﷺ یطوف علی نساءہ[1] معلوم ہوا کہ دخول کان علی المضارع ہمیشہ استمرار کے لئے نہیں ہوتا یہ بات وہاں کام آئے گی جہاں آتا ہے کان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه حتی لقی اللہ

مناظرہ: ...... ہمارے ایک ساتھی کو مناظرہ کا بڑا شوق تھا غیر مقلدوں کے ساتھ مناظرہ ہوا اس نے استدلال میں یہی روایت پیش کی تو اس ساتھی نے کہا یہاں تو کان رسول پر داخل ہے نہ کہ مضارع پر۔ ملا آں باشد کہ چپ نہ شود

واقعہ نمبر ۱: ...... میں نے ایک مرتبہ ایک غیر مقلد سے کہا کہ ایک آدمی تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہوا۔ ادھر امام نے فاتحہ ختم کی تو اب یہ مقتدی فاتحہ پڑھے یا آمین کہے اگر فاتحہ پڑھتا ہے تو حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا اذا قال الامام و لا الضآلین فقولوا امین اور اگر آمین کہتا ہے تو آمین پہلے ہوجائے گی اور فاتحہ بعد میں پوستی والا قصہ ہوجائے گا۔ (الخیر الساری ج ا میں گزرا ہے وہاں پر رجوع فرمائیں)

واقعہ نمبر ۲: ...... ایک غیر مقلد سے میں نے کہا کہ اگر امام کو رکوع میں پایا تو پہلے فاتحہ پڑھو گے یا رکوع کرو گے۔ اگر پہلے فاتحہ پڑھو گے تو رکوع نکل جائے گا اس کو حدیث سے ثابت کرو بلکہ اس کے خلاف احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ دوڑ کر رکوع میں شریک ہوتے تھے۔ غیر مقلد نے فٹ (فوراً) کہا کہ رکوع میں پڑھ لیں گے میں نے کہا اس کے لئے حدیث پیش کرو۔

واقعہ نمبر ۳: ...... رائٹرز کالونی ملتان میں گیا تو وہاں غیر مقلدین مجھ سے کہنے لگے کہ جی اپنے امام صاحب سے

[1] (نسائی ج ۳ ص ۲۴۱)

کہیں کہ ہماری بھی کچھ رعایت کرلیا کرے فاتحہ ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرے۔ میں نے کہا بھائی حدیث میں تو ہے انما جعل الامام لیؤتم بہ[1] کہ امام کی اقتداء کی جائے اور تم کہتے ہو کہ امام مقتدیوں کی اقتداء کرے میں تو یہ نہیں کہہ سکتا

(۱۸۸)

باب تخلیل الشعر حتی اذا ظن انه قد اروٰی بشرته افاض علیه

بالوں کا خلال کرنا اور جب یقین ہو جائے کہ کھال تر ہو گئی تو اس پر پانی بہا دیا

(۲۶۸) حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا هشام بن عروة عن ابیه عن
ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا۔ ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے واسطے سے بیان
عائشة قالت کان رسول الله ﷺ اذا اغتسل من الجنابة غسل یدیه وتوضأ وضوءه للصلوة
کیا کہ عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل کرتے تو (پہلے) اپنے ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو کرتے پھر
ثم اغتسل ثم تخلل بیده شعره حتی اذا ظن انه قد اروٰی بشرته افاض علیه المآء ثلاث مرات
اپنے ہاتھ سے بالوں کا خلال کرتے اور جب یقین ہو جاتا کہ کھال تر ہو گئی ہے تو تین مرتبہ اس پر پانی بہاتے۔ پھر تمام
ثم غسل سائر جسده وقالت کنت اغتسل انا ورسول الله ﷺ من انآء واحد
بدن کا غسل کرتے اور عائشہؓ نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے
نغرف منه جمیعا
ہم دونوں اس سے چلو بھر بھر کر پانی لیتے تھے

راجع: ۲۴۸

[1] (مسلم شریف ص ۱۷۷ اقدیمی کتب خانہ کراچی)

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

سوال : ...... جنبی کے سر پر اگر بال ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب : ...... جنبی دو حال سے خالی نہیں مرد ہوگا یا عورت پھر بال بنے ہوئے ہوں گے یا کھلے ہوئے ہوں گے تو چار قسمیں ہوگئیں۔ مرد کے لئے ہر حال میں تر کرنا ضروری ہے بال بنے ہوئے ہوں تو کھول کر تر کرے عورتوں کے لئے اگر کھلے ہوئے ہوں تو تر کرنا ضروری ہے بنے ہوئے ہوں تو جڑوں کو تر کرنا ضروری ہے تو یہ باب خاص ہے ان عورتوں کے ساتھ کہ جن کے بال بنے ہوئے ہوں۔ جیسے مؤلفؒ نام حق نے کہا ہے۔

آں زنا کہ موئے را بافند

غسل جنابت اور غسل حیض میں اختلاف : ...... پھر غسل جنابت اور غسل حیض میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں۔

عند الجمهورؒ : ...... ایک ہی حکم ہے، یعنی جڑوں کو تر کرنا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں۔ لیکن حنابلہ فرق کرتے ہیں۔

حنابلہؒ : ...... کہتے ہیں کہ غسل جنابت میں جڑوں کو تر کرنا کافی ہوگا اور غسلِ حیض میں کھولنا ضروری ہے اس مسئلہ میں امام بخاریؒ کا مسلک بھی امام احمدؒ والا ہے۔ کیونکہ یہاں جو باب باندھا ہے اس میں ہے حتى اذا ظن انه قد اروى بشرته افاض عليه۔ آگے بخاری ج اول ص ۴۵ پر ہے باب نقض المراة شعرها عند المحيض. معلوم ہوا کہ دونوں میں فرق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

(۱۸۹)

باب من توضأ فی الجنابة ثم غسل سآئر جسده ولم یعد غسل مواضع الوضوء منه مرة اخری

جس نے جنابت کی حالت میں وضو کیا پھر اپنے تمام بدن کا غسل کیا لیکن وضو کیے ہوئے حصے کو دوبارہ نہیں دھویا

(۲۶۹)حدثنا یوسف بن عیسٰی قال انا الفضل بن موسٰی قال انا الاعمش
ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فضل بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اعمش نے سالم کے واسطے
عن سالم عن کریب مولی ابن عباس عن ابن عباس عن میمونة قالت
سے بیان کیا۔ انھوں نے کریب مولیٰ ابن عباسؓ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ میمونہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ
وضع رسول الله ﷺ وضوء الجنابة فاکفأ بیمینه علی یساره مرتین او
کے لیے غسل جنابت کے لیے پانی رکھا گیا۔ آپؐ نے پانی دو یا تین مرتبہ داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر ڈالا۔ پھر
ثلاثا ثم غسل فرجه ثم ضرب یده بالارض او الحآئط مرتین او ثلاثا ثم
شرمگاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر یا دیوار پر دو یا تین مرتبہ مار کر دھویا پھر
تمضمض و استنشق وغسل وجهه وذراعیه ثم افاض علی رأسه الماء ثم
کلی فرمائی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور بازؤوں کو دھویا پھر سر پر پانی ڈالا اور سارے بدن کا غسل کیا
غسل جسده ثم تنحی فغسل رجلیه قالت فاتیته بخرقة
پھر اپنی جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ حضرت میمونہؓ نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائی

فلم یردها فجعل ینفض بیده.

آپ ﷺ نے اسے نہیں لیا اور ہاتھوں ہی سے پانی جھاڑنے لگے۔

راجع: ۲۴۹



غرض الباب: ......اس باب سے امام بخاریؒ کی دو غرضیں ہیں۔

(۱):......ایک اختلافی مسئلہ گزرا تھا کہ وضو قبل الغسل جزءِ غسل ہے یا خارج۔ بعض حضرات کی رائے خارج کی تھی ۔کہ غسل کے لئے الگ پھران اعضاء کو دھویا جائے گا تو امام بخاریؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ جزءِ غسل ہے تو اب دوبارہ ان اعضاء کو دھونے کی ضرورت نہیں۔

(۲):......دوسرا مسئلہ وہی ہے کہ مسِ ذکر ناقضِ وضو نہیں ہے۔ دونوں مسئلے بیان ہو چکے ہیں۔

(۱۹۰)
باب اذا ذکر فی المسجد انه جنب خرج کما هو ولا یتیمم

جب مسجد میں اپنے جنبی ہونے کو یاد کرے تو اسی حالت میں باہر آجائے اور تیمم نہ کرے

(۲۷۰) حدثنا عبد الله بن محمد قال ثنا عثمان بن عمر قال انا یونس عن

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس نے زہری کے واسطے سے بیان

الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال اقیمت الصلوة وعدلت الصفوف قیاما

کیا وہ ابو سلمہ سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ نماز کی تیاری ہو رہی تھی اور صفیں درست کی جا رہی تھیں کہ

فخر ج الينا رسو ل الله ﷺ فلما قا م في مصلا ه ذ كر انه جنب
رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ جب آپ مصلے پر کھڑے ہو چکے تو یاد آیا کہ آپ جنابت کی حالت میں ہیں اس وقت
فقا ل لنا مكا نكم ثم رجع فا غتسل ثم خر ج الينا
آپ نے ہم سے فرمایا اپنی جگہ کھڑے رہو اور آپ واپس چلے گئے پھر آپ نے غسل کیا اور واپس تشریف لائے تو سر سے قطرے
و راسه يقطر فكبر فصلينا معه
ٹپک رہے تھے۔ آپ نے نماز کے لیے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی اس روایت کی متابعت کی ہے عبد
تا بعه عبد الا على عن معمر عن الزهر ى ور و اه الا و زا عى عن الزهر ى
الاعلیٰ نے معمر سے روایت کر کے اور وہ زہری سے اور اوزاعی نے بھی زہری سے اس حدیث کی روایت کی ہے

انظر: ۶۳۹، ۶۴۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

جنبی مسجد سے کس طرح باہر آئے:...... مسجد میں کسی کو یاد آیا کہ وہ جنبی ہے اب نکلنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

احناف کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ تیمم کر کے نکلے۔

امام بخاریؒ:...... احناف پر تعریض کر رہے ہیں کہ ان کا مذہب حدیث کے خلاف ہے اسی لئے یہ باب باندھا۔

جواب ۱:...... حنفیہ "کب فرضیت" کے قائل ہیں طہارت کا تو فائدہ ہی ہے آپ ﷺ کا یہ فعل بیان جواز کے لئے ہے دوسری احادیث کی بنا پر حنفیہ نے کہا کہ مسجد سے نکلنے کے لئے تیمم کرے۔

جواب ۲:...... یہ واقعہ دخول فی المسجد جنبا کے حکم سے پہلے کا ہے۔

ملحدین کا اعتراض :...... ملحدین نے اس کو خوب اچھالا کہ آپ ﷺ کا تو دل بھی جاگتا ہے تو کیسے آپ کو احتلام ہو گیا اور پھر پتہ بھی نہیں چلا؟ اور اگر بیداری میں غسل واجب ہوا تو یاد کیسے نہیں رہا؟

جواب :...... چونکہ آپ ﷺ شارع ہیں امت پر جس قسم کے حالات آنے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تشریع کیلئے آپ ﷺ پر وہی حال طاری فرما دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جیسے تم بھولتے ہو ایسے ہی میں بھی بھولتا ہوں، لیکن ہمارے اور نبی پاک ﷺ کے بھولنے میں فرق ہے آپ ﷺ کا بھولنا تشریع کے لئے ہے اور ہمارا بھولنا غفلت کی بنا پر ہے۔ تو آپ ﷺ نے ایسا اس لئے فرمایا تا کہ کوئی امام شرم کی وجہ سے جنبی ہی نماز نہ پڑھاوے [1]

(۱۹۱)

﴿باب نفض اليدين من غسل الجنابة﴾

غسل جنابت کے بعد ہاتھوں سے پانی جھاڑنا

(۲۷۱) حدثنا عبدان قال اخبرنا ابو حمزة قال سمعت الاعمش عن سالم
ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوحمزہ نے بیان کیا' کہا میں نے اعمش سے سنا انھوں نے سالم بن ابی الجعد سے
بن ابي الجعد عن كريب عن ابن عباسؓ قال قالت ميمونة وضعت للنبي
انھوں نے کریب سے۔ انھوں نے ابن عباسؓ سے۔ آپ نے فرمایا کہ میمونہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے

[1] فلما قام في مصلاه ذكر انه جنب: ...((فان قلت)) اذا كان القول على بابه فيكون واقعا في الصلوة (قلت) ليس كذلك بل كان ذكره انه جنب قبل ان يكبر وقبل ان يدخل في الصلوة كما ثبت في الصحيح (فان قلت) في رواية ابن ماجة قام الى الصلوة وكبر ثم اشار اليهم فمكثوا ثم انطلق فاغتسل وكان رأسه يقطر ماء فصلى بهم فلما انصرف قال اني خرجت اليكم جنبا واني انسيت حتى قمت في الصلوة ، وفي دار قطني من حديث انسؓ دخل في صلوة فكبر وكبرنا معه ثم اشار الى القوم كما انتم وفي رواية لاحمد من حديث عليؓ كان قائما فصلى بهم اذا انصرف وفي رواية لابي داؤد من حديث ابي بكرةؓ دخل في صلوة الفجر فأومابيده ان مكانكم قلت هذا كله لايقاوم الذى في الصحيح وايضا من حديث ابي هريرة هذا ثم رجع فاغتسل فخرج الينا ورأسه يقطر فكبر فلو كان كبر اولا لما كان يكبر ثانيا (ع ج ۳ ص ۲۲۳) (فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۲) (بخاری ج ۱ ص ۴۱)

غسل کا پانی رکھا اور ایک کپڑے سے پردہ کر دیا۔ پہلے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اور انہیں دھویا
شماله فغسل فرجه فضرب بيده الارض فمسحها ثم غسلها فمضمض واستنشق
پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ میں پانی لیا اور شرمگاہ دھوئی پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑا اور دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا
وغسل وجهه وذراعيه ثم صب على رأسه وافاض على جسده ثم تنحى
اور اپنا چہرہ اور اپنے بازو دھوئے۔ پھر اپنے سر پر پانی بہایا اور سارے بدن کا غسل کیا اس کے بعد ایک طرف ہو گئے
فغسل قدميه فناولته ثوبا فلم ياخذه فانطلق و هو ينفض يديه
اور دونوں پاؤں دھوئے اس کے بعد میں نے آپ کو ایک کپڑا دینا چاہا تو آپ نے اسے نہیں لیا اور آپ ﷺ ہاتھوں سے پانی جھاڑنے لگے

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ کی رائے ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض ماء مستعمل کی طہارت ثابت کرنی ہے اس لیے کہ جب نفض کرے گا تو کپڑے وغیرہ پر چھینٹیں پڑیں گی اور اس کا دھونا کہیں منقول نہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کی غرض یہ ہے کہ ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے۔ **لا تنفضوا ايدكم في الوضوء فانها مراوح الشيطان**، تو امام بخاریؒ نے اس روایت پر رد فرمایا [1]

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۹)

(۱۹۲)

﴿باب من بدأ بشق رأسه الایمن فی الغسل﴾

جس نے اپنے سر کے داہنے حصے سے غسل شروع کیا

(۲۷۲)حد ثنا خلّاد بن یحییٰ قال حد ثنا ابراهیم بن نا فع عن الحسن بن مسلم
ہم سے خلاد بن یحیٰی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا حسن بن مسلم سے روایت کر کے
عن صفیة بنت شیبة عن عائشة قالت کنا اذا اصاب احدانا
وہ صفیہ بنت شیبہ سے۔ وہ عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ہم ازواج (مطہراتؓ) میں سے کسی کو
جنابة اخذت بید یها ثلا ثا فوق رأسها ثم تاخذ بیدها علی شقها
اگر جنابت لاحق ہوتی تو وہ پانی ہاتھوں میں لے کر سر پر تین مرتبہ ڈالتیں پھر ہاتھ میں پانی لے کر اپنے داہنے حصے کا
الایمن وبیدها الاخریٰ علی شقها الایسر
غسل کرتیں اور دوسرے ہاتھ سے بائیں حصے کا غسل کرتیں
مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

﴿تحقیق وتشریح﴾

بدایتِ الغسل:......اس میں اختلاف ہے کہ غسل کی ابتداء کہاں سے کی جائے۔اس میں احنافؒ کے اقوال مختلف ہیں،جو تفصیل سے بیان کردے گئے ہیں۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ اس باب سے ظاہر یہ پر رد فرما رہے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک بدایہ بالوضوء واجب ہے۔ تو امام بخاریؒ نے بدایہ بالوضوء نہیں بلکہ بدایة بشق رأسه الایمن فرما کر ان کا رد فرمادیا ہے[1]

(۱۹۳)

باب من اغتسل عريانا وحده في الخلوة ومن تستر والتستر افضل

جس نے خلوت میں تنہا ننگے ہو کر غسل کیا اور جس نے کپڑا باندھ کر کیا اور کپڑا باندھ کر غسل کرنا افضل ہے

وقال بهز عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وسلم الله احق ان يستحيى منه من الناس

بہز نے اپنے والد سے والد نے بہز کے دادا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کے مقابلے میں اللہ زیادہ مستحق ہیں کہ اس سے حیا کی جائے

(۲۷۴) حدثنا اسحق بن نصر قال حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن همام بن منبه عن ابي هريرة

ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا معمر سے انھوں نے ہمام بن منبہ سے وہ ابوہریرہؓ سے

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كانت بنو اسرآئيل يغتسلون عراة ينظر بعضهم الى بعض

انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے ہو کر اس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھا ہوتا

وكان موسى عليه السلام يغتسل وحده فقالوا والله مايمنع موسىٰ ان يغتسل معنا

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل فرماتے اس پر انھوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۹)

الا انه آدر فذهب مرة يغتسل فوضع ثوبه

چیز مانع ہے کہ آپ آماس خصیہ میں مبتلا ہیں ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کے لئے تشریف لے گئے آپ نے کپڑے ایک

علی حجر ففر الحجر بثوبه فجمح موسیٰ فی اثره يقول

پتھر پر رکھ دیے، اتنے میں پتھر کپڑوں سمیت بھاگنے لگا اور موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے

ثوبی حجر ثوبی یا حجر حتی نظرت بنو اسرائیل الی موسیٰ

آپ علیہ السلام کہتے جاتے تھے۔ چھوڑ میرے کپڑے اے پتھر، چھوڑ میرے کپڑے اے پتھر، اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو پوشاک

وقالوا والله ما بموسیٰ من بأس واخذ ثوبه و طفق بالحجر ضربا

کے بغیر دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں اور موسیٰ نے کپڑا پا لیا اور پتھر کو مارنے لگے

قال ابوهريرةؓ والله انه لندب بالحجر ستة او سبعة ضرباً بالحجر

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم البتہ بے شک اس پتھر پر چھ یا سات مار کے نشان تھے

وعن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال بينا ايوب يغتسل عريانا

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے

فخرعليه جراد من ذهب فجعل ايوب يحتثی فی ثوبه فناداه ربه

کہ سونے کی ٹڈیاں آپ پر گرنے لگیں حضرت ایوب انھیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے، اتنے میں ان کے رب نے انھیں آواز دی

یا ايوب الم اكن اغنيتک عما تری قال بلی

اے ایوب! کیا میں نے تمھیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا، جسے تم دیکھ رہے ہو ایوب علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں

و عزتک ولكن لا غنی بی عن بركتک

تیرے غلبہ اور تیری عزت، اور تیری بزرگی کی قسم لیکن آپ کی برکت سے میرے لیے استغناء نہیں ہے

و رواه ابراهیم عن موسٰی بن عقبة عن صفوان عن عطآء بن یسار عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال بینا ایوب یغتسل عریانا

اور اس حدیث کی روایت ابراہیم نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ صفوان سے وہ عطاء بن یسار سے وہ ابو ہریرہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس طرح کرتے ہیں ۔ جب کہ حضرت ایوب علیہ السلام ننگے ہو کر غسل کر رہے تھے

انظر: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹ مطابقة الحدیث للترجمة فی اغتسال موسیٰ علیہ السلام عریانا وحدہ خالیا عن الناس ولکن ھذا مبنی علی شرائع من قبلنا من الانبیاء علیھم الصلوة والسلام

تحقیق و تشریح

غرض الباب: ...... اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ ننگے غسل خلوت میں جائز ہے جیسے غسل خانے میں یا فضاء میں جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔لیکن پردہ افضل ہے۔

اللہ احق ان یستحیی منه من الناس: ...... استدلال اسی جملہ سے ہے کہ اللہ تعالی سے پردہ نہیں ہو سکتا مگر حیاء کی حیثیت یہی ہے۔اس کو اختیار کر لیا جائے البتہ لوگوں سے پردہ واجب ہے۔

ترجمة الباب: ...... کے دو جزء ہیں دوسرا جزء والتستر افضل ہے دوسرے جزء کیلئے استدلال پہلی تعلیق سے ہے اور دوسری روایت سے پہلے جزء کے لئے استدلال ہے اور محل استدلال فوضع ثوبه علی حجر ہے۔

سوال: ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے ثوبی یا حجر کیوں فرمایا؟ یا تو ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے۔اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے کپڑے لینے کے بعد اسے مارا، پتھر کو مارنے کا کیا فائدہ؟ مار تو ذوی العقول کیلئے کارگر ثابت ہوتی ہے، جماد کیلئے نہیں۔

جواب: ...... اس جماد سے ذوی العقول کا سا فعل صادر ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سزا دی [1]

اور دوسرا محل استدلال اسی روایت میں نظرت بنو اسرائیل الی موسی ہے اور تیسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ والی میں محل استدلال یغتسل عریانا ہے۔

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۹)

(۱۹۴)

﴿باب التستر فی الغسل عند الناس﴾

لوگوں کے قریب نہاتے وقت پردہ کرنا

(۲۷۴) حدثنا عبد اللہ بن مسلمة عن مالک عن ابی النضر مولٰی عمر بن

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے روایت کی۔ انھوں نے مالک سے انھوں نے عمر بن عبید اللہ کے مولٰی ابو نضر سے کہ ام ہانی

عبید اللہ ان ابا مرة مولٰی ام ھانیٔ بنت ابی طالب اخبرہ انہ سمع ام ھانیٔ

بنت ابی طالب کے مولٰی ابو مرہ نے انھیں بتایا کہ میں نے ام ہانی بنت ابی طالب سے سنا کہ وہ

بنت ابی طالب تقول ذھبت الی رسول اللہ ﷺ عام الفتح فوجدتہ یغتسل

فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپؐ غسل فرما رہے ہیں

وفاطمة تسترہ فقال من ھذہ فقلت انا ام ھانیٔ

اور فاطمہؓ نے پردہ کر رکھا ہے آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی ہوں

انظر: ۳۵۷، ۳۱۷۱، ۶۱۵۸ ام ھانی (بالنون وبھمزة فی آخرہ وکنیت باسم امھا واسمھا فاختة وقیل عاتکة وقیل فاطمة وقیل ھند وھی اخت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما) کل مرویات: ۴۶

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۷۵) حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا سفیان عن الاعمش

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ انھوں نے اعمش سے وہ

عن سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونة قالت سترت

سالم بن ابی الجعد سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ میں نے جبکہ نبی ﷺ غسل

النبی ﷺ وھو یغتسل من الجنابة فغسل ید یه ثم صب بیمینه علی شماله
جنابت کررہے تھے آپ کا پردہ کیا ہوا تھا تو آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی بہایا اور شرمگاہ
فغسل فرجه وما اصابه ثم مسح بید ہ علی الحائط والارض ثم تو ضأ
دھوئی اور جو کچھ اس میں لگ گیا تھا اسے دھویا پھر ہاتھ کو زمین یا دیوار پر رگڑ کر دھویا۔ پھر نماز کی طرح وضو کیا پاؤں کے
وضوء ہ للصلوٰة غیر رجلیه ثم افاض علی جسده المآء ثم تنحی فغسل
علاوہ پھر پانی اپنے بدن پر بہایا اور اس جگہ سے ہٹ گئے اور دونوں قدموں کو دھویا۔ اس حدیث کی متابعت ابو عوانہ
قدمیه　تابعه　ابو عوانة　و　ابن　فُضیل　فی　الستر
اور ابن فضیل نے ستر کے ذکر کے ساتھ کی ہے (اگر زمین پختہ نہ ہو اور نہاتے وقت مٹی کے ساتھ پانی کے چھینٹے پاؤں پر آتے ہوں تو پاؤں غسل کے بعد دھونے چاہیں لیکن پختہ فرش پر اس کی ضرورت نہیں)
راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

وفاطمة تستره:...... التستر سے مراد نصف اعلیٰ کا تستر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ کپڑے باندھ کر غسل فرماتے تھے۔ وفاطمة تستره سے روایت الباب کے ان ہی الفاظ سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ غسل فرما رہے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں سے تستر کر رہی تھیں۔

(۱۹۵)

﴿باب اذا احتلمت المرأة﴾

جب عورت کو احتلام ہو

(۲۷۶) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ھشام بن عروة عن ابیه
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے مالک نے بیان کیا ہشام بن عروہ کے واسطہ سے وہ اپنے والد سے وہ

عن زينب بنت ابی سلمة عن ام سلمة ام المؤمنين انها قالت جاء ت
زینب بنت ابی سلمہ سے وہ ام المومنین ام سلمہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ام سلیم ابوطلحہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت
ام سليم امرأة ابی طلحة الی رسول الله ﷺ فقالت یارسول الله ﷺ ان الله لا یستحیی من الحق هل علی المرأة من غسل
میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حق سے حیاء نہیں فرماتے۔ کیا عورت پر بھی جب کہ اسے احتلام ہو غسل واجب ہوجاتا
اذاهی احتلمت فقال رسول الله ﷺ نعم اذا رات المآء
ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر پانی (منی) دیکھے

ام سليم: بضم السين المهملة وفتح اللام واختلف في اسمها فقيل سهلة وقيل رميلة الخزرجية النجارية والدة انس بن مالک زوجة ابی طلحة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا اس لئے کہ روایت الباب سے استدلال واضح ہے۔

حدثنا عبد الله بن یوسف:...... اس حدیث کے بیان کرنے میں امام بخاریؒ اور امام مسلم متفق ہیں۔ لیکن روایت ہشامؒ میں ام سلمہؓ ہیں اور روایت زہریؒ میں حضرت عائشہؓ ہیں تفصیلی روایات میں آتا ہے کہ ام سلیمؓ نے جب پوچھا تو ازواج مطہراتؓ نے انکار کیا۔

سوال:...... انکار کرنے والی کون ہے؟ حضرت ام سلمہؓ یا حضرت عائشہؓ ؟

جواب:...... محدثین شراحؒ کے اس بارے میں تین قول ہیں۔

(۱) قاضی عیاضؒ روایت ہشامؒ کو ترجیح دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قصہ حضرت ام سلمہؓ کا ہے نہ کہ حضرت عائشہؓ کا اس سے معلوم ہوا کہ روایت ہشامؒ راجح ہے۔

(۲) علامہ ابن عبدالبرؒ اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ دونوں صحیح ہیں کیونکہ دونوں کا قصہ ہے۔

(۳) امام ابوداؤدؒ نے زہریؒ کی روایت کو ترجیح دی ہے کہ قصہ حضرت عائشہؓ کا ہے راجح مذہب تطبیق والا ہے۔

(۱۹۶)

﴿باب عرق الجنب وان المسلم لا ينجس﴾

جنبی کا پسینہ اور مسلمان نجس نہیں ہوتا

(۲۷۷)حدثنا علي بن عبدالله قال حدثنا يحيىٰ قال حدثنا حميد حدثنا
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حمید نے بیان کیا کہا ہم سے بکر نے ابو رافع
بكرعن ابي رافع عن ابي هريرة ان النبي ﷺ لقيه في بعض طريق المدينة
کے واسطہ سے بیان کیا۔ انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ مدینہ طیبہ کے کسی راستے میں نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات ہوگئی
وهو جنب فانتجست منه فذهبت
اس وقت ابوہریرہ جنابت کی حالت میں تھے، میں نے اپنے آپ کو جنبی خیال کیا اس لیے آہستہ سے نظر بچا کر گھر چلا گیا
فاغتسلت ثم جاء فقال اين كنت يا اباهريرة
تو میں غسل کر کے حاضر خدمت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ اے ابوہریرہ!
قال كنت جنبا فكرهت ان اجالسك وانا على غيرطهارة قال
انھوں نے جواب دیا کہ میں جنابت کی حالت میں تھا اس لئے میں نے آپ کے ساتھ بغیر غسل بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا
سبحان الله ان المؤمن لا ينجس.
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سبحان اللہ مومن ہرگز نجس نہیں ہوسکتا۔

انظر: ۲۸۵

﴿تحقيق وتشريح﴾

مطابقة الحديث لاحدى ترجمتي هذا الباب ظاهرة وهي الترجمة الثانية

ترجمة الباب: ...... کے دو جزء ہیں (۱): ... جنبی کا پسینہ پاک ہے (۲):...... ان المؤمن لا ينجس شراح

محدثینؒ نے دوسرے جزء کی دو توجیہیں کی ہیں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ یہ جملہ اپنے ظاہر پر نہیں ہے کوئی قید ملحوظ ہے (۱):...... **حیث لا یطهر بالغسل** کی قید ہے (۲):...... یا مطلب یہ ہے کہ **لایجوز مخالطته وملا مسته** دوسرا جز صراحۃ ثابت ہے اور پہلا جز استدلالاً۔ استدلال اس طرح کہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ ملے اور ملنے کے وقت مصافحہ کا معمول ہے اور کبھی حالت پسینہ کی ہوتی ہے، اگر ناپاک ہوتا تو مصافحہ جائز نہ ہوتا۔

سوال:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی نبی ﷺ کو ہاتھ لگا سکتا ہے اور مسئلہ ہے کہ جنبی قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگا سکتا حالانکہ نبی ﷺ تو افضل ہیں اس لئے کہ قرآن جو ما بین دفتین ہے وہ مخلوق ہے اور مخلوق میں سب سے افضل آپ ﷺ ہیں۔

اس کے دو جواب ہیں۔

جواب:...... (۱) جنابت ایک ایسی حالت ہے جو نبی ﷺ پر بھی طاری ہو جاتی ہے تو جس حالت میں نبی ﷺ خود مبتلا ہوتے ہوں تو اس حالت میں نبی ﷺ کو ہاتھ لگ جانا بدرجہ اولی جائز ہوگا۔

جواب: (۲) یہ مسئلہ از قبیل حقوق رسول اللہ ﷺ ہے، تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے اپنا یہ حق معاف فرما دیا تھا

(۱۹۷)

باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیره وقال عطآء یحتجم الجنب ویقلم اظفاره ویحلق رأسه وان لم یتوضأ

جنبی باہر نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ جا سکتا ہے اور عطاء نے کہا ہے کہ جنبی پچھنا لگوا سکتا ہے ناخن ترشوا سکتا ہے اور سر منڈوا سکتا ہے اگرچہ وضو بھی نہ کیا ہو

(۲۷۸) حدثنا عبد الاعلی بن حماد قال ثنا یزید بن زریع حدثنا سعید عن

ہم سے عبدالاعلی بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید نے قتادہ سے بیان کیا کہ حضرت انس

قتادة ان انس بن مالک حدثهم ان نبی الله ﷺ کان یطوف علی نسآئه

بن مالکؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنی تمام ازواج مطہراتؓ کے پاس ایک

في الليلة الواحدة وله يومئذ تسع نسوة
ہی رات میں تشریف لے گئے اس وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں
راجع ۲۶۸
(۲۷۹)حد ثنا عيا ش قا ل حدثنا عبد الا علىٰ قال ثنا حميد عن بكر عن ابي
ہم سے عیاش نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا 'کہا ہم سے حمید نے بیان کیا بکر کے واسطہ سے وہ ابو
رافع عن ابي هريرة قال لقيني رسول الله ﷺ واناجنب فاخذ بيدي
رافع سے اور وہ ابوہریرہؓ سے کہا کہ میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی اس وقت میں جنبی تھا۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا
فمشيت معه حتى قعد فا نسللت فا تيت الر حل فا غتسلت ثم جئت وهو
اور میں آپؐ کے ساتھ چلنے لگا آخر آپؐ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے میں کھسک گیا اور اپنے گھر آیا اور غسل کر کے حاضر خدمت ہوا
قاعد فقا ل اين كنت يا ا با هر يرة فقلت له فقال سبحان الله ان المئومن لا ينجس
آپؐ ابھی تک تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اے ابوہریرہؓ! کہاں چلے گئے تھے میں نے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ مومن تو نجس نہیں ہوتا

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله كان يطوف على نساء ه

راجع ۸۳

غیره :......یا تو مجرور ہے ضمیر راجع الی السوق ہے یا یہ مرفوع ہے ضمیر راجع الی المشی ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور کام بھی کرسکتا ہے۔ والراجح هو الاول ۔

حدثنا عبد الاعلیٰ ..كان يطوف على نساء ه في الليلة الواحدة :......یہ محل استدلال ہے ظاہر ہے کہ ایک گھر سے نکلتے اور دوسرے میں داخل ہوتے ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۸)

﴿باب كينونة الجنب في البيت اذا توضأ قبل ان يغتسل﴾

غسل سے پہلے جنبی کا گھر میں ٹھہرنا جبکہ وضو کرلے

(۲۸۰)حدثنا ابو نعيم قال حدثنا هشام و شيبان عن يحيىٰ عن ابي سلمة

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام اور شیبان نے بیان کیا یحییٰ سے وہ ابوسلمہ سے کہا میں نے

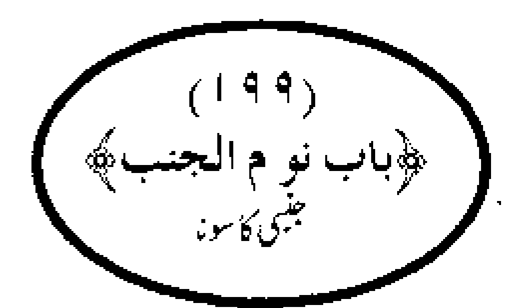
قال سألت عائشة اكان النبي ﷺ يرقد وهو جنب قالت نعم و يتوضأ

حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ جنابت کی حالت میں گھر میں سوتے تھے۔ کہا ہاں لیکن وضو فرمالیتے تھے

انظر ۲۸۸ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

﴿تحقيق و تشريح﴾

غرض الباب :......اس باب سے مقصود رفع تعارض ہے یا شرح حدیث۔ حدیث پاک میں ہے لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب او صورة او جنب. اس دوسری حدیث کا محمل عادت بنالینا ہے یا اتنی تاخیر کرے کہ نماز قضاء کردے



(۱۹۹)

﴿باب نوم الجنب﴾

جنبی کا سونا

(۲۸۱)حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطابؓ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا نافع سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمر بن خطابؓ نے

سأل رسول الله ﷺ ایرقد احدنا وهو جنب قال نعم اذا توضأ
رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم جنابت کی حالت میں سو سکتے ہیں فرمایا ہاں
احدکم فلیرقد وهو جنب.
وضو کر کے جنابت کی حالت میں بھی سو سکتے ہیں۔

انظر ۲۸۹، ۲۹۰

(۲۰۰)

﴿باب الجنب یتوضأ ثم ینام﴾

جنبی وضو کرلے پھر سوئے

(۲۸۲)حد ثنا یحیٰ بن بکیر قال ثنا اللیث عن عبید الله بن ابی جعفر عن محمد بن عبد الرحمن
ہم سے یحیٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے بیان کیا عبیداللہ بن ابی جعفر سے وہ محمد بن عبدالرحمٰن سے وہ
عن عروة عن عائشة قالت کان النبی ﷺ اذا اراد ان ینام وهو جنب
عروہ سے وہ حضرت عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب جنابت کی حالت میں ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے
غسل فرجه وتوضأ للصلوة .
تو شرمگاہ کو دھو لیتے اور نماز کی طرح وضو کرتے
راجع : ۲۸٦
(۲۸۳)حد ثنا موسی بن اسمٰعیل قال ثنا جویریة عن نافع عن عبدالله بن
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا نافع سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے کہا عمرؓ نے

عمر قال استفتى عمر النبى ﷺ اينا م احدنا وهو جنب قال نعم اذا توضأ
نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہم جنابت کی حالت میں سو سکتے ہیں' آپؐ نے فرمایا ہاں۔ لیکن وضو کر کے
مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۸۴)حدثنا عبداللہبن يو سف قال اخبر نا ما لک عن عبد الله بن دينارعن عبد الله بن عمر
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں مالک نے خبر دی عبداللہ بن دینار سے وہ عبداللہ بن عمر سے انھوں نے
انه قال ذكر عمر بن الخطا ب لرسول الله ﷺ انه تصيبه الجنابة من الليل
کہا' حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ رات میں انھیں غسل کی ضرورت ہو جایا کرتی ہے
فقال له رسول الله ﷺ توضأ واغسل ذكرك ثم نم
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کر لیا کرو اور شرمگاہ کو دھو کر سو جایا کرو راجع:۲۸۷

﴿تحقیق و تشریح﴾

انه تصيبه الجنابة من الليل:...... ہ' ضمیر میں اختلاف ہے کہ ابن عمرؓ کی طرف راجع ہے یا عمرؓ کی طرف بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ کی طرف راجع ہے۔ حضرت عمرؓ ابن عمرؓ کیلئے سوال کر رہے ہیں فقال له رسول الله توضأ واغسل ذكرك ثم نم۔ تو آپ ﷺ نے ابن عمرؓ سے یہ فرمایا اور یہی راجح ہے۔

مسئله :...... جنبی کے لئے بدوں وضو اور استنجاء سونا جائز ہے یا نہیں؟

حل:...... آپ ﷺ سے تین قسم کی روایات ہیں۔

(۱) بعد الغسل:...... (۲) بعد الاستنجاء:...... (۳):...... بلا مس ماء

حضرت عائشہؓ سے ترمذی شریف میں روایت ہے کان رسول ﷺ ینام وھو جنب ولا یمس ماءً[۱]

اختلاف :...... اس روایت کے پیش نظر امام ابو یوسفؒ اور سفیان ثوریؒ اور سعید بن مسیبؒ اس کے قائل ہوئے ہیں کہ سو سکتا ہے، یعنی بغیر وضو (بلا مس ماء) سو سکتا ہے۔

[۱](ترمذی ج ۱ ص ۳۲)

جمہورائمہؒ نیز سفیان ثوریؒ، اسحاقؒ اور ابن مبارکؒ کے نزدیک وضو کر کے سونا چاہیے۔

حدیث الباب:......جمہورؒ ائمہ کے خلاف ہے۔

جواب:......(۱) حضور ﷺ نے کبھی بیان جواز کے لئے بلا مس ماء نوم فرمائی۔

جواب:......(۲) لا یمس ماء ای ماء الغسل کیونکہ اکثر روایات میں وضو کر کے سونا آیا ہے۔ حضرت علامہ سید انور شاہ صاحبؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

(۲۰۱)

﴿باب اذا التقی الختانان﴾

جب دونوں ختان ایک دوسرے سے مل جائیں

(۲۸۵) حدثنا معاذ بن فضالة قال ثنا هشام ح وحدثنا ابو نعیم عن هشام عن قتادة
ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا ح اور ہم سے ابونعیم نے بیان کیا ہشام سے وہ قتادہ سے
عن الحسن عن ابی رافع عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال اذا جلس بین شعبها الاربع
وہ حسن سے وہ ابورافع سے وہ ابوہریرہؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چہار زانوں میں بیٹھ گیا اور اس
ثم جهدها فقد وجب الغسل تابعه عمرو عن شعبة وقال موسیٰ
کے ساتھ کوشش کی تو غسل واجب ہو گیا۔ اس حدیث کی متابعت عمر نے شعبہ کے واسطہ سے کی ہے اور موسیٰ نے کہا
حدثنا ابان قال ثنا قتادة قال انا الحسن مثله قال ابوعبدالله
کہ ہم سے ابان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہا ہم سے حسن نے بیان کیا اسی حدیث کی طرح ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا

هذا اجود و اوکد و انما بینا الحدیث الاخر لا ختلا فهم و الغسل احوط
یہ حدیث اس باب کی تمام احادیث میں عمدہ اور بہتر ہے۔ اور ہم نے دوسری حدیث فقہاء کے اختلاف کے پیشِ نظر بیان کی اور غسل میں احتیاط زیادہ ہے
مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ((ثم جهد))

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس باب میں امام بخاریؒ نے مسئلہ اکسال بیان کیا ہے۔

مسئلہ اکسال:...... جب خاوند بیوی کا التقاءِ ختانین ہو جائے اور بدوں انزال علیحدگی ہو جائے تو غسل کے وجوب اور عدمِ وجوب میں ظاہریہ اور جمہورؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

ظاهریه:...... ظاہریہ عدمِ وجوب کے قائل ہیں [۱]

جمهورؒ ائمه:...... وجوب کے قائل ہیں ابتداء میں یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ میں بھی اختلافی رہا ہے [۲] حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ یہ تمام صحابہ عدمِ وجوب غسل کے قائل تھے اور ان سب کا مدار حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت تھی جو یہ ہے **انما الماء من الماء** (مشکوۃ ص ۴۷) **ای استعمال ماء الغسل من خروج ماء منی۔** اور بعض صحابہ کرامؓ وجوب غسل کے قائل تھے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اختلافی باتیں زیادہ نکل چکی تھی ان میں ایک یہ بھی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کو بلایا اور فرمایا اگر تم ہی اختلاف کرو گے تو بعد والوں کا کیا ہوگا؟ کوئی قطعی علم لاؤ۔ مشورہ سے حضرت حفصہؓ کے پاس آدمی بھیجا گیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے کوئی علم نہیں حضرت عائشہؓ سے پوچھو تو حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ غسل واجب ہے اور یہاں تک کہا **فعلنا و اغتسلنا** اور عمدۃ القاری میں یہ واقعہ تفصیل سے ہے۔

حضرت عائشہؓ سے جب اس کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا **اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل فقال عمرؓ لا اسمع برجل فعل ذلک الا اوجعته ضربا** [۳] اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے **انها سئلت عن الرجل یجامع فلا ینزل فقالت فعلته انا و رسول اللہ ﷺ فاغتسلنا** [۴]

---

[۱] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۷) [۲] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۷) [۳] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۶) [۴] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۸)

ترمذی اور طحاوی میں ہے اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل فعلته انا و رسول اللہ ﷺ فاغتسلنا [۱]
اور بعض صحابہ کرامؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت بھی سنائی اذا جلس بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل [۲] حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب میں کسی کو نہ سنوں کہ ایسے عمل کے بعد غسل نہیں کرتا ورنہ تعزیر ہوگی کسی نے نکیر نہیں کی تو تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوگیا اب اختلاف کی گنجائش نہ رہی، ظاہریہ کی باتیں تو جان چھڑانے والی ہیں مسئلہ تو مخفی نہیں رہا، مخفی بات تو مذہب امام بخاریؒ ہے۔

سوال :......امام بخاریؒ کا کیا مذہب ہے؟

جواب :......اس بارے میں تین قول ہیں۔

قول :......(۱) بعض شراحؒ نے کہا کہ امام بخاریؒ نے توقف ظاہر کیا لم یقض فیه شیا صرف اتنی بات کہی الغسل احوط۔ دلیل اس قول کی یہ ہے کہ فریقین کے دلائل نقل کر دیئے اور حکم کوئی نہیں لگایا صرف اتنا کہہ دیا اذا التقی الختان الختان۔

قول :......(۲) امام بخاریؒ ظاہریہ کی تائید کر رہے ہیں اس لئے کہ اذا التقی الختان الختان پر کوئی حکم نہیں لگا رہے اور اس کے بعد ایک باب قائم کر رہے ہیں۔ اس میں امام بخاریؒ ذکر دھونے کا حکم کر رہے ہیں نہ کہ نہانے کا۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ اتنا اہم مجمع علیہ مسئلہ ہو اور امام بخاریؒ کو تردد ہو یا وہ ظاہریہ کی تائید کر رہے ہوں، مذاہب کوئی مخفی نہیں تھے آخر اس زمانے میں مذہب اربعہ واضح تھے

قول :......(۳) امام بخاریؒ کی شان کے موافق جمہورؒ کی تائید ہے تو وہ تائید ہی تو کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اصل حدیث یہی حدیث ہے اذا التقی الختان الختان اور دوسری حدیث جو ذکر کی ہے وہ اختلاف ظاہر کرنے کے لئے ہے پہلے باب کے آخر میں کہا قال ابو عبد اللہ هذا اجود و اوكد وانما بينا الحديث الآخر لاختلافهم والغسل احوط [۳] اور اسی طرح دوسرے باب کے آخر میں بھی کہا قال ابو عبداللہ الغسل احوط وذلك الآخر انما بيناه لا ختلافهم والماء انقى [۴]

اشکال :......امام بخاریؒ کا اگر جمہورؒ والا مذہب تھا تو فقد وجب الغسل کیوں نہ کہہ دیا؟ پھر الغسل اجود

---

[۱] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۸) [۲] (ع ج ۳ ص ۲۴۶) [۳] (بخاری ج اول ص ۴۳) [۴] (ع ج ۳ ص ۲۵۳)

واحوط وغیرہ الفاظ سے بھی عدم وجوب معلوم ہوتا ہے۔

جواب:...... اس کا جواب حضرت انور شاہ صاحبؒ نے دیا کہ ایک وجوب استدلالی ہوتا ہے اور ایک وجوب استحسانی۔

وجوبِ استدلالی:...... وہ ہے کہ جس میں وجوب کے لئے دلائل بلا تعارض قائم ہوں۔

وجوب استحسانی:...... اور وجوبِ استحسانی وہ ہے کہ جس میں دلائل متعارض ہوں لیکن وجوب کو ترجیح دی جائے اسی کو کہہ رہے ہیں الغسل احوط۔ تو وجوبِ استحسانی کا بیان ہے۔ ویسے بھی دونوں بابوں میں پانچ مرتبہ کہا الغسل احوط (دوبار) پھر اجود پھر اوکد پھر انقی کہا۔

بین شعبها الاربع:...... اس کی متعدد تشریحات کی گئیں ہیں۔

(۱):...... دو ہاتھ دو ٹانگیں (۲):...... دو ٹانگیں دو رانیں (۳):...... دو پاؤں دو فرج کے کنارے (۴):...... یا فرج کے چار کنارے۔

ثم جهدها:...... یہ کنایہ ہے دخولِ حشفہ سے۔ قرینہ ایک روایت میں ہے اذا قعد بین شعبها الاربع و الزق الختان الختان فقد وجب الغسل[۱] اس سے معلوم ہوا کہ جہد سے دخولِ حشفہ مراد ہے۔ بعض روایات میں توغابت الحشفة آیا ہے اور حشفہ نہ ہو تو موضع حشفہ مراد ہے اور اس ثم جهد سے روایت الباب کے ساتھ مطابقت ہے۔

(۲۰۲)
﴿باب غسل ما يصيب من فرج المرأة﴾
اس چیز کا دھونا جو عورت کی شرمگاہ سے لگ جائے

(۲۸۶) حدثنا ابو معمر قال ثنا عبد الوارث عن الحسين المعلم قال يحيىٰ واخبرني ابو سلمة
ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا حسین معلم کے واسطہ سے یحییٰ نے کہا مجھ کو ابوسلمہ نے خبر دی
عن عطاء بن يسار اخبره ان زيد بن خالد الجهني اخبره انه سأل عثمان بن عفان
ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا انھیں زید بن خالد جہنی نے بتایا کہ انھوں نے عثمان بن عفانؓ سے سوال کیا کہ اس

[۱] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۷)

فقال ارأیت اذا جامع الرجل امرأته فلم یمن وقال عثمان یتوضأ کما یتوضأ للصلوة

مسئلہ کا حکم تو بتایئے کہ مرد اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا لیکن انزال نہیں ہوا حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ نماز کی طرح وضو کر

ویغسل ذکرہ وقال عثمان سمعته من رسول اللہ ﷺ فسالت عن ذلک

لے اور ذکر کو دھو لے اور عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے میں نے اس کے متعلق علی بن

علی بن ابی طالب والزبیر بن العوام وطلحة بن عبید اللہ وابی بن کعب فامروہ بذالک

ابی طالبؓ، زبیر بن العوامؓ طلحہ بن عبید اللہؓ، ابی بن کعبؓ سے پوچھا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا۔ اور ابوسلمہ نے مجھے بتایا کہ

واخبرنی ابو سلمة ان عروة بن الزبیر اخبرہ ان ابا ایوب اخبرہ

انھیں عروہ بن زبیر نے خبر دی انھیں ابوایوب نے خبر دی

انه سمع ذلک من رسول اللہ ﷺ

کہ انھوں نے یہ حدیث آنحضرت ﷺ سے سنی

راجع: ۱۷۹

(۲۸۷) حدثنا مسدد قال ثنا یحیی عن هشام بن عروة قال اخبرنی ابی قال

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا کہا مجھے خبر دی میرے والد نے کہا مجھے خبر دی

اخبرنی ابوایوب قال اخبرنی ابی بن کعب انه قال یارسول اللہ ﷺ اذا جامع الرجل المرأة فلم ینزل

ابوایوبؓ نے کہا مجھے خبر دی ابی بن کعبؓ نے کہ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ جب مرد عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو (تو کیا حکم ہے)

قال یغسل ما مس المرأة منه ثم یتوضأ و یصلی

آپؐ نے فرمایا عورت سے جو کچھ اسے لگ گیا ہے اسے دھو دے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے

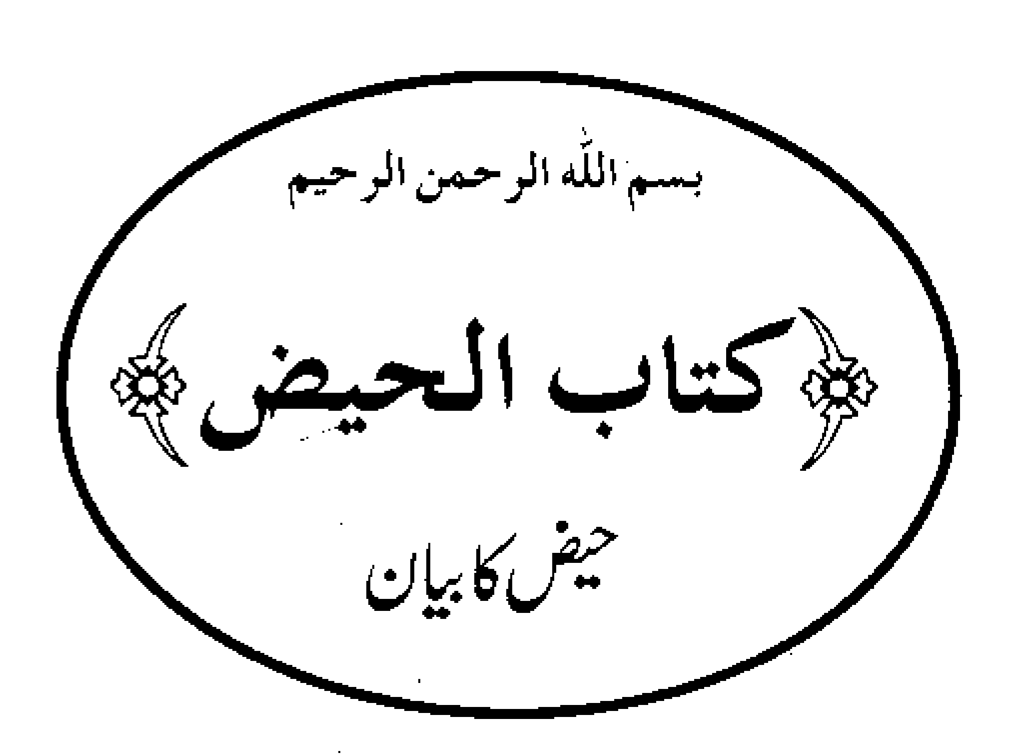
قال ابو عبداللہ الغسل احوط و ذلک الاخر انما بیناہ لاختلافهم

(امام بخاریؒ) ابو عبداللہ نے کہا غسل میں زیادہ احتیاط ہے اور آخری احادیث ہم نے اس لیے بیان کر دیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے

والماء انقی.

اور پانی (غسل) زیادہ پاک کرنے والا ہے۔

ابوایوب الانصاری: اسمه خالد بن زید


بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب الحیض
حیض کا بیان

وقو ل اللہ تعالیٰ وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى
اور خدا وند تعالیٰ کا قول ہے ۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا کہہ دے وہ پلیدی ہے
فَاعْتَزِلُوْا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَاتَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ
سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت اور نہ نزدیک ہو ان کے جب تک پاک نہ ہو ویں ۔
فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو جاؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں
التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.
توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں پلیدی سے بچنے والے ۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

ربط:...... ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل میں غسل کا بیان تھا اب غسل کے بعد موجبات غسل کو بیان فرمارہے ہیں ان موجبات غسل میں سے انقطاع حیض بھی ہے۔

سوال:...... اس کتاب میں نفاس اور استحاضہ کا ذکر بھی ہے تو عنوان میں صرف حیض کی تخصیص کیوں کی؟۔

جواب:...... (۱) یہ دونوں چیزیں حیض کے تابع ہیں تو جب حیض کا ذکر آ گیا تو ان کا ذکر بھی ضمناً آ گیا۔ توابع کا ذکر نہیں کیا کرتے جیسے کہ یہاں کوئی صاحب آئیں تو تین چار اس کے ساتھ کلاشن کوف بردار ہوتے ہیں لیکن کہتے کیا ہیں۔ کہ جی، مولانا حق نواز صاحب آئے ہیں۔ کلاشنکوف بردار محافظوں کا کوئی نام ہی نہیں لیتا یا جیسے کوئی وزیر آئے تو اس کے ساتھ چھوٹے افسر ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ فلاں وزیر صاحب تشریف لائے ہیں۔ چھوٹے افسروں کا کوئی نام ہی نہیں لیتا۔

جواب:...... (۲) نفاس اور استحاضہ درحقیقت حیض ہی ہیں۔ اس لئے مستقل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حیض کا لغوی معنی:...... سیلان (والحیض فی اللغة السیلان یقال حاضت السمرة وهی

شجرة یسیل منها شیء کالدم ویقال الحیض لغة الدم الخارج)

حیض کی اصطلاحی تعریف:.....دم ینفضه رحم امرأة سلیمة عن داء وصغر بدون الولادة۔

نفاس:.....اس میں بدون الولادۃ کی جگہ بالولادۃ کہہ دو تو خون تو وہی ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب علوق ٹھہر جاتا ہے تو تین چلوں تک شکل نہیں بنتی۔ وہی رحم کا خون لوتھڑا، گوشت بننا شروع ہو جاتا ہے۔ اور کچھ خون جمع ہو جاتا ہے۔ تو یہ جمع شدہ خون پھر اس کی خوراک بنتا ہے۔ پہلے چلے میں علقہ دوسرے میں مضغہ غیر مخلقہ اور تیسرے میں مضغہ مخلقہ تو چار مہینے جب خون جمع ہوتا رہا اب جب حمل نکلا تو وہ خون بھی نکلنا شروع ہو گیا۔ ناف کے ساتھ ایک نار ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے سے اس کو غذا پہنچتی ہے نکلا باپ کی میانی سے داخل ہوا ماں کی میانی میں کھایا حیض کا خون پھر نکلا ماں کی میانی سے۔ اور پھر تکبر کرتا ہے اب استحاضہ کو الگ کیسے کریں مولویوں کی مجلس ہے اور علماء تو اس کو جانتے ہیں۔ اختصاراً عرض کر دیتا ہوں۔

استحاضہ کی تعریف دم ینفضه عرق رحم امرأة زاد علی مدة الحیض اونقص من مدة الحیض اومن مدة الحمل ۔[۲] استحاضہ باب استفعال سے ہے اس کا خاصہ کثرت کا ہوتا ہے اور تبدیل ماخذ کا بھی۔

سوال:..... استحاضہ کو استحاضہ کیوں کہا؟۔

جواب:.....اس لئے کہ جب حیض کثیر ہو جائے تو استحاضہ ہے یا تبدیل ماخذ۔ کہ بگڑا ہوا حیض ہے جب حیض بگڑ جائے تو اس کو استحاضہ کہتے ہیں لیکن چونکہ کثرت آ گئی یا تبدیلی آ گئی تو احکام میں بھی تبدیلی آ گئی اس لحاظ سے مستقل باب قائم نہیں کیا۔

قول الله تعالیٰ وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ:.....

سوال:..... یہ آیت استدلالاً ذکر کی یا استبراکاً؟

---

[۱] ج ۳ ص ۵۳ ۲) ج (الاستحاضة جریان الدم فی غیر اوانه ج ۳ ص ۲۵۴)

جواب :......استبرا کا کی نفی تو نہیں ہوسکتی کہ برکت تو یقیناً ہوگی لیکن یہاں استدلالاً ذکر کیا۔ کہ حیض کے اکثر مسائل اسی آیت سے ثابت ہوتے ہیں۔

مسئلہ اولی :......فاعتزلوا النساء۔ ایک اعتزال یہود ونصاری کا تھا۔ اور ایک اعتزال اسلام والا ہے اسلام میں اعتزال کا حکم تو ہے لیکن جاہلیت والا نہیں۔ بلکہ اس کا مصداق یہ ہے کہ ہم بستری نہ کرو بلکہ دلائل کے پیش نظر اختلاف ہوا ہے۔ کسی نے کہا کہ مطلقاً منع ہے۔ کسی نے کہا ماتحت الازار منع ہے امام بخاریؒ اعتزال النساء سے ان تمام کے استثنائی ابواب ذکر کریں گے۔ اسلام نے عورت کو کتنا بڑا اعزاز بخشا لیکن لوگ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو ذلیل کیا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ منکر کو معروف کہیں گے اور معروف کو منکر۔ اور عورت کو پتہ ہی نہیں کہ عزت کس میں ہے۔ عورت کی پردہ میں رہنے میں جو عزت ہے وہ بے پردگی میں نہیں ہے عورت تو اپنے گھر کی ملکہ ہے لیکن یہ چاہتے ہیں کہ عورت خادمہ بن جائے باہر جا کر محنت، مشقت کرے۔

واقعہ:......ایک بار تبلیغی جماعت بیرون ملک گئی۔ زبان تو نہیں جانتے تھے عورت ہاتھ پکڑ کر دستخط کرواتی تو جب جماعت والوں کا ہاتھ پکڑنے لگی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اسلام میں یہ جائز نہیں ہے اس نے حیرانگی سے پوچھا کہ تمہارے ہاں عورتیں دفتروں میں کام نہیں کرتیں تو انہوں نے کہا نہیں۔ ہمارے ہاں صرف مرد دفتروں میں کام کرتے ہیں اس نے کہا پھر تمہارے ہاں تو عورت بادشاہ ہے دیکھو میں ادھر ملازمت کرتی ہوں اور میرا خاوند مجھ سے تین سو میل دور ملازمت کرتا ہے میرا خرچ بھی برداشت نہیں کرتا ہفتہ دو ہفتہ کے بعد جا کر ملاقات ہوتی ہے۔

مسئلہ ثانیہ:......وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ الآیۃ۔ قربان سے مراد یہاں وطی ہے یا استمتاع من تحت الازار۔

قربان بعد الطهارت:..... میں تفصیل ہے اگر طہارت اکثر مدت حیض گزر جانے کے بعد حاصل ہوئی ہو تو بدوں غسل وطی جائز ہے اور اگر اکثر مدت حیض نہیں گزری تو غسل کرنے کے بعد جائز ہے یا اتنا وقت گزر جائے کہ غسل کرکے تکبیر تحریمہ کہہ سکے۔

حاصل:...... یہ ہے کہ حیض اکثر مدت حیض گزرنے سے پہلے ختم ہوگیا تو غسل وجوبی ہے ورنہ استحبابی ہے۔

استحباب میں تو اختلاف نہیں۔ اختلاف وجوب میں ہے کہ قربان کے لئے غسل واجب ہے یا نہیں؟ اوپر والی تفسیر قربان امام صاحبؒ سے منقول ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (الآیۃ پ۲)۔ اس کے بعد فرمایا فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ الخ۔ تطہرن مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس پر عمل نہانے سے ہوگا اس لئے بدوں غسل وطی جائز نہیں یہ جب ہے کہ اقل مدت میں حیض ختم ہوا ہو۔ لیکن اگر اکثر من مدۃ الحیض میں ختم ہوا ہو تو بدوں غسل کے بھی طہارت بالمبالغہ حاصل ہو جاتی ہے اس لئے اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے۔ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔ اس سے وطی فی الدبر کی نفی ہوگئی۔ کیونکہ امر اللہ وطی فی القبل کا ہے۔

(۲۰۳)
باب کیف کان بدأالحیض
حیض کی ابتداء کس طرح ہوئی

وقول النبی ﷺ هذا شیء کتب الله علی بنات ادم وقال بعضهم کان اول ما
اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے بعض اہل علم
ارسل الحیض علی بنی اسرآئیل قال ابوعبدا لله وحدیث النبی ﷺ اکثر
نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل میں آیا۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی حدیث تمام عورتوں کو شامل ہے
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۹۸) حد ثنا علی بن عبد الله ثنا سفین قال سمعت عبد الر حمن بن القاسم
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا میں نے عبدالرحمن بن قاسم سے سنا کہا میں نے
قال سمعت القاسم یقول سمعت عائشة تقول خرجنالا نری الا الحج
قاسم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے عائشہؓ سے سنا آپ فرماتی تھیں کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے جب ہم مقام سرف میں

فلما کنا بسرف حضت فدخل عَلَيَّ رسول الله ﷺ وانا ابکی فقال ما
پہنچے تو میں حائضہ ہوگئی۔ اس بات پر میں رورہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں
لک انفست قلت نعم قال ان هذا امر کتبه الله علی بنات ادم
کیا ہوگیا، کیا حائضہ ہوگئی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے
فاقضي ما يقضي الحآج غير ان لا تطوفي بالبيت قالت
اس لیے تم بھی حج کے افعال پورے کرلو۔ البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا
وضحی رسول الله ﷺ عن نسآئه بالبقر
کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہراتؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی
مطابقة الحديث للترجمة في قوله ان هذا امر کتبه الله علی بنات ادم
انظر: ۳۰۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۹، ۳۲۸، ۱۵۱۶، ۱۵۱۸، ۱۵۵۶، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۶۳۸، ۱۶۵۰، ۱۷۰۹، ۱۷۰۲، ۱۷۳۳، ۱۷۵۷، ۱۷۶۲، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۲۹۵۲، ۲۹۸۴، ۴۳۹۵، ۴۴۰۱، ۴۴۰۸، ۵۳۲۹، ۵۵۴۸، ۵۵۵۹، ۶۱۵۷، ۷۲۲۹،

﴿تحقیق وتشریح﴾

کیف کان: ......کیف کان سے شروع کیا جانے والا یہ تیسرا باب ہے۔ امام بخاریؒ کیف کان سے اصالۃً تیس (۳۰) باب منعقد فرماتے ہیں۔ بیس جلد اول میں اور دس جلد ثانی میں۔[1]

غرض امام بخاریؒ: ......ابتداءِ حیض کے بارے میں امام بخاریؒ ایک اختلافی مسئلہ میں فیصلہ دینا چاہتے ہیں۔ اختلاف یہ ہے کہ حیض کب شروع ہوا ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی بیوی (جو ایک لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹی ہیں کیونکہ مشہور روایات کی بنا پر آپ کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں) حواءؑ سے شروع ہوا دوسری روایت[2] ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ سے ہے کہ اول ما ارسل الحیض علی بنی اسرائیل۔

[1] تقریر بخاری ج ۳ ص ۹۴)

قال ابو عبداللہ الخ: سے امام بخاریؒ نے فیصلہ دیا کہ حدیث النبی اکثر ای اکثر شمولا یعنی بنی اسرائیل کی عورتوں اور اس سے پہلی عورتوں کو بھی شامل ہے اس لئے اس حدیث کو ترجیح ہوگی اور بعض روایتوں میں اکبر کا لفظ ہے کہ حدیث نبی ﷺ قول صحابیؓ سے زیادہ عظمت والی ہے امام بخاریؒ نے ترجیح کا طریق اختیار کیا اور بعض نے تطبیق کا۔

تطبیق:...... ابتداء تو حضرت حواءؓ سے ہوئی لیکن بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے کثرت بنی اسرائیل کی عورتوں پر ہوئی[1]

خلاصہ

سوال:...... حیض کی ابتدا کب ہوئی؟

جواب:......قول النبی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حواءؓ سے ابتداء ہوئی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے اس کی ابتدا ہوئی۔

تعارض:......قول نبیؐ اور قول صحابیؓ بظاہر متعارض ہو گئے؟ رفع تعارض کی صورت کیا ہے؟

رفع تعارض:......ابتداء حضرت حواءؓ سے ہے اور شدت بنی اسرائیل کی عورتوں کی شرارت کی وجہ سے بنو اسرائیل کے زمانے میں ہوئی۔

سوال:......حدیث النبی ﷺ اکثر ہے یا اکبر؟ کس طرح پڑھنا چاہیے؟

جواب:......دونوں روایتیں ہیں۔اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث النبی ﷺ اکبر قوۃ و اکثر طاقۃ یا یہ مطلب ہے کہ حدیث النبی ﷺ اکثر شمولا و اکبر قوۃ ہے۔

مدت الحیض

سوال:......مدت حیض کتنی ہے؟

جواب:......اس کے بارے میں شارع علیہ السلام سے کوئی تحدید مروی نہیں ہے کہ اقل کیا ہے؟ اکثر کیا ہے؟ اس

[1] (لامع الدراری ج ا ص ۱۱۵)

لئے کہ یہ کسی تقدیر میں آ ہی نہیں سکتی عمروں کے اختلاف کی وجہ سے ،علاقوں کے اختلاف کی وجہ سے غذاؤں کے اختلاف کی وجہ سے صحت و مرض کے لحاظ سے کثرت خون اور قلت خون کے لحاظ سے مدت مختلف ہو سکتی ہے۔ کسی عورت کو دنوں کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔

سوال:...... جب شارع ﷺ کی طرف سے کوئی تحدید نہیں ہے (یعنی حیض کی مدت کی تحدید نہیں کی) تو آئمہ مجتہدینؒ نے کہاں سے تحدید قائم کر لی؟

جواب:...... ائمہ مجتہدینؒ نے تقریبی طور پر سہولت کے لئے تحدید بیان کی۔

مدت حیض میں اختلاف

امام مالکؒ:...... فرماتے ہیں اقل مدت حیض کوئی نہیں ولو ساعۃ ۔اور اکثر مدت حیض سترہ یا اٹھارہ دن ہے[1]

امام شافعیؒ:...... کے نزدیک اقل مدت ایک دن ایک رات ہے اور اکثر مدت پندرہ دن ہے[2]

امام احمدؒ:...... کے نزدیک اقل مدت ایک دن ایک رات ہے اور اکثر مدت سترہ یا اٹھارہ دن ۔تو اقل میں امام شافعیؒ کے ساتھ ہیں اور اکثر مدت میں امام مالکؒ کے ساتھ ہیں۔

احناف:...... کے نزدیک اقل مدت تین دن اور اکثر مدت دس دن ہے۔

دلائل احنافؒ:......

دلیل اول:......ایک روایت آپ نے پڑھی ہے جس میں ہے کہ عورتوں نے کہا **مانقصان دیننا یا رسول اللہ قال ونقصان دینکن الحیضۃ فتمکث احدیکن الثلاث والاربع لا تصلی**[3]

دلیل ثانی:......استحاضہ کے باب میں ہے **ولتنظر عدد اللیالی والایام التی کانت تحیض**[4] ایام جمع قلت ہے اور جمع قلت کم از کم تین کا عدد ہے اور لیالی جمع کثرت ہے اور اسکا کم از کم عدد دس ہے اس سے معلوم ہوا کہ اقل مدت حیض تین دن ہے اور اکثر دس دن ہے۔

دلیل ثالث:......طبرانی میں ابو اسامہؓ باہلی کی روایت ہے **اقل مدۃ الحیض ثلاثۃ ایام واکثرھا عشرۃ**

---

[1] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۰۸) [2] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۰۹، عنایہ ج ۱ ص ۱۱۱) [3] (ترمذی ج ۲ ص ۸۹) [4] (ابوداؤد ص ۴۱)

ایام۔امام طحاویؒ اور دارقطنیؒ نے کثیر آثار نقل فرمائے ہیں تقریباً اجماع ثابت کر دیا یہ چونکہ مدرک بالعقل نہیں ہیں اس لئے یہ مرفوع کے حکم میں ہیں۔تو اب اٹکل سے اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں لائی جاسکتی۔

دلیل رابع:......ما روی الدارقطنی عن ابی امامۃ قال النبی ﷺ اقل الحیض للجاریۃ البکر والثیب الثلاث واکثر مایکون عشرۃ ایام فاذازادفھی مستحاضۃ [۱]

دلائل امام شافعیؒ:......

دلیل اول:......امام شافعیؒ کی دلیل یہ روایت ہے کہ تقعد احداھن شطر عمرھا لاتقوم ولاتصلی. شوافع کہتے ہیں کہ شطر سے مراد یہ ہے کہ عورت نصف عمر صوم وصلوۃ کے بغیر گزارے گی اگر ہر ماہ پندرہ دن حیض شمار کیا جائے تو نصف عمر قعود ہوگا اس لئے اکثر مدت حیض پندرہ دن ہیں۔

جواب ا:......اس حدیث کے متعلق بیہقیؒ نے کہا انہ لایجدہ اور ابن الجوزیؒ نے کہا فی التحقیق ھذالایعرف.

جواب ۲:......عورت کو زمانہ صغر ومدت حمل اور زمانہ یاس کے اندر تو حیض ہی نہیں آتا تو اس کی عمر کے ہر ماہ سے نصف ساقط نہیں ہوا اب نصف عمر قعود کیسے لازم آئے گالھذا اس حدیث میں شطر سے مراد نصف عمر نہیں بلکہ مقارب للشطر مراد ہے۔جو اکثر الحیض عشرۃ ایام لینے سے بھی حاصل ہوتا ہے [۲]

دلیل ثانی:......امام شافعیؒ یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ اگر عورت حائضہ نہ ہو تو شریعت میں اس کی عدت تین ماہ ہیں نصف ماہ بالاتفاق طہر ہے لہذا بقیہ پندرہ دن حیض میں شمار ہوں گے۔

جواب:......یہ قیاس بمقابلہ احادیث صریحہ وآثار حجت نہیں۔

مدت نفاس:......اقل مدت کی کوئی تعیین نہیں ہے ولو ساعۃ۔اکثر مدت چالیس دن ہے کیونکہ یہ نفاس وہی خون حیض ہی ہے جو حاملہ ہونیکی صورت میں رک جاتا ہے چالیس دن کے بعد چونکہ خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے ہڈیاں شکل وجسم وغیرہ بنتا ہے۔پھر وہی خون اس بچہ کی خوراک بننے لگ جاتا ہے تو چار ماہ خون رکا اور اکثر مدت حیض دس دن ہے ہر ماہ سے جب دس دن ہوئے تو چالیس دن ہو گئے لہذا اکثر مدت نفاس بھی چالیس دن ہوئے۔

---

[۱] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۰۹)(فتح الملہم ج ۱ ص ۱۱۳) [۲] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۰۹)(فتح القدیر والعنایہ ج ۱ ص ۱۱۲)

اکثر مدت نفاس میں اختلاف

امام اعظمؒ :......امام اعظمؒ کے نزدیک چالیس دن ہے۔

امام شافعیؒ اور امام مالکؒ :......کے نزدیک اکثر مدت نفاس ساٹھ دن ہیں[1]

اقل مدت نفاس میں اختلاف

زید بن علیؒ:......کے نزدیک پندرہ دن ہیں۔

امام ثوریؒ :......کے نزدیک تین دن ہے۔

جمہور ائمہؒ:......کے نزدیک اقل مدت نفاس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔

لا نری الاالحج:......

سوال :......اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے احرام صرف حج ہی کا باندھا تھا؟

جواب :......اس سے قران کی نفی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حج کے موسم میں مکہ کی طرف جانے والا چاہے حج کے لئے جارہا ہو یا حج وعمرہ دونوں کے لئے وہ یہی کہتا ہے کہ حج کے لئے جارہا ہوں اس سے عمرہ کی نفی نہیں ہوتی یہ حصر اضافی ہے

کنابسرف:...... مکہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے **وضحیٰ رسول الله ﷺ عن نسائه بالبقر :**......

اشکال :......ازواج مطہراتؓ تو نو (۹) تھیں اور گائے ایک۔ تو ایک گائے سے نو کی طرف سے قربانی کیسے ہوگئی؟

جواب ۱ :...... یہ بیان جنس ہے نہ کہ بیان عدد یعنی گائیوں کی قربانی کی۔

جواب ۲ :......ایک گائے کی قربانی جمیع نساء کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی حدیث میں جمیع کا لفظ ہے ہوسکتا ہے کہ بعض کی طرف سے گائے ہو اور بعض کی طرف سے کچھ اور [2]

جواب ۳:......تو عجب کے لئے نفلی قربانی کی تھی۔

---

[1] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۱۰) [2] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۷۵)

(۲۰۴)

﴿باب غسل الحآئض رأس زوجها و ترجیله﴾

حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا اور اس میں کنگھا کرنا

(۲۸۹) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ھشام بن عروۃ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں خبر دی مالک نے ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے کہ
عن ابیه عن عآئشة قالت کنت ارجل رأس رسول الله ﷺ وانا حآئض
آپؓ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو حائضہ ہونے کی حالت میں بھی کنگھا کرتی تھی
انظر: ۲۹۶، ۳۰۱، ۲۰۲۸، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۴۶، ۵۹۲۵ مطابقة الحدیث للترجمة فی ترجیل رأس رسول الله ﷺ واما امر الغسل فلا مطابقة له وقال بعضهم الحق به الغسل قیاسا او اشارة الی الطریق الآتیة فی باب مباشرة الحائض فانه صریح فی ذلک (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۵۸)
(۲۹۰) حدثنا ابراھیم بن موسیٰ قال اخبرنا ھشام بن یوسف ان ابن جریج اخبرھم
ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ ابن جریج نے انھیں اطلاع دی کہا
قال اخبرنی ھشام بن عروة عن عروة انه سئل اتخدمنی الحآئض او
مجھے ہشام بن عروہ نے عروہ کے واسطہ سے بتایا کہ ان سے کسی نے سوال کیا۔ کیا حائضہ میری خدمت کر سکتی ہے یا
تدنو منی المرأة وھی جنب فقال عروة کل ذلک عَلَیَّ ھَیِّن
ناپاکی کی حالت میں عورت مجھ سے قریب ہو سکتی ہے۔ عروہ نے فرمایا میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس
وکل ذلک تخدمنی ولیس علی احد فی ذلک بأس اخبرتنی عائشة انھا
طرح کی عورتیں میری بھی خدمت کرتی ہیں اور اس میں کسی کے لیے بھی کوئی حرج نہیں۔ مجھے عائشہؓ نے بتایا کہ وہ
کانت ترجل رسول الله ﷺ وھی حائض و رسول الله ﷺ حینئذ مجاور فی المسجد یدنی لھا رأسه وھی
رسول اللہ ﷺ کو حائضہ ہونے کی حالت میں کنگھا کیا کرتی تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے

فی حجر تها فترجله وهی حائض

آپؐ اپنا سر مبارک قریب کردیتے اور حضرت عائشہؓ حائضہ ہونے کے باوجود اپنے حجرہ ہی سے کنگھا کردیتیں

راجع: ۲۹۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

یہ فاعتزلوا النساء سے پہلا استثنائی باب ہے۔ کہ حائضہ عورت خاوند کا سر دھوسکتی ہے اور کنگھی کرسکتی ہے تو امر اعتزال عموم پر محمول نہیں۔

سوال :......روایۃ الباب میں صرف ترجیل کا ذکر ہے غسل الراس کا ذکر نہیں تو روایت الباب ترجمۃ الباب کے مطابق نہ ہوئی؟

جواب:......امام بخاریؒ نے اسے قیاساً ثابت فرمادیا یا شراح بخاریؒ فرماتے ہیں عموماً ترجیل سے پہلے غسل راس بھی ہوا کرتا ہے [۱]

مجاور فی المسجد :......

سوال :...... معتکف تو مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ عورت تو مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی؟۔

جواب:......آپ ﷺ سر مبارک حجرے کی طرف باہر نکال لیتے تھے۔ تو حضرت عائشہؓ باہر بیٹھے بیٹھے ترجیل کرتیں نہ کہ مسجد میں داخل ہوکر۔

سوال:......معتکف کا نکلنا تو درست نہیں ہے تو آپ ﷺ سر کیوں نکالتے تھے؟۔

جواب:......خروج ودخول معروف چیزیں ہیں اعضاء کے نکالنے اور داخل کرنے کو معتکف کا خروج ودخول نہیں کہتے۔

[۱] (تقریر بخاری ج ۱ ص ۹۵)

(۲۰۵)

باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض وكان ابو وائل يرسل خادمه وهي حائض الى ابي رزين فتاتيه بالمصحف فتمسكه بعلاقته

مرد کا اپنی بیوی کی گود میں حائضہ ہونے کے باوجود قرآن پڑھنا ابووائل اپنی خادمہ کو حیض کی حالت میں ابورزین کے پاس بھیجتے تھے اور خادمہ قرآن مجید ان کے یہاں سے جزدان میں لپٹا ہوا اپنے ہاتھ سے پکڑ کر لاتی تھی

(۲۹۱)حدثنا ابو نعيم الفضل بن دكين سمع زهيرا عن منصور بن صفية ان
ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا۔ انھوں نے زہیر سے سنا۔ وہ منصور بن صفیہ سے کہ ان کی ماں نے ان سے
امه حدثته ان عائشة حدثتها ان النبي ﷺ كان يتكي في حجري وانا
بیان کیا کہ عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ میری گود میں سر مبارک رکھ کر قرآن مجید پڑھتے تھے حالانکہ میں اس
حائض ثم يقرأ القران
وقت حائضہ ہوتی تھی۔

انظر: ۷۵۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

وكان ابو وائل يرسل خادمه: ...... یہاں مراد خادمہ ہے کیونکہ خادم کا لفظ مذکر و مؤنث کو عام ہے۔

بعلاقته: ...... اس کا معنی دھاگا، پرتلا۔

سوال: ...... اس اثر کا ربط کیا ہے؟

جواب:...... امام بخاریؒ اس اثر کو لا کر استدلال فرمانا چاہتے ہیں کہ قرآن پاک غلاف کے اندر ہو تو عورت کے لئے اس کے علاقہ (جزدان) کو ہاتھ لگانا جائز ہے تو ایسے سمجھ لینا چاہیے کہ مصحف (قرآن پاک) کو غلاف کے ساتھ اٹھانا جائز ہے تو وہ مرد جس کے سینے میں قرآن پاک ہے اس کا جسم اس کے غلاف کی مانند ہے تو یہ عورت کو اور عورت اسکو چھوسکتی ہے اور وہ حائضہ عورت کی گود میں قرآن پاک پڑھ سکتا ہے۔

سوال:...... جزدان کے ساتھ حائضہ قرآن پاک اٹھاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:...... حنفیہؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک اٹھاسکتی ہے۔ جبکہ مالکیہؒ اور شافعیہؒ کے نزدیک نہیں اٹھاسکتی۔ امام بخاریؒ نے اس مسئلہ میں احنافؒ کی تائید فرمائی ہے [1]

اس پر چند واقعات قرآن پاک کی مناسبت سے تحریر کئے جاتے ہیں ان شاء اللہ مفید ہونگے۔

واقعہ ۱:...... ایک شخص ابن سیرینؒ کے پاس آیا کہ میں نے خواب میں دیکھا قرآن پر پیشاب کرر ہاہوں تو فرمایا کہ یہ پریشانی کی بات نہیں تیرا حافظہ سے نکاح ہوگا۔

واقعہ ۲:...... ملکہ زبیدہؒ نے خواب میں دیکھا کہ بہت سارے لوگ اس سے زنا کرر ہے ہیں اس نے باندی سے کہا کہ ابن سیرینؒ کے پاس جاؤ اور اس خواب کی تعبیر پوچھو مگر خواب کی نسبت اپنی طرف کرنا۔ وہ گئی اس نے اپنی طرف خواب کی نسبت کرتے ہوئے تعبیر چاہی۔ تو ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ یہ تیرا خواب نہیں ہے پہلے بتاؤ کہ خواب دیکھنے والی کون ہے؟ پھر تعبیر دوں گا ملکہ زبیدہؒ نے سوچا کہ رسوائی جو ہونی ہے وہ تو ہوگی دل کی تسلی ہونی چاہیے۔

بلبلا مژدہ بہار بیار...... خبر بد بہوم بگزار

باندی نے بتلا دیا کہ فلاں صاحبہ نے دیکھا ہے تو ابن سیرینؒ نے کہا کہ ہاں وہ ہوسکتی ہے جا کر اسے بتلا کہ وہ ایسا کام کرے گی جس کا بہت سارے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا پھر ملکہ زبیدہؒ نے نہر کھدوائی جس سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے اور اب تک ہورہے ہیں۔

واقعہ ۳:...... میرے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنی بیوی کو ذبح کرر ہاہوں۔ میں نے اس کو تعبیر دی کہ تیری بیوی بہت فرمانبردار ہے تو اس سے زیادہ کام لیتا ہے یعنی اس کے جذبات کو ذبح کرتا ہے اس

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۹۵)

نے تسلیم کیا کہ واقعتا میری بیوی بہت زیادہ فرمانبردار ہے اور میں اس سے اسکی استطاعت سے زیادہ کام لیتا ہوں۔

واقعہ۴:...... ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک کاغذ پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے اور میں اس پر پیشاب کرتا ہوا جا رہا ہوں اور وہ شخص تبلیغ میں لگا ہوا تھا میں نے اسے بتلایا کہ تم بہت زیادہ لوگوں کو کلمہ سکھلاؤ گے۔

(۲۰۶)

﴿باب من سمى النفاس حيضا﴾

جس نے نفاس کا نام حیض رکھا

(۲۹۲)حدثنا المكي بن ابراهيم قال حدثنا هشام عن يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة
ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام نے یحیٰی بن ابی کثیر کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابوسلمہ سے کہ زینب
ان زينب بنت ام سلمة حدثته ان ام سلمة حدثتها قالت بينا انا مع النبي ﷺ مضطجعة في خميصة
بنت ام سلمہ نے ان سے بیان کیا اور ان سے ام سلمہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی اتنے
اذ حضت فانسللت فاخذت ثياب حيضتي
میں مجھے حیض آ گیا۔ اس لیے میں آہستہ سے باہر نکل آئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے۔ آں حضور ﷺ نے
فقال انفست قلت نعم فدعاني فاضطجعت معه في الخميلة
پوچھا کیا تمھیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر مجھے آپؐ نے بلا لیا اور میں چادر میں آپؐ کے ساتھ لیٹ گئی

انظر: ۳۲۲،۳۲۳،۱۹۲۹

ام سلمةؓ ام المؤمنين: اسمها هند بنت ابي امية

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب:...... امام بخاریؒ کی غرض اس بات کو بیان کرنا ہے کہ نفاس اور حیض مادہ اور احکام کے لحاظ سے

ایک ہی ہیں اس لئے ان کا ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا ہے ۔[1]

خمیصة: گدڑی کو کہتے ہیں یعنی وہ چادر جس میں پیوند لگے ہوئے ہوں اس کے مقابلہ میں خمیلہ ہے۔

خمیله: کا معنی ہد بہ دار یعنی جھالروں والی چادر۔ **خمیصه:** خاص ہے اور خمیلہ عام ہے۔

فاخذت ثیاب حیضتی: ...... اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہراتؓ حیض کے لئے علیحدہ کپڑے رکھتی تھیں ۔[2]

قال انفست: ...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ **الفست بمعنی حضت۔**

سوال: ...... ترجمة الباب تو ثابت نہیں ہوا کیونکہ مقصد ترجمہ یہ ہے کہ نفاس کا نام حیض رکھا اور روایت الباب سے اس کے الٹ معلوم ہوتا ہے کہ حیض کا نام نفاس رکھا۔

جواب ۱: ...... معلوم ہوتا ہے کہ ترجمة الباب میں قلب ہو گیا اصل عبارت یوں ہونی چاہیے تھی **من سمی الحیض نفاسا۔**

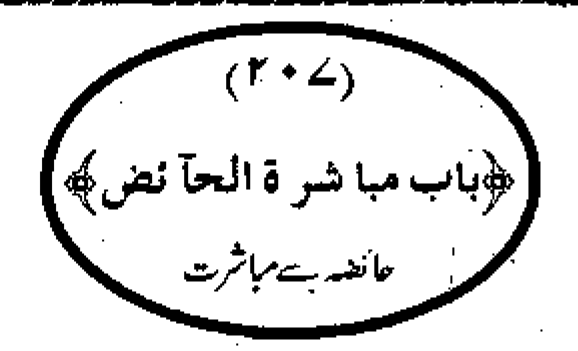
جواب۲: ...... **سمی** بمعنی اطلق کے ہے یعنی جس نے حیض پر نفاس کا لفظ بولا اور روایت الباب میں ایسے ہی ہے۔

جواب۳: ...... غرض امام بخاریؒ صرف لغوی تشریح نہیں ہے کہ ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا ہے بلکہ مقصد **تلازم فی الاحکام** بتلانا ہے کہ احکام دونوں کے ایک ہیں ترجمہ میں کہا کہ نفاس کو حیض کہا جا سکتا ہے اور روایت سے معلوم ہوا کہ حیض کو نفاس کہا جا سکتا ہے ۔[3]

جواب۴: ...... استدلال بالتعاکس ہے یعنی عکس سے استدلال کیا گیا **کل حائض ذات نفاس** اس کا عکس ہے **کل ذات نفاس حائض۔**

---

[1] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۶۷، لامع الدراری ج ۱ ص ۱۱۷) [2] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۷۷) [3] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۲۸، فیض الباری ج ۱ ص ۳۷۶)



(۲۹۳)حدثنا قبیصة قال حدثنا سفیٰن عن منصور عن ابراھیم عن الاسود
ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا وہ منصور سے وہ ابراہیم سے وہ اسود سے وہ عائشہؓ سے کہ
عن عائشةؓ قالت کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من انآء واحد وکلانا جنب
آپ نے فرمایا میں اور نبی ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور دونوں جنبی ہوتے تھے
وکان یأمرنی فاتزر فیباشرنی وانا حآئض وکان یخرج رأسه
اور آپؐ مجھے حکم فرماتے تو میں ازار باندھ لیتی اور آنحضرت ﷺ میرے ساتھ مباشرت فرماتے اور میں حیض میں ہوتی
الیَّ وھو معتکف فاغسله وانا حائض
اور آپ اپنا سر مبارک میری طرف کردیتے اور آنحضرتؐ حالت اعتکاف میں ہوتے میں آپ کا سر مبارک دھوتی اور میں حالت حیض میں ہوتی
راجع: ۲۵۰ مطابقة الحدیث للترجمة فی قولها (فیباشرنی)

(۲۹۴)حدثنا اسمٰعیل بن خلیل قال اخبرنا علی بن مسھر اخبرنا ابواسحاق
ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسحاق شیبانی نے بیان کیا
ھو الشیبانی عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیه عن عائشة قالت کانت
عبدالرحمن بن اسود کے واسطے سے وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا ہم ازواج مطہراتؓ میں سے کوئی جب

احدانا اذا کانت حائضا فاراد رسول اللہ ﷺ ان یباشرھا امرھا ان تتزر فی

حائضہ ہوتیں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ اگر مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپؐ ازار باندھنے کا حکم دیتے باوجود حیض

فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان النبی ﷺ یملک

کے جوش کے، پھر مباشرت کرتے آپؐ نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرح اپنی خواہش پر قابو رکھتا

اربہ تابعہ خالد و جریر عن الشیبانی

اس حدیث کی متابعت خالد اور جریر نے شیبانی سے کی ہے

راجع: ۳۰۰

(۲۹۵) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشیبانی قال

ابونعمان نے ہم سے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن

حدثنا عبداللہ بن شداد قال سمعت میمونۃ قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا اراد

شداد نے بیان کیا، کہا میں نے میمونہؓ سے سنا انھوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی سے

ان یباشر امرأۃ من نسآئہ امرھا فاتزرت وھی حائض ورواہ سفین عن الشیبانی

مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائضہ ہوتیں تو آپؐ کے حکم سے وہ پہلے ازار باندھ لیتیں اور اس کو سفین نے شیبانی سے روایت کیا

(یہ یاد رہے کہ ان تمام احادیث میں حیض کی حالت میں مباشرت سے مراد شرمگاہ کے علاوہ سے مباشرت کرنا ہے)

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:...... غرض امام بخاریؒ اس باب سے یہ ہے کہ حیض کی حالت میں مباشرت فاحشہ ناجائز ہے۔

مباشرت کی تعریف:...... یہ ہے کہ دو ننگے جسموں کا آپس میں ملنا۔ بشر چمڑے کو کہا جاتا ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ دو ماتھے پر ہاتھ رکھ دو، منہ رخسار پر رکھ دو، سینہ سینے پر رکھ دو تو یہ سب صورتیں مباشرت کی ہیں۔

اقسام مباشرت:......اس کی دو تقسیمیں ہیں۔ تقسیم اول:: اسکی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فاحشہ

(۲) غیر فاحشہ

(۱) **فاحشہ** قطعاً حرام ہے کہ خاص بدن کے حصے آپس میں مل جائیں وہ کونسے دو حصے ہیں اس شعر سے آپ کو سمجھ آ جائیں گے۔

هر كه را شد مباشرت فاحش.....فرج در فرج ایر در بالش

یہ شعر نام حق میں ہے۔ استاد پڑھاتے وقت بچوں کو محتاط طریقے سے پڑھا دیا کرتے ہیں تا کہ حیا میں فرق نہ آئے اور ترجمۃ الباب میں مباشرت سے مراد مباشرت غیر فاحشہ ہے۔ اور عرف میں مباشرت کا اطلاق جماع پر ہوتا ہے۔

(۲) **غیر فاحشہ:** .....ایسے دو ننگے بدنوں کا مل جانا جس میں جماع نہ ہو۔

تقسیم ثانی:......مباشرت حائض علی ثلاثة انواع ہے۔

(۱) **جماع:**......جس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہیں یہ بالا جماع حرام ہے۔

(۲) **ما فوق السرة تحت الركبة:**...... یہ بالا جماع جائز ہے۔

(۳) **تحت السره فوق الركبة:**......اس میں اختلاف ہے امام احمدؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی جائز ہے صرف مقام خاص میں مباشرت جائز نہیں اور باقی سب جگہ جائز ہے[۱]

عند الجمهورؒ:...... یہ ناجائز ہے۔

امام بخاریؒ:......اس اختلافی مسئلہ میں جمہورؒ کی تائید فرما رہے ہیں اس لئے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں جتنی روایات نقل کی ہیں ان میں اتزار کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ تحت السرة فوق الركبة مباشرت جائز نہیں ہے اس کو ما تحت الازار بھی کہتے ہیں کیونکہ ازار کم از کم گھٹنے تک ڈھانپتا ہے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۹۶)

امام احمدؒ اور امام محمدؒ کی دلیل: ......وہ حدیث ہے جس میں ہے اصنعوا کل شئ الا النکاح یعنی نکاح

جواب ا:...... یہ حدیث صحاح کی روایت کے معارض ہے لہذا حجت نہیں۔

جواب ۲:......الا النکاح و ماقارب النکاح [1]

جواب ۳:...... یہ حدیث دوسری روایات کی بنا پر مقید ہے۔قرینہ اس پر صحاح کی روایات ہیں اس کے علاوہ صریح روایات بھی ہیں جن میں تحت السرۃ فوق الرکبۃ مباشرت سے ممانعت وارد ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے سوال کیا ما یحل لی من امراۃ وھی حائض قال ما فوق الازار پھر فرمایا والعفف عن ذلک افضل۔

تنبیہ:......اگر کسی حدیث میں آ جائے قال عطاءؒ کان النبی یباشر وھو صائم میں نے آپ کے سامنے جو مباشرت کی قسمیں بیان کی ہیں ان سے منکرین حدیث کا جواب مل گیا۔منکرین حدیث اس کو لے کر طعن کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ روزے کی حالت میں جماع کرتے تھے۔

فی فور حیضتھا:......فور کا معنی جوش ہے۔اس کا معنی کثرت اور ابتداء بھی آتا ہے۔کیونکہ ابتداء میں عام طور پر جوش ہوتا ہے۔

ایکم یملک اربہ:......بالفتح بمعنی حاجت کے ہے بالکسر بمعنی ذکر کے ہے۔

سوال:......اس جملہ سے مقصود کیا ہے؟روک رہی ہیں یا اجازت دے رہی ہیں؟

جواب:......اس میں دونوں قول ہیں۔

(۱) یہ کہ روک رہی ہیں کہ آپ ﷺ کو تو قابو تھا آپ ﷺ تو ایسا کر سکتے تھے تم نہیں کر سکتے تم میں سے کس کو اتنا کنٹرول ہے۔

(۲) اجازت دے رہی ہیں کہ آپ ﷺ اتنے قابو والے ہو کر بھی مباشرت کر لیتے تھے تو تم اتنا کہاں قابو پا سکتے ہو اور کہاں تمہاری اتنی طاقت ہے تم بھی کر لیا کرو [2]

---

[1] تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۱۴) [2] فتح الباری ج ۱ ص ۳۰۲)

سوال:...... سفیانؒ تو دو ہیں (۱) سفیان ثوریؒ (۲) سفیان بن عیینہؒ تو یہاں کونسے مراد ہیں؟

جواب:...... اس میں جہالت ہے۔یعنی صراحت نہیں کہ کون سے مراد ہیں۔

سوال:...... جہالت تو مضر ہوتی ہے؟

جواب:...... دونوں ثقہ ہیں لہذا جہالت مضر نہیں۔

(۲۰۸)

باب ترک حائض الصوم

حائضہ روزے چھوڑ دے گی

(۲۹۶) حدثنا سعید بن ابی مریم قال حدثنامحمد بن جعفر قال اخبر نی زید ھو

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا مجھے زید نے خبر دی اور یہ زید اسلم کے بیٹے

ابن اسلم عن عیاض بن عبداللہ عن ابی سعید الخدری قال خرج رسول اللہ ﷺ

ہیں، عیاض بن عبداللہ کے واسطے سے وہ ابو سعید خدری کے واسطے سے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ عید الاضحی یا عید

فی اضحی او فطر الی المصلی فمر علی النسآء فقال یا معشر النساء تصد قن فانی

الفطر کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے گئے وہاں آپ عورتوں کی طرف گئے اور فرمایا اے بیبیو! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے

اریتکن اکثر اھل النار فقلن وبم یا رسول اللہ قال تکثرن اللعن

جہنم میں زیادہ عورتوں ہی کو دیکھا ہے، انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم لعن طعن کثرت

وتکفرن العشیر ما رأیت من نا قصات عقل ودین اذھب للب الرجل

سے کرتی ہو، اور شوہر کی ناشکری کثرت سے کرتی ہو، باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ

الحازم من احداکن قلن وما نقصا ن دیننا وعقلنا یا رسول اللہ

کسی کو بھی زیرک اور تجربہ کار مرد کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا، عورتوں نے عرض کی یا رسول اللہ اور ہمارے دین اور عقل کا

قال الیس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلیٰ
نقصان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف کے برابر نہیں ہے انھوں نے کہا جی ہے
قال فذلک من نقصان عقلها الیس اذا حاضت لم تصل
آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی ان کی عقل کا نقصان ہے پھر آپؐ نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے
ولم تصم قلن بلیٰ قال فذلک من نقصان دینها
نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ یہی ان کے دین کا نقصان ہے

انظر: ۲۶۵۸،۱۹۵۱،۱۴۶۲،۹۵۶

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ((ولم تصم))

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب:...... اس باب سے غرض یہ ہے کہ حائضہ روزہ نہیں رکھ سکتی۔

سوال:...... نماز بھی تو نہیں پڑھ سکتی تو اکیلے روزہ کا کیوں ذکر کیا۔

جواب:...... دونوں کے حکم میں چونکہ فرق ہے اس لئے جدا جدا باب میں بیان کردیا۔

سوال:...... فرق کیا ہے؟

جواب:...... فرق دو طرح سے ہے۔

الفرق الاول:...... روزہ ترک کرتی ہے مگر اس میں اہلیت ہوتی ہے تو چونکہ نفس وجوب ہوتا ہے اس لئے قضاء لازم آتی ہے اس لئے کہ حائضہ ہونا منافی صوم نہیں لیکن کمزوری کی وجہ سے روک دیا جاتا ہے بخلاف نماز کے کہ حالت حیض منافی صلوٰۃ ہے کیونکہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے اور حالت حیض میں طہارت حاصل نہیں ہوسکتی لہذا نماز کی قضاء نہیں ہوگی کیونکہ نفس وجوب ہی نہیں ہوتا۔

الفرق الثانی :......روزے سال میں ایک مرتبہ آتے ہیں دس روزے چھوٹ گئے تو قضاء کر سکتی ہے۔ مشکل نہیں ہے جب کہ نماز قضاء کرنا مشکل ہے خاص طور پر امام شافعیؒ کے مذہب پر کہ ان کے نزدیک اکثر مدت حیض پندرہ دن ہے

اذھب للب الرجل الحازم:......عقل مند، بہادر کی عقل کو لے جاتی ہیں۔

سوال :......خود ان کو تو بے وقوف کہا جا رہا ہے اور عقلمندوں کو بے وقوف بناتی ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو بظاہر حدیث میں تعارض ہو گیا کیونکہ عقل مندوں کو بے وقوف بنانا تو بظاہر عقل مندوں ہی کا کام ہے نہ کہ بیوقوفوں کا۔

جواب :......یہ مطلب نہیں کہ دلائل سے غالب آ جاتی ہیں بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ناز سے اپنی کمزوری دکھا کر بات منوا لیتی ہیں۔

واقعہ :......ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ان کو کشف ہوا کہ ان کی تین دعائیں قبول ہوں گی بیوی کو بتلایا تو اس نے کہا کہ ایک دعا میرے لئے کر دو کہ میں بہت خوبصورت ہو جاؤں تم گھر آ ؤ گے تو تمہیں دیکھ کر خوشی ہو گی اس نے دعا کی وہ خوبصورت ہو گئی تو اس نے اوروں کی طرف جھانکنا شروع کر دیا۔ بزرگ کو غصہ آیا دوسری دعا کر دی کہ اس کا گدھے کا منہ بن جائے چنانچہ وہ بن گیا بیوی نے کہا کہ دعا کر دو کہ پہلے ہی کی طرح ہو جاؤں اس بزرگ نے تیسری دعا بھی کر دی۔ وہ پھر پہلے ہی کی طرح ہو گئی تو عورتوں کے پیچھے لگ کر بڑے بڑے زیرک بزرگ بہت کچھ کھو بیٹھے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تم عورتوں کے پیچھے لگ کر کہیں ملک نہ کھو بیٹھنا۔ (کچھ عرصہ تک پاکستان میں ایک عورت نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی تھی اسکی طرف اشارہ ہے)

سوال :......بہت سی عورتیں بہت سے مردوں سے افضل اور عقل مند ہوتی ہیں۔ جواب یہ تقابل جمیع مردوں کا جمیع عورتوں سے ہے۔ شعر۔

نہ ہر زن، زن است نہ ہر مرد، مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

(۲۰۹)

باب تقض الحائض

المناسک کلها الا الطواف بالبیت

حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی مناسک پورا کرے گی

وقال ابراهیم لاباس ان تقرء الایة ولم یر ابن عباس بالقرأة للجنب باسا وکان
ابراہیم نے کہا کہ آیت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ابن عباسؓ جنبی کے لئے قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج
النبی ﷺ یذکر اللہ علی کل احیانه وقالت ام عطیة کنا نؤمر ان نخرج الحیض
نہیں سمجھتے تھے، اور نبی کریم ﷺ ہر وقت ذکر اللہ کیا کرتے تھے۔ ام عطیہؓ نے فرمایا ہمیں حکم ہوتا تھا کہ ہم حائضہ
فیکبرن بتکبیرهم ویدعون وقال ابن عباس اخبرنی ابوسفیان ان
عورتوں کو (عید کے دن) باہر نکالیں پس وہ مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں اور دعا کرتیں، ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان سے ابوسفیانؓ نے بیان کیا
هرقل دعا بکتاب النبی ﷺ فقرأه فاذا فیه بسم الله الرحمٰن الرحیم وَیٰٓاَهْلَ
کہ ہرقل نے نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کو طلب کیا اور اسے پڑھا اس میں لکھا تھا (ترجمہ) شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ الایة اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ
اور اے اہل کتاب ایک ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں
وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا الی قوله مُسْلِمُوْنَ وقال عطاء عن جابر
اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھرائیں خداوند تعالیٰ کے قول مسلمون تک عطاء نے جابرؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے

حاضت عائشة فنسکت المناسک کلها غیر الطواف بالبیت و لاتصلی
کہ حضرت عائشہؓ کو (حج میں) حیض آ گیا تو آپ نے تمام مناسک پورے کیے سوا بیت اللہ کے طواف کے اور نماز بھی نہیں پڑھتی تھیں
وقال الحکم انی لا ذبح وانا جنب وقال اللّٰہ عز وجل وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اور حکم نے کہا ہے میں جنبی ہونے کے باوجود ذبح کرتا ہوں جبکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ الخ
راجع: ۲۹۴
(۲۹۷) حدثنا ابونعیم قال حدثنا عبدالعزیز بن ابی سلمة عن عبدالرحمن بن القاسم
ہم سے ابونعیم نے روایت کی کہا کہ ہمیں عبدالعزیز بن ابی سلمۃ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت بیان کی
عن القاسم بن محمد عن عائشةؓ قالت خرجنا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا نذکر الا الحج
انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے
فلما جئنا سرف طمثت فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی
ہمارا ارادہ حج ہی کا تھا، جب ہم مقام سرف میں آئے تو میں حائضہ ہوگئی کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں رو رہی تھی
فقال ما یبکیک قلت لوددت والله انی لم احج العام
پس آپؐ نے فرمایا، تجھے کیا چیز رُلا رہی ہے؟ میں نے کہا میں تمنا کرتی ہوں کہ اللہ کی قسم میں اس سال حج نہ کرتی
قال لعلک نفست قلت نعم قال فان ذلک شئی کتبه الله علی بنات ادم
آپؐ نے فرمایا شاید تو حائضہ ہوگئی ہے میں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ پاک نے آدم کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے
فافعلی ما یفعل الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت حتی تطهری
پس کرو تم وہ کام جو حجاج کر رہے ہیں البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ تو پاک ہوجائے

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:...... یہ ہے کہ حائضہ سارے کام کرسکتی ہے سوائے بیت اللہ کے طواف کے، اور اس کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) طواف مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ کا دخول فی المسجد منع ہے۔

(۴) طواف بمنزل صلوٰۃ کے ہے جیسے نماز کے لئے طہارت ضروری ہے ایسے ہی طواف کے لئے بھی ضروری ہے۔

روایت الباب کی ترجمۃ الباب سے مطابقت:...... باب کے بالکل آخر میں ہے ان **لا تطوفی بالبیت حتی تطھری**۔

سوال:...... ترجمۃ الباب تو بڑی آسانی سے ثابت ہو گیا لیکن آگے جو اثار آرہے ہیں ان کا کیا ربط ہے؟

جواب:...... اس باب میں صرف یہ نہیں ثابت کرنا چاہتے کہ حائضہ طواف کے علاوہ باقی سب کچھ کر سکتی ہے بلکہ امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ذکر وغیرہ بھی کر سکتی ہے اس سے ترقی کر کے یہ بھی بتلانا چاہتے ہیں کہ قرآن بھی پڑھ سکتی ہے تو اس پر پابندی صرف طواف کی ہے کیونکہ مناسک حج میں ذکر و قرآت بھی ہوتے ہیں ترجمۃ الباب میں بھی عموم ہے [1]

اختلاف:...... حائضہ کیلئے قرآت قرآن میں آئمہ کا اختلاف ہے۔

امام مالکؒ:...... فرماتے ہیں مطلقا جائز ہے [2]

دوسرا مذہب:...... یہ ہے کہ معلمہ کے لئے مطلقا جائز ہے۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ:...... کے نزدیک **قراۃ للجنب والحائض** مطلقا ناجائز ہے۔

حضرت ابراھیم نخعیؒ:...... کے نزدیک تحدی سے کم جائز ہے۔

احناف:...... کے نزدیک آیت سے کم جائز ہے امام بخاریؒ یہاں بھی بہت سے آثار نقل کر رہے ہیں جیسے پہلے ایک جگہ (باب ما یقع من النجاسات) ذکر کئے مگر جب تک حدیث مرفوع نہ ہو تو ان آثار سے استدلال تام نہیں ہوتا۔

وقال ابراھیمؒ لا باس ان تقرء الایۃ:...... ابراہیم نخعیؒ کا دعویٰ ثابت نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک تو مادون التحدی ہے اور یہ ان کا اپنا مذہب ہے **فلا حجۃ علینا**۔

ولم یر ابن عباس بالقراء ۃ للجنب بأسا:...... یہ بھی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جنیت

---

[1] (لامع الدراری ج اص ۱۱۹، فتح الباری ج اص ۳-۲۰۲) [2] (تنظیم الاشتات ج اص ۱۷۱)

دعا ہو۔ (دعا کی نیت سے ہو)

وكان النبی ﷺ یذكر الله علی كل احيانه:......ان احیان میں سے حین جنابت بھی ہے اور ذکر سے مراد قرأۃ قرآن بھی ہوسکتا ہے، تو حالت جنابت میں قرآت قرآن ثابت ہوا۔

جواب۱:...... ''ہ'' ضمیر ذکر کی طرف لوٹادو تو اب بات بن جائے گی۔

جواب۲:......کسی نے کہا کہ ذکر قلبی مراد ہے اور وہ فکر ہے۔

جواب۳:......آپ ﷺ کے احیان دو قسم پر تھے۔

(۱) احیان متشابهه (۲) احیان متوارده

احیان متشابهه:......وہ ہیں کہ آپ ﷺ کو ایک ہی حالت پر قرار ہوتا تھا کہ بیٹھے ہیں تو بیٹھے رہے چل رہے ہیں تو چل ہی رہے ہیں۔

احیان متوارده:...... کہ پہلے مسجد سے باہر تھے اب داخل ہو رہے ہیں۔ پہلے مسجد کے اندر تھے اب خارج ہو رہے ہیں علی ہذا القیاس تو ایسے حالات میں ذکر کرتے تھے۔ احیان متشابهه اکثر ذکر کرتے تھے لیکن کبھی ان میں ایسے احیان بھی آجاتے کہ ان میں ذکر نہ ہوتا تھا مثلاً جب کسی سے کلام کر رہے ہوں تو اب ذکر کیسے ہوگا؟ لیکن احیان متوارده میں ہر وقت ذکر کرتے تھے [۱]

جواب۴:......یہاں احیان سے احیانِ طہارت مراد ہیں [۲]

وقالت ام عطية كنا نؤمر ان نخرج الحُيَّضُ:......یعنی عید کی نماز کے لئے حائضہ عورتوں کو بھی نکلنے کا حکم ہوتا۔

مطابقت:......اس سے استدلال اس طرح ہے کہ جیسے تکبیر کہہ سکتی ہے ایسے ہی تلاوت بھی کر سکتی ہے حائضہ بمعنی بالغہ عید پڑھ سکتی ہے اور بالفعل حائضہ عید کی نماز نہیں پڑھ سکتی۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں حائضہ عورتیں نکلتی تھیں لیکن عید

---

[۱] (فیض الباری ج ا ص ۳۷۹) [۲] (تنظیم الاشتات ج ا ص ۱۷۱)

کی نماز نہیں پڑھتی تھیں بلکہ دعاؤں میں شریک ہوتی تھیں دعا تو عید کی نماز کے اندر بھی ہے جیسے فاتحہ بھی دعا ہے اور خطبہ بھی دعا ہے علیحدہ کوئی دعا مراد نہیں لیکن اس سے یہ ثابت کرنا کہ دعائیں مانگتی تھیں تو نماز بھی پڑھتی تھیں لہذا قرآن بھی پڑھتی تھیں یہ درست نہیں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عید کے خطبہ کے بعد یا نماز کے بعد کوئی بھی دعا کو روایت نہیں کرتا دعا کے لئے عمومات سے استدلال نہیں کرنا چاہیے البتہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ کچھ بیان کرلیا جائے اس کے بعد دعا مانگ لی جائے۔(فتح الباری ج ۱ص ۳۰۲) علماء کو عمل میں سنت کا اہتمام کرنا چاہیے اور بدعت سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ لوگ علماء کرام کے عمل سے ناجائز استدلال کرلیتے ہیں۔اس پر ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے۔

واقعہ :...... میں جامعہ کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ پیپلز پارٹی کا وزیر مذہبی امور آیا اس کا نام بہادر خان تھا، میں ان لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا مگر اکرام میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔اس نے بات چیت شروع کردی کہ میں تو جاہل ہوں قرآن وحدیث کے لحاظ سے کیا حکم ہے عورت کی سربراہی جائز ہے یا نہیں؟ میں نہیں جانتا۔البتہ پاکستان کے آئین کے لحاظ سے درست ہے تو آپ بھی کہہ دیں کہ آئین کے لحاظ سے درست ہے تو میں نے کہا جو آئین قرآن وحدیث کے خلاف ہو ہم اس کو آئین ہی نہیں مانتے اگر میں کہہ دیتا کہ آئین کے لحاظ سے درست ہے تو باہر جاکر کہتا کہ فلاں جامعہ کے شیخ الحدیث نے کہا ہے کہ عورت کی سربراہی جائز ہے۔

وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا الخ......

سوال :...... ظاہر ہے کہ ہرقل نے یہ آیت پڑھی ہوگی اور وہ کافر تھا جنبی تھا تو آپ ﷺ نے کیسے آیت کافر جنبی کے ہاتھ میں دیدی؟

جواب ۱ :...... کفار فروعات کے مکلف نہیں ہیں۔

جواب ۲ :...... آپ ﷺ نے من حیث القرآن نہیں بھیجا بلکہ من حیث التبلیغ بھیجا ہے اور اس نے بھی من حیث القرآن نہیں پڑھا۔

جواب ۳ :...... اهون البلیتین پر عمل فرمایا۔

الاٰیة :......اس میں تین طرح اعراب پڑھے جاتے ہیں۔ضمہ، فتح، جر۔

اشکال: ...... الایۃ کہہ کر پھر آگے آیت شروع کردی حالانکہ یہ تو آیت کے چھوڑ دینے کی نشانی ہے۔

جواب: ...... امام بخاریؒ نے دو نسخوں کو جمع کیا ہے جنہوں نے الایۃ لکھا ہے انہوں نے آگے **ان لا نعبد الا الله** نہیں لکھا اور جنہوں نے **الایۃ** نہیں لکھا انہوں نے آگے آیت چلائی ہے۔ اور لکھی ہے۔

سوال: ...... طواف کے علاوہ باقی ارکان تو ادا کرتی تھیں اور ارکان میں ذکر ہوتا ہے تو جب ذکر ثابت ہوا تو قرأۃ قرآن بھی ثابت ہوا۔

جواب: ...... یہ ہے کہ جب صریح نص میں جنبی کے لئے قرأۃ قرآن کی ممانعت ہے تو ذکر کے عموم سے قرأۃ قرآن ثابت کرنا درست نہیں۔

وقال الحکم انی لاذبح وانا جنب: ...... ذبح ذکر کو لازم ہے تو ذکر فی حالت الجنب ثابت ہوا۔

جواب: ...... یہ ہے کہ جب صریح نص میں جنبی کے لئے قرآن کی ممانعت ہے تو ذکر کے عموم سے قرأۃ قرآن ثابت کرنا درست نہیں۔

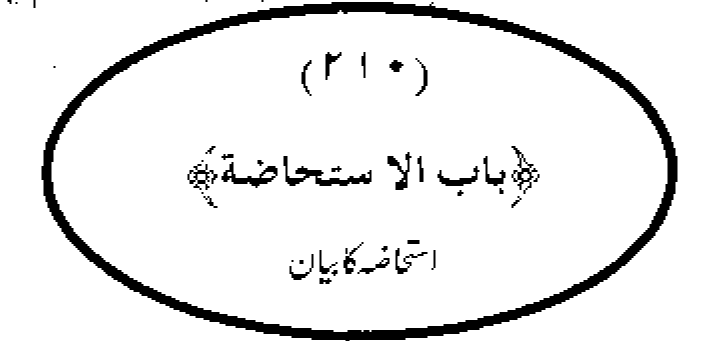
وقال الله تعالی ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾[1] ......

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس جملہ کے تحت ایک قصہ لکھا ہے حرم میں شوافع نے اپنے ایک عالم کو بلایا اور بھرے مجمع میں اس سے سوال کیا کہ مصراۃ کے بارے میں کیا مسئلہ ہے تو اس عالم نے جواب دیا کہ اس میں امام ابوحنیفہؒ اور حضور ﷺ کا اختلاف ہے اس کے بعد احناف نے بھی ویسے ہی ایک حنفی عالم کو بلایا اور اس سے سوال کیا کہ **متروک التسمیہ عامدا** کا کیا حکم ہے؟

تو اس عالم نے جواب دیا کہ اس میں امام شافعیؒ اور اللہ تعالی کا اختلاف ہے۔[2]

---

[1] (سورۃ مائدۃ پ ۸) [2] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۸۰)



(۲۹۸)حد ثناعبداللہ بن یو سف قال اخبرنا مالک عن ھشام عن ابیہ عن
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا ہشام کے واسطہ سے وہ اپنے والد سے وہ
عائشة انھا قالت قالت فاطمة بنت ابی حبیش لرسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ انی لا اطھر
عائشہ سے آپ نے بیان کیا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تو پاک ہی نہیں ہوتی
افادع الصلوة فقال رسول اللہ ﷺ انما ذلک عرق ولیس با لحیضة
تو کیا میں نماز بالکل چھوڑدوں؟ آنحضورؐ نے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے
فاذا اقبلت الحیضة فاترکی الصلوة فاذا ذھب قدرھا
اس لیے جب حیض کے دن (جن میں تمہیں پہلے عادۃً حیض آیا کرتا تھا) آئیں تو نماز چھوڑ دو اور جب اندازہ کیمطابق وہ ایام گزر جائیں
فاغسلی عنک الدم وصلی
تو خون کو دھولو اور نماز پڑھو۔

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة

بخاری میں تو یہ مسئلہ آسان ہے ابوداؤد میں آکر مشکل ہوجاتا ہے اس لئے کہ ابوداؤد کی روایات میں کثیر اختلاف ہے، مستحاضہ کی ایک قسم متحیرہ ہے وہ سب کو متحیر کردیتی ہے۔

اقسام مستحاضہ:...... عندالاحناف مستحاضہ کی تین قسمیں ہیں

(۱) مبتدئہ (۲) معتادہ (۳) متحیرہ۔

پھر متحیرہ کی دو قسمیں ہیں

(۱) مستمرة الدم (۲) غیر مستمرة الدم

شوافعؒ کے نزدیک ایک چوتھی قسم "ممیزہ" بھی ہے۔ حنفیہؒ اس کی نفی کرتے ہیں اب ہمارے ذمہ ان پانچ قسموں کا حکم بیان کرنا ہے۔

(۱) مبتدئہ :...... جس کو حیض شروع ہوا اور خون بند ہی نہیں ہوتا۔

حکم:...... اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے دس دن حیض شمار کرے باقی استحاضہ۔

(۲) معتادہ :...... جس کی عادت معلوم ہو۔

حکم:...... اس کا حکم یہ ہے کہ عادت کے مطابق حیض ہے باقی استحاضہ۔

(۳) متحیرہ :...... جو نہ مبتدءہ ہے اور نہ معتادہ۔ دونوں کو بھول چکی ہے یہ بھی یاد نہیں کہ حیض کتنے دن آتا تھا اور یہ بھی یاد نہیں کہ کونسے دن آتا تھا اس کی دو حالتیں ہیں (۱) خون بند ہی نہیں ہوتا (۲) یا کبھی بند ہو جاتا ہے اور کبھی چل پڑتا ہے مثلاً دن کو بند ہو جاتا ہے اور رات کو جاری ہو جاتا ہے۔ اسکا حکم مستحاضہ کے حکم کے بعد آ رہا ہے۔

(۴) ممیزہ :...... جو رنگوں سے تمیز کرے۔ حنفیہؒ اس کو نہیں مانتے اس لئے کہ حیضوں کے رنگ موسموں سے غذاؤں سے عمر کے فرق سے شروع حیض اور آخر حیض کے فرق سے بدلتے رہتے ہیں حیض ایک رنگ کا نہیں ہوتا آپ علیہ السلام نے اگر بتلایا ہے تو وحی سے پہچان کرایا کہیں دم الاسود کہا ہے تو اس لئے کہ وہ اپنی اصلی حالت سے بدلا ہوا ہے نہ یہ کہ حیض کا رنگ کالا ہوتا ہے۔

حکم اقسام متحیرہ:...... متحیرہ کی دو قسمیں ہیں دونوں کے حکم الگ، الگ ہیں۔ اس لیے مستحاضہ کا حکم پہلے معلوم ہونا چاہیے۔

مستحاضہ کا حکم: ...... مستحاضہ کا حکم معذور کا حکم ہے جیسے سلسل بول اور انفلات ریح وغیرہ۔معذور بننے کے لئے ضروری ہے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اتنا وقت بھی نہ ملے کہ دو رکعت یا چار رکعت پڑھ سکے تو یہ معذور بن گیا اور معذور رہنے کے لئے پورے نماز کے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس عذر کا پایا جانا کافی ہے معذور کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ وضو کرے اور نماز پڑھے۔

(۴) **اب مستحاضہ متحیرہ** جو کہ **مستمرۃ الدم** ہے اس کے بارے میں یہ احتمال ہے کہ یہ وقت انقطاع حیض کا ہو تو ہر وقت نماز کے لئے غسل کر لیا کرے اور نماز پڑھ لیا کرے کیونکہ انقطاع حیض سے غسل واجب ہوتا ہے

(۵) **اگر غیر مستمرۃ الدم** ہو تو ظہر کی نماز تاخیر سے غسل کر کے اور عصر کی نماز جلدی وضو کر کے پڑھ لے مغرب کی نماز تاخیر سے غسل کر کے اور عشاء کی نماز جلدی وضو کر کے پڑھے اور فجر کی نماز پھر غسل کر کے پڑھے اس طرح پانچ نمازوں کے لئے کل تین غسل کرے گی اگر درمیان میں خون جاری ہو جائے تو پھر اگلی نماز کے لئے غسل کرے اس اصول کو پیش نظر رکھ کر جتنی روایات مستحاضہ کے بارے میں ہیں ان کو منطبق کر سکو گے۔اگر وضو لکل صلوۃ والی روایت ہے تو وہ اس مستحاضہ کے بارے میں جس کے بارے میں انقطاع حیض کا احتمال نہیں ہے۔

(۲۱۱)

﴿باب غسل دم الحیض﴾

حیض کا خون دھونا

(۲۹۹) حدثنا عبدالله بن یوسف قال اخبرنا مالک عن هشام بن عروة عن
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں مالک نے ہشام بن عروہ کے واسطہ سے خبر دی وہ فاطمہ بنت منذر سے
فاطمة بنت المنذر عن اسماءؓ بنت ابی بکر الصدیقؓ انها قالت سالت امرأة رسول الله ﷺ
وہ اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ سے کہ آپ نے فرمایا ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ

فقالت یارسول اللّٰہ ارأیت احدانا اذا اصاب ثوبها الدم من الحیضة کیف تصنع

ایک ایسی عورت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس کے کپڑے پر حیض کا خون لگ گیا ہو، اسے کیا کرنا چاہیے؟

فقال رسول اللّٰہ ﷺ اذا اصاب ثوب احداکن الدم من الحیضة فلتقرصه

آپؐ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو اسے رگڑ ڈالے اس کے بعد

ثم لتنضحه بماء ثم لتصل فیه :

اسے پانی سے دھوئے پھر وہ اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

راجع: ۲۲۷ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

(۳۰۰) حدثنا اصبغ قال اخبرنی ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث

ہم سے اصبغ نے بیان کیا، کہا مجھے ابن وھب نے خبر دی کہا مجھے عمرو بن حارث نے عبدالرحمن بن قاسم کے واسطہ سے

عن عبدالرحمن بن القاسم حدثه عن ابیه عن عائشة قالت کانت احدانا تحیض

خبر دی انھوں نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کیا وہ عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو کپڑے کو پاک

ثم تقترص الدم من ثوبها عند طهرها فتغسله و تنضح علی سائره ثم

کرتے وقت ہم خون کو مل دیتیں پھر اسی جگہ کو دھو لیتیں اور تمام کپڑے پر پانی بہا دیتیں

تصلی فیه:

اور اسے پہن کر نماز پڑھ لیتیں۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب ...... اس سے مقصود دو چیزوں کا بیان ہے۔

(۱) دم حیض سے تطہیر کے لئے غسل واجب ہے کھرچنا کافی نہیں ہے۔

(۲) یہ ترجمہ شارحہ ہے کہ حدیث میں لتنضحہ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد غسل ہے تو ایک غرض بیان مسئلہ ہے اور دوسری غرض شرح حدیث ہے۔

(۲۱۲)

﴿باب اعتکاف المستحاضة﴾

استحاضہ کی حالت میں اعتکاف

(۳۰۱) حدثنا اسحٰق بن شاهین ابو بشر الواسطی قال اخبرنا خالد بن عبد الله عن خالد عن عكرمة

ہم سے اسحٰق بن شاہین ابوبشر واسطی نے بیان کیا، کہا ہمیں خالد بن عبداللہ نے خبر دی، خالد سے وہ عکرمہ سے وہ عائشہؓ سے

عن عائشةؓ ان النبی ﷺ اعتكف معه بعض نسآئه وهي مستحاضة ترىٰ الدم

کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی بعض ازواج نے اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں، اور انہیں خون آتا تھا، اس لئے

فربما وضعت الطست تحتها من الدم وزعم ان عآئشة رأت مآء العصفر فقالت

خون کی وجہ سے اکثر طشت اپنے نیچے رکھ لیتیں، اور عکرمہ نے کہا کہ عائشہ نے زرد رنگ کا پانی دیکھا تو فرمایا کہ یہ تو ایسا

كان هذا شئی كانت فلانة تجده

معلوم ہوتا ہے جیسے فلاں صاحبہ کو استحاضہ کا خون آتا تھا:

انظر: ۳۰۹، ۳۱۰، ۲۰۳۷ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

(۳۰۲) حدثنا قتيبة ثنا يزيد بن زريع عن خالد عن عكرمه عن عائشة قالت

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، خالد سے وہ عکرمہ سے وہ عائشہؓ سے آپ نے

اعتكفت مع رسول الله ﷺ امرأة من ازواجه فكانت ترى الدم والصفرة

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج مطہراتؓ میں سے ایک نے اعتکاف کیا، وہ خون اور زردی

والطست تحتها و هي تصلي
(نکلتے) دیکھتیں طشت ان کے نیچے ہوتا اور نماز ادا کرتی تھیں
راجع: ۳۰۹
(۳۰۳) حدثنا مسدد ثنا معتمر عن خالد عن عكرمة عن عائشة ان بعض
ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے خالد کے واسطہ سے بیان کیا وہ عکرمہ سے وہ عائشہؓ سے کہ بعض امہات
امهات المؤمنين اعتكفت وهي مستحاضة
مؤمنین نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

مستحاضہ کا حکم:...... مستحاضہ کے لئے اعتکاف کا حکم ہے لیکن مسجد میں نہیں بلکہ مسجد دار میں، لیکن ازواج مطہراتؓ کی خصوصیت ہے کہ وہ مسجد کے اندر بھی اعتکاف کرتی تھیں امام بخاریؒ عمومی طور پر جواز کو ثابت کر رہے ہیں اور جواز کے ہم بھی قائل ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ مسجد دار میں اعتکاف کرے۔

اعتكف معه بعض نسائه وهي مستحاضة:...... پہلے باب کی آخری حدیث میں ہے کانت احدانا تحیض. بعض حضرات نے اس میں بحث کی ہے کہ ازواج مطہرات مستحاضہ ہوتی تھیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے بنات آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر حیض جاری تو کیا ہے لیکن کیا کوئی زوجہ مطہرہ مستحاضہ ہوئی ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

قول ۱:...... بعض حضرات نے کہا کہ انہیں دم استحاضہ نہیں آتا تھا کیونکہ یہ رکضۃ شیطانیہ ہے اور ازواج مطہراتؓ شیطان کے رکضہ سے محفوظ تھیں۔

قول ۲:...... بعض نے کہا ہے کہ ان کو دم استحاضہ آتا تھا اور یہی قول راجح ہے کیونکہ نصوص سے دم استحاضہ کا آنا ثابت ہے۔ کہ حضرت سودہؓ، حضرت زینبؓ اور ام حبیبہؓ پر استحاضہ کی کیفیت طاری ہوئی۔

سوال:...... حدیث الباب میں بعض نساء سے کون مراد ہیں؟

جواب:...... اس بارے میں محدثینؒ کا اختلاف ہے۔ اس میں مختلف اقوال ہیں۔

(۱) قال البعض سودۃؓ (۲) قال البعض ام حبیبۃؓ (۳) قال البعض زینب بنت جحشؓ

(۴) قال البعض ام سلمۃؓ.

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ بعض محدثینؒ نے ام سلمہؓ والے قول کو ترجیح دی ہے۔

وزعم ان عائشۃؓ:...... زعم کا فاعل عکرمہ ہے کانت فلانۃ تجدہ. فلانۃ کو غیر منصرف پڑھتا ہے کیونکہ نام ذکر نہیں کیا اور ہے متعین۔ بظاہر یہی ہے کہ ازواج مطہراتؓ میں سے تھیں [۱]

(۲۱۳)

باب هل تصلی المرأة فی ثوب حاضت فیه

کیا عورت اسی کپڑے سے نماز پڑھ سکتی ہے جس میں اسے حیض آیا ہو؟

(۳۰۴) حد ثنا ابو نعیم قال حد ثنا ابراهیم بن نا فع عن ابن ابی نجیح عن مجاهد
ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا ابن ابو نجیح سے وہ مجاھد سے کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ
قال قالت عائشة ما کا ن لاحد انا الا ثوب واحد تحیض فیه فاذااصابه شئی من دم
ہمارے پاس صرف ایک کپڑا ہوتا تھا جسے ہم حیض کے وقت پہنتے تھے، جب اس میں خون لگ جاتا تو
قالت بر یقها فمصعته بظفرها
اس پر تھوک ڈال لیتے اور پھر اسے ناخنوں سے مسل دیتے

[۱] (فتح الباری ج ۱ ص ۴۰۵)

﴿تحقیق و تشریح﴾

حاضت فیه:...... یعنی جن کپڑوں میں حیض کے دن گزارے ہیں روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو پاک کرکے ان میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

سوال:...... روایت الباب سے مسئلہ صاف معلوم ہو رہا ہے تو پھر ترجمۃ الباب میں ھل کیوں ذکر کیا؟

جواب:...... امام بخاریؒ کی نظر مختلف روایات پر ہے چنانچہ ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ **فانسللت فاخذت ثیاب حیضتی** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کا کپڑا دوسرا ہوتا تھا اس لئے امام بخاریؒ نے اس طرف متوجہ کرنے کیلئے ترجمہ میں ھل ذکر فرمادیا [1]

قالت بریقها:...... تھوک داغ مٹانے کے لئے صابن اور سرف سے زیادہ مؤثر ہے امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ جب ناپاکی نہ ہو تو پڑھ سکتی ہے۔

سوال:...... جب صراحۃً ثابت ہے تو ھل کا لفظ کیوں بڑھایا؟ ھل تو محل شک میں بڑھایا جاتا ہے یہاں کونسا شک ہے؟

جواب:...... اس روایت سے تو صراحۃً ثابت ہے لیکن تعارض ادلہ کی وجہ سے ھل کا لفظ بڑھادیا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے حیض کیلئے الگ کپڑے ہوتے تھے ورنہ عند البخاریؒ تو جواز کا حکم ہی ہے اس روایت سے معلوم ہوا کہ تھوک سے کپڑا پاک ہوجاتا ہے بلکہ نجاست زائل ہوجاتی ہے ائمہ احنافؒ نے اس حدیث سے ایک اصولی مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ کپڑا ہر اس چیز سے پاک ہوجاتا ہے جو مائع ہو اور قالع للنجاست ہو **یطهر البدن والثوب بكل شئ مائع قالع للنجاسة۔**

• مسئله اُولیٰ:...... بلی کا جھوٹا مکروہ ہے اگر تازہ چوہا وغیرہ کھایا ہو تو اس کا جوٹھا حرام ہے۔ اگر اس نے دیر کا کھایا ہو اور منہ کو چاٹ لیا ہو تو منہ پاک ہوجاتا ہے تو اسکا جوٹھا بھی پاک ہے صرف مکروہ کے درجہ میں ہے اگر انسان یہ عمل کرے تو اس کے لئے یہ عمل جائز تو نہیں لیکن منہ تین بار چاٹ لینے سے پاک ہوجائے گا۔

مسئله ثانیه:...... اور حیران و پریشان کن مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کی انگلی کو ناپاکی لگ جائے اور وہ چوس لے تو ایسا کرنا

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۹۹)

ناجائز ہے لیکن انگلی پاک ہو جائے گی (یہ مسئلہ بہشتی زیور میں بھی ہے اور اس کا ماخذ یہی حدیث معلوم ہوتی ہے جس کو امام بخاریؒ لائے ہیں لیکن بدعتیوں اور غیر مقلدین نے اسے اس حدیث سے لاعلمی کی بنا پر اور تعصب کے پیش نظر خوب اچھالا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔

(۲۱۴)

﴿باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض﴾

حیض کے غسل میں خوشبو استعمال کرنا

(۳۰۵)حدثنا عبدالله بن عبدالوهاب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب

(۳۰۴) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ایوب سے وہ حفصہ سے وہ ام

عن حفصة عن ام عطية قالت كنا ننهى ان نحد على ميت فوق ثلث الا على

عطیہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ہمیں کسی میت پر تین دن سے زیادہ غم منانے سے روکا جاتا تھا، لیکن شوہر کی موت پر چار

زوج اربعة اشهر وعشرا ولا نكتحل ولا نتطيب ولا نلبس ثوبا مصبوغا الا

مہینے دس دن کے سوگ کا حکم تھا، ان دنوں میں ہم نہ سرمہ استعمال کرتیں، نہ خوشبو اور عصب (یمن کی بنی ہوئی ایک چادر جو رنگین

ثوب عصب وقد رخص لنا عند الطهر اذا اغتسلت احدانا في محيضها في

بنی ہوتی تھی) کے علاوہ کوئی رنگین کپڑا ہم استعمال نہیں کرتیں تھیں اور ہمیں (عدت کے دنوں میں) حیض کے غسل کے بعد کچھ اظفار

نبذة من كست اظفار و كنا ننهى عن اتباع الجنائز

(عرب میں ایک جگہ کا نام ہے یا عورتوں کی ایک خاص خوشبو) کے کست (ایک خوشبو جو یمن اور کشمیر میں پیدا ہوتی ہے) استعمال کرنے

کی اجازت تھی اور ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کی اجازت نہیں تھی

رواہ ہشام بن حسان عن حفصة عن ام عطیةؓ عن النبی ﷺ

اس حدیث کی روایت ہشام بن حسان نے حفصہ سے انھوں نے ام عطیہؓ سے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے کی

انظر: ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۵۳۴۰، ۵۳۴۱، ۵۳۴۲، ۵۳۴۳

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله وقد رخص لنا عند الطهر الخ

ام عطیة: من فاضلات الصحابة کانت تمرض المرضی وتداول الجرحی وتغسل الموتی واسمها نسیبة بنت الحارث

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب :...... امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورت جب حیض سے غسل کرے تو عورت کو خوشبو لگانا جائز ہے تعفن اور بدبو کو زائل کرنے کے لئے خوشبو لگانی چاہیے۔

ان تحد علی میت فوق ثلاث :...... سوگ منانا یعنی زینت کا ترک تین دن سے زیادہ جائز نہیں البتہ خاوند کی وفات پر چار ماہ اور دس دن سوگ منانے کی اجازت ہے جیسا کہ قرآن پاک کے پارے سورۃ بقرہ میں ہے ((وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (الایۃ پ ۱ آیت ۲۳۴)

الا ثوب عصب :...... اس سے یمنی چادر مراد ہے اور یہ مرادی ترجمہ ہے۔ یمن والے سوت کے دھاگے کو باندھ کر رنگ دیتے تھے پھر بنتے تھے تو ظاہر ہے کہ جب باندھ کر گرہ لگا کر رنگ دیں گے تو رنگ سارا نہیں چڑھے گا۔ اس لئے اس کو دھاری دار چادر بھی کہہ دیتے ہیں۔

سوال :...... جب زینت سے منع کیا گیا تو اس زینت والے کپڑے کی اجازت کیوں دی گئی؟۔

جواب ۱ :...... ایک کپڑا جتنا بھی قیمتی ہو عام استعمال میں جب آتا ہے تو اس کی اجازت ہوتی ہے۔

جواب ۲ :...... عرف میں زینت والا کپڑا شمار نہیں ہوتا تھا کہ جیسے بعض مرتبہ ایک کپڑا اچھا ہے کتنا ہی قیمتی ہو اس کو زینت والا شمار نہیں کرتے جیسے کھدر چاہے جتنا بھی قیمتی ہو بخلاف جاپانی کے۔ ٹی کے کپڑے کو باعث زینت سمجھا جاتا ہے

جواب ۳ :...... ضرورت کی بنا پر اجازت دی۔

نبذة من كست اظفار:...... اس کو کست بحری بھی کہتے ہیں اور کست ہندی بھی۔ یہ ایک چھوٹی سی بوٹی کا نام ہے۔ کست اور قسط دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یا ایک خوشبو ہے جو ناخنوں کی شکل پر ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے دھونی کی صورت میں خوشبو لی جاتی ہے۔ یہ ساری تقریر تو جب ہے کہ اظفار بالہمزہ پڑھیں اور بعض روایتوں میں کست ظفار یہ ہے، یمن کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے وہاں یہ خوشبو پائی جاتی ہے۔

(۲۱۵)
باب دلک المرأة نفسها اذا تطهرت من المحيض وكيف تغتسل وتاخذفرصة ممسكة فتتبع بها اثر الدم

حیض سے پاک ہونیکے بعد عورت کا اپنے بدن کو نہاتے وقت ملنا اور یہ کہ عورت کیسے غسل کرے اور مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر خون لگی ہوئی جگہوں پر اسے پھیر دے

(۳۰۶) حد ثنايحيي قال ثنا ابن عيينة عن منصور بن صفية عن امه عن

ہم سے یحیٰی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے منصور بن صفیہ نے بیان کیا، اپنی والدہ سے وہ

عائشة ان امرأةسالت النبي ﷺ عن غسلها من المحيض فامرها كيف تغتسل

عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا ایک عورت نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں، آپ ﷺ

قال خذي فرصة من مسك فتطهري بها قالت كيف اتطهر بها

نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو، انھوں نے پوچھا اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں

قال تطهري بها قالت كيف قال سبحان الله تطهري

آپؐ نے فرمایا اس سے پاکی حاصل کرو، انھوں نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح؟ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ، پاکی حاصل کرو

فاجتذبتها	اِلَیّ	فقلت	تتبعی	بها	اثر	الدم
پھر میں نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ انھیں خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کرو						

انظر: ۳۱۵، ۷۳۵۷

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة الا في الدلك و كيفية الغسل صريحا

غرض امام بخاریؒ:...... اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے دو باتیں ثابت کی ہیں۔

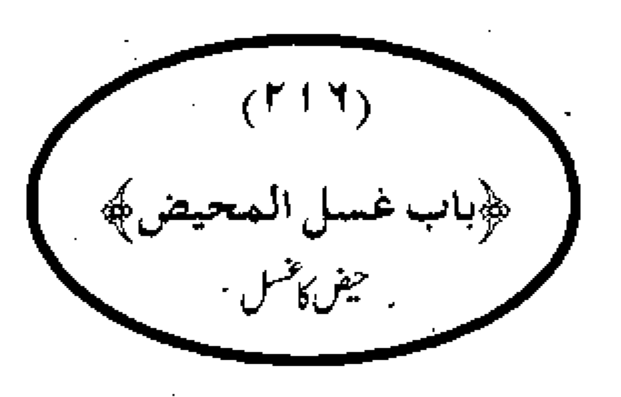
(۱) دلک ثابت کیا ہے کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد اپنے جسم کو اچھی طرح ملے اور خوشبو لگائے۔

(۲) روایت الباب میں جو آتا ہے فرصة من مسک اس جملہ کی شرح کرتا ہے۔ اس کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے (۱) مسک بالفتح بمعنی چمڑے کا ٹکڑا کہ اس کو لے کر اس سے صاف کر۔ (۲) مسک بکسر المیم کہ کستوری کا ٹکڑا لے کر اس جگہ لگائے۔ یہی راجح ہے تو یہ ترجمہ شارحہ ہے۔

تطهری بها:...... بمعنی تنظفی بها

سوال:...... آپ ﷺ نے فرمایا کہ تطهری بها تو وہ کیوں نہ سمجھی؟۔

جواب:...... وہ طہارت سے مراد طہارتِ اصطلاحی لے رہی تھیں اور آپ ﷺ لغوی معنی لے رہے تھے اس لئے اس عورت کو سمجھ نہیں آیا۔ (فیض الباری ج اص ۳۸۳)



(۴۰۷)حدثنا مسلم قال حدثنا وهيب قال حدثنا منصور عن امه عن
ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور نے اپنی والدہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ
عائشة ان امرأة من الانصار قالت للنبي ﷺ كيف اغتسل من المحيض
عائشہؓ سے کہ ایک انصاری عورتؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں حیض غسل کس طرح کروں، آپؐ
قال خذي فرصة ممسكة وتوضىء ثلاثا ثم ان النبي ﷺ استحیٰ
نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا ایک کپڑا لے لو اور پاکی حاصل کرو۔ یہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا، پھر آنحضور ﷺ شرمائے
فاعرض بوجهه اوقال توضئي بهافاخذتها فجذبتها فاخبرتها بما يريد النبي ﷺ
اور آپؐ نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا، یا (صرف آپ نے اتنا ہی) فرمایا کہ اس سے پاکی حاصل کرو، پھر میں نے انھیں پکڑ کر کھینچ لیا اور نبی کریم ﷺ کی بات سمجھائی

راجع: ۳۱۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

غسل :...... بالضم یا بالفتح ہے۔ راجح اول ہے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ انقطاع حیض کے بعد غسل کیسے کرتا ہے۔

(۲۱۷)

﴿باب امتشاط المرأة عند غسلها من المحيض﴾

عورت کا حیض کے غسل کے بعد کنگھا کرنا

(۴۰۸)حدثنا موسیٰ بن اسمٰعيل قال ثنا ابراهيم قال ثنا ابن شهاب عن عروة ان
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے عروہ کے واسطے سے

عائشة قالت اهللت مع النبی ﷺ فی حجة الو داع فکنت ممن تمتع
بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا میں بھی تمتع کرنے والوں میں سے تھی
ولم یسق الهدی فزعمت انها حاضت ولم تطهرحتی دخلت لیلة عرفة
اور جو ہدی (قربانی کا جانور) اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے، حضرت عائشہ نے اپنے متعلق بتایا کہ وہ حائضہ ہوگئیں، عرفہ کی رات آگئی
قالت یارسول الله هذه لیلة یوم عرفة و انماکنت تمتعت
اور ابھی تک وہ پاک نہیں ہوئی تھیں، اس لیے انھوں نے رسول اللہؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ آج عرفہ کی رات ہے
بعمرة فقال لها رسول الله ﷺ انقضی ر اسک و امتشطی وامسکی عن عمرتک
اور میں عمرہ کی نیت کر چکی تھی رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اپنے سر کو کھول ڈالو اور کنگھا کرلو اور عمرہ کو چھوڑ دو
ففعلت فلما قضیت الحج امر عبدالرحمٰن لیلة الحصبة
میں نے ایسا ہی کیا، پھر میں نے حج پورا کرلیا اور لیلۃ الحصبہ میں عبدالرحمٰن کو آنحضور ﷺ نے حکم دیا کہ وہ
فاعمرنی من التنعیم مکان عمرتی التی نسکت
مجھے اس عمرہ کے بدلہ میں جس کی نیت میں نے کی تھی تنعیم سے (دوسرا) عمرہ کرالائے

راجع: ۲۹۴

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب: ...... اس باب کی غرض یہ بتلانا ہے کہ جب غسل حیض کرے تو کنگھی کرے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے

تمتعت بعمرة: ...... اس کی قائل حضرت عائشہؓ ہیں جو پہلے کہہ رہی تھی لانذ کر الا الحج ۔

لیله حصبه: ...... تیرہویں کے بعد والی رات ہے ایام منیٰ میں، اس رات وادی محصب میں ٹھہرتے ہیں۔ اور وادی محصب منیٰ میں ہے، لیلۃ الحصبہ کا مطلب ہوا وادیٔ محصب میں ٹھہرنے کی رات۔

سوال:...... ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا؟

جواب:...... حیض کی حالت میں احرام باندھنے کے لئے کنگھی کرنے کا حکم کیا تو حیض سے غسل کرنے کے بعد بدرجہ اولی ثابت ہوا یوں سمجھ لیجئے کہ غسل احرام جو کہ سنت ہے اس میں کنگھی کرنے کا حکم ہے تو غسل فرض کے وقت کنگھی کرنا بدرجہ اولی ثابت ہوا، الحاصل غسل عندالاحرام پر غسل عند انقطاع الحیض کو قیاس کیا۔[1]

(۲۱۸)

﴿باب نقض المرأة شعرها عند غسل المحیض﴾

حیض کے غسل کے وقت عورت کا اپنے بالوں کو کھولنا

(۳۰۹) حدثنا عبید بن اسمٰعیل قال ثنا ابو اسامة عن هشام عن ابیه عن عآئشة
ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے ہشام کے واسطہ سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ
قالت خرجنا موافین لهلال ذی الحجة قال رسول الله ﷺ من احب
سے کہ انھوں نے فرمایا ہم ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی نکل پڑے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس کا دل عمرہ کے احرام کو
ان یهل بعمرة فلیهل فانی لولا انی اهدیت لاهللت بعمرة فاهل بعضهم بعمرة
چاہے تو اسے باندھ لینا چاہئے کیونکہ میں اگر ہدی ساتھ نہ لاتا تو عمرہ کا احرام باندھتا تو اس پر بعض صحابہؓ نے عمرہ کا احرام باندھا
واهل بعضهم بحج وکنت انا ممن اهل بعمرة فادرکنی یوم العرفة وانا حائض
اور بعضؓ نے حج کا، میں بھی ان لوگوں میں تھی جنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، لیکن میں نے یوم عرفہ تک حیض کی
فشکوت الی النبی ﷺ فقال دعی عمرتک وانقضی راسک وامتشطی
حالت میں گزار دی میں نے نبی کریم ﷺ سے اسکے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دو اور اپنا سر کھول لو اور کنگھا کرلو

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۲۳)

واھلی بحج ففعلت حتی اذا کان لیلۃالحصبۃ ارسل معی اخی
اور حج کا احرام باندھ لو، میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب حصبہ کی رات آئی تو آنحضور ﷺ نے میرے ساتھ
عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فخرجت الی التنعیم فاھللت بعمرۃ مکا ن عمرتی
میرے بھائی عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر کو بھیجا، میں تنعیم گئی اور وہاں سے اپنے عمرہ کے بدلے دوسرے عمرے کا احرام باندھا
قال ھشام ولم یکن فی شئی من ذلک ھدی ولا صوم ولا صدقۃ
ہشام نے کہا کہ ان میں سے کسی بات کی وجہ سے بھی نہ ہدی واجب ہوئی، نہ روزہ، نہ صدقہ۔ راجع: ۲۹۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:...... ایک اختلافی مسئلہ میں امام بخاریؒ جمہورؒ کے خلاف فیصلہ دے رہے ہیں جمہورؒ کے نزدیک نقض شعر کے معاملہ میں غسل جنابت اور غسل حیض میں کوئی فرق نہیں دونوں میں بال کھولنا ضروری نہیں ہے لیکن امام احمدؒ کی ایک روایت میں تفصیل ہے کہ غسل حیض میں بال کھولنا ضروری ہے غسل جنابت میں نہیں۔ امام مالکؒ کا مذہب بھی یہی ہے [1]

وانقضی رأسک:...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہے۔ لیکن یہ حدیث جمہورؒ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ جمہور کے نزدیک بال کھولنا جائز تو نہیں ہے۔

موافین لھلال ذی الحجۃ:...... ذوالحجہ کے چاند کو قریب پانے والے۔

سوال:...... اس میں لفظ ہلال سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ کو نکلے ہیں کیونکہ ہلال پہلی رات کے چاند کو کہتے ہیں حالانکہ بعض روایات میں ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ ذوالقعدہ کی چھبیس، یا ستائیس کو نکلے۔

جواب:...... یہ مجاز بالمشارفہ کے قبیل سے ہے یعنی قربت کی وجہ سے حکم لگا دیا۔

ولم یکن فی شئ من ذلک ھدی ولا صوم ولا صدقۃ:......

سوال:...... جب حضرت عائشہؓ متمتعہ تھیں تو ہدی کی نفی کیسے کی؟ کیونکہ متمتع پر دم شکر ہوتا ہے اگر ہدی نہ تھی تو

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۴۰۸)

پھر صوم ہوتا یہاں تو دونوں کی نفی ہے اس کے متعدد جوابات ہیں۔

تنبیہ:...... جوابات سے قبل ایک بات ذہن نشین فرمالیں کہ احنافؒ کے نزدیک حضرت عائشہؓ مفردہ تھیں لھذا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں اور شوافعؒ کے نزدیک متمتعہ تھیں لھذا شوافع یہ جوابات دیتے ہیں۔

جواب ۱:...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے اہدی عن عائشۃ بقرۃ۔ ہوسکتا ہے ہشام کو یہ روایت نہ پہنچی ہو تو یہ نفی روایت کے لحاظ سے ہے کہ مجھے جو روایت پہنچی ہے اس میں اس کا ذکر نہیں۔

جواب ۲:...... **لم یکن فی ذلک ھدی ای بلا واسطۃ** ۔حضور ﷺ کے واسطے سے جو ہدی تھی اس کی نفی نہیں ہے [۱]

جواب ۳:...... **وھو الجواب**۔ اس جنایت کو جنایت اختیار یہ قرار نہیں دیا گیا یہ جنایت غیر اختیاری ہے اصل مقصد جنایت کی نفی کرنا ہے نہ کہ ہدی کی۔ ہدی تھی اور آپ ﷺ نے دی ہے ثابت ہے کہ اثر کی نفی سے مؤثر کی نفی مقصود ہے یعنی نفی مقید کی ہے کہ ہدی تو تھی لیکن کسی ایسی جنایت کی وجہ سے نہیں تھی جو جنایت اختیاری ہو۔

جواب ۴:...... ہوسکتا ہے کہ نفی اپنے علم کے لحاظ سے ہو۔ **فا ھل بعضھم بعمرۃ و اھل بعضھم بحج** اس سے **لا نذکر الا الحج** کا مطلب واضح ہو گیا۔

(۲۱۹)

﴿باب قول اللہ عز و جل مخلقۃ و غیر مخلقۃ﴾

اللہ عز و جل کا قول ہے مخلقۃ و غیر مخلقۃ (کامل الخلقت اور ناقص الخلقت)

(۳۱۰) حدثنا مسدد قال حدثنا حماد عن عبید اللہ بن ابی بکر عن انس بن مالک
ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا عبید اللہ بن ابی بکر کے واسطے سے وہ انس بن مالکؓ سے

[۱] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۸۵)

عن النبی ﷺ قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ وکل بالرحم ملکا یقول

وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا کہ رحم مادر میں اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ متعین کر دیتا ہے، فرشتہ کہتا ہے

یا رب نطفة یا رب علقة، یا رب مضغة فاذا اراد اللہ ان یقضی خلقه قال

اے رب نطفہ ہے اے رب علقہ ہو گیا اے رب مضغہ ہو گیا، پھر جب خدا تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس کی خلقت پوری کر دیں تو کہتے ہیں

اذ کر ام انثی شقی ام سعید فما الرزق وما الاجل قال فیکتب فی بطن امه

مذکر ہے یا مؤنث، بدبخت ہے یا نیک بخت، روزی کتنی مقدر ہے اور عمر کتنی فرمایا پس ماں کے پیٹ ہی میں یہ تمام باتیں فرشتہ لکھتا ہے

انظر: ۳۳۳۳، ۶۵۹۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مخلقه: ...... سے مراد یہ ہے کہ بچہ کی خلقت تام ہو جائے اور غیر مخلقہ ناقص الخلقت ہے جسے سقط کہتے ہیں۔

سوال: ...... کتاب الحیض سے اس باب کو کیا ربط ہے؟ یہ تو کتاب التفسیر میں ہونا چاہیے تھا کہ مخلقہ اور غیر مخلقہ کی کیا تفسیر ہے؟

جواب: ...... جب تک غرض نہیں سمجھیں گے اس وقت تک ربط سمجھ میں نہیں آئے گا امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے ایک اختلافی مسئلہ میں جمہورؒ کی تائید ہے۔

اختلاف: ...... یہ ہے کہ حاملہ کو اگر خون آ جائے تو وہ حیض کا خون ہو گا یا استحاضہ کا۔ جمہورؒ کہتے ہیں کہ وہ حیض کا خون نہیں ہو گا امام شافعیؒ کی روایت جدیدہ اور امام مالکؒ کا ایک قول یہ ہے کہ وہ حیض کا خون ہو گا۔ امام بخاریؒ جمہورؒ کی تائید کرنا چاہتے ہیں اس طرح کہ جب مخلقہ ہوتا ہے تو حیض کا خون اس کی غذا بنتا ہے اور جب غیر مخلقہ ہوتا ہے تو رحم خون کو پھینک دیتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے قال اذا وقعت النطفة فی الرحم بعث اللہ ملکا فقال یارب مخلقة او غیر مخلقة فان قال غیر مخلقة مجها الرحم دما وان قال مخلقة قال یا رب فما صفة هذه النطفة فیقال له انطلق الی ام الکتاب فانک تجد قصة هذه النطفة فینطلق فیجد قصتها فی ام الکتاب[1]

فیکتب فی بطن امه: ...... یہ جزوی تقدیر ہے ایک عمومی اور کلی تقدیر ہے جس میں سب کچھ لکھا ہے اس سے نقل کرتے ہیں۔

---

[1] (عینی ج ۳ ص ۲۹۲، ۲۹۳) (فتح الباری ج ۱ ص ۴۰۸) (بخاری ج ۱ ص ۴۶) (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۲۴) الخ

(۲۲۰)

باب كيف تهل الحائض بالحج والعمرة

حائضہ حج اور عمرہ کا احرام کس طرح باندھے؟

(۳۱۱) حدثنا يحيى بن بكير قال ثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن عروة
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے عقیل کے واسطہ سے بیان کیا، وہ ابن شہاب سے وہ عروہ سے وہ
عن عائشة قالت خرجنا مع النبي ﷺ في حجة الوداع فمنا اهل بعمرة ومنا
عائشہؓ سے انھوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے لیے نکلے، ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض
من اهل بحج فقدمنا مكة فقال رسول الله ﷺ من احرم بعمرة ولم يهد
نے حج کا، پھر ہم مکہ آئے، اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو وہ
فليحلل ومن احرم بعمرة واهدى فلا يحل حتى يحل بنحر هديه
حلال ہو جائے گا اور جس کسی نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی بھی ساتھ لایا ہو تو وہ ہدی کی قربانی کرنے سے پہلے حلال نہ ہوگا
ومن اهل بحج فليتم حجه قالت فحضت فلم ازل حائضا حتى كان يوم عرفة
اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو تو اسے حج پورا کرنا چاہیے عائشہؓ نے کہا کہ میں حائضہ ہو گئی اور عرفہ کے دن تک برابر حائضہ رہی
ولم اهلل الا بعمرة فامرني النبي ﷺ ان انقض رأسي وامتشط
میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا، پس مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ میں اپنا سر کھول لوں کنگھا کر لوں
واهل بالحج و اترك العمرة ففعلت ذلك حتى قضيت حجتي
اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ کو چھوڑ دوں میں نے ایسا ہی کیا اور اپنا حج پورا کر لیا

فبعث معي عبد الرحمن بن ابی بکر فامرنی ان اعتمر مکان عمرتی من التنعیم
پھر میرے ساتھ آنحضور ﷺ نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھ سے کہا کہ میں اپنے چھوڑے ہوئے عمرہ کے عوض تنعیم سے دوسرا عمرہ کر لوں

راجع: ۲۹۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قولها ((واهل بحج))

حاصل یہ ہے کہ حیض احرام حج اور احرام عمرہ سے مانع نہیں ہے الا یہ کہ احرام کی دو رکعتیں نہیں پڑھے گی

(۲۲۱)

﴿باب اقبال المحیض وادباره﴾

حیض کا آنا اور اس کا ختم ہونا

وکن نساء یبعثن الی عائشة با الدرجة فیها الکرسف فیه الصفرة فتقول لا
عورتیں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ڈبیا بھیجتی تھیں جس میں روئی ہوتی تھی، اس میں زردی ہوتی تھی، حضرت عائشہؓ فرماتیں
تعجلن حتی ترین القصة البیضآء ترید بذلک الطهر من الحیضة وبلغ بنت
کہ جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ صاف سفیدی نہ دیکھ لو، اس سے ان کی مراد حیض سے پاکی ہوتی تھی، زید بن ثابتؓ کی
زید بن ثابت ان نسآء یدعون بالمصابیح من جوف اللیل ینظرن الی الطهر
صاحبزادی کو معلوم ہوا کہ عورتیں رات کی تاریکی میں چراغ منگوا کر پاکی کو دیکھتی ہیں تو آپ نے

فقالت ما كان النسآء يصنعن هذا و عابت عليهن
فرمایا کہ عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں، انھوں نے (عورتوں کے اس غیر ضروری اہتمام پر) تنقید کی
☆☆☆☆☆☆☆
(۳۱۲)حدثنا عبداللّٰہ بن محمد قال ثنا سفين عن هشام عن ابيه عن عائشة ان
ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ حضرت
فاطمة بنت ابي حبيش كانت تستحاض فسالت النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال
عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کو استحاضہ کا خون آیا کرتا تھا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا، آپ
ذلك عرق وليست بالحيضة فاذا اقبلت الحيضة فدعي الصلوة واذا ادبرت فاغتسلي وصلي
نے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے اس لیے جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھ لیا کرو
مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهي في قوله فاذا اقبلت واذا ادبرت

﴿تحقیق وتشریح﴾

الدرجة۔ ذبیہ۔

امام بخاریؒ نے تصریح نہیں کی کہ اقبال حیض کیسے ہوتا ہے بظاہر مالکیہؒ کی تائید ہے۔

حیض میں لون معتبر ہے یا عادت: ...... **حنفیہؒ** کے نزدیک اقبال وادبار ایام وعادت کے لحاظ سے ہوتا ہے

امام مالکؒ :...... کے نزدیک الوان کا اعتبار ہے۔

شافعیہؒ اور حنابلہؒ:...... کے نزدیک دونوں ہیں۔عند التعارض امام احمدؒ ایام کو اور امام شافعیؒ الوان کو ترجیح دیتے ہیں۔مثلاً ایک عورت کو مہینے کے شروع میں سات دن کالا خون آتا ہے ایک دفعہ چھ دن کالا خون اور ساتویں دن سرخ خون آگیا اب حیض سات دن ہے یا چھ دن۔ ہمارے نزدیک سات دن ہے اور مالکیہؒ کے نزدیک چھ دن حنابلہؒ

کے نزدیک چھ دن ۔شافعیہؒ کے نزدیک سات دن ۔جمہورؒ کے نزدیک عادت کا اعتبار ہے لہٰذا یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہؒ عادت کے قائل ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ جمہورؒ عادت کے قائل ہیں۔

القصة البيضاء ،القصه الجص وهو النورة ،چونا، یہ کلام تشبیہ پر محمول ہے اس کا مشبہ محذوف ہے ای حتی ترین الماء الذی کا لقصة البیضاء ۔یعنی سفید پانی۔

وعابت عليهن:......رات کواٹھ کر روئی دیکھتی تھیں ۔تو حضرت زید بن ثابت کی صاحبزادی نے ان کے اس غیر ضروری اہتمام پر تنقید فرمائی۔

سوال:......یہ تو دین کی بڑی سوچ وفکر ہے اس پر حضرت بنت زید بن ثابتؓ عیب کیوں لگا رہی ہیں؟ حالانکہ جو رات کو پاک ہو جائے اس پر نماز فرض ہے اس فکر نماز پر حضرت بنت زید بن ثابتؓ عیب لگا رہی ہیں۔

جواب ا:...... علامہ سرخسیؒ نے جواب دیا کہ عیب اس عمل پر نہیں تھا بلکہ عیب تو تکلف پر تھا۔یعنی چراغ جلانا وغیرہ جیسا کہ اس روایت میں ہے اور دوسری روایات میں آتا ہے یدعون بالمصابیح من جوف اللیل ینظرن الخ اپنے گھر نہ ہوتا تو پڑوسیوں سے مانگ کر دیکھتیں اس تکلف پر عیب لگایا۔

جواب ۲:......عیب تعمق فی الدین پر لگایا جو یسر (آسانی) کے خلاف ہے الدین یسر صبح اٹھ کر دیکھ لو اگر ایسا تعمق مناسب ہوتا تو آپ ﷺ کے زمانے میں عورتیں ایسے کرتیں یہ جواب علامہ شاطبیؒ نے دیا ہے۔(فیض الباری ج ۱ص ۳۸۲)

(۲۲۲)

باب لاتقضی الحائض الصلوة وقال جابر بن عبدالله وابوسعيد عن النبی ﷺ تدع الصلوة

حائضہ نماز قضا نہیں کریگی،اور جابر بن عبداللہ اور ابوسعید نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حائضہ نماز چھوڑ دے

(۳۱۳) حدثنا موسى بن اسمعيل قال ثنا همام قال ثناقتادة قال حدثتني معاذة

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہا مجھ سے معاذہؒ نے

ان امرأة قالت لعائشة اتجزئ احدانا صلوتها اذا طهرت

بیان کیا کہ ایک عورت نے عائشہؓ سے پوچھا کہ جس زمانہ میں ہم پاک رہتے ہیں (حیض سے) کیا ہمارے لیے اسی زمانہ کی نماز کافی ہے

فقالت احرورية انت قد كنا نحيض مع النبي ﷺ

اس پر عائشہؓ نے فرمایا کہ کیوں تم حروریہ ہو؟ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حائضہ ہوتی تھیں اور آپؐ

فلا يأمرنا به او قالت فلا نفعله

ہمیں نماز کا حکم نہیں دیتے تھے، یا حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا کہ ہم نماز نہیں پڑھتی تھیں

مطابقة الحديث للترجمة في قولها ((فلا يأمرنا به)) اى بقضاء الصلوة

تحقیق وتشریح

یعنی حائضہ پر نماز کی نہ قضاء ہے اور نہ ادا۔ یا تو دفع حرج کی وجہ سے یا عدم اہلیت کی وجہ سے کیونکہ حرج شریعت میں مدفوع ہے۔

اتجزی ای انقضی یعنی مسئلہ پوچھا۔

احرورية انت:......

اشکال:......سائلہ کو اتنی سختی سے کیوں ڈانٹا؟

جواب ۱:...... حضرت عائشہؓ کے زمانہ میں خارجیوں کا فتنہ کھڑا ہوگیا تھا سب سے پہلا اجتماع انہوں نے حرورہ بستی میں کیا تھا انہوں نے نئے نئے مسائل بھی گھڑ لئے تھے اور سب عقلی مسائل تھے۔ وہ عقل کو ترجیح دیتے تھے۔ ان مسائل مخترعہ میں سے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ حائضہ نماز کی قضاء کرے گی۔ حضرت عائشہؓ کو یہ بات پہنچ چکی تھی تو فرمایا کہ کیا تو بھی ان میں سے ہے؟

جواب ۲: ......یا اس وجہ سے کہ چونکہ وہ عقل سے مسئلے گھڑتے تھے تو اس نے عقل دوڑائی کہ جب حائضہ عورت روزے قضاء کرتی ہے تو نماز کیوں نہ قضاء کرے تو اس لئے اسے ڈانٹا۔ تو پہلے جواب میں خارجیہ ہونے کی بنا پر ڈانٹا اور دوسرے جواب میں خارجیوں سے مشابہت کی بنا پر ڈانٹا۔ سب سے پہلے انہوں نے خروج مسئلہ تحکیم (حکم بنانا) میں کیا۔ دوسرا جنگ جمل میں آپؓ کی شرکت پر۔ اس پر ان کا اعتراض تھا کہ حضرت عائشہؓ کا جنگ میں شریک ہونا دو حال سے خالی نہیں حضرت عائشہؓ مسلمہ تھیں یا کافرہ (نعوذ باللہ من ذلک) اگر مسلمان تھیں تو قتال کیوں کیا؟ کیونکہ مسلمان سے قتال حرام ہے اور اگر کافرہ تھیں تو قید کر کے ان کو باندی کیوں نہ بنایا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ مناظرہ کے لئے گئے دلائل سے ان کو لاجواب کر دیا (نجمۃ العرب) مگر خارجیوں کے سمجھنے کی نیت نہ تھی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مانتے ہو نبیؐ کی بیوی امت کی ماں ہوتی ہے اور جنت میں بھی زوجہ مطہرہ ہوگی کیا اپنی ماں کو باندی بناؤ گے؟ باقی تلوار ضروری نہیں کہ کافر پر ہی اٹھے کبھی بغاوت کے خلاف بھی اٹھتی ہے اور کبھی غلطی سے اٹھتی ہے اور یہاں بھی ایسے ہی ہوا۔[1]

(۲۲۳)

﴿باب النوم مع الحائض وهي في ثيابها﴾

حائضہ کے ساتھ سونا جب کہ وہ حیض کے کپڑوں میں ہو

(۳۱۴) حدثنا سعد بن حفص قال ثنا شيبان عن يحيى عن ابي سلمة عن زينب
ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، یحییٰ سے وہ ابوسلمہ سے وہ زینب بنت ابی سلمہ سے
بنت ابي سلمة حدثته ان ام سلمة قالت حضت وانا مع النبي ﷺ في الخميلة فانسللت
انھوں نے بیان کیا کہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا، اس لیے

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۴۲۱)

فخرجت منها فاخذت ثیاب حیضتی فلبستها فقال لی رسول اللہ ﷺ انفست قلت نعم
میں چپکے سے نکل آئی، اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حیض آ گیا؟ میں نے کہا جی ہاں
فدعانی فا دخلنی معہ فی الخمیلة قالت وحدثتنی ان النبی ﷺ کا ن یقبلها
پھر مجھے آپ نے بلایا اور اپنے ساتھ چادر میں داخل فرمالیا، زینب نے کہا کہ مجھ سے ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ
وهو صآئم وکنت اغتسل انا والنبی ﷺ من انآء واحد
روزے سے ہوتے تھے اور اسی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے، اور میں نے اور نبی کریم ﷺ نے ایک ہی
من الجنا بة
برتن سے جنابت کا غسل کیا

راجع: ۲۹۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ:...... روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

فقہاء:...... کہتے ہیں شاب کے لئے مکروہ ہے اور شیخ کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔

صوفیاء:...... کہتے ہیں شاب کے لئے جائز ہے اور شیخ کیلئے مکروہ۔ چونکہ شاب میں قوت مدافعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ تو آپ حضرات چونکہ فقہاء اور صوفیاء دونوں کو مانتے ہیں۔ اس لئے ہم کہیں گے کہ دونوں کو احتراز کرنا چاہیے روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے جوان کو اجازت نہ دی اور بوڑھے کو اجازت دے دی۔

اقسام قُبلہ:...... قبلہ چھ قسم پر ہے۔

(۱) **قُبلۂ شہوت:**...... جو خاوند بیوی کا لیتا ہے یا فاسق فسق کی وجہ سے اجنبیہ کا لیتا ہے۔

(۲) **قبلہ تحیہ** :...... سلام کے وقت ایک دوسرے کا بوسہ لیتے ہیں عرب میں آج بھی اس کا رواج ہے۔

(۳) **قبلۂ رافت** :...... جو باپ بیٹے کا لیتا ہے۔

(۴) **قبلہ شفقت** :...... جو یتیم کی دلداری کے لئے لیا جائے۔

(۵) **قبلہ عظمت** :...... جو شاگرد استاد کا لیتا ہے یا مرید پیر کا۔

(۶) **قبلہ محبت** :...... بدوں شہوت بھائی کا بوسہ لیتا ہے۔

(۲۲۴)

﴿باب من اتخذ ثياب الحيض سوى ثياب الطهر﴾

جس نے حیض کیلئے طہر میں پہنے جانیوالے کپڑے کے علاوہ کپڑا اپنایا

(۳۱۵) حدثنا معاذ بن فضالة قال ثنا هشام عن يحيىٰ عن ابى سلمة عن زينب بنت ابى سلمة عن ام
ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے یحیٰی کے واسطے سے بیان کیا، وہ ابو سلمہ سے وہ زینب بنت
سلمة قالت بينا انا مع النبي ﷺ مضطجعة في خميلة حضت فا نسللت
ابو سلمہ سے وہ ام سلمہؓ سے، آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا، میں چپکے
فاخذت ثياب حيضتي فقال انفست فقلت نعم فدعاني
سے نکل آئی، اور اپنے حیض کے کپڑے بدل لیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حیض آ گیا؟ میں نے عرض کی جی ہاں
فاضطجعت معه في الخميلة
پھر مجھے آپؐ نے بلا لیا اور میں آپؐ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی

راجع: ۲۹۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

ترجمۃ الباب:...... حدیث سے صراحۃً ثابت ہے اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ اگر وسعت ہو تو توم کے کپڑے الگ بنانا جائز ہے۔

(۲۲۵)

باب شهود الحائض العيدين ودعوة المسلين ويعتزلن المصلّٰى

حائضہ کی عیدین میں اور مسلمانوں کے ساتھ دعاء میں شرکت اور حائضہ عورتیں عیدگاہ سے ایک طرف ہو کر رہیں

(۳۱۶)حدثنا محمد بن سلام قال اخبر نا عبد الوهاب عن ايوب عن حفصة
ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوھاب نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا وہ حفصہؓ سے انھوں نے
قالت كنانمنع عواتقناان يخرجن في العيدين فقدمت امرأة فنزلت قصر بني خلف
فرمایا کہ ہم عورتوں کو عیدگاہ جانے سے روکتے تھے، پھر ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری، انھوں نے اپنی
فحدثت عن اختها وكان زوج اختها غزا مع النبي ﷺ ثنتي عشرة غزوة
بہن کے حوالے سے نقل کیا، انکی بہن کے شوہر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے تھے، اور خود انکی
وكانت اختي معه في ست قالت فكنا نداوى الكلمىٰ ونقوم على المرضىٰ
بہن اپنے شوہر کے ساتھ چھ غزوات میں گئی تھیں انھوں نے بیان کیا کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتے تھے اور مریضوں کی تیمارداری کرتے تھے
فسالت اختي النبي ﷺ اعلى احدا نا بأس اذالم يكن لها جلباب

میری بہن نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر جو برقعہ کے طور پر باہر نکلنے کیلئے عورتیں استعمال کرتی تھیں نہ ہو تو

ان لاتخرج قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها

کیا اس کیلئے اس میں کوئی حرج ہے کہ وہ باہر نہ نکلے آنحضور ﷺ نے فرمایا اسکی ساتھی کو چاہیے کہ اپنی چادر میں سے کچھ حصہ اسے اڑھا دے

ولتشهد الخير ودعوةالمؤمنين فلما قدمت ام عطية

پھر وہ خیر کے مواقع پر اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہو، پھر جب ام عطیہؓ آئیں

سألتها اسمعت النبي ﷺ قالت بابي نعم وكانت

تو میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ نے حضرت نبی اکرمؐ سے سنا تو انھوں نے فرمایا میرے باپ آپ پر فدا ہوں (اور انکی عادت تھی

لا تذكره الاقالت بابي سمعته يقول تخرج العواتق

کہ وہ جب بھی بات کرتی تو کہتیں بابِی کہ ہاں میں نے آنحضرت کو فرماتے سنا کہ نکلیں عورتیں اور پردے والیاں

وذوات الخدور و الحيض وليشهدن الخير و دعوة المؤمنين

اور حیض والی اور خیر کے مواقع اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں

وتعتزل الحيض المصلّى قالت حفصة فقلت الحيض فقالت

اور عید گاہ سے دور رہیں حفصہ نے کہا کہ میں نے کہا حائضہ عورتیں بھی تو انہوں نے کہا

اليست تشهد عرفة وكذاو كذا

کہ کیا وہ عرفہ میں حاضر نہیں ہوتیں؟ اور ایسے اور ایسے

انظر: ۳۵۱، ۹۷۱، ۹۷۴، ۹۸۰، ۹۸۱، ۱۶۵۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

مسئلہ: ...... یہ ہے کہ حائضہ عیدین میں حاضر ہو سکتی ہے کیونکہ عیدین مسلمانوں کی دعا ہے لیکن حائضہ عیدگاہ میں صفوں سے علیحدہ ہے۔

سوال :......اعتزال عن المصلی کی کیا وجہ ہے؟

جواب :......حنفیہؒ کہتے ہیں کہ مصلی (عید گاہ) مساجد کے حکم میں تو نہیں ہے مگر چونکہ حائضہ ونفساء نماز نہیں پڑھیں گی اس لیے انہیں اندر جا کر قطع صفوف کی کیا ضرورت ہے؟ ۱

سوال :......جب نماز عید نہیں پڑھنی تو حاضر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب :......دو وجہ سے حاضری کی ضرورت ہے۔

(۱) نماز میں تو شریک نہیں ہو سکتی لیکن دعا میں تو شریک ہو سکتی ہے۔

(۲) کثرت مسلمین کو ظاہر کرنے کے لئے شروع شروع میں اس کی ضرورت تھی اس لئے کبھی کبھی جلوس بھی جائز ہو جاتے ہیں۔

ودعوۃ المسلمین:......اس سے مراد نماز استسقاء اور خطبۂ عید ہے معروف دعا مراد نہیں۔لہذا اس سے معروف دعا پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ سے نمازِ عید کے بعد والی دعا ثابت نہیں ہے حالانکہ نماز عید کثرت سے مروی ہے اور اس کے بعد دعا مروی نہیں اگر اس پر دعوۃ المسلمین سے استدلال صحیح ہوتا تو سلف صالحین ضرور استدلال کرتے۔لیکن کسی ایک نے بھی استدلال نہیں کیا ۲

لتلبسھا صاحبتھا جلبابھا:......اس کے دو ترجمے اور معانی ہیں۔

(۱) اپنی چادر دے دے۔

(۲) اپنی چادر سے اس کو بھی پردہ کروائے۔

ولتشھد الخیر:......نماز استسقاء، سماع الحدیث، عیادت مریض اور دعوت مسلمین سب اس سے مراد ہیں۔

بابی:......اس میں چار لغتیں ہیں

(۱) بابی الف کے ساتھ۔

(۲) بی بی الف کو یاء ساکنہ سے بدل کر۔

---

۱ (تقریر بخاری ج ۲ ص ۱۰۳) ۲ (فیض الباری ج ۱ ص ۳۸۷)

(۳) یا یا آخری یا کو الف سے بدل کر۔

(۴) پی یا الف کو یا سے اور یائے ساکنہ کو الف سے بدل کر۔

تعتزل الحیض المصلی..... اگر پنج وقتہ نماز عیدگاہ میں نہیں پڑھی جاتی تو دور رہنے کا حکم تو نہیں ہے لیکن صفوں میں کھڑی نہ ہو اس لئے کہ یہ تو نماز نہیں پڑھے گی تو صفوں میں انقطاع ہوگا۔ اور اگر پنج وقتہ نماز ہوتی ہے تو مسجد کا حکم ہے۔ اور مسجد میں حائضہ کا دخول ممنوع ہے۔

(۲۲۶)
باب

اذا حاضت فی شهر ثلث حیض وما یصدق النساء فی الحیض والحمل فیما یمکن من الحیض لقول الله تعالی وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي اَرْحَامِهِنَّ ويذكر عن علی وشریح ان جاء ت بینة من بطانة اهلها ممن یرضی دینه انها حاضت ثلثا فی شهر صدقت وقال عطاء اقرآء ها ماکانت وبه قال ابراهیم وقال عطاء الحیض یوم الی خمسة عشر وقال معتمر عن ابیه قال سألت ابن سیرین عن المرأة تری الدم بعد قرء ها بخمسة ایام قال النساء اعلم بذلک

(ترجمہ) جب کسی عورت کو ایک مہینہ میں تین حیض آئیں اور حمل سے متعلق شہادت پر جبکہ حیض آنا ممکن ہو تو عورتوں کی تصدیق کی جائے گی، اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ان کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے وہ اسے چھپائیں۔ حضرت علیؓ اور قاضی شریح سے منقول ہے کہ اگر عورت کے گھرانے کا کوئی فرد گواہی دے اور وہ دیندار بھی ہو کہ یہ عورت ایک ماہ میں تین مرتبہ حائضہ ہوئی تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔ عطاءؒ نے کہا کہ عورت کے حیض کے دن اتنے ہی ہونگے جتنے پہلے ہوئے تھے۔ (یعنی طلاق وغیرہ سے پہلے) اور ابراھیمؒ نے بھی یہی کہا ہے اور عطاء نے کہا کہ حیض ایک دن سے پندرہ دن تک ہوسکتا ہے۔ معتمرؒ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن سیرینؒ سے ایک ایسی عورت کے متعلق پوچھا جو اپنی عادت کے مطابق حیض

آ جانے کے بعد پانچ دن تک خون دیکھتی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ عورتیں اس کا زیادہ علم رکھتی ہیں۔

(۳۱۷) حدثنا احمد بن ابی رجآء قال اخبرنا ابو اسامۃ قال سمعت ہشام بن عروۃ
ہم سے احمد بن ابورجاء نے بیان کیا، کہا ہمیں ابواسامہ نے خبر دی کہا میں نے ہشام بن عروہ سے سنا کہا مجھے میرے
قال اخبرنی ابی عن عائشۃ ان فاطمۃ بنت ابی حبیش سألت النبی ﷺ فقالت انی استحاض
والد نے خبر دی عائشہؓ کے واسطے سے کہ فاطمہؓ بنت ابی حبیش نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے
فلا اطہر افادع الصلوٰۃ فقال لا ان ذلک عرق
اور (مدتوں) پاک نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ تو ایک رگ کا خون ہے
ولکن دعی الصلوٰۃ قدر الایام التی کنت تحیضین فیہا ثم اغتسلی وصلی
ہاں ان دنوں میں نماز ضرور چھوڑ دیا کرو جن میں اس بیماری سے پہلے تمہیں حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو
وجہ مطابقۃ ہذا الحدیث للترجمۃ انہ ﷺ وکل ذلک الی امانتہا وعادتہا قد یقل ذلک ویکثر علی قدر احوال النساء فی اسنانہن وبلدانہن

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض:...... مقصود ترجمہ سے یہ بیان کرنا ہے کہ وہ امور جو نساء کے متعلق ہیں ان میں عورتوں کا قول معتبر ہے اذا حاضت فی شہر کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر چہ ایک ماہ میں تین حیض گزر جانے کا دعوی کرے تب بھی تصدیق کی جائیگی۔ ترجمۃ الباب کے دو جزء ہوئے دونوں دعووں پر الگ الگ دلیل قائم کی ہے۔

دلائل دعوی اول:......اس پر امام بخاریؒ نے تین دلیلیں قائم کی ہیں کہ عورتوں کے قول کا امور خاصہ (یعنی متعلقہ بالنساء) میں عورتوں کے قول کا اعتبار ہے۔

دلیل اول:......لَایَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ عورتیں اپنے رحم کی چیز کو نہ چھپائیں

تو معلوم ہوا کہ ان کا اظہار معتبر ہے ورنہ نہ چھپانے کے حکم کا کیا فائدہ ہے؟!

دلیل ثانی :...... قول ابن سیرینؒ ہے قال النساء اعلم بذلک [۱]

دلیل ثالث:...... بڑی دلیل تو یہ حدیث ہے **دعی الصلوة قدر الایام التی کنت تحیضین فیها ثم اغتسلی وصلی** [۲]

وجہ استدلال:...... یہ ہے کہ ان پر اعتبار ہے تو یہ حکم دے رہے ہیں۔ اس دعویٰ اول میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

دعویٰ ثانی:...... اب رہی یہ بات کہ جب ایک ماہ میں تین حیضوں کے گزرنے کا کوئی عورت دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟ امام بخاریؒ نے قید لگادی کہ ممکن ہوگا تو معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ممکن ہے یا نہیں امام بخاریؒ نے تو ممکن ہے قرار دیا ہے۔

دلیل:......**ویذکر عن علی وشریح ان امراة جاءت ببینة من بطانة اهلها ممن یرضی دینه انها حاضت ثلاثا فی شهر صدقت** [۳]

مرفوع روایت کوئی نہیں ہے۔

مذاهب ائمه متبوعین:...... ایک ماہ میں تین حیض، ائمہ متبوعین میں سے کس کے ہاں ممکن ہے اور کس کے ہاں ممکن نہیں۔ جن کے ہاں ممکن ہے ان کو جواب دینے کی ضرورت نہیں اور جن کے ہاں ممکن نہیں ان کو جواب دینے کی ضرورت پڑے گی۔ اب کن کے نزدیک ممکن ہیں اور کن کے نزدیک نہیں۔ یہ اس بات پر مبنی ہے کہ اقل مدت حیض واقل مدت طہر میں ائمہؒ کے مذاہب کیا ہیں۔

المذهب الاول :...... امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اقل مدت حیض ایک لحظہ بھی ہوسکتی ہے اس کی کوئی مقدار نہیں اور اقل مدت طہر تیرہ دن ہے اور ایک قول یہ کہ اقل مدت حیض ایک دن ہے اب کسی نے اپنی بیوی کو طہر کے آخری لحظہ میں طلاق دے دی پھر ایک دن حیض پھر تیرہ دن طہر پھر ایک دن حیض پھر تیرہ دن طہر۔ تو اٹھائیس دن اور دو لحظوں میں

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۲۵) (فیض الباری ج ۱ ص ۳۸۸) [۲] (ع ج ۳ ص ۳۰۸) (فتح الباری ج ۱ ص ۴۱۲) (بخاری ج ۱ ص ۴۷) [۳] (ع ج ۳ ص ۳۰۸) (فتح الباری ج ۱ ص ۴۱۲) (بخاری ج ۱ ص ۴۷) (فیض الباری ج ۱ ص ۳۹۱) [۴] (ع ج ۳ ص ۳۰۶) (فتح الباری ج ۱ ص ۴۱۱) (بخاری ج ۱ ص ۴۷) (فیض الباری ج ۱ ص ۳۹۰) (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۲۷)

اس کی عدت پوری ہوئی دو لحظے اس طرح ہوئے ایک تو وہ طہر کا آخری لحظہ جس میں عدت پوری ہوئی ہے۔ اور دوسرا وہ لحظہ ہے جس میں طلاق دی ہے۔

المذهب الثاني :...... امام مالکؒ کے نزدیک اقل مدت طہر پندرہ دن ہے اور اقل مدت حیض ایک لحظہ۔ تو پندرہ، پندرہ تیس دن اور چار لحظے۔ ایک وہ لحظہ طہر جس میں طلاق دی ہے پھر ایک لحظہ حیض۔ پھر پندرہ دن اقل طہر پھر ایک لحظہ حیض۔ پھر پندرہ دن طہر پھر ایک لحظہ حیض۔

المذهب الثالث:...... امام شافعیؒ کے نزدیک اقل مدت طہر پندرہ دن ہے اور اقل مدت حیض ایک دن ہے۔ تو ان کے نزدیک کم از کم انقضاء عدت کی مدت بتیس دن اور دو لحظے ہوئے اس طرح کہ ایک وہ لحظہ طہر جس میں طلاق دی پھر ایک لحظہ حیض جس کے اندر طہر ثالث ختم ہوا پھر پندرہ دن طہر پھر ایک دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر ایک لحظہ انقضاء عدت کے لئے۔

جواب:...... شافعیہؒ تو یہ جواب دے دیں گے کہ یہ حذف کسر پر محمول ہے اور پہلے دو مذہب والوں کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

المذهب الرابع :...... صاحبینؒ کے نزدیک انتالیس دن میں عدت گزر سکتی ہے ایک وہ آخری لحظہ طہر جس میں طلاق دی پھر تین دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض (اس لئے کہ عند الاحناف عدت حیضوں میں ہوتی ہے اس لئے تین حیض پورے کرنے ہوں گے یہ مسئلہ حنفیہ کے نزدیک مشکل ہو گیا۔

جواب:...... حذف کسر پر محمول ہے اگر حذف کسر پر شافعیہ محمول کر سکتے ہیں تو صاحبین بھی کر سکتے ہیں۔

المذهب الخامس:...... امام صاحبؒ کے نزدیک اکثر مدت حیض دس دن ہے اور عدت بھی حیضوں سے ہے اس طرح یہ تیس دن ہو گئے اور دو طہر پندرہ، پندرہ (تیس دن) اس طرح کل ساٹھ دنوں میں عدت گزر سکتی ہے۔ فقہی جزئیہ بھی ایسے ہی ہے کہ اگر کسی نے ساٹھ دن سے پہلے عدت گزر جانے کا دعویٰ کیا تو قبول نہیں کیا جائے گا اب حضرت امام ابوحنیفہؒ کی جانب سے جواب دینے کی ضرورت ہے۔

جواب اول:...... امام بخاریؒ نے قطعی طور پر اس کو ذکر نہیں کیا بلکہ یذکر کے کلمے سے ذکر کیا جو دال علی

الضعف ہے۔ اور وجہ ضعف یہ ہے کہ مسند دارمی میں اس روایت کو شعبیؒ عن علیؓ کے واسطے سے ذکر کیا گیا ہے اور شعبیؒ کا علیؓ سے لقاء ثابت نہیں اس لئے یذکر کہا۔

جواب ثانی :...... یہ تعلیق بالمحال کے قبیل سے ہے عورت کی ثقاہت کو ثابت کرنے کے لئے کہا کہ اگر عورت یہ دعوی بھی کر دے تب بھی بات مانی جائے گی نہ یہ کہ واقعی تین حیض ایک ماہ میں گزر جائیں گے۔

جواب ثالث:...... فقہ حنفی میں جو جزئیہ لکھا گیا ہے قضاء پر محمول ہے اور یہ بات (کہ ایک ماہ میں تین حیض کا دعوی) دیانت پر محمول ہے کیونکہ کسی نص سے تو اقل واکثر کی تحدید ثابت نہیں۔

اشکال :...... علیؓ اور شریحؒ بھی تو قاضی ہیں تو تم نے کیسے کہہ دیا کہ یہ قول علیؓ و شریحؒ دیانۃ ہے؟

جواب :...... کبھی قاضی دیانۃً بھی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ قرینہ اس پر ممن یرضی دینہ ہے جیسے مفتی بھی کبھی قول دیانۃً نقل کر دیتا ہے ایسے ہی قاضی بھی کبھی دیانۃً فیصلہ کر دیتا ہے۔

ترى الدم بعد قرء ها بخمسة ايام الخ:...... مطلب اس کا یہ ہے کہ ایک عورت کو حیض آتا ہے تین دن یا چار دن اس کے بعد پھر پانچ دن خون آتا ہے تو یہ حیض ہوگا یا استحاضہ؟ اس میں عورت کا قول معتبر ہوگا اور یہ ابن سیرینؒ کا فتوی ہے۔[1]

ائمہ احناف:...... کے نزدیک اس میں تفصیل ہے کہ عادت سے زائد جو خون دیکھے وہ دو قسم پر ہے۔

(۱) عادت سے زائد مگر دس دنوں سے کم۔ تو کہیں گے کہ عادت بدل گئی۔

(۲) اگر دس دن سے زائد ہو تو استحاضہ ہے اب نمازیں لوٹائے گی یہ ساری تقریر اس بنا پر ہے کہ اقراء میں قرء کا معنی خون کیا جائے۔ دوسرا مطلب اگر قرء کا ترجمہ طہر سے کیا جائے تو یہ طہر متخلل بین الدمین کا مسئلہ ہو جائے گا تو مسئلہ یہ ہے کہ **الطهر المتخلل بين الدمين دم** اس سے بعض صوفیاء حضرات نے وجود کی نفی پر استدلال کیا ہے **الوجود المتخلل بين العدمين عدم**۔

---

[1] ان ابن سيرين سئل عن امراة كان لها حيض معتاد ثم رأت بعد ايام عادتها خمسة ايام او اقل او اكثر فكيف يكون حكم هذه الزيادة فقال ابن سيرين هي اعلم بذلك يعني التميز بين الدمين راجع اليها فيكون المرئي في ايام عادتها حيضا وما زاد على ذلك استحاضة فان لم يكن لها علم بالتميز يكون حيضها ما تراه الى اكثر مدة الحيض وما زاد عليها يكون استحاضة۔ (عینی ج ۳ ص ۳۰۸)

اشکال:...... پہلے مطلب پر اشکال ہے کہ بخمسۃ ایام کی قید کیوں لگائی دو دن کے بعد یا تین دن کے بعد دیکھے تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب:...... یہ قید اس لئے لگائی کہ بعض ائمہ مجتہدین حیض ختم ہونے کے بعد استظہار کی مدت کے قائل ہیں کہ حیض ختم ہوا ہے یا نہیں پھر اس مدت استظہار میں کئی قول ہیں۔

(۱) قال البعض دو دن۔

(۲) قال البعض تین دن استظہار ہوگا زیادہ سے زیادہ پانچ دن مدت استظہار ہے تو ابن سیرین کا قول پانچ دن کا ہوگا تو بخمسۃ ایام کی قید لگائی امام مالکؒ بھی استظہار کے قائل ہیں باقی ائمہ قائل نہیں ہیں۔ مدت استظہار کی نمازیں قضاء کی جائیں گی اگر حیض کا اعادہ نہ ہوا۔

(۲۲۷)

﴿باب الصفرة والكدرة في غير ايام الحيض﴾

زرد اور مٹیالہ رنگ حیض کے دنوں کے علاوہ

(۳۱۸) حدثنا قتيبة بن سعيد قال ثنا اسمٰعيل عن ايوب عن محمد عن ام عطيه
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسمٰعیل نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا وہ محمد سے وہ امّ عطیہ سے آپ
قالت كنا لا نعدّ الكدرة و الصفرة شيئا
نے فرمایا کہ ہم زرد اور مٹیالے رنگ کو کوئی اہمیت نہیں دیتیں تھیں (یعنی سب کو حیض سمجھتیں تھیں)

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب:...... اس باب کی دو غرضیں ہیں۔

غرض اول :...... غرض امام بخاریؒ مسئلہ الوان میں شافعیہؒ کی تائید ہے۔ الوان کا اعتبار ہے یا نہیں جمہورؒ اعتبار کرتے ہیں حنفیہ نہیں کرتے۔ تو ترجمہ میں ہدر کا لفظ محذوف ہوگا۔ یعنی غیر ایام حیض میں صفرہ وکدرہ کا کوئی اعتبار نہیں ہدر ہے لیکن ایام حیض میں اعتبار ہے ویسے امام بخاریؒ نے تو کوئی حکم نہیں لگایا کہ ہدر یا اعتبار ہے اگر اعتبار کا لفظ محذوف مان لیں کہ صفرہ وکدرہ کا غیر ایام حیض میں اعتبار کرتے ہیں تو مفہوم مخالف کے طور پر معلوم ہوگیا کہ ایام حیض میں اعتبار نہیں کرتے تھے اس طرح یہ احنافؒ کی تائید ہوجائے گی۔

الحاصل :...... اگر اعتبار کا لفظ محذوف مانتے ہیں تو حنفیہ کی تائید ہے اگر ہدر کا لفظ محذوف مانتے ہیں تو شافعیہ کی تائید ہے جس طرح ترجمہ میں دونوں احتمال ہیں اسی طرح حدیث میں بھی دونوں احتمال ہیں تو اس طرح شافعیہؒ کی تائید بھی ہوسکتی ہے اور حنفیہؒ کی بھی [۱]

ام عطیہؓ :...... فرماتی ہیں کہ ہم کدرہ اور صفرہ کا اعتبار نہیں کرتی تھیں یعنی رنگوں کا اعتبار نہ ہوا تو یہ حنفیہؒ کی تائید ہوگئی۔ شافعیہؒ کے نزدیک چونکہ الوان کا اعتبار ہے تو وہ ترجمہ اس طرح کریں گے کہ کدرہ اور صفرہ کا اعتبار نہیں کرتی تھیں البتہ سواد اور حمرۃ کا اعتبار کرتی تھیں۔

حاصل :...... یہ کہ احناف وشوافع دونوں کے موافق یہ حدیث ہوسکتی ہے امام بخاری نے غیر ایام حیض کی قید لگا کر جتلایا کہ غیر ایام حیض میں اعتبار نہیں کرتی تھیں ایام حیض میں اعتبار کرتی تھیں تو امام بخاریؒ کا تیسرا مسلک ہوگیا کہ من وجہ اعتبار ہے اور من وجہ اعتبار نہیں ہے اس لئے ترجمہ دونوں طرف لگ گیا [۲]

غرض ثانی :...... الوان حیض کتنی قسم پر ہیں۔

(۱) حنفیہؒ کے نزدیک ایام حیض میں جتنی قسم کا رنگ بھی آجائے وہ سب حیض ہے مثلاً سواد، حمرۃ، کدرۃ، صفرۃ، خضرۃ، تربیۃ

(۲) شافعیہؒ کے نزدیک صرف سواد حیض ہے اور بعض روایات میں ہے کہ حمرۃ اور سواد دونوں حیض ہیں باقیوں کو حیض شمار نہیں کرتے لیکن حنفیہ کے نزدیک یہ سب رنگ حیض کے ہیں۔

---

[۱] (فیض الباری ج ا ص ۳۹۲) [۲] (فیض الباری ج ا ص ۳۹۲)

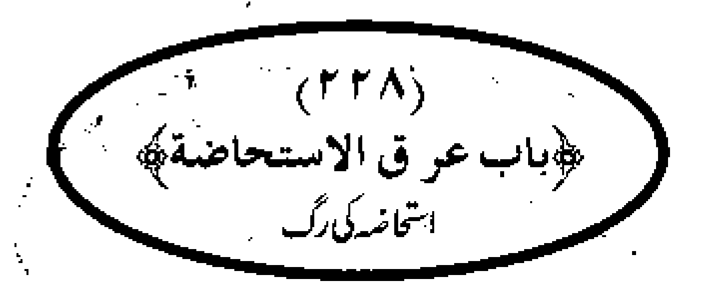
دلائل احناف:.....

دلیل ۱:..... پہلے باب میں آپ نے حدیث پڑھی ہے جس کے الفاظ یہ **حتی ترین القصة البیضاء**۔اس سے معلوم ہوا کہ باقی سب رنگ حیض کے ہیں۔

دلیل ۲:..... **یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی** (الایۃ پ۲ سورۃ بقرہ) کے عموم سے استدلال ہے کہ رنگوں میں تفصیل نہیں ہے۔

اشکال:..... **حتی ترین القصة البیضاء** اور **حدیث الباب کنا لا نعد الکدرة والصفرة شیا** میں تعارض ہو گیا۔

جواب:..... امام بخاریؒ غیر ایام حیض کی قید لگا کر تعارض کو رفع کر رہے ہیں اور اس طرح احنافؒ کی تائید بھی ہو گئی تو یہ باب کی دوسری غرض **رفع تعارض بین الحدیثین** ہو گئی تو بات گھوم پھر کر ایام پر ہی آتی ہے الوان کا اعتبار کیسے کیا جا سکتا ہے ؟ پہاڑی لوگوں اور میدانی لوگوں کے خون میں فرق ہوتا ہے بادشاہوں کا خون خاص ہوتا ہے عام خون نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی اس لئے کیا ہوتا ہے بادشاہ قوم کا ڈرائیور ہوتا ہے اور بزدل آدمی ڈرائیوری نہیں کر سکتا ہمارے ہاں ایک ڈرائیور تھا اس نے کہا کہ بزدل آدمی کبھی ڈرائیوری نہیں کر سکتا دوسری بات اس نے یہ کہی کہ جو ڈرائیور سوچ سوچ کر کراسنگ کرے گا وہ کراسنگ نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس کا دل دھڑکنے لگے گا ہاتھ کانپ جائیں گے تیسری بات اس نے مسلمانوں والی کہی کہ جتنا نظام ٹریفک کا چل رہا ہے اسے خدا تعالیٰ ہی چلا رہا ہے۔



(۳۱۹) حدثنا ابراهيم بن المنذر الحزامی قال ثنا معن بن عیسی عن ابن ابی ذئب
ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا، کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، ایوب بن ابی ذئب کے واسطہ سے
عن ابن شهاب عن عروة وعن عمرة عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ام حبیبة
وہ ابن شہابؒ سے وہ عروہ اور عمرہ سے وہ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے اس کہ ام حبیبہؓ

استحیضت سبع سنین فسألت رسول اللہ ﷺ عن ذلک فامرھا ان تغتسل
سات سال تک مستحاضہ رہیں، آپ نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا
فقال ھذا عرق فکانت تغتسل لکل صلوٰۃ
اور فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے پس ام حبیبہؓ ہر نماز کیلئے غسل کرتی تھیں

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض بخاریؒ:...... امام بخاریؒ بتلا رہے ہیں کہ استحاضہ رگ کا خون ہے تو غیر ایام حیض میں جو خون آتا ہے وہ رگ کا ہوتا ہے جس کو عرق الاستحاضہ کہتے ہیں۔

مستحاضہ کا حکم:...... مستحاضہ کا حکم ہر نماز کے لئے غسل نہیں ہے بلکہ انقطاع حیض کے وقت ایک غسل کرے اور باقی معذور کی طرح وضو کرے غسل لکل صلوۃ صرف ایک صورت میں ہے اور وہ متحیرۃ مستمرۃ الدم ہے ام حبیبہؓ متحیرہ نہیں تھیں اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ کسی قسم کی بھی مستحاضہ ہو وہ ہر نماز کے لئے وہ غسل کرے گی لیکن جمہور اس کا جواب دیتے ہیں کہ تطوعاً غسل کرتی تھیں۔

(۲۲۹)

﴿باب المرأۃ تحیض بعد الافاضة﴾

عورت جو (حج میں) طواف زیارت کے بعد حائضہ ہو

(۳۲۰) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں مالک نے خبر دی، عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے

عن ابیہ عن عمرۃ بنت عبد الرحمن عن عائشۃ زوج النبی ﷺ انھا قالت لرسول ﷺ

والد سے وہ عبدالرحمن کی صاحبزادی عمرہ سے وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا

یا رسول اللہ ان صفیۃ بنت حیی قد حاضت قال رسول اللہ ﷺ لعلھا تحبسنا

کہ یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی کو حج میں حیض آ گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیں روکیں گی

الم تکن طافت معکن فقالوا بلی قال فاخرجی

کیا انھوں نے تم لوگوں کے ساتھ طواف (زیارت) نہیں کیا، عورتوں نے جواب دیا کہ کر لیا ہے آپؐ نے اس پر فرمایا کہ پھر چلو

راجع: ۲۹۴،

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۲۱) حدثنا معلی بن اسد قال ثنا وھیب عن عبداللہ بن طاؤس عن ابیہ عن

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا ہم سے وہیب نے عبداللہ بن طاؤس کے حوالے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے

عبداللہ بن عباس قال رخص للحائض ان تنفر اذا حاضت

وہ عبداللہ بن عباسؓ سے آپ نے فرمایا کہ حائضہ کیلئے (جب کہ اس نے طواف زیارت کر لیا ہو) رخصت ہے کہ اگر وہ حائضہ ہو گئی تو گھر چلی جائے

وکان ابن عمر یقول فی اول امرہ انھا لا تنفر ثم سمعتہ یقول

ابن عمر ابتداء میں اس مسئلہ میں کہتے تھے کہ اسے جانا نہیں چاہیے، پھر میں نے انھیں کہتے ہوئے سنا

تنفر ان رسول اللہ ﷺ رخص لھن

کہ چلی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی رخصت دی ہے

انظر: ۱۷۵۵، ۱۷۶۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

افاضہ سے مراد طواف زیارت ہے جو کہ حج کا رکن ہے وقوف عرفہ کے بعد وقوف مزدلفہ ہے اس کے بعد رمی جمرہ ہے اس کے بعد دس گیارہ اور بارہ کو واپسی پر جو طواف کیا جاتا ہے اس کو طواف زیارت اور طواف رکن بھی کہتے ہیں یہ حیض کی وجہ سے نہیں چھوڑا جا سکتا جب تک یہ طواف نہیں کریں گے تو مرد اور عورت حلال نہیں ہوں گے اس کے بعد والا طواف، طواف وداع ہے جو کہ طواف واجب ہے اور طواف آخر ہے یہ طواف حائضہ چھوڑ سکتی ہے۔ یہی مسئلہ اس باب میں بیان کرنا چاہتے ہیں [1]

(باب ۲۳۰)

اذا رأت المستحاضة الطهر

قال ابن عباس تغتسل وتصلي ولو ساعة من نهار ويأتيها زوجها اذا صلت الصلٰوة اعظم

جب مستحاضہ کو خون آنا بند ہو جائے، ابن عباسؓ نے فرمایا کہ غسل کرے اور نماز پڑھے اگر چہ تھوڑی دیر کیلئے ہی ایسا ہوا ہو اور اس کا شوہر نماز ادا کر لینے کے بعد اس کے پاس آئے کیونکہ نماز کی اہمیت سب سے زیادہ ہے

(۳۲۲) حدثنا احمد بن يونس قال ثنا زهير قال ثنا هشام بن عروة عن عروة

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، عروہ سے وہ

عن عائشة قالت قال النبي ﷺ اذا اقبلت الحيضة فدعي الصلٰوة واذا ادبرت

حضرت عائشہؓ سے انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب حیض کا زمانہ آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب یہ زمانہ گزر جائے

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۴۱۴)

فاغسلی عنک الدم وصلیِّ
تو خون کو دھولو اور نماز پڑھو

﴿تحقیق وتشریح﴾

یعنی حیض منقطع ہو جانے کے بعد جب مستحاضہ ہو جائے پھر وہ طہر دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عباسؓ فرماتے ہیں تغتسل وتصلی ولو ساعة من نهار تو جب نماز اس کے لئے جائز ہے جو اعظم من الوطی ہے تو وطی بدرجہ اولی جائز ہوگی استدلال اس روایت سے کیا جس میں ہے واذاادبرت فاغسلی عنک الدم وصلی۔

(۱) عندالجمہورؒ تو یہی حکم ہے کہ مستحاضہ سے وطی بھی جائز ہے۔ اور نماز بھی پڑھ سکتی ہے جب کہ شرعی طہارت حاصل ہو جائے۔

(۲) امام مالکؒ استظہار کے قائل ہیں کہ حیض کے منقطع ہو جانے کے بعد جب خوب طہور ہو جائے تو نماز پڑھ سکتی ہے اور وطی بھی کی جاسکتی ہے۔ امام بخاریؒ اس مسئلہ استظہار میں مالکیہؒ کی رد کر رہے ہیں۔

فائدہ:...... استظہار کو استطہار (بالطاء) بھی کہتے ہیں۔

(۲۳۱)

﴿الصلوٰۃ عن النفسآء و سنتها﴾

زچہ پر نماز جنازہ اور اس کا طریقہ

(۳۲۳) حدثنا احمد بن ابی سریج قال ثنا شبابة قال ثنا شعبة عن حسين
ہم سے احمد بن ابو سریج نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے حسین بن معلم کے واسطے سے
المعلم عن عبدالله بن بريدة عن سمرة بن جندب ان امرأة ماتت في بطن
بیان کیا وہ عبداللہ بن بریدہ سے وہ سمرہ بن جندبؓ سے کہ ایک عورت کا زچگی میں انتقال ہو گیا تو

فصلی	علیها	النبی	صلی اللہ علیہ وسلم	فقام	وسطها
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی آپؐ ان کے جسم مبارک کے وسط میں کھڑے ہوئے					
انظر: ۱۳۳۱، ۱۳۳۲					

﴿تحقیق وتشریح﴾

سمرة بن جندب: کل مرویات: ۱۲۳۔ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ترجمة الباب: ...... ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں۔

الجزء الاول: ...... اگر نفاس والی عورت فوت ہوجائے تو صلاۃ جنازہ پڑھی جائے گی ائمہ کا اس کے جواز پر اتفاق ہے۔

الجزء الثانی: ...... دوسری غرض اس باب کی نفاس والی عورت کے نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ بیان کرنا ہے (۱) کہ امام اس کی کمر کے سامنے کھڑا ہو۔ اس میں رد ہے ان حضرات پر جو کہتے ہیں کہ مرد کے سینے کے سامنے کھڑا ہو اور عورت کی سرینوں کے سامنے کیونکہ روایت میں آیا ہے **فقام وسطها**۔

(۲) امام اعظمؒ کے نزدیک مرد ہو یا عورت امام درمیان میں کھڑا ہو فی روایۃ عورت کے سینے کے سامنے اور مرد کی کمر کے سامنے تو سینے کے سامنے کھڑے ہونے کی روایت حنفیہؒ کے ہاں ہوئی لیکن سرینوں کے سامنے کھڑے ہونے کی روایت کوئی نہیں حضرات اساتذہ سے منقول ہے کہ راجح یہی ہے کہ مرد کے لئے مائل الی الراس ہو اور عورت کے لئے مائل الی الوسط ہو اور وسطہا کا مقصد **مابین الراس والعجیزہ** ہے تو اسکو **قام وَسَطَهَا (بالفتح)** پڑھیں گے اور اگر بالجزم پڑھیں تو عین وسط میں کھڑا ہونا پڑے گا۔[۱]

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۳۱) (فیض الباری ج ۱ ص ۳۹۳)



(۳۲۴)حدثنا الحسن بن مدرک قال ثنا یحییٰ بن حماد قال انا ابو عوانه
ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہمیں ابو عوانہ نے اپنی کتاب سے دیکھ کر
من کتابه قال اخبرنا سلیمان الشیبانی عن عبد الله بن شداد قال سمعت
خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی سلیمان شیبانی نے عبداللہ بن شداد کے حوالے سے کہا کہ میں نے اپنی پھوپھی
خالتی میمونة زوج النبی ﷺ انها کانت تکون حائضا لا
میمونہؓ سے جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں سنا کہ میں حائضہ ہوتی تو نماز نہیں پڑھتی تھی اور یہ کہ وہ رسول
تصلی وهی مفترشة بحذاء مسجد رسول الله ﷺ وهو یصلی علی خمرته
اللہ ﷺ کے (گھر میں) نماز پڑھنے کی جگہ کے قریب لیٹی ہوئی تھی آپ ﷺ نماز اپنی چٹائی پر پڑھتے تھے، جب آپؐ
اذا سجد اصابنی بعض ثوبه
سجدہ کرتے تو آپؐ کے کپڑے کا کوئی حصہ مجھ سے چھو جاتا

انظر: ۳۲۹،۳۸۱،۵۱۷،۵۱۸

﴿تحقیق و تشریح﴾

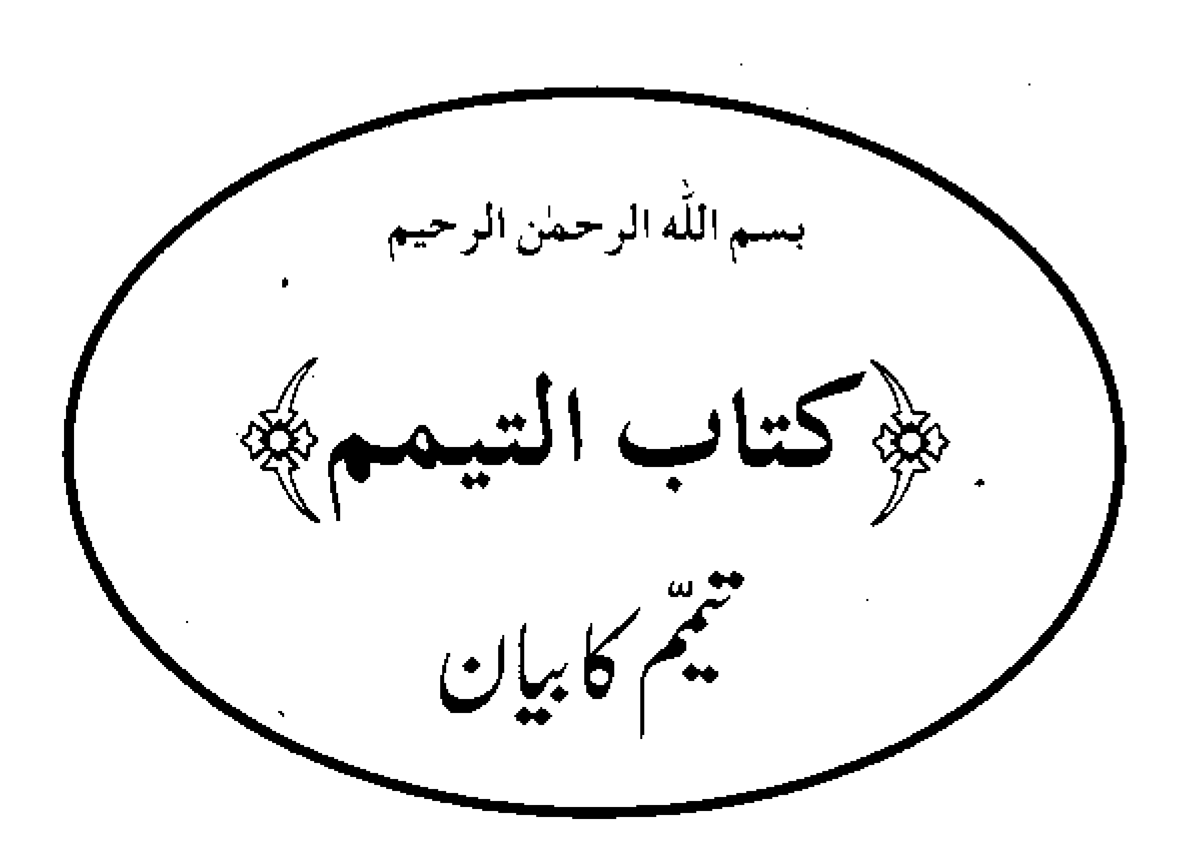
غرض الباب: ...... اس باب کی غرض میں دو تقریریں کی جاتی ہیں۔

(۱) ایک حدیث میں آتا ہے تقطع الصلاۃ امراۃ والکلب تو اس باب سے غرض یہ بتلانا ہے کہ جب حائضہ عورت سامنے ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی تو غیر حائضہ عورت سامنے ہو تو کیسے ٹوٹ جائے گی؟

(۲) دوسری غرض پہلے باب کا تتمہ ہے کہ جیسے نفاس والی عورت پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے اسی طرح اگر حائضہ فوت ہو جائے تو اس پر بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے لیکن روایت میں موت کا ذکر نہیں ہے بلکہ زندہ سامنے لیٹی ہوئی ہونے کی صورت میں پڑھنے کا ذکر ہے تو زندہ پر مردہ کو قیاس کر لیا جائیگا۔

یصلی علی خمرته:......یعنی وہ کپڑا وغیرہ جو جبہ کو مٹی سے بچائے۔ مصداق اس کا چٹائی، جائے نماز، اور کوئی بھی کپڑا جو بچھالیا جائے۔ کتاب الصلوات میں اس کا باب قائم کریں گے **الصلوة علی الخمرة** تو یہ **صلوة علی الارض** کے منافی نہیں ہے۔ تو اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ ایسی چیز جس پر نماز پڑھنا پیشانی کو زمین پر لگنے سے بچائے جائز ہے۔ لیکن رافضیوں نے افراط کیا انہوں نے کہا کہ اس کا مصداق وہ چیز ہے جو ماتھے کو بھی نہ لگنے دے اور سجدہ بھی مٹی پر ہو جائے اس لئے وہ اپنے پاس مٹی کی ٹھیکری رکھتے ہیں اس سے جہاز کا حکم بھی معلوم ہو گیا لیکن علماء نے لکھا ہے کہ ہوائی جہاز کا بوجھ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہوا کثیف ہو جاتی ہے تو اس طرح گویا اتصال بالارض ہو جاتا ہے تو یہ تخت پوش کی طرح ہو گیا علماء نے جزئیہ لکھا ہے کہ اگر کسی تختہ کو ہوا میں چار کونے باندھ کر لٹکا دیا تو اس پر نماز نہیں ہوتی [1]

[1] (لامع الدراری ج ۱ص ۱۳۲)


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کتاب التیمم
تیمّم کا بیان

(۲۳۳)

وقول اللہ عزوجل فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ

اور خداوند تعالیٰ کا قول ہے، پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو پاک مٹی کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے

(۳۲۵) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن عبدالرحمٰن بن القاسم

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں خبر دی مالک نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے وہ اپنے والد سے وہ نبی

عن ابیہ عن عائشۃ زوج النبی ﷺ قالت خرجنا مع رسول اللہ ﷺ فی بعض

کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض سفر (غزوہ بنی المصطلق)

اسفارہ حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش انقطع عقد لی فاقام رسول

میں گئے، جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا، رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں وہیں

اللہ ﷺ علی التماسہ واقام الناس معہ ولیسوا علی مآء فاتی الناس الی ابی بکر الصدیق

ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ ٹھہر گئے لیکن پانی کہیں قریب نہیں تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور

فقالوا الا تری ما صنعت عائشۃ اقامت برسول اللہ ﷺ والناس ولیسوا علی مآء

کہا، عائشہؓ کی کارگزاری نہیں دیکھتے، رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو ٹھہرا رکھا ہے اور پانی بھی قریب نہیں اور نہ

ولیس معھم مآء فجاء ابوبکرؓ ورسول اللہ ﷺ واضع رأسہ علی فخذی

ہی لوگوں کے پاس پانی ہے، پھر حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر

قد نام فقال حبست رسول اللہ ﷺ والناس ولیسوا علی مآء

سو رہے تھے، آپؓ نے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو روک لیا حالانکہ قریب میں کہیں پانی نہیں

وليس معهم مآء فقالت عآئشة فعا تبني ابوبكرؓ وقال مآشا ء اللّٰه ان يقول

اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے، عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ مجھ پر بہت غصے ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انھوں نے مجھے کہا

وجعل يطعنني بيده في خا صرتي فلا يمنعني من التحرك الا مكا ن رسول

اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے، رسول اللہ ﷺ کا سر میری ران پر ہونے کی وجہ سے میں حرکت

اللّٰه ﷺ على فخذ ى فقام رسو ل اللّٰه ﷺ حين اصبح على غير مآء فا نزل اللّٰه عز وجل اية التيمم

نہیں کر سکتی تھی، رسول اللہ ﷺ جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی موجود نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی

فتيممو افقال اُسَيد بن الحُضير ما هي باوّل بر كتكم يا ال ابي بكرقالت

اور لوگوں نے تیمم کیا، اس پر اسید بن حضیر نے کہا، اے ال ابی بکر یہ تمھاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے، عائشہؓ نے فرمایا پھر ہم

فبعثنا البعير الذى كنت عليه فا صبنا العقد تحته

نے اس اونٹ کو بٹھایا جس پر میں (سوار) تھی تو ہار اسی کے نیچے سے ملا

انظر: ۳۳۶، ۳۶۷۲، ۳۷۷۳، ۴۵۸۳، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۵۱۶۴، ۵۲۵۰، ۵۸۸۲، ۶۸۴۴، ۶۸۴۵،

(۳۲۶) حدّثنامحمد بن سنان هو العوقي قال حدّثناهشيم ح قال وحدّثني

ہم سے محمد بن سنان عوقی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا ح کہا اور مجھ سے سعید بن نضر نے بیان کیا کہا ہم

سعيدبن النضر قال اخبر نا هشيم قال اخبرنا سيار قال حدّثنايزيد الفقير قال

ہشیم نے کہا ہمیں خبر دی سیار نے، کہا ہم سے یزید الفقیر نے بیان کیا کہا ہمیں جابر بن عبداللہؓ نے اطلاع دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے

اخبرنا جا برؓ بن عبداللّٰه ان النبي ﷺ قال اعطيت خمسا لم يعطهن احدقبلي

پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی گئی تھیں، ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعے

نصرت بالرعب مسيرةشهر وجعلت لي الارض مسجد ا وطهو را فايما

میری مدد کی جاتی ہے اور تمام زمین میرے لیے مسجد (سجدہ گاہ) اور پاکی کے لائق بنائی گئی، پس میری امت کے جس فرد کو

رجل من امتی ادرکته الصلوٰۃ فلیصل واحلت لی المغانم ولم تحل
نماز کا وقت (جہاں بھی) پالے اسے نماز ادا کر لینی چاہیے اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا، مجھ سے پہلے
لاحدقبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی ﷺ یبعث الی قومہ خآصۃ وبعثت الی
یہ کسی کے لیے بھی حلال نہیں تھا اور مجھے شفاعت عطا کی گئی اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوئے تھے لیکن
الناس عامۃً
میری بعثت تمام انسانوں کے لیے عام ہے
انظر: ۳۱۲۲،۴۳۸ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ

﴿تحقیق وتشریح﴾

تیمم: ......یم سے لیا گیا ہے الیم القصد اور اصطلاح میں القصد الی التراب او الی جنس التراب بطریق مخصوص لاستباحۃ مالا یحل الا بالطھارۃ۔

لغوی اور اصطلاحی معنی میں مطابقت: ......لغوی اور اصطلاحی معنی میں مطابقت ظاہر ہے۔ کہ تیمم میں تراب کی نیت کی جاتی ہے حنفیہؒ کے نزدیک تیمم میں نیت شرط ہے(۱) اس لئے کہ اس کے لغوی معنی میں قصد اور نیت ہے اور لغوی معنی کا لحاظ اصطلاحی معنی میں ہوتا ہے (۲) دوسری وجہ تیمم میں نیت کے شرط ہونے کی یہ ہے کہ پانی بطبعہ طہور ہے قرآن پاک میں ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا۔ لیکن مٹی تو بطبعہ طہور نہیں ہے لہذا اس کو طہور بنانے کا قصد کیا جائے گا۔

طریقہ تیمم: ......تیمم کی دو ضربیں ہیں (۱) چہرہ کیلئے (۲) ہاتھوں کے لئے۔

الایۃ: ......اس کو درمیان میں اختلاف نسخ کی وجہ سے لائے ہیں۔ دو نسخے جمع کر دیئے۔ آیت کو استدلال کے لئے ذکر کیا ہے کیونکہ یہی دلیل ہے۔

۱؎ (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۳۲)

سوال:...... یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے یا نساء کی؟ کیونکہ یہ آیت تو دونوں سورتوں میں ہے۔

جواب:...... امام بخاریؒ کے نزدیک راجح سورہ مائدہ کی آیت ہے کیونکہ آیت سورۂ نساء کا نام آیت سورۂ وضو رکھا جاتا ہے اور آیت سورۃ مائدہ کا نام آیت سورۃ تیمم۔ اس پر دو قرینے ہیں۔

القرینة الاولی :...... کتاب التیمم قائم کر کے اس آیت کو ذکر کرنا قرینہ ہے کہ یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے۔

القرینة الثانیه:...... منہ کا لفظ بھی اس پر قرینہ ہے کیونکہ آیت نساء میں منہ کا لفظ نہیں ہے۔

بعض اسفاره :...... (۱) غزوہ بنی المصطلق مراد ہے جس کا دوسرا نام غزوہ مریسیع ہے۔ غالب اور مشہور یہی ہے اور یہ چھ یا سات ہجری کو پیش آیا (۲) **عند البعض اخر**۔

بالبیداء او ذات الجیش:...... مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان یہ دو جگہیں ہیں کسی روایت میں صرف بیداء ہے اور کسی روایت میں صرف ذات الجیش ہے اور اس روایت میں شک کے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں کے درمیان جنگل میں پیش آیا۔

قرینہ:...... اس پر یہ ہے کہ اس کے آگے یہ الفاظ ہیں **لیسوا علی ماء** اور یہ دونوں (بیداء اور ذات جیش) آبادیاں ہیں اور آبادیوں میں تو پانی ہوتا ہے لہذا تعارف کے لئے مشہور جگہ کو ذکر کر دیا گیا ورنہ واقعہ جنگل میں پیش آیا۔

فتیمموا :...... دو طرح پڑھا گیا ہے (۱) آیت تیمم میں تیمم کا حکم نازل ہوا (۲) یا ماضی کا صیغہ ہے کہ آیت نازل ہوئی اور انہوں نے تیمم کیا۔ **فاصبنا العقد تحته**:......

سوال :...... اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے نیچے سے مل گیا بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے آدمی تلاش کے لئے بھیجا۔ اور اس نے پالیا۔

جواب:...... **لاتنافض بینهما**۔ ہوسکتا ہے کہ جس کو بھیجا ہو اسی نے لوٹ کر اونٹ کے نیچے سے پالیا ہو۔

اعطیت خمسا لم یعطهن احد نصرت بالرعب مسیرة شهر :......

سوال :...... جب آپ ﷺ کا رعب ایک ماہ کی مسافت پر قائم ہو جاتا تھا تو کفار کیسے حوصلہ کر کے احد میں آئے اور

۱؎ (فتح الباری ج ۱ ص ۴۲۶)

جنگ احزاب میں آپ ﷺ کو گھیر لیا۔

جواب:...... مرعوبیت دل کی کیفیت ہے خارجی عوامل خارجی اعتبار سے ہو سکتے ہیں۔ غزوہ بدر، احد، خندق خارجی اسباب کے تحت تھے کہ اگر ہم نے حملہ نہ کیا تو یہ ہمارے اوپر چڑھ آئیں گے جیسے امیہ بن خلف آ بھی رہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا۔ آج کے دور میں آپ کو خبر ملتی ہے کہ آپ کے فلاں آدمی کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا ہے اور وہ مسلح ہیں تو وہ ڈر کے باوجود غیرت کی وجہ سے جاتا ہے اور مرتا ہے۔

ادرکته الصلوة:......ای وقت الصلوة ۔ یہ بھی محاورہ میں استعمال ہوتا رہتا ہے اس سے امر لسواک عند کل صلوة کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی۔

وبعثت الی الناس عامة.:......

اعتراض:......اس خصوصیت پر نوح علیہ السلام کے واقعہ سے اعتراض ہوتا ہے رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا (سورہ نوح پ ۲۹) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام سب دنیا کی طرف مبعوث تھے اور ان کی بددعا سے سب قوم ہلاک ہوئی اگر نوح علیہ السلام سب دنیا کی طرف مبعوث نہیں تھے تو کیسے روئے زمین پر بسنے والوں میں سے ہر ایک کی ہلاکت کی بددعا کی؟

جواب اول:...... بعثت علی نوعین ہے اصول کے لحاظ سے اور فروع کے لحاظ سے۔ اصول کے لحاظ سے بعثت عامہ ہوتی ہے تو دعاء نوح علیہ السلام بھی اس لحاظ سے ہے یعنی جنہوں نے اس اصول کو نہیں مانا ان کے لئے بددعا کی ہے

جواب ثانی:...... بعثت دو قسم پر ہے (۱) وجوبی (۲) استحبابی۔ ہر نبی اپنی قوم کی طرف وجوبا اور غیروں کی طرف استحبابا مبعوث ہے آپ ﷺ پوری دنیا کی طرف وجوبا مبعوث ہیں اور دعاء نوح علیہ السلام بعثت استحبابی کے لحاظ سے ہے۔

جواب ثالث:...... بعثت دو قسم پر ہے (۱) مکانی (۲) زمانی۔ حضرت نوح علیہ السلام مبعوث تھے عمومیت مکانی کے لحاظ سے کہ جب تک زندہ ہیں تمام دنیا کے لئے مبعوث ہیں اور آپ ﷺ کی بعثت زمانی و مکانی ہر لحاظ سے عام ہے ای مکان کان وای زمان کان تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس جہاں کے اندر کوئی نبوت کا دعوی نہیں کر سکتا یا تو وہ مستثنی کرہ ارض سے نکلے یا پھر مرنے کے بعد دعوی نبوت کرے۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۳۹۹)

مسئلہ :...... ختم نبوت جیسے زمانی اور مکانی ہے ایسے ہی مرتبی بھی ہے تو سب سے اونچا درجۂ نبوت حضورﷺ کو دیا گیا ہے تو اب اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ اگر چہ جھوٹی نبوت ہوگی مگر آپ ﷺ کی ختم نبوت پر اثر انداز نہ ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت کامل تھی مکان، زمان اور مرتبہ کے لحاظ سے۔ یہی بات مولانا قاسم نانوتویؒ نے لکھ دی تو بریلویوں نے آسمان سر پر اٹھالیا کہ ختم نبوت کے منکر ہو گئے حالانکہ آپ نے یہ بطور فرض کے کہا یہ ایسے ہی ہے جیسے آج کل کہتے ہیں کہ فلاں نے دوڑ کا ریکارڈ قائم کر دیا تو جب تک کوئی اس سے آگے نہ بڑھے تو وہ ریکارڈ نہیں ٹوٹ سکتا یہی مثال آپ ﷺ کی ختم نبوت کی ہے اور پھر تحذیر الناس میں بالفرض کا لفظ موجود ہے۔

جواب رابع :...... ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا ایسے ہی حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن یہ امر اتفاقی ہے کہ اس وقت کوئی اور قوم موجود ہی نہ تھیں۔

مسائل مستنبطہ

(۱) مرد اپنی بیٹی کے پاس اُس کے شوہر کی موجودگی میں جا سکتا ہے جب اُس کی رضا مندی کا علم ہو اور حالت مباشرت بھی نہ ہو۔

(۲) باپ اپنی شادی شدہ کبیرہ لڑکی کی تادیب کر سکتا ہے اگر چہ شوہر کے گھر بھی کیوں نہ ہو۔

(۳) وضو کے لئے پانی کی تلاش دخول وقت کے بعد واجب ہے۔

(۴) صحیح، مریض، مُحدِث اور جنبی تمام کے لئے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

(۵) سفر میں پانی نہ ملنے کی صورت میں بالاجماع تیمم جائز ہے اور حضر میں اختلاف ہے۔

(۲۳۴)

﴿باب اذالم یجد مآء ولا ترابا﴾

جب نہ پانی ملے اور نہ مٹی

(۳۲۷)حدثنا زکریا بن یحییٰ قال ثنا عبداللہ بن نمیر قال ثنا ہشام بن عروۃ عن
ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، وہ
ابیه عن عآئشة انها استعارت من اسمآء قلادة فهلكت
اپنے والد سے، وہ حضرت عائشہؓ سے کہ انھوں نے حضرت اسماءؓ سے ہار مانگ کر پہن لیا تھا وہ ہار (سفر میں) گم ہوگیا
فبعث رسول اللهﷺ رجلا فوجد ها فادركتهم الصلوة و ليس معهم مآء
رسول اللہﷺ نے ایک آدمی کو اسکی تلاش میں بھیجا انھیں وہ مل گیا، پھر نماز کا وقت آپہنچا اور لوگوں کے پاس (جو ہار کی تلاش میں گئے تھے) پانی نہیں تھا
فصلوا فشكوا ذلك الى رسول اللهﷺ فانزل الله اية التيمم
لوگوں نے نماز پڑھ لی اور رسول اللہﷺ سے اس کے متعلق ذکر کیا، پس خداوند تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی
فقال اسيد بن حضير لعائشة جزاك الله خيرا فوالله
اس پر اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ سے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دے، واللہ جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ایسی بات
ما نزل بك امر تكرهينه الا جعل الله ذلك لك وللمسلمين فيه خيرا
پیش آئی جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اس میں خیر پیدا فرمادی
راجع: ۳۳۲ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب...... مقصود مسئلہ فاقد الطہورین کا بیان ہے اجمالی طور پر اس مسئلہ میں پانچ مذہب ہیں۔

(۱) یصلی ولا یقضی یہ حضرت امام احمدؒ کا مذہب ہے۔

(۲) دوسرا اس کے مقابلے میں ہے امام اعظمؒ فرماتے ہیں لا یصلی ویقضی۔

(۳) یصلی ویقضی یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

(۴) لا یصلی ولا یقضی یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔

(۵) یتشبہ بالمصلی ویقضی یہ صاحبینؒ کا مذہب ہے۔ امام بخاریؒ نے امام احمدؒ کی تائید کی ہے یعنی یصلی ولا یقضی۔ استدلال روایۃ الباب سے ہے اس میں ہے فصلو یعنی بغیر وضو اور تیمم کے انہوں نے نماز پڑھ لی!

سوال :...... فاقد الماء تو تھے کیونکہ لیسوا علی ماء کی صراحت ہے لیکن فاقد التراب کیسے؟

جواب :...... استعمال تراب کا ابھی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے حکماً فاقد التراب بھی ہوگئے۔ اور دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا تو مذہب امام احمدؒ ثابت ہوا۔

(۲۳۵)

﴿التیمم فی الحضر اذا لم یجد المآء وخاف فوت الصلوٰۃ﴾

اقامت کی حالت میں تیمم، جب کہ پانی نہ ملے اور نماز فوت ہوجانے کا خوف ہو

وبه قال عطآء وقال الحسن في المريض عنده المآء ولا يجد من يناوله يتيمم
عطاء کا یہی قول ہے حسن نے فرمایا کہ اگر مریض کے پاس پانی ہو لیکن کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اسے پانی دے سکے تو تیمم
واقبل ابن عمر من ارضه بالجرف فحضرت العصر بمربد النعم
کرنا چاہیے، ابن عمرؓ جرف کی اپنی زمین سے واپس آرہے تھے کہ مقام مربد النعم میں عصر کا وقت ہوگیا آپ نے عصر کی
فصلّى ثم دخل المدينة والشمس مرتفعة فلم يعد
نماز پڑھ لی اور مدینہ پہنچے تو سورج ابھی بلند تھا (عصر کا وقت باقی تھا) لیکن آپ نے نماز نہیں لوٹائی

۱؎ (فتح الباری ج ۱ ص ۳۱۹) (تقریر بخاری ج ۲ ص ۱۰۹)

(۳۲۸) حدثنا یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث عن جعفر بن ربیعة عن الاعرج قال

ہم سے یحیٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے جعفر بن ربیعہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ اعرج سے انھوں نے

سمعت عمیرا مولی ابن عباس قال اقبلت انا وعبداللہ بن یسار مولی میمونة

کہا میں نے ابن عباسؓ کے مولی عمیر سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ میں اور حضرت میمونہ زوجہ مطہرہ نبی کریم ﷺ کے

زوج النبی ﷺ حتی دخلنا علی ابی جهیم بن الحارث بن الصمة الانصاری فقال

مولی عبداللہ بن یسار ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاری کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوجہیم نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ

ابو جهیم اقبل النبی ﷺ من نحو بیر جمل فلقیه رجل فسلم علیه فلم یرد

بیر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے راستے میں ایک شخص نے آپؐ کو سلام کیا لیکن آپؐ نے جواب نہیں دیا

علیه النبی ﷺ حتی اقبل علی الجدار فمسح بوجهه ویدیه ثم رد علیه السلام

پھر دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح (تیمم) کیا، پھر ان کے سلام کا جواب دیا

ابوجهیم : بضم الجیم وفتح الهاء وسکون الیاء : نام عبداللہ بن حارث صحابی خزرجی ہیں۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب :...... اس سے ان لوگوں پر رد مقصود ہے۔ جو حضر میں تیمم کے عدم جواز کے قائل ہیں (۱) امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ تیمم فاقد الماء کے لئے جائز ہے اور حضر میں ماء موجود ہوتا ہے۔ (۲) جمہور ائمہ کا اس کے جواز پر اتفاق ہے۔ جمہور ائمہؒ فرماتے ہیں کہ فاقد الماء یا غیر واجد الماء کے لئے حضر میں بھی تیمم جائز ہے [1]

فقدان ماء کی صورتیں۔

(۱) پانی نہ ہو۔

(۲) پانی ہو لیکن نکالنے کے لئے آلہ نہ ہو۔

(۳) پانی بھی ہو آلہ بھی ہو لیکن پانی پر کسی ظالم کا قبضہ ہو۔

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۳۴)

(۴) نکال نہ سکتا ہو کہ پانی پر سانپ یا کوئی درندہ وغیرہ بیٹھا ہو۔

(۵) پانی بھی ہے رسی بھی ہے ڈول بھی ہے قبضہ بھی کسی کا نہیں ہے، سانپ اور درندہ وغیرہ بھی نہیں ہے لیکن نکالنے کی استطاعت نہیں ہے۔

(۶) یا سب کچھ ہے مگر مرض بڑھ جانے کا خطرہ ہے تو ان تمام صورتوں میں حکماً فاقد الماء ہے۔

وبہ قال عطاء۔ هذا التعليق رواه ابن ابی شیبۃ فی مصنفه موصولا عن عمرؒ عن ابن جریجؒ عن عطاءؒ قال "اذا كنت في الحضر وحضرت الصلاة وليس عندك ماء فانتظر الماء فان خشيت فوت الصلاة فتيمم وصل (ع ج ۳ ص ۱۳) وقال الحسن ای الحسن البصری واقبل ابن عمر من ارضه بالجرف... ان هذا التعليق في موطا مالک عن نافع انه اقبل هو وعبد الله من الجرف الخ (ع ج ۳ ص ۱۳) الجرف بضم الجيم والراء وقد تسكن الراء وهو ماتجرى فيه السيول واكلته من الارض وهو جمع جرفة بكسر الجيم وفتح الراء وزعم الزبير ان الجرفة على ميل من المدينة وقال ابن اسحاق على فرسخ۔ (ع ج ۳ ص ۱۳)

مربد :...... اونٹ بٹھانے کی جگہ۔ مدینہ طیبہ سے دو تین میل کے فاصلے پر ہے۔

جرف :...... یہ مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے (وزعم ابن قرقول انه على ثلاثة اميال الى جهة الشام به مال عمرؓ واموال اهل المدينة ويعرف ببئر جشم وبئر جمل [۱]

ابی جہیمؓ :...... یہ لفظ مصغر ہے ابواب سترہ میں بھی آتا ہے اور ابواب لباس میں جو آتا ہے وہ مکبر ہے

ابو جہیم:...... فقال ابو الجهم والصحيح مصغر۔

نحو بیر جمل :...... یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ ترجمۃ الباب ثابت ہوگیا کہ آپ ﷺ نے آبادی میں تیمم کیا [۲]

سوال :...... حضور ﷺ نے جو تیمم کیا یہ مفید للطہارت تھا یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ یہ مفید للطہارت نہیں تھا تو فائدہ کیا؟ اور اگر کہتے ہو کہ مفید تھا تو واجد الماء کے لئے بھی تیمم کرنا ثابت ہوگیا۔

جواب اول :...... محققینؒ نے یہ جواب دیا کہ عبادات علی نوعین ہیں۔ یعنی عبادات کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مشروط بالطہارت

(۲) غیر مشروط بالطہارت — جو عبادت غیر مشروط بالطہارت ہے اس کے لئے تیمم کیا جائے تو مفید للطہارت نہ بھی ہو تو مضر نہیں ہے۔ صرف ہیئت حسنہ اور صورۃ طہارت حاصل کرنے کے لئے تیمم کیا گیا۔

---

[۱] (ع ج ۳ ص ۱۴) [۲] (فیض الباری ج ۱ ص ۴۰۱ حاشیہ)

جواب ثانی :...... عبادت دوقسم پر ہے۔

(۱) فائت الی خلف

(۲) فائت الی غیر خلف رد سلام اسی وقت آپ ﷺ پر واجب تھا۔ اگر اس وقت سلام نہیں کیا تو بعد کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے آنحضرت ﷺ نے تیمم کر کے رد سلام کیا تو مفید للطہارت ہے لیکن عبادت فائت لا الی خلف تھی جیسے نماز جنازہ

(۲۳۶)

﴿باب هل ينفخ في يديه بعد ما يضرب بهما الصعيد للتيمم﴾

کیا زمین پر تیمم کیلئے ہاتھ مارنے کے بعد ہاتھوں کو پھونک لینا چاہیے

(۳۲۹) حدثنا ادم قال ثنا شعبة قال ثنا الحكم عن ذر عن سعيد بن عبد الرحمن
ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حکم نے بیان کیا ذر کے واسطے سے وہ سعید بن عبدالرحمن
بن ابزی عن ابیه قال جآء رجل الی عمر بن الخطاب فقال انی
بن ابزی سے وہ اپنے والد سے، انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا
اجنبت فلم اصب المآء فقال عمار بن یاسر لعمر بن الخطاب اما تذكر انا
کہ ایک مرتبہ مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی اور پانی نہیں ملا اس پر عمار بن یاسر ؓ نے عمر بن خطاب ؓ سے کہا آپکو یاد ہے وہ
كنا في سفر انا وانت فاجنبنا فاما انت فلم تصل واما انا فتمعكت
واقعہ کہ جب میں اور آپ سفر میں تھے، ہم دونوں کو غسل کی ضرورت ہوگئی آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں لوٹ پوٹ گیا
فصليت فذكرت ذلك للنبي ﷺ فقال النبي ﷺ انما كان يكفيك هكذا
اور نماز پڑھ لی، پھر میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے لیے بس اتنا ہی کافی تھا

فضرب النبی ﷺ بکفیه الارض ونفخ فیهما ثم مسح بهما وجهه وکفیه

اور آپ ؐ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں پھونکا اور دونوں سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا

انظر: ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷

﴿تحقیق وتشریح﴾

سوال :...... نفخ یدین جائز ہے یا نہیں؟

جواب :...... حدیث میں نفخ فیھما ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے۔

سوال :...... جب ترجمۃ الباب صراحۃً ثابت ہے تو ہل کیوں بڑھایا؟ اس سے تو تردد معلوم ہوتا ہے۔

جواب :...... ھل بڑھا کر تردد کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ اس کے معارض روایت موجود ہے جس میں آتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں جو غبار لگتا ہے وہ جنت میں لے جاتا ہے یعنی اس غبار کا صلہ جنت ہے تو آیا اس کو اتارنا چاہیئے یا نہیں تو امام بخاریؒ نے فرمایا میں فتویٰ نہیں دیتا فتویٰ تم دو۔ تو ہم یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر مٹی اتنی زیادہ ہو کہ مُثلہ ہی ہو جائے یعنی چہرہ بگڑ جائے تو جھاڑ دو۔ ورنہ نہیں۔

جاء رجل :......

سوال اول :...... جب حضرت عمرؓ وعمارؓ کا واقعہ اتنا مشہور تھا تو جنبی کو حضرت عمرؓ کیوں تیمم کرنے سے روک رہے ہیں کیا اپنا واقعہ یاد نہ تھا؟

جواب :...... واقعہ یاد تھا لیکن حضرت عمرؓ سیاسۃ وسدا للذرائع منع فرماتے تھے تاکہ جنبی معمولی معمولی عذر کی وجہ سے ہی تیمم کرنے پر جری نہ ہو جائے۔

سوال ثانی :...... یہ واقعہ قبل نزول آیت تیمم کا ہے یا بعد کا۔ اگر بعد کا ہے تو پورا جسم کیوں رگڑا؟ اور اگر پہلے کا ہے تو ان کو کیسے معلوم ہوا کہ تراب بھی مطہر ہے؟

جواب:...... واقعہ بعد نزول آیت تیمم کا ہے اور کیفیت تیمم بھی معلوم تھی لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ طریقہ حدث اصغر کے لئے ہے اور ان کو حدث اکبر لاحق تھا اس لئے انھوں نے پورے جسم پر مٹی مل لی۔

ان البخاری لم یسق ھذاالحدیث بتمامه والائمة الستة اخرجوا مطولا ومختصرا وروی ابو داود من حدیث عبد الرحمن بن ابزی "قال کنت عند عمرؓ فجاءہ رجل فقال انا نکون بالمکان الشهر او الشهرین فقال عمرؓ اما انا فلم اکن اصلی حتی اجدالماء قال فقال عمارؓ یا امیر المؤمنین اماتذکر اذ کنت انا وانت فی الابل فاصابتنا جنابة فاما انا فتمعکت فاتینا النبی ﷺ فذکرت ذلک له فقال انما کان یکفیک ان تقول هکذا وضرب بیدیه الی الارض ثم نفخهما ثم مسح بهما وجهه ویدیه الی نصف الذراع فقال عمرؓ یا عمارؓ اتق الله فقال یا امیر المؤمنین ان شئت والله لم اذکرہ ابدا فقال عمرؓ کلا والله لنولینک ماتولیت۔ (ع ج ۴ ص ۱۹)

(۲۳۷)

باب التیمم للوجه والکفین

چہرے اور دونوں ہاتھوں کا تیمم

(۳۳۰) حدثنا حجاج قال ثنا شعبة قال اخبرنی الحکم عن ذر عن سعید بن

ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھے حکم نے خبر دی ذر کے واسطے سے وہ سعید بن عبدالرحمن

عبدالرحمٰن بن ابزی عن ابیه قال قال عمار بهذا وضرب شعبة بیدیه الارض ثم

بن ابزی کے واسطے سے وہ اپنے والد سے کہ عمار نے یہ واقعہ بیان کیا (جو اس سے پہلے کی حدیث میں گزر چکا) اور شعبہ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا

ادناهما من فیه ثم مسح بهما وجهه وکفیه وقال النضر انا شعبة

پھر انھیں اپنے منہ سے قریب کرلیا اور ان سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا اور نضر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی

عن الحکم سمعت ذرا عن ابن عبد الرحمٰن بن ابزیٰ قال الحکم

حکم کے واسطے سے کہ میں نے ذر سے سنا اور ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے حوالے سے حدیث روایت کرتے تھے حکم نے کہا

وقد سمعته من ابن عبد الرحمٰن ابن ابزی عن ابیه قال عمار

میں نے یہ حدیث ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے سنی وہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ عمار نے کہا

راجع: ۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۱)حدثنا سلیما ن بن حرب قال حدثنا شعبةعن الحکم عن ذر عن ابن

ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطے سے بیان کیا وہ ذر سے وہ

عبد الرحمٰن بن ابزی عن ا بیه انه شهد عمر و قال له عما ر کنا

ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے، وہ اپنے والد سے کہ وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت عمار نے ان سے کہا

فی سریة فاجنبنا وقال تفل فیهما

تھا کہ ہم ایک سریہ میں گئے ہوئے تھے اور ہم دونوں جنبی ہو گئے اور (اس روایت میں ہے کہ) کہا تفل فیهما (بجائے نفخ فیهما کے)

راجع: ۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۲)حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا شعبةعن الحکم عن ذر عن ابن

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطہ سے بیان کیا، وہ ذر سے، وہ ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے

عبدالرحمٰن بن ابزی عن ابیه عبد الرحمٰن قال قال عمار لعمر تمعکت

وہ اپنے والد عبدالرحمٰن سے انھوں نے بیان کیا کہ عمار نے ان سے کہا کہ میں تو زمین میں لوٹ پوٹ گیا، پھر نبی کریم ﷺ

فاتیت النبی ﷺ فقال یکفیک الوجه والکفین

کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف چہرے اور ہاتھوں کا مسح کافی تھا

راجع: ۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۳) حدثنا مسلم بن ابراهیم قال حدثنا شعبةعن الحکم عن ذر عن ابن

ہم سے مسلم بن ابراھیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطے سے بیان کیا، انھوں نے ذر سے وہ ابن

عبد الرحمٰن ابن ابزی عن عبد الرحمٰن قال شهدت عمر قال له عمار

عبد الرحمٰن بن ابزی سے عبد الرحمٰن سے، انھوں نے کہا کہ میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں موجود تھا کہ عمار نے ان سے کہا

وساق الحديث

پھر انھوں نے پوری حدیث (جو اوپر مذکور ہے) بیان کی

راجع: ۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۴) حدثنا محمد بن بشار قال ثنا غندر قال ثنا شعبة عن الحكم عن ذر

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا حکم کے واسطے سے وہ ذر سے وہ

عن ابن عبد الرحمٰن ابن ابزى عن ابيه قال عمار فضرب النبي ﷺ بيده

ابن عبد الرحمٰن بن ابزی سے وہ اپنے والد سے کہ عمار نے بیان کیا، پس نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا

الارض فمسح وجهه و كفيه

اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا

راجع: ۳۳۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

تیمم کے بارے میں دو مسئلے اختلافی ہیں

(۱) ضربات تیمّم (۲) محل تیمم۔

مسئلہ اختلافیہ اولیٰ: ...... ضربات کے بارے میں چار مذہب ہیں۔

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک ایک ہی ضرب ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک دو ضربیں ہیں (ان عند مالک الی الکوعین فرض والی المرفقین اختیار، ج ۳ ص ۱۹)

لیکن واجب ایک ہی ہے دوسری کرو نہ کرو۔

(۳) ابن سیرینؒ کے نزدیک تین ضربیں ہیں ۱۔ ضربة للوجه ۲۔ ضربة للكفين ۳۔ ضربة للذراعين پہلی وجہ کے لئے دوسری کفین کے لئے اور تیسری ذراعین کے لئے [۱]

(۴) چوتھا مذہب جمہور ائمہؒ کا ہے جو یہ ہے کہ دو ضربیں ہیں (۱) ضربة للوجه (۲) ضربة للذراعين

جمهور ائمہؒ کی دلیل:...... مستدرک حاکم کی روایت ہے جو کہ دارقطنی نے نقل کی ہے حضرت جابرؓ سے مروی ہے التیمم ضربة للوجه وضربة للذراعين الى المرفقين [۲] ومنها حديث ابن عمرؓ رواه الدارقطني مرفوعا من حديث نافعؒ عن ابن عمرؓ عن النبي ﷺ قال " التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين [۳]

مسئلہ اختلافیہ ثانیہ:...... محل تیمم:

۱۔ امام احمدؒ کا مذہب کفین کا ہے۔

۲۔ جمہورؒ کا مذہب الی المرفقین فرض ہے۔

۳۔ اور امام زہریؒ کا مذہب الی الآباط ہے۔

۴۔ ایک شاذ مذہب نصف ساعدین کا ہے۔

۵۔ مالکیہؒ کے نزدیک کفین کا مسح فرض ہے اور الی المرفقین کا سنت ہے [۴]

جمہور ائمہ کی دلیل:...... مذکورہ روایت جابرؓ ہی ہے۔

مذهب البخاریؒ:...... امام بخاریؒ دونوں مسئلوں میں امام احمدؒ کی تائید فرمارہے ہیں۔ التيمم للوجه والكفين کا اکٹھا ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ دونوں کے لئے ضربہ واحدہ ہے۔ اور کفین سے معلوم ہوا کہ کفین تک ہے۔ امام بخاریؒ نے پانچ سندوں سے ایک ہی روایت نقل کی ہے۔ امام بخاریؒ نے پانچ سندیں ذکر کیں اور پھر

---

[۱] (ع ج ۳ ص ۱۹) [۲] (ع ج ۳ ص ۲۰) [۳] (ع ج ۳ ص ۱۹) [۴] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۱۱۱)

بخاری کی سندیں۔ تو جمہورؒ پر افسوس ہے کہ وہ نہ مانیں۔ تو معلوم ہوا کہ نقہ کے لئے اس سے بھی زیادہ علم اور فہم کی ضرورت ہے۔ امت نے آئمہ اربعہؒ کو مجتہد متبوع مانا امام بخاریؒ کو نہیں مانا محدثینؒ نے بھی ائمہ اربعہؒ کی تقلید کی ہے۔ امام بخاریؒ کی نہیں [1]

جواب: ...... حضرت عمارؓ سے جو تیمم کی روایات ہیں ان کے تین مواقع ہیں۔

موقعہ اول: ...... ایک وہ موقعہ جبکہ آیت تیمم نازل ہوئی، اور حضور ﷺ نے تیمم کا طریقہ سکھلایا۔

موقعہ ثانی: ...... حضرت عمرؓ اور حضرت عمارؓ جنبی ہوئے اور حضرت عمارؓ زمین پر لوٹ پوٹ ہوگئے، حضرت عمارؓ فرماتے ہیں **فتمرغت في الصعيد كما تمرغ الدابة** [2]

موقعہ ثالث: ...... جب کہ حضرت عمرؓ سے جنبی نے مسئلہ پوچھا حضرت عمرؓ نے انکار کیا تو حضرت عمارؓ نے حدیث سنائی اور وہ واقعہ یاد دلایا۔

سوال: ...... پہلے موقع پر عمارؓ کی روایت کیا ہے؟

جواب ا: ...... مسند بزاز میں صاحب سنن آثار نے نقل کیا ہے، کہ اس وقت کی روایت یہ ہے **التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة للذراعين**۔

جواب ۲: ...... دوسرے موقعہ پر ان سے جو روایت ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا **انما يكفيك هكذا** اس میں تیمم کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ تیمم معہود کی طرف اشارہ ہے۔

جواب ۳: ...... تیسرے موقعہ پر بھی حضرت عمارؓ نے وہی بات یاد دلائی تو دونوں آخری موقعوں پر اشارہ **الى التيمم المعهود** ہے۔ اور پہلے موقع پر تعلیم ہے اس کو یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ پانچ طریقوں سے استدلال ہے۔ باقی یہاں پر دو اشکال ہیں جنکے جواب پہلے باب کے اخیر میں ذکر کئے جا چکے ہیں۔

---

[1] (فیض الباری ج ۱ ص ۴۰۲) [2] ع ج ۴ ص ۲۶)

(۲۳۸)

باب الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه من المآء

پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے جو پانی نہ ہونے کی صورت میں کفایت کرتی ہے

وقال الحسن يجزيه التيمم ما لم يحدث وام ابن عباس وهو متيمم وقال يحيىٰ

اور حسن نے فرمایا کہ جب تک وضو توڑنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے تیمم اس کیلئے کافی ہے اور ابن عباسؓ نے تیمم

بن سعيد لابأس بالصلوٰة على السبخة والتيمم بها

کر کے امامت کی اور یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ زمین شور والی زمین پر نماز پڑھنے اور اس پر تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۵) حدثنا مسدد قال ثنا يحيى بن سعيد قال ثنا عوف قال ثنا ابو رجآء

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا

عن عمران قال كنا في سفر مع النبي ﷺ وانا اسرينا حتى كنا في اخر الليل

عمرانؓ کے حوالہ سے انھوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم چلتے رہے اور جب رات کا آخری حصہ آپہنچا

وقعنا وقعة و لا وقعة احلىٰ عند المسافر منها

تو ہم نے پڑاؤ ڈالا، اور مسافر کیلئے اس وقت کے پڑاؤ سے زیادہ لذت والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو (ہم اس طرح غافل ہو کر سوئے)

فما ايقضنا الا حر الشمس فكان اول من استيقظ فلان ثم فلان ثم فلان

کہ ہمیں سورج کی تپش کے سوا کوئی چیز بیدار نہ کر سکی، سب سے پہلے بیدار ہونے والا شخص فلاں تھا، پھر فلاں بیدار ہوا پھر فلاں

يسميهم ابو رجآء فنسي عوف ثم عمر بن الخطاب الرابع

ابورجاء نے ان سب کے نام لیے لیکن عوف کو یہ نام یاد نہیں رہے تھے پھر چوتھے نمبر پر جاگنے والے عمر بن خطابؓ تھے

وكا ن النبي ﷺ اذانا م لم نو قظه حتى يكو ن هو يستيقظ لا نا لا ندرى

اور جب نبی کریم ﷺ استراحت فرماہوتے تو ہم آپکو جگاتے نہیں تھے، آپ خود بیدار ہوتے تھے کیونکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا

ما يحدث له في نو مه فلما ا ستيقظ عمر ورأى ما اصاب النا س وكان رجل جليدا

کہ آپؐ پر خواب میں کیا نازل ہورہا ہے، جب حضرت عمرؓ جاگے اور لوگوں کی حالت دیکھی، اور عمرؓ ایک دبنگ آدمی تھے

فكبرور فع صو ته بالتكبير فمازال يكبرو رفع صوته بالتكبير حتى

زور زور سے تکبیر کہنے لگے، اسی طرح باواز بلند آپ اس وقت تک تکبیر کہتے رہے جب تک کہ نبی کریم ﷺ

استيقظ لصوته النبي ﷺ فلما استيقظ شكوا اليه الذى اصابهم

انکی آواز سے بیدار نہ ہو گئے جب آپؐ بیدار ہوئے تو لوگوں نے پیش آمدہ صورت کے متعلق آپؐ سے عرض کیا

فقال لا ضير اولا يضير ارتحلوا فارتحل فسار غير بعيد ثم نزل

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نقصان نہیں۔ سفر شروع کرو، پھر آپ ﷺ چلنے لگے اور تھوڑی دور چل کر آپؐ ٹھہر گئے

فدعا بالوضوء فتوضأ ونو دى بالصلوة فصلى بالنا س فلما ا نفتل من صلوته

پھر وضو کیلئے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا، اور اذان کہی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی، جب آپ نماز ادا فرما چکے

اذا هو برجل معتزل لم يصل مع القوم قال ما منعك يا فلان

تو ایک شخص پر آپؐ کی نظر پڑی جو الگ کھڑا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے فلاں

ان تصلى مع القوم قال اصابتني جنابة و لا مآء

تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ انھوں نے جواب دیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی ہے اور پانی موجود نہیں

قال علیک با لصعید فانه یکفیک ثم سار النبی ﷺ فا شتکی الیه النا س من العطش

ان سے آپ نے فرمایا کہ پاک مٹی سے کام نکال لو، یہی کافی ہے پھر نبی کریم ﷺ نے سفر شروع کیا تو لوگوں نے پیاس کی شکایت کی

فنزل فدعا فلانا کان یسمیه ابورجآء نسیه عوف و دعا علیا

آپ ٹھہر گئے اور فلاں کو بلایا، ابورجاء نے ان کا نام لیا تھا لیکن عوف کو یاد نہیں رہا اور علیؓ کو بھی طلب فرمایا

فقال اذهبا فابتغیا المآء فانطلقا فتلقیا امرأة بین

ان دونوں صاحبان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ پانی کی تلاش کرو، یہ تلاش میں نکلے۔ راستہ میں ایک عورت ملی

مزادتین او سطیحتین من مآء علی بعیر لها فقال لها این الماء

جو پانی کے دو مشکیزے اپنے اونٹ پر لٹکائے ہوئے سوار جارہی تھی۔ انھوں نے ان اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟

قالت عهدی بالماء امس هذه الساعة ونفرنا خلوفا

تو اس نے جواب دیا کہ کل اس وقت میں پانی پر موجود تھی اور ہمارے قبیلے کے افراد پیچھے انتظار میں ہیں

قالا لها انطلقی اذا قالت الی این قالا الی رسول الله ﷺ قالت الذی

انھوں نے اس سے کہا، اچھا ہمارے ساتھ چلو، اس نے پوچھا کہاں تک؟ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

یقال له الصا بی قالا هو الذی تعنین فانطلقی فجآء ا بها الی رسول الله ﷺ

اس نے کہا اچھا وہی جسے صابی کہا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا یہ وہی ہیں جسے تم مراد لے رہی ہو، اچھا اب چلو، یہ حضرات اس عورت کو

وحدثاه الحدیث قال فاستنزلوها عن بعیرها

آنحضور ﷺ کی خدمت مبارک میں لائے اور واقعہ بیان کیا۔ عمرانؓ نے بیان کیا لوگوں نے اسے اونٹ سے اتارا

ودعا النبی ﷺ بانآء ففرغ فیه من افوا ه المزادتین او السطیحتین واوکا افواههما واطلق العزالی

پھر نبی کریم ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا دونوں مشکیزوں کے منہ اس میں کھول دیئے پھر ان کے منہ بند کردیا سکے بعد نیچے کے حصے کے سوراخ کھول دیا

ونو دی فی الناس ا سقوا وا ستقو ا فسقی من سقی واستقی من شآء وکان

اورتمام لشکر میں منادی کردی گئی کہ خود بھی سیر ہو کر پئیں اور جانوروں وغیرہ کو بھی پلائیں۔ پس جس نے چاہا سیر ہو کر پانی پیا اور پلایا

آخر ذاک ان اعطی الذی اصابته الجنا بة اناءً من مآء قال اذهب فافر غه علیک

آخر میں اس شخص کو بھی ایک برتن میں پانی دیا گیا جسے غسل کی ضرورت تھی، آپ ﷺ نے فرمایا لے جاؤ اور غسل کرلو

وهی قائمة تنظر الی ما یفعل بماء ها وایم الله لقد اقلع عنها وانه

وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی۔ کہ اس کے پانی کا کیا حشر ہو رہا ہے، اور خدا کی قسم جب پانی کا لیا جانا ان سے بند ہوا تو

لیخیل الینا انها اشد ملئة منها حین ابتدأ فیها فقال النبی ﷺ اجمعو ا لها

ہم دیکھ رہے تھے کہ اب مشکیزوں میں پانی پہلے سے بھی زیادہ ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اسکے لئے جمع کرو

فجمعوا لها من بین عجوة و دقیقة وسویقة حتی جمعوا لها طعاما فجعلوه

(کھانے کی چیز) لوگوں نے اس کیلئے (عجوہ کھجور کا) آٹا اور ستو اکٹھا کردیے جب خاصی مقدار میں یہ سب کچھ جمع ہو گیا

فی ثوب وحملوها علی بعیر ها ووضعو الثو ب بین یدیها فقا ل لها تعلمین

تو اسے لوگوں نے ایک کپڑے میں کردیا، عورت کو اونٹ پر سوار کر کے اس کے سامنے وہ کپڑا رکھ دیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا

مارزئنا من مآئک شیئا و لکن الله هو الذی اسقانا فاتت اهلها

کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے تمھارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی، لیکن خداوند تعالی نے ہمیں سیراب کردیا، پھر وہ اپنے گھر آئی

وقد احتبست عنهم قالوا ما حبسک یا فلانة قالت العجب

کافی دیر ہو چکی تھی اس لیے گھر والوں نے پوچھا کہ فلانی! اتنی دیر کیوں ہوئی؟ اس نے کہا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے

لقینی رجلان فذهبا بی الی هذاالرجل الذی یقال له الصا بیٔ ففعل کذا وکذا

مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے صابی کہا جاتا ہے وہاں اس طرح کا واقعہ پیش آیا

فواللّٰہ انہ لا سحر الناس من بین ھذہ وھذہ وقالت باصبعیھا الوسطٰی والسبابۃ فرفعتھما الی السمآء

خدا کی قسم وہ تو اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے اور اس نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا

تعنی السماء والارض اوانہ لرسول اللّٰہ حقا فکان المسلمون بعد یغیرون علی من حولھا من المشرکین

اس کی مراد آسمان اور زمین سے تھی یا پھر وہ واقعی اللہ کا رسول ہے اس کے بعد جب مسلمان اس قبیلہ کے قرب وجوار کے مشرکین پر حملہ آور تے

ولایصیبون الصرم الذی ھی منہ فقالت یوما لقومھا ما اری

لیکن اس گھرانے کو جس سے اس عورت کا تعلق تھا کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے ایک دن اس نے اپنی قوم کے افراد سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ

انّ ھؤلآء القوم قد یدعو نکم عمدا فھل لکم فی الا سلا م فاطاعو ھا

یہ لوگ تمھیں قصدا چھوڑ دیتے ہیں تو کیا اسلام کی طرف تمھارا کچھ میلان ہے؟ قوم نے عورت کی بات مان لی،

فدخلو فی الاسلام قال ابو عبد اللّٰہ صبأ خرج من دین الیٰ غیرہ

اور اسلام لے آئے ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ صبأ کے معنی ہیں اپنا دین چھوڑ کر دوسرے کا دین اختیار کر لینا

وقال ابو العالیۃ الصابئین فرقۃ من اھل الکتاب یقرؤن الزبور

اور ابوالعالیہ نے کہا ہے کہ صابی اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے۔ یہ لوگ زبور پڑھتے تے

انظر: ۳۴۸، ۳۵۷۱ عمران بن حصین: کل مرویات: ۱۸۰

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ((علیک بالصعید فانہ یکفیک))

﴿تحقیق وتشریح﴾

صعید طیب:...... یعنی پاک مٹی، مسلمان کے لئے پانی کی جگہ کافی ہے۔ امام بخاریؒ اس باب میں دو مسئلوں میں جمہورؒ کی تائید فرما رہے ہیں۔

مسئلہ اولی:...... تیمم کے لئے جنس ارض ہونا کافی ہے یا ارض منبت؟ امام شافعیؒ ثانی کے قائل ہیں۔ جمہورؒ کہتے کہ ہر

مٹی سے تیمم ہوسکتا ہے۔

دلیل امام شافعیؒ: ......**فتیمموا صعیدا طیبا** (پ۵سورۃ النساء) طیب سے استدلال ہے۔

جواب:......جمہورؒ کہتے ہیں طیب سے مراد پاک ہے۔

جمہور ائمہؒ کے دلائل:......

دلیل اول:......امام بخاریؒ نے یحیٰی بن سعیدؒ کے قول سے استدلال کیا **لاباس بالصلوۃ علی السبخة والتیمم بها** لے

دلیل ثانی:......حضرت عمرانؓ کی طویل حدیث میں جس میں یہ الفاظ ہیں **علیک بالصعید** طیب کی قید نہیں ہے۔

مسئلہ ثانیہ:......تیمم طہارت مطلقہ ہے یا طہارت ضروریہ؟ امام شافعیؒ ثانی کے قائل ہیں۔ کہ اگر ایک نماز پڑھ لی ہے تو دوسری نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ایک وقت کی پڑھ لی ہے تو دوسرے وقت کی نہیں پڑھ سکتے۔

امام صاحبؒ طہارت مطلقہ کے قائل ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی دلیل:...... **وقال الحسنؒ یجزئه التیمم مالم یحدث** ۲ے

مسئلہ ضمنیہ:......جمہورؒ کے نزدیک متیمم متوضی کا امام بن سکتا ہے۔ بخلاف امام محمدؒ کے۔ امام محمدؒ کے نزدیک امام نہیں بن سکتا۔ امام بخاریؒ نے اس پر استدلال کیا **وام ابن عباسؓ وھو متیمم۔**

سوال:...... حدیث الباب میں مذکور واقعہ کہاں کا ہے؟ اور کہاں پیش آیا؟ اور کیا ایک ہی واقعہ ہے یا متعدد مرتبہ پیش آیا؟

جواب:......اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔

(۱) بعض کہتے ہیں کہ خیبر سے واپسی کا ہے اور یہ روایت مسلم شریف میں ہے۔

(۲) **قال البعض لیلة التعریس** کا واقعہ ہے۔

(۳) ابوداؤد میں ہے کہ حدیبیہ سے واپسی کا ہے۔

لے (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۲) (بخاری ج ۱ ص ۴۹) ۲ے (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۳) (بخاری ج ۱ ص ۴۹)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ تبوک کے راستے کا ہے۔

(۵) بعض نے کہا جیش الامراء کا ہے۔ راجح یہ ہے کہ یہ واقعہ جو یہاں بیان ہو رہا ہے خیبر سے واپسی کا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ متعدد مرتبہ پیش آیا ہے۔

كنا في سفر مع النبي ﷺ: اختلفوا في تعيين هذا السفر ففي صحيح مسلم من حديث ابي هريرةؓ انه وقع عند رجوعهم من خيبر وفي حديث ابن مسعودؓ رواه ابو داؤد اقبل النبي ﷺ من الحديبية ليلا فنزل فقال من يكلؤنا فقال بلالؓ انا وفي حديث زيد بن اسلمؓ مرسلا اخرجه مالك في الموطا "عرس رسول الله ﷺ ليلا بطريق مكة ووكل بلالاً" وفي حديث عطاءؓ بن يسار مرسلا رواه عبد الرزاقؒ ان ذلك كان بطريق تبوك وكذا في حديث عقبة بن عامرؓ رواه البيهقيؒ في الدلائل وفي روايت لابي داودؒ كان ذلك في غزوة جيش الامراء (ع ج ۳ ص ۲۷) ووقعنا وقعة: اى نمنا نومة كانهم سقطوا عن الحركة فى عوف: ليس من كلام عمران بن حصينؓ وانما هي من كلام الراوي وعوف هو عوف الاعرابي المذكور في الاسناد (ع ج ۳ ص ۲۷) فكان اول من استيقظ ابوبكرؓ: فعلى هذا فابوبكر هو احد المستيقظين من الاربعة اولا والرابع هو عمرؓ بن الخطاب وبقي اثنان من الذين عدهم ابو رجاء ونسيهم عوف الاعرابي وبعضهم عين الثاني والثالث بالاحتمال فقال يشبه ان يكون الثاني عمران راوي القصة والثالث من شارك عمرانؓ في رواية هذه القصة وهو ذومخبرؓ فانه قال في حديث عمر بن امية رواه الطبراني (ع ج ۳ ص ۲۷) اذا هو برجل: ...لم يعلم اسمه وقال صاحب التوضيح هو خلادؓ بن رافع بن مالك الانصاري اخو رفاعةؓ (ع ۹ ۳) فدعا فلان: هو عمرانؓ بن حصين راوي الحديث. من بين عجوة: العجوة تمر من اجود التمر بالمدينة (ع ج ۴ ص ۳۰) ما رزئنا من ماء ك شيئا: بفتح الراء وكسر الزاي اى ما نقصنا (ع ج ۴ ص ۳۱) الصرم: بكسر الصاد المهملة وهو ابيات من الناس مجتمعة والجمع اصرام وقال ابن سيدةؒ الصرم الابيات المجتمعة المنقطعة من الناس والصرم ايضا الجماعة بين ذلك والجمع اصرام واصاريم وصرمان والاخيرة عن سيبويه (ع ج ۳ ص ۳۱) ذكر استنباط الاحكام منه. الاول: ...فيه استحباب سلوك الادب مع الاكابر كما في فعل عمرؓ في ايقاظ النبي ﷺ. الثاني: فيه اظهار التاسف لفوات امر من امور الدين. الثالث: فيه ان من اجنب ولم يجد ماء فانه يتيمم لقوله ﷺ "عليكم بالصعيد". الرابع: **فيه ان العالم اذا راى امرمجملا يسال فاعله عنه ليوضحه فيوضح له هو وجه الصواب.** الخامس: فيه استحباب الاذان للفائتة. السادس: فيه جواز اداء الفائتة بالجماعة۔ (ع ج ۳ ص ۳۱) السابع: فيه مشروعية قضاء الفائت الواجب وانه لا يسقط بالتاخير. فائدة: فيه من دلائل النبوة حيث توضؤوا وشربوا وسقوا واغتسل الجنب مما سقط من العزالي وبقيت المزادتان مملوءتان ببركته وعظيم برهانه ﷺ وكانوا اربعين (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۳) کیونکہ روایات مختلف ہیں کسی میں ہے کہ آپ پہلے جاگے اور کسی میں ہے کہ ابوبکرؓ پہلے جاگے (ع ج ۳ ص ۲۷)

وقال الحسن: اى قال الحسن البصري يكفيه التيمم الواحد ما لم يحدث اى مدة عدم الحدث. والقصد ان التيمم حكمه حكم الوضوء في جواز اداء الفرائض المتعددة به والنوافل مالم يحدث باحد الحدثين وهو قول اصحابنا وبه قال ابراهيم وعطاء

وابن المسیب والزہری واللیث والحسن بن حیؒ وداود بن علیؒ وھو المنقول عباسؓ وقال الشافعیؒ یتمم لکل صلاۃ فرض وبہ قال مالکؒ واحمدؒ واسحاقؒ وھو قول قتادۃ وربیعۃ ویحیی بن سعید الانصاری وشریکؒ واللیثؒ وابی ثورؒ ثم ان البخاریؒ ذکر عن الحسنؒ معلقا ووصلہ ابن ابی شیبۃ حدثنا ھشیم عن یونس عن الحسنؒ قال "لا ینقض التیمم الا الحدث"، وحکاہ ایضا عن ابراھیمؒ وعطاءؒ ووصلہ ایضا عبد الرزاق ولفظہ "یجزی التیمم مالم یحدث ووصلہ ابو منصور ایضا ولفظہ "التیمم بمنزلۃ الوضو اذا توضات فانت علی وضو حتی تحدث (ع ج ۴ص۲۳) وام ابن عباسؓ وھو متیمم (ع ج ۴ص۲۴)(فتح الباری ج ۱ص ۴۴۲)(بخاری ج ۱ص ۴۹)(فیض الباری ج ۱ص ۴۰۹)ھذا التعلیق وصلہ ابن ابی شیبۃ والبیھقی ایضا باسناد صحیح ثم وجہ مناسبۃ ھذا للترجمۃ من حیث ان التیمم وضو المسلم فاذا کان کذلک تجوز امامۃ المتیمم للمتوضی کامامۃ المتوضی فدل ذلک علی ان التیمم طھارۃ مطلقۃ غیر ضروریۃ اذلو کان ضروریا لکان ضعیفا ولو کان ضعیفا لما ام ابن عباس وھو متیمم بمن کان متوضا وھذا مذھب اصحابنا وبہ قال الثوریؒ والشافعیؒ واحمدؒ واسحاقؒ وابو ثورؒ وعن محمد بن الحسنؒ لا یجوز وبہ قال الحسن بن حیؒ وکرہ مالکؒ وعبد اللہ بن الحسنؒ ذلک فان فعل اجزاہ وقال ربیعۃ لا یؤم المتیمم من جنابۃ الامن ھو مثلہ وبہ قال یحیی بن سعیدؒ الانصاری وقال الاوزاعیؒ لا یؤم الا اذا کان امیرا کذا قالہ ابن حزم .فان قلت قد روی عن جابرؓ مرفوعا "لایؤم المتیمم المتوضئین"، وعن علیؓ بن ابی طالب موقوفا "لایؤم المتیمم المتوضئین ولا المقید المطلقین"، قلت ھذان حدیثان ضعیفان ضعفھما الدار قطنی وابن حزم وغیرھما (ع ج ۴ص۲۴) وقال یحیی بن سعیدؒ (ع ج ۴ص۲۴) (فتح الباری ج ۱ص۴۴۲)(بخاری ج ۱ص۴۹)(فیض الباری ج ۱ص۴۰۹)السبخۃ بفتح حروفھا کلھا واحدۃ السباخ فاذا قلت ارض سبخۃ کسرت الباء وقال ابن سیدۃ ھی ارض ذات ملح ونز وجمعھا سباخ وقد سبخت سبخا فھی سبخۃ واسبخت وقال غیرہ ھی ارض تعلوھا ملوحۃ لا تکاد تنبت الا بعض الشجر (ع ج ۴ص ۲۵)حدثنا مسدد ۔(ع ج ۴ص۲۵)(فتح الباری ج ۱ص۴۴۲)(بخاری ج ۱ص۴۹)مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "علیک بالصعید فانہ یکفیک"، عمرانؓ بن حصین بضم الحاء المھملۃ وفتح المھملۃ ایضا اسلم عام خیبر وروی لہ عن رسول اللہ ﷺ مائۃ حدیث وثمانون حدیثا للبخاری منھا اثنی عشر بعثہ عمرؓ الی البصرۃ لیفقھھم وکانت الملائکۃ تسلم علیہ وکان قاضیا بالبصرۃ ومات بھا سنۃ اثنین وخمسین (ع ج ۴ص۲۶)

سوال:..... حضورﷺ اور صحابہ کرامؓ خلاصہ کائنات ہیں اور صافی القلوب ہیں کتنے تعجب کی بات ہے کوئی بھی نہیں جاگا۔

جواب :..... یہ نوم تشریع احکام کے لئے تھی[۱] جیسا کہ تشریع احکام کے لئے آپ ﷺ پر سہو طاری ہوجاتا تھا چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں۔

سوال:..... آپ ﷺ کا ارشاد ہے ان عینای تنامان ولاینام قلبی[۲] یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف ہے۔

جواب اول:..... سورج کے طلوع وغروب کا تعلق آنکھوں سے ہے دل سے نہیں [۳]

جواب ثانی:..... ولاینام قلبی ایک عمومی حالت تھی کوئی حالت اس سے تشریع احکام کے لئے مستثنی بھی ہوسکتی ہے [۴]

ارتحلوا:.....

---

[۱](من اثبات حکم واظہار شرع۔ ع ج ۴ص۲۸)[۲](ع ج ۴ص۲۸)[۳](فتح الباری ج ۱ص ۴۴۳)[۴](فتح الباری ج ۱ص۴۴۳)

سوال:...... آپ ﷺ نے چلنے کا حکم کیوں فرمایا؟

جواب:......اس تعلیل میں احنافؒ وشوافعؒ کا اختلاف ہے احنافؒ کراہت وقت کو علت قرار دیتے ہیں اور شوافع کراہت مکان کو علت بتاتے ہیں [1]

ففرغ من افواه المزادتين:......

سوال:......عجیبہ کا جبراً پانی روک لیا گیا تو تصرف فی ملک الغیر کیسے جائز ہوا؟

جواب اول:......یہ مضطر کیلئے جائز ہے۔ جبکہ ادائیگی ضمان کا بھی خیال ہو لیکن **غیر باغ ولا عاد**۔ یعنی نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو اور نہ لذت حاصل کرنیوالا ہو۔

جواب ثانی:......تصرف فی ملک الغیر للاضرار جائز نہیں للنفع جائز ہے۔ دیوار گر رہی تھی آپ نے سیدھی کر دی، کپڑا کسی کا پھٹا ہوا تھا آپ نے سی دیا، برتن ٹوٹا ہوا تھا آپنے جوڑ دیا تو اس عورت کا نفع مقصود تھا، پانی بھی اسے زیادہ مل گیا کھانا بھی مل گیا۔

جواب ثالث:......تلافی کے ساتھ تصرف فی ملک الغیر جائز ہو جاتا ہے، جبکہ اس کو راضی کر لیں اور وہ خوش ہو جائے تو یہاں بھی ایسے ہی ہے۔

الصابئین:......اسکی تشریح میں چار اقوال ہیں۔

القول الاول:......بعض کہتے ہیں کہ مجوس نصاریٰ کے درمیان ایک قوم ہے،

القول الثانی:......بعض کہتے ہیں کہ ایک فرقہ ہے جس کا دین نوح علیہ السلام کا ہے۔

القول الثالث:......بعض کہتے ہیں کی فرشتوں کی پوجا کرنے والے۔

القول الرابع:......بعض کہتے ہیں کہ ستاروں کی پوجا کرنے والے امام بخاریؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہاں صابی اس

---

[1] (فان قلت ما كان السبب في امره ﷺ بالارتحال من ذلك المكان قلت بين ذلك في رواية مسلم عن ابي حازم عن ابي هريرة "فان هذا منزل حضر فيه الشيطان "وقيل كان ذلك لاجل الغفلة وقيل لكون ذلك وقت الكراهة (عینی ج۳ص۴۹)(فیض الباری ج۱ص۴۱۰)

معنی میں نہیں کہ وہ شخص ان فرقوں میں سے کسی کا ہے، بلکہ خروج من دین الی غیرہ کے معنی میں ہے۔

اصب امل :...... انتقال مادہ الی مادہ کیا کہ چلتے چلتے اس کو بھی بتلا جاؤں۔ صبا یصبو بمعنی مال یمیل۔[1]

(۲۳۹)

باب اذا خاف الجنب علی نفسه المرض او الموت اوخاف العطش تیمم

جب جنبی کو (غسل کی وجہ سے) مرض یا جان کا خوف ہو یا پیاس کا اندیشہ ہو (پانی کے کم ہونے کی وجہ سے) تو تیمم کرلے

ویذکر ان عمرو بن العاصؓ اجنب فی لیلة باردة فتیمم وتلا وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ

کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاصؓ کو ایک سرد رات میں غسل کی ضرورت ہوئی تو آپ نے تیمم کیا اور یہ آیت تلاوت کی "اپنی

اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا: فذکر ذلک للنبی ﷺ فلم یعنف

جانوں کو ضائع نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے" پھر اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہوا تو آپ ﷺ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۶) حدثنا بشر بن خالد قال اخبرنا محمد هو غندر عن شعبة عن سلیمان

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہمیں خبر دی محمد نے جو غندر کے عرف سے مشہور ہے۔ شعبہ کے واسطے سے وہ

[1] (فیض الباری ج ا ص ۴۱۰) قال ابو عبداللہ صبا خرج من دین الی غیرہ (ع ج ۳ ص ۳۲) (بخاری ج ا ص ۴۹) (فتح الباری ج ا ص ۴۳۶) وقد هذا التعلیق ابن ابی حاتم من طریق الربیع بن انس عنه وعن مجاهد لیسوا بیهود ولا نصاری ولادین لهم ولا تؤکل ذبائحهم ولا تنکح نساؤهم وکذا روی عن الحسن وابن نجیح وقال ابن زید الصابئون اهل دین من الادیان کانوا بالجزیرة جزیرة الموصل یقولون لا اله الا الله ولیس لهم عمل ولا کتاب ولا نبی ولم یؤمنوا بالنبی ﷺ وعن قتادة وابی جعفر الرازی هم قوم یعبدون الملائکة ویصلون الی القبلة ویقرءون الزبور (عمدة القاری ج ۳ ص ۳۳) (بخاری ج ا ص ۴۹) (فتح الباری ج ا ص ۴۳۶) (فیض الباری ج ا ص ۴۱۱)

عن ابی وائل قال ابو موسی لعبداللہ بن مسعود اذا لم یجد الماء لا یصلی

سلیمان سے وہ ابووائل سے کہ ابوموسیٰؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ اگر (غسل کی ضرورت ہو) اور پانی نہ ملے تو

قال عبداللہ نعم ان لم اجد الماء شهرا لم اصل لو رخصت لهم فی هذا کان

نماز نہ پڑھی جائے عبداللہؓ نے فرمایا ہاں اگر مجھے ایک مہینہ تک پانی نہ ملے تو میں نماز نہ پڑھوں گا۔ اگر اس میں بھی

اذا وجد احدهم البرد قال هکذا یعنی تیمم وصلی قال قلت

لوگوں کو اجازت دی جائے تو سردی محسوس کر کے بھی لوگ تیمم کرلیا کریں گے اور نماز پڑھ لیں گے۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا" میں نے

فاین قول عمار لعمر قال انی لم ار عمر قنع بقول عمار

کہا پھر حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت عمارؓ کے قول کا کیا جواب ہوگا، انھوں نے جواب دیا

کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ حضرت عمرؓ عمارؓ کی بات سے مطمئن ہو گئے تھے

راجع: ۳۳۸☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۷)حدثنا عمر بن حفص قال ثنا ابی قال ثنا الاعمش قال سمعت شقیق بن

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا کہا میں نے شقیق

سلمة قال کنت عند عبداللہ وابی موسیٰ فقال له ابو موسیٰ ارأیت یا ابا

بن سلمہ سے سنا انھوں نے کہا میں عبداللہ (بن مسعودؓ) اور ابوموسیٰ اشعریؓ کی خدمت میں حاضر تھا ابوموسیٰؓ نے پوچھا کہ

عبدالرحمٰن اذا اجنب فلم یجد ماء کیف یصنع فقال عبداللہ

اے ابوعبدالرحمن آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کو غسل کی ضرورت ہو اور پانی نہ ملے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ عبداللہؓ نے فرمایا

لا یصلی حتی یجد الماء فقال ابو موسیٰ فکیف تصنع بقول عمار حین قال

کہ اسے نماز نہ پڑھنی چاہیے تا آنکہ پانی مل جائے۔ اس پر ابوموسیٰ نے کہا کہ پھر عمارؓ کی اس روایت کا کیا ہوگا کہ جب نبی

له النبی ﷺ کان یکفیک قال الم تر عمر لم یقنع بذالک منه
کریم ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ تمہیں صرف (ہاتھ اور منہ کا تیمم) کافی تھا، ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم عمرؓ کو نہیں دیکھتے
فقال ابو موسیٰ فدعنا من قول عمار کیف تصنع بهذه الأیة
کہ وہ عمارؓ کی اس بات پر مطمئن نہیں تھے پھر ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ اچھا عمارؓ کی بات کو چھوڑ دو، لیکن اس آیت کا کیا جواب
فما دریٰ عبدالله ما یقول
دو گے (جس میں جنابت میں تیمم کرنے کی طرف واضح اشارہ موجود ہے) عبداللہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے
فقال انا لو رخصنا لهم فی هذا لا وشک اذا برد علی احدهم المآء ان یدعه ویتیمم
انھوں نے کہا کہ اگر اسکی بھی لوگوں کو اجازت دے دیں تو لوگوں کا کیا حال ہو جائے گا کہ اگر کسی کو پانی ٹھنڈا محسوس ہوا
فقلت لشقیق فانما کره عبدالله لهذا فقال نعم
تو وہ اسے چھوڑ دیا کرے گا اور تیمم کرے گا (اعمش کہتے ہیں کہ) میں نے شقیق سے کہا کہ گویا عبداللہؓ نے اس وجہ سے یہ صورت نا پسند کی تھی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں

راجع: ۳۳۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض باب:...... اس باب میں امام بخاریؒ جمہورؒ کے مسلک کی تائید کر رہے ہیں اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جنبی آدمی کو غسل کرنے کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا جان چلے جانے کا خوف ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔ بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ خوف ہلاکت کی وجہ سے تیمم نہیں کر سکتا عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمرؓ کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے پھر اس میں بحث ہے کہ ان حضرات کا مسلک تھا یا سیاستہ روکتے تھے دونوں قول ہیں البتہ تفصیلی روایتوں سے معلوم ہو جائے گا کہ سدا للذرائع تھا۔

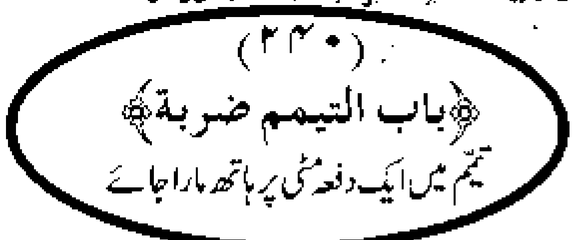
ترجمہ: ای هذا باب یذکر فیه اذا خاف الجنب الخ وقد ذکر فیه حکم ثلاث مسائل ،الاولی: .... اذا خاف الجنب علی نفسه .المرض یباح له التیمم مع وجود الماء وهل یلحق به خوف الزیادة فیه قولان للعلماء والشافعیؒ والاصح عنده نعم وبه قال مالک وابو حنیفةؒ والثوریؒ وعن مالکؒ روایة بالمنع

وقال عطاءؒ والحسنؒ البصری فی روایة لا یستباح التیمم بالمرض اصلا وکرهه طاوس وانما یجوز له التیمم عند عدم الماء واما مع وجوده فلا وهو قول ابی یوسف ومحمد ذکره فی التوضیح وفی شرح الوجیز اما مرض یخاف منه زیادة العلة او بطء البرء فقد ذکروا فیه ثلاث طرق اظهرها ان فی جواز التیمم له قولان احدهما المنع وهو قول احمد واظهرهما الجواز وهو قول الاصطخری وعامة اصحابنا وهو قول مالک وابی حنیفة (عمدة القاری ج۴ ص۳۳) الثانیة اذا خاف الجنب علی نفسه الموت یجوز له التیمم بلا خلاف وفی فتاوی قاضیخان الجنب الصحیح فی المصر اذا خاف الهلاک للبرد جاز له التیمم واما المسافر اذا خاف الهلاک من الاغتسال جاز له التیمم بالاتفاق واما المحدث فی المصر فاختلفوا فیه علی قول ابی حنیفة وشیخ الاسلام ولم یجوزه الحلوانی (عمدة القاری ج۴ ص۳۳)

الثالثة: انه اذا خاف علی نفسه العطش یجوز له التیمم وکذا عندنا اذا خاف علی رفیقه او علی حیوان معه نحو دابته وکلبه وسوره وغیره وفی شرح الوجیز لو خاف علی نفسه او ماله من سبع او سارق فله التیمم ولو احتاج الی الماء لعطش فی الحال او توقعه فی المآل او لعطش رفیقه او لعطش حیوان محترم جاز له التیمم وفی المغنی لابن قدامة او کان الماء عند جمع فساق فخافت المرأة علی نفسها الزنا جاز لها التیمم (عمدة القاری ج۴ ص۳۳)

ویذکر ان عمرو بن العاص اجنب فی لیلة باردة عمرو بن العاص القرشی السهمی ابو عبدالله قدم علی النبی ﷺ فی سنة ثمان قبل الفتح مسلما وهو من زهاد قریش ولاه النبی ﷺ علی عمان ولم یزل علیها حتی قبض النبی ﷺ روی له سبعة وثلاثون حدیثا للبخاری ثلاثة مات بمصر عاملا علیها سنة ثلاث واربعین علی المشهور یوم الفطر صلی علیه ابنه عبدالله ثم صلی العید بالناس. ویذکر تعلیق بصیغة التمریض ووصله ابو داؤد وقال حدثنا ابن المثنی قال حدثنا وهب بن جریر قال حدثنا ابی قال سمعت یحیی بن ایوب یحدث عن یزید بن ابی حبیب عن عمران بن ابی انس عن عبدالرحمن بن جبیر عن عمرو بن العاص قال احتلمت فی لیلة باردة فی غزوة ذات السلاسل فاشفقت ان اغتسلت ان اهلک فتیممت ثم صلیت باصحابی الصبح فذکروا ذلک للنبی ﷺ فقال یا عمرو صلیت باصحابک وانت جنب فاخبرته بالذی منعنی من الاغتسال وقلت انی سمعت الله تعالی یقول ولا تقتلوا انفسکم ان الله کان بکم رحیما فضحک النبی ﷺ ولم یقل شیئا ورواه الحاکم ایضا فی غزوة ذات السلاسل وهی وراء وادی القری بینها وبین المدینة عشرة ایام وقیل سمیت بها لانها بارض جذام یقال له السلسل وکانت فی جمادی الاولی سنة ثمان من الهجرة (ع ج۴ ص۳۴)

حدثنا بشر بن خالد: اذا لم یجد الماء هذا علی سبیل الاستفهام والسؤال من ابی موسی الاشعریؓ عن عبد اللهؓ بن مسعود لو رخصت: ای قال عبدالله لابی موسی لو رخصت لهم فی هذا ای فی جواز التیمم للجنب اذا وجد احدهم البرد وفی روایة الحموی اذا وجد احدکم البرد (ع ج۴ ص۳۴) کان یکفیک ای مسح الوجه والکفین فدعنا من قول عمارؓ ای ترکنا وکلمة دع امر من یدع واماتت العرب ماضیه والمعنی اقطع نظرک عن قول عمار فما تقول فیما ورد فی القرآن وهو قوله تعالی فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا ای تراب بفتح الباء والراء وقال الجوهری بضم الراء والمشهور الفتح فقلت ای قال الاعمش قلت لشقیق فان قلت الواو لا تدخل بین القول ومقوله فلم قال وانما کره قلت هو عطف علی سائر مقولاته المقدرة ای قلت کذا وکذا وانما کره قلت کانه اعتمد علی نسخة فیها وانما بواو العطف والنسخ المشهورة فانما بالفاء (ع ج۴ ص۳۵) وان کنتم جنبا فاطهروا (الآیة پ۶) قال ابن بطال فیه جواز التیمم للخائف من البرد قلت یجوز التیمم للجنب المقیم اذا خاف البرد عند ابی حنیفة خلافا لصاحبیه (ع ج۴ ص۳۶)



(۳۳۸) حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا ابومعاوية عن الاعمش عن شقيق

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہمیں ابومعاویہ نے خبر دی اعمش کے واسطے سے وہ شقیق سے انھوں نے بیان کیا

قال کنت جا لسا مع عبداللّٰہ وابی موسٰی الاشعری فقال لہ ابو موسٰی لوان

کہ میں عبداللہ اور ابوموسی اشعری کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابوموسیٰؓ نے عبداللہؓ سے کہا کہ اگر ایک شخص کو غسل کی

رجلا اجنب فلم یجد الماء شہرا اما کان یتیمم ویصلی قال فقال عبداللّٰہ لا

ضرورت ہو اور وہ مہینہ بھر پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمم کر کے نماز نہیں پڑھے گا، شقیق کہتے ہیں کہ عبداللہ نے جواب دیا کہ

یتیمم وان کان لم یجد شہرا فقال لہ ابوموسٰی فکیف تصنعون بہذہ الایۃ فی

وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے، ابوموسیٰؓ نے اس پر کہا کہ پھر سورۃ مائدہ کی اس آیت کا کیا کریں گے

سورۃ المائدۃ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فقال عبداللّٰہ لو رخص فی

''پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو'' عبداللہ نے جواب دیا کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو جلد

ہذا لہم لاوشکوا اذا ابرد علیہم الماء ان یتیمموا الصعید قلت وانما کرہتم

ہی یہ حال ہو جائیگا کہ پانی اگر ٹھنڈا محسوس ہوا تو مٹی سے تیمم کرلیں گے میں نے کہا گویا آپ لوگوں نے یہ صورت

ہذا لذا قال نعم فقال ابو موسٰی الم تسمع قول عمار لعمر بن الخطاب بعثنی

اس وجہ سے ناپسند کی ہے انھوں نے جواب دیا کہ ہاں، ابوموسی نے فرمایا کہ کیا آپ کو عمارؓ کا عمر بن خطابؓ کے سامنے

رسول اللّٰہ ﷺ فی حاجۃ فاجنبت فلم اجد الماء

یہ قول نہیں معلوم نہیں ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کیلئے بھیجا تھا سفر میں مجھے غسل کی ضرورت پیش آ گئی لیکن پانی نہیں ملا

فتمرغت فی الصعید کما تمرغ الدآبۃ فذکرت ذلک للنبی ﷺ فقال

اس لیے میں نے جانوروں کی طرح لوٹ پوٹ لیا، پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

انما کان یکفیک ان تصنع ہکذا وضرب بکفہ ضربۃ علی الارض

کہ تمہارے لیے صرف اس طرح کرنا کافی تھا اور آپؐ نے ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا پھر ان کو جھاڑ کر بائیں ہاتھ

ثم نفضہا ثم مسح بہا ظہر کفہ بشمالہ او ظہر شمالہ بکفہ ثم مسح بہما وجہہ

سے داہنے کی پشت کا مسح کیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا، پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا

فقال عبداللّٰہ فلم تر عمر لم یقنع بقول عمار وزاد یعلیٰ عن الاعمش

عبداللہ نے اس کا جواب دیا کہ آپ عمرؓ کو نہیں دیکھتے کہ وہ عمار کی بات سے مطمئن نہیں ہوئے تھے اور یعلی نے

عن شقیق قال کنت مع عبداللّٰہ و ابی موسیٰ

اعمش کے واسطے سے شقیق سے روایت میں یہ زیادتی کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں عبداللہؓ اور ابوموسیٰ کی خدمت میں تھا

فقال ابوموسیٰ الم تسمع قول عمار لعمران رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بعثني انا وانت

اور ابوموسیٰ نے فرمایا تھا کہ کیا آپ نے عمار کا یہ قول نہیں سنا جو انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور آپ کو بھیجا پھر مجھے

فاجنبت فتمعكت بالصعيد فاتينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرناه

غسل کی ضرورت ہوگئی اور مٹی میں لوٹ پوٹ لیا، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال کے متعلق کہا

فقال انما كان يكفيك هكذا ومسح وجهه وكفيه واحدة

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں صرف اتنا کافی تھا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا ایک مرتبہ مسح کیا

﴿تحقیق و تشریح﴾

ضربة منصوب على الحال والتقدير هذا باب في بيان صفة التيمم حال كونه ضربة واحدة وفي بعضها بالرفع لانه خبر والتيمم مبتداء (حاشیہ ج ۱ ص ۴۹)

غرض باب: ...... امام بخاریؒ، امام احمدؒ کے مذہب کی تائید فرما رہے ہیں کہ ایک ضرب ہے۔

حدثنا محمد بن سلام: ...... اس حدیث میں الفاظ یوں ہیں ضرب بكفه ضربة على الارض ایک ہی ہتھیلی ما ری اور یہ کسی کا بھی مذہب نہیں معلوم ہوا کہ تعلیم سابق کی طرف اشارہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ تیمم جب وضو کا خلیفہ ہے تو جب وضو میں الی المرفقین ہے تو اس میں بھی الی المرفقین ہوگا

علم ان عمر لم يقنع بقول عمار رضي الله عنهما ووجه عدم قناعته بقول عمار هو انه كان معه في تلك الحالة ولم يتذكر عمر ذلك اصلا ولهذا قال لعمار فيما رواه مسلم عن عبد الرحمن بن ابزى "اتق الله يا عمار فيما ترويه وتثبت فيه فلعلك نسيت او اشتبه عليك فاني كنت معك ولا اتذكر شيئا من هذا (ع ج ۳ ص ۲۷) وزاد يعلى عن الاعمش واحدة: يعني ضربة واحدة وهذا التقدير هو المناسب لغرض البخاري لانه ترجم الباب بقوله باب التيمم ضربة ويحتمل ان يقدر مسحة واحدة وهو الظاهر من اللفظ قال الكرماني ليكون التيمم بالضربتين (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳)



(۳۳۹) حدثنا عبدان قال انا عبدالله قال اخبرنا عوف عن ابي رجاء قال ثنا

ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی کہا ہمیں عبداللہ نے خبر دی، کہا ہمیں عوف نے ابورجاء کے واسطے سے خبر دی کہا ہم

عمران بن حصين الخزاعي ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا معتزلا لم يصل

سے عمران بن حصین خزاعی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ الگ کھڑا ہے اور لوگوں کے ساتھ

فی	القوم	فقال	یافلان	ما	منعک	ان	تصلیَ	فی القوم
نماز میں شریک نہیں ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں تمہیں لوگوں کیساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا ہے								
فقال	یا	رسول	اللہ ﷺ	اصابتنی	جنابة	ولا	مآء	قال
انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے غسل کی ضرورت ہو گئی اور پانی نہیں ہے، آپ نے ارشاد فرمایا								
علیک	بالصعید	فانه	یکفیک					
پھر پاک مٹی سے تیمم ضروری تھا تمہارے لیے یہی کافی ہے								
راجع: ۳۴۴ تنبیہ: نمبروں کی یہ ترتیب" صحیح البخاری مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض" کے مطابق درج کی گئی ہے جو کہ ہمارے دیے گئے احادیث مبارکہ کے نمبروں سے قدرے مختلف ہے۔								

﴿تحقیق و تشریح﴾

یہ باب بلا ترجمہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ باب کا لفظ یہاں صحیح نہیں اس لیے کہ یہ روایت پہلے باب کی ہے اور دوسرے شراح بخاریؒ کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آنے والی روایت سے ضربة واحدة صراحةً ثابت نہیں ہوتا اس لیے امام بخاریؒ نے باب باندھا اور مقصود وہی ضربة واحدة ہے۔ (تقریر بخاری ج ۲ص ۱۲۶)

وقع هکذا باب مجردا عن الترجمة فی روایة الا کثرین ولیس بموجود اصلا فی روایة الاصیلی فعلی روایته یکون الحدیث الذی فیه داخلا فی الترجمة الماضیة (ع ج ۳ص ۳۸)

حدثنا عبدان:.....وهذا الحدیث مختصر من الحدیث الطویل الذی مضی فی باب الصعید الطیب ۔ فان قلت هذا لا یطابق الترجمة لانه لیس فیه التصریح بکون الضرب فی التیمم مرة واحدة قلت ان کان لفظ باب موجودا علی رأس الحدیث فلا یحتاج الی الجواب لانه حینئذ لا اختصاص له بذلک بل للاشارة الی ان الصعید کاف للجنب وغیره وان کان غیر موجود فجوابه انه اطلق ولم یقید بضربة ولا ضربتین واقله یکون مرة واحدة فیدخل فی الترجمة فافهم فانه دقیق (ع ج ۳ص ۳۸) مکتبه دار الفکر بیروت.

تمت بعون اللہ تعالیٰ الجزء الثانی من الخیر الساری فی تشریحات البخاری

ویتلوه الجزء الثالث ان شاء اللہ تعالیٰ نسأل اللہ الاعانة والتوفیق لاتمامه